اگر سہوا ابہی تسبیح درود پاک کو چہوڑین
پائی منور کی تجلی سے غش آیا ہے
ہوئی ہین گوسپند و گرگ اوسکی عدل سے باہم
ے معدوم ہوئی ہین
مانت مین
اسکی بدولت ہے
وحقنے فرمایا
رق ٹہرا تہا
حمایت مین
صدقے مین
کی لذت
فقیرونکے
فرماین
ث اکبر
ـا ہین
انہ سہو
ہے
گر باہر سے کوئی دہقان
مان ہے جو دست خدا شانہ کش گیسو
ہوا گر منتظر ارباب ضلالت کی
س ہے پلہ جو اوسنے اہل عصیان کا

کواکب بہول جائین اپنی اپنی سبحہ گردانی
دہان غنچہ شبنم چوا سے جاتی ہے پانی
شبان وادی ایمن کرے کسکی نگہبانی
سبہونکی توسن فکرت نے کی ہے اسمین جولانی
نہوئی خوش سواد اس مرتبہ اقلیم روحانی
قلم نے لوح پر لکھے اسی سے حکم ربانی
امانت ہے تستم کیواسطے ظل نورانی
شب معراج بنکر کی اسی نے نورافشانی
کہ طوبی کی ملائک کرتی ہین اتنی نگہبانی
لباس کعبے نے پائی اسی سے مشک افشانی
لب نان جوین کے بوسونکو ترسینگی روحانی
نوالہ کہاتے سونیکا دہان سہم مہمانی
کسی گہر مین نکرتے پائے جمعیت پریشانی
برنگ مردہ تابوت سکینہ مین ہے عبرانی
سواہے قدسیونکو پرسے جنکی پاک دامانی
دہوئین کو بہیس مین چہنی لگی زلف پریشانی
کلیجہ اوسکے اعدا کا جو غمسے ہو گیا پانی
سکہا دے خازن جنت کو برسون کار رضوانی
وہانسے خاک اوڑاتی پہرتی ہے کوسون پیشانی
شکنجہ مین فلک کہنچے کتاب مکر شیطانی
ہوئی ہے توبہ ولالہ میان عفت

چراغ جا کے جلالائے غول دوزخ سے — بنائے آتش روشن نشان شہر و دیار
دعائیں مانگتے پھرتے تھے صبح پیری کی — شب شباب سے تھا ہر جوان کو انکار
اداس بتکدہ افسردہ آتش تر تھی — چراغ گور تھی پیمانۂ عقیق نگار
اندھیری گور ابو جہل کی سمجھتے تھے — سیاہ کملیوں کو عابدان شب بیدار
چراغ خانۂ مفلس کی طرح ماہ فلک — پھاٹک کی شام کو نکلا نہ صبح تک نہار
دفور رشک از رکی تھی روشنی کی راہ — اتار دیکھتے تھے صبح حشر دریا پار
تہ زمین بھی نہ تھی آفتاب کی تنویر — چراغ طالع قارون کی طرح تھا بیکار
کلیم نے ید بیضا سے بند کیں آنکھیں — گئے جو وادی ایمن میں ظلمت شب تار
خدا سے کعبہ ہوا طالب لباس سفید — سیاہ رخت سے تھا سیہ پوش بیزار
کفن سے مردوں کی کافور رنگ صبح چھپی — نکال آئی زمانہ سے ظلمت شب تار
اندھیری رات میں یوں تھا ہجوم ابر سیاہ — کہ جیسے اژدہے پر ہو سیاہ دیو سوار
ستارے رات کو جیسے تو ہنسی کو [illegible] — ڈرا رہے تھے لئے دندان زنگی خونخوار
زمانہ بیت حزن سے سر کشیدہ تھا — یہ خوف تھا کہ نہ ہو پائمال جز جوار
بلا رفیق و قلق ہمنشین و غم مہمان — ہزاروں آفتیں دربان فتنہ چوکیدار
سرہانے بیٹھی ہوئی بیکسی لئے رومال — کھڑی تھی پاس کو یاس جائے خدمتگار
کہیں بلند شب خون فوج غم کا غل — کسی مقام میں سیلاب اشک کی تھی پکار
کہیں سے چاک گریبان کی آتی تھی آواز — شکست شیشۂ دل کی کسی طرف جھنکار
کہیں بلند تھی پتھر برسنے کی فریاد — کہیں سے آتی تھی باران تیر کی بوچھار
شہید ہوتی تھیں ایک سمت حسرتیں لاکھوں — جگر کے ٹکڑے کہیں لوٹتے تھے بسمل وار
کہیں مچی تھی دل کشتہ کی صف ماتم — کہیں نکلتے تھے تابوت ہائے صبر و قرار
کہیں [illegible] گشتہ جگر [illegible] — ہزاروں تیر کسی سمت اک جگر کے پار

مین کلیجہ مین تھی چھیڑ ناخن غم کی
بڑھاتی تھی کہین الماس ریزہ دل سوپیادہ

کہین لپٹے تھے سینہ سے تیر کمرکش
کسیطرف کو رگ جان بنی تھی نشترزار

بنا محلہ نئی صحبتین نئے نئے رنگ
عجیب طرح کے ہمسایہ طرفہ

زمانہ بھر کی بلاؤن مین مبتلا تھا مین
خفا مین جان سے تھا جان مجھ سے

ادہر تو کھینچتی تھین سخت جانیان مین
ادہر قضا مرے لیجانیکے لئے

ن طرفہ رد و بدل تازہ کشمکش مین تھا
مرے لئے ہوئی ہستی و مرگ مین تکرار

ہر اک کو دونون مین دعوی فضیلت تھا
ہر ایک رتبہ سے تھے اپنی فضیلت پہ

بیان دعوی ہستی یہ تھا کہ سن اے مرگ
مین تجھ سے بڑھ کر ہون آگاہ مین

مرے طفیل سے قائم ہین آسمان و زمین
مجھی سے ہین مہ و خورشید مطلع ا

مرے سبب سے ہین مہدی دین حق قائم
مرے سبب سے ہین ابدال صاحب

خدا نے کھائی قسم ہستی محمد کی
تو کیا ہے عرش سے بھی ہین ہوئی بلند

مرے سبب سے خضر بنا ہے عالم ہے
مرے سبب سے ہے الیاس صاحب

مرے سبب سے ہے فردوس آشیانۂ دلگیر
مرے سبب سے مسیحا ہے آسمان پر

محیط دہر مین مین ہون برنگ کشتی نوح
ترے وجود مین طوفان قہر کے

مرے پیالہ مین آب حیات ہے لبریز
تری شراب مین مخلوط زہر عقرب

خراب ٹوٹے ہوئے مقبرے تری جاگیر
مرے نصیب مین سونیکے قصر

ترے دماغ کو حاصل عفونت اموات
مرے مشام مین عطر نفیس مشک تتار

جہان بھر مین تباہی تری نحوست سے
زمانہ میرے قدم کے طفیل باغ و بہار

ترے نصیب مین ہین استخوان فرسودہ
مرے کنار مین خوش قطع شاہدان تتار

ترا ہے نام زمانہ مین ہادم اللذات
جہان جان کی بنا کے لئے ہون معمار

خطاب مجھکو دیا سب نے جان شیرین کا
ہر ایک تلخی بے نفع سے ترے بیزار

جو کرے نظر تقویت ضعیفون پر
ابھی ہوا زہ پشت ہفت سبز گ سمن
کرون چمن مین جو خلق عظیم کی تعریف
حضور تاج شفاعت جو رکھینگے سر پر
خفیف شہرۂ یوسف ہو حسن پاک سے یون
ہوا اشارۂ حضرت سے چاند دو ٹکڑے
ہو زمانہ کے دل مین جگہ الف کی ہے
ہزارون معجزے مین ایک ان مین سے قرآن
خدا سے پائینگے جسدن مقام محمود آپ
کرینگے حمد خدا منبر وسیلہ پر
خدائے پاک کریگا حضور کو راضی
کلید دوزخ و فردوس پائینگے حق سے
رہینگے خدمت اقدس مین دوستان خدا
جمال پاک کی اُسدن مین کیا کرون تعریف
فروغ تاج شفاعت سر مبارک پر
سیاہ سرمۂ عرفان سے دیدۂ حق بین -
ضیاء ریش مقدس مین چہرۂ انور
بدن مین آپکے پیراہن تجلے طور
علیؓ و حمزہؓ و جعفرؓ لوائے حمد لئے
تمام حور و ملک جبرئیلؑ و میکائیلؑ
پیمبران خدا ساتھ اہل بیت و شیعہ

تو پنجے پھیر دے شیرون کو دست [?]
کرے جو آب بدوان مین نسیم خلق گذار
تو عطر خلد مین غوطہ لگائے باد بہار
گناہ گارون سے بدلین گے بیگنہ دستار
کہ جیسے پردہ نشین منفعل سر بازار
ہوا کو چہ شق القمر مین کی رفتار
ہزار جان سے انگشت پاک پر ہے نثار
وہی ہے منکر حق ہے
خوشی سے عرش کے پہلو مین
بھرینگے جیب فصاحت مین گ
کھلینگے خلق کو معنے احمد
شفاعت آپکی مقبول ہوگی
جو دشمنان خدا ہین دہ ہونگے
کہ سر سے تا بقدم نور حضرت غف
ہوا سے ہلتے چپ و راست گیسوئے
جمال پاک مین آثار سطلع الانوار
کنار رحل مین قرآن جیسے
رواے نور سر دوش قبلۂ ابرار
ادہر اودہر حسنینؓ اور ائمۂ اطہار
کھڑے ہوئے صفت بنات گان مین [?]
رواں اور سب کے جلو مین صحابۂ ابرار

سنبلستان میں نہیں لالۂ احمر پھولا
بجلی نہیں نظر آتے ہیں سنہری بادل

رات بسکہ نہیں آتی ہے زمانہ میں صبح
سینۂ مرو کی خاطر جو ہے فرد ابکل

پنجۂ شانہ میں پیدا ہوئی انگشت زیاد
دیکھنا شاخ بریدہ میں بھی پھوٹی کونپل

لالہ و گل نظر آتے ہیں لبان مریخ
سال بھر ایکی ہے دنیا میں برابر منگل

سینۂ شیشہ کو بھی نشو و نمائی اس سال
سیر و مینا گرے تاب ہو گویا سنبل

رات کو ناچ میں گاتے ہیں پریا و بہار
پنجشاخہ میں نہ نکلے کہیں تازہ کونپل

باغ سے کم امرا کے نہیں توشکخانے
سبز جو لگا ہو تو کیون کر نہ ہو کاہی مخمل

یوم آئندہ کے اجزا ہوئے مشتاق جز
کیا عجب آج کی ساعت بنی گھڑی نیز کل

کہین باطل نہ ہو خون شہدا کا دعوے
زخم میں پھول گلستان ہے زمین مقتل

شہسوار آتے ہیں گلگشت چمن کو اکثر
باگ کے پودہ ہونے کسطرح نہ پھوڑ کونپل

شام کو تختہ سوسن میں پڑا عکس شفق
خون میں ازرق شامی کی بھری تیغ خجل

ایکی ہر صحبت گل جامع عباسی ہے
فقہا باغ میں کر لیتے ہیں ہر مسئلہ حل

چشم نرگس میں جو سرمہ کی نہ لکھی تحریر
لالہ نے لیکے چراغ آپ ہی پارا کاجل

بھیس میں لالہ و گل کے ہوئیں روحیں محشور
مرد و زنکے جسم ہوئے روح بنا نیک عمل

شفق رنگ بہاری جو حلب میں پھولے
ہمہ آئینہ نہ چھائے گلاسیہ بادل

خبریں اب تختہ سوسن کی اڑاتی ہے ہوا
نیل کا ہاتھ رگڑ سے کہیں ای عز و جل

ہم بغل سبزۂ خوابیدہ سے ہو گلشن میں
خضر صحرا کو اگر خواب میں دیکھو مخمل

گو ڑیالے کے کھلے پھول کہ تارے چھٹکے
صورت چرخ ثوابت ہے نظر میں جنگل

کہیں سنبل کی سیاہی کہیں سوسن کی ہوا
کیا عروسان چمن کرتے ہیں مستی کاجل

لالۂ سرخ ہے جہم گل نسرین کی شفق
چاندنی آئینۂ آب روان کی صیقل

غش ہے جا دو قتاب چاندنی کے پھولوں پر
کیا عجب ہو جو کرے پیر سے سبقت منگل

سبز ہے اخگر منقل جو بقول عسجدی
آگ کو ڈھونڈتے ہیں غول جلا کر مشعل

زعفرانی جو ہوا رنگ طلا ای کی مثال
طرب افزا ہے گلستان میں سنہری جدول

خندۂ کبک سے پیدا ہے صدا نوبت کی
بسکہ کوس لمن الملک بجاتے ہیں جبل

وصف گلہاے بہاریہ میں کہوں وہ مطلع
جسکے نقطوں کی نظارت سے ہے چشم احول

مطلع

لالہ کو ہاتھ لگا تختۂ افسوس میں مل
نیل کے حوض میں شنجرف کیا کسنے حل

جسکے قارورہ سے ہے رنگ نباتی پیدا
بسکہ بیمار ہے ہیں صفت سبزۂ گل

حجلۂ گل میں ہے پوشیدہ مگر کوئی عروس
پنکھڑی جسکے نظر آتے ہیں باہر آنچل

زندہ فیروزۂ مردہ ہوی اس موسم میں
نوجوان کیوں نہ ہو پیر فلک سبز محل

صاف اسدرجہ ہوا ہی کہ خضر اور مسیح
کہتے ہیں عمر رواں سے نہ پھسل دیکھ سنبھل

خوف آتا ہے کہ یہ اس فصل کی جان بخشی سے
کہیں کعبہ کو نہ پھر دوڑ چلیں لات و ہبل

کوئی مرتا نہیں جانداروں میں کیا موسم گل
راحت افزا ہے ہوا چین سے سوتی ہے اجل

آم کے بور کی کثرت سے نہ نکلے باہر
بیٹھ جائے وہیں آواز جو بولے کویل

اپنے معبودونکو بھولے ہیں پرستار وثن
صفت کوہ بڑھے نامیہ ہو لات و ہبل

سبزہ کی نشو و نما سے جو کوئی دے تشبیہ
کیجیے قطع تو پھر وصل ہو چاک مخمل

مد و فصل سے دیوار کی حاجت نہ رہی
سرو قد سایہ کھڑا ہونے لگا ہے بے سل

عارض گل میں نزاکت نے کیا ہے یہ اثر
ہو گیا پنچہ سے زیادہ اثر ضرب مثل

آگ کے بدلے ہیں آتشکدوں میں لالہ و گل
بلبلیں بسکہ نظر آتی ہیں سمندر کے بدل

فصل گل میں یہ لطافت یہ صفا ہے اے شیخ
شکل غلمان ہو مجسم ہو اگر حسن عمل

موسم گل کی رطوبت اثر اپنا جو دکھائے
بعض موجی سے وضو کرنے لگے پنجۂ شل

ہندوؤنکو نہو لاف آتا جیرۂ تسخیر
آتش گل سے نہ جھڑکے کہیں انگشت زحل

میکدہ نکہت گلشن سے بسا ہے ایسا
بوے گل نکلے اگر پھول کی توڑو کوپل

ق
اسقدر جوش نمو ہے کہ بقول عرفی
می نگنجد بصراحی و صراحی بہ بغل

اثر آب ہوا اُنکی بڑہا ہے ایسا
چمن تازہ ہے ہر انجمن اہل و دل

چاندنی مین قدح بادہ جو رکھدے کوئی
دم مین تالاب وہ بنجائے یہ خوشرنگ کنول

شیرونکے بچے نہین کھلتے ہجوم گل سے
کہین باقی نہین صحرا مین جگہ چپارا جنگل

ملک عالم بالا بھی نہین اُڑ سکتے
وہ صفا ہے کہ پھسلتی ہے ہوا پر نکل

سونیکے برج کی پیدا ہے بگولون مین چمک
ڈہاک پھولا تو عجب رنگ پر آیا جنگل

چوکھٹے مین ہے زمرد کے چڑہا آئینہ
گرد تالاب کے ظاہر نہین سبزہ کا جل

ق
اپنی رُشت سی ہین ہزار ریشان جہان
بسکہ سرسبز ہوا ہے ہی ہر ایک دشت و جبل

دست بردار نکیون مہدیکو ملنے سے ہون
طائر رنگ حنا تک نظر آیا ہر پل

نکہت سنبل و ریحان ہو دہوین سے پیدا
جلوۂ شمع مین زلفون کی اگر کلین جل

مزۂ فصل بہاری مین پڑہون وہ مطلع
جسکی لذت سے ہو سب ہجر کی مستاصل

مطلع

چمن لالہ مین آ نکلے جو زنبور عسل +
تلخی افیون کی ہو جاوے حلاوت سے بدل

ایسی موسم مین ہری ہو کے پہلے شاخ نبات
روح حافظ کی نہ بہٹکے طرف دشت و جبل

بحر اخضر مین جو دیدہ کوئی غوطہ مثلاً
ہو زمرد سے کہین اخگر آتش افضل

ہر گہڑی سمت چمن رحمت حق آتی ہے
مصحف گل مین لکھی جاتی ہے وحی منزل

سیکڑون شوب پڑین تو بھی نہ چھوٹے رنگت
دامن گل سے جو چھو جائے تو ہو تنکا انچل

آبرو قطرۂ شبنم جو گلستان کی بڑہائے
آئے فردوس سے تسنیم تو کشمیر سے ڈل

اعتدال آب و ہوا کو ہے یہ اس موسم مین
ہفت قلزم سے ہوا ایک شرارہ چنچل

کھیت کشتون کو ہو ہر باصبا سے سرسبز
کیا تعجب جو کھلے غنچۂ سیم مقتل

آہو چین چرین سبزۂ شبنم آلود
نافۂ مشک بھرے آب گہر سے چھاگل

رگ گل کھینچے جو زنار سلیمانی کو
پریونکی تا رکمر سرخ ہون مثل جدول

پیٹھ پر باغ کو رکھ کر نہ چرا لیجائے
کہین طاوس کی صورت ہین بچہرا دل

تا فلک جوشش طوبت نے کیا ہو طوفان
شبنم باغ ہے تالاب تو خورشید کنول

زرد روی غنچہ مرغان گل صدبرگ ہوئی
بسکہ دنیا سے ہوا رنگ خزان مستاصل

پیچ زلفون کے لئے حورون نے منگوا بیجو
خلد تک دوڑ گئے گیسوے سنبل کے بل

سہرے گل کو میسر ہے کمال ابد سے
کسطرح سلخ ہوا اب ماہ ربیع الاول

قوت نامیہ سے ہے نباتات کو اوج
سر اوٹھا کبھی تو ہم سکتے نہین ثور و حمل

خاک پر سایۂ طاوس سے ہے فرش عجب
بیل بوٹے جو سنہری ہین تو دامانی مخمل

آستینون سے مشابہ نظر آتی ہے جہال
دست مریم سے ہے ہر شاخ شجر دست بغل

دم روح القدس انفاس صبا کو ہے نصیب
مہد ہین نشتی گل کے لئے صحرا و جبل

پانی ہے نشو و نما آب دہن مسواک
شاخ تقریر ہین کسطرح نہ پیدا ہو پھل

سبز ہیبائی ہے ہوا لوٹتے ہوئے لکڑے
بال شیشے کے بنے سنبل تر سے افضل

پھول اوٹھی قلقل مینائے زمرد کی طرح
طوطی سبزہ کو بیکش جو چیڑا ہین اکپل

زخم کشتون کے نہ کیون کر ہون تہ خاک ہرے
سبز ہو ہو گئے زنگار سے تلوار کے پھل

دہن مور مین دانہ کو ہوئی نشو و نما
سبز تر آب عناصر سے ہو کشت امل

سبزۂ وادی ایمن ہے زمرد گویا
دیدۂ اژدر موسیٰ مین نہ پیدا ہو خلل

پر طاوس اگر ٹوٹ کے صحرا مین گرے
مینے کے پھلون سے پوشیدہ ہو سارا جنگل

کاٹ لین تیغ ادا ایکے ترنج پستان
یوسف گل کو اگر دیکھین حسینان چگل

دہن مار مین ہین زہر کے چھالے انگور
اسقدر کیفیت آب و ہوا کا ہے عمل

وہ ہو چپ مین نکلو تو ہو جاے گلابی پوشاک
شبنم باغ جو خورشید سے ہر دست و بغل

خفقانی کو جو تو جا کے بخوبی دینا چاہے
عطر سے خشک نکل آئے زمین صندل

تجکو نفرت جو سیہ چشمی خوبان سے ہو
جو چراغون کی طرف آنکھو نسے ابا کی کاجل

پاک ہر شک ہی دامن عصمت تیرا
جسکے طالب ہین مصلے کیلئے سب مرسل

سایہ اوسکا جو پڑے ہیے گنہگار و پر
سنبل خلد ہو خاشاک معاصی و ذلل

پردہ شاہد اسرار سلونی جو کھلے
سخن علم جہان ہو ہذیان مہمل

نکتۂ علم جو فرمائے تو ہمراہ نبی
شوق مین پیکر جوزا ہے عقل و دل

آپ مردون کو پکارین جو لب شیرین سے
تلخی مرگ چھپے جاکے میان حنظل

تری دیوان عدالت مین بھپا جیسے ورق
عدل کسریٰ کی بنا ہو لقب ثالث مہمل

تخت بلقیس سلیمان الہی اولٹا پھیرے
عدل حضرت جو کرے امراہم کو فیصل

رفعت وار عدالت جو سنی یا مولا
ڈر سے پوشیدہ امیرون کی ہو چور محل

آب حیوان ہو سکندر کے عرق سے پیدا
فیض والا سے جو سیراب ہون نالہ ثم و تل

کعبہ مین لطف شب قدر نظر آجائے
اوڑھ لے خدمت والا مین جو تو کمبل

تعریف شجاعت و شمشیر

جنگ بدر و احد و خندق و خیبر سر کی
تری تلوار کے لنگر سے پسو لات و ہبل

سیکڑون ہجرون میں ہیں ہر مصرع شمشیر حضور
جسکے اوصاف سے سکتے میں ہوی بحر رجل

ایک ہی بال سے ہون سیکڑون لفظین پیدا
طول مین ہے کمر کا جو یہ برق اجل

دو نیم کر دیتی ہے یہ تجزیہ جوہر فرد
اسکے عقدہ سے کھلے عقدۂ لاینحل

آپ اگر نقطۂ موہوم کو اس سے کاٹین
گنتی مین خرمن انجم سے بڑھے ایک خردل

تعریف اسپ والا

کیا کرون اسپ فلک سیر کا اوصاف رقم
سایہ اسکا ہے شب وصل تو تجلی جہل بل

لکھدون تقویم کہن مین جو مین سرعت اسکی
ہم بغل شام ابد سے ہو ابھی صبح ازل

توڑ دے شیشہ سواری ہین جو اک اسکا — کبھی آواز شکست اوس سے ہو دست و بغل

پیچھے نعلون سے شرارہ جو اڑے مشرق ہین — پھرے مغرب سے تو یاقوت ہو بہر ہیکل

نعل کی میخ سے تشبیہ اگر قطب کو دون — طے کرے چشم زدن ہین کئی سو دور زحل

ق

ہنہنا کر جو یہ مشرق سے چلے مغرب کو — آمد و رفت ہین ممکن نہین گذرے اک پل

اسقدر جلد یہ مشرق کو پھرے مغرب سے — اسکے کان تک ہو اسکی صدا دست و بغل

دوڑنے جو سخن تیز روی ہین اسکے — بات کو پائے نہ اندیشۂ عقل و دل

چمن فیض یقینی سے ہے سرسبز جہان — باغ جنت ہین نہین خار و خس لیت و لعل

کنایہ از ترجمہ حدیث شریف

اہل عالم جو ہون بالفرض عدو حضرت کے — خاک اوڑنے لگے فردوس بہین ہو جنگل

سب اگر آپکے تابع ہون تو دوزخ ساون — مختص بیکار ہون تصویر کی جیسی مشتعل

نوش جان دوستو نکو آب حیات ابدی — شیر بادر ترے بدخواہو نکو زہر اجل

مدح خدام ہین ہر معترف عجز منیر — ختم کرتا ہے قصیدہ کو یہ محتاج ازل

انوری عرفی و سودا و سیع خورشید و سحر — اثر لکھنوی اقبال امیران اجل

محتشم بھی ہے ثنائی بھی ہے وحشی بھی ہے — اور بھی انکے علاوہ کئی استاد اکمل

انکے اس وزن و قوافی ہین قصائد ہین نظم — فارسی والون کی تو فکر ہے سب سے اول

مگر ان صاحبون نے بھی نہین کوتاہی کی — ایک سے ایک ہے اس بات ہین اولیٰ اکمل

نوبت اس ہیچمدان کی ہوئی ان سب کے بعد — اب نہین اہل سخن بالتمس عہد اقل

اسکو اون سبکے قصائد سے مقابل کرین — نہین کمتر بھی اگر اوسنے نہ نکلے افضل

دور آخر مرے حصہ ہین دیا ساقی نے — پی گیا اس سے نایاب کی ساری بوتل

درد بھی اب نہین باقی ہے بجز اسکے شراب — وہی اوس سفل کو فکر ہو جسکی استقل

یا وہ ساقی کوثر سے ہوا ہون سرمست — صاف لکھتا ہون کچھ اسمین نہین نقص و خلل

ورنا یاب مین لایا صدف قدرت سے
جنس میرے شعر کی کہن و مستعمل

التزام ایسے قواعد کے کئی ہین جنسے
جن شرائط مین حریفون سے بہ مشکل ہو ذل

اوس زمانہ مین قصیدہ یہ کہا ہے جسنے
کہ مصایب مین گرفتار ہین اعلے اسفل

روز ہوتا ہون نئے شخص کے گہر مین رو پوش
آج پہانسی کی خبر ہے تو اسیری کی کل

ننگ ہے ستر بدن فرش ہر اک کہنہ حصیر
جان و عزت کو تردد کی مصیبت ہر پل

مال و سرمایہ و اسباب ہوا سب برباد
ہر کتابون کے تلف ہونیسے ہر کرب اجل

میری تصنیف سے تہے جتنے رسالے نایاب
اونکے گم ہونیسے ہر لذت ہستی مین خلل

اب یہ ہے عرض شہ عقدہ کشا سے میری
کیجئے ناخن اعجاز سے عقدہ مرے حل

کربلا و نجف پاک مین فرمائیے یاد
حشر کے روز عطا کیجیے جنت مین محل

اس قصیدہ کے صلہ مین مجھے دیجے اطمینان
ترے روضہ مین کرون طاعت معبود اہل

کچھ کمی ہمت عالی مین نہین یا مولا
دین و دنیا مین مجھے چین سے رکھہ دست و بغل

نام لایق نہ ملا ہے یہ قصیدہ ہمکو
براسے ور نجف کہتے ہین عقل اول

عرض کرتا ہون یہ تصنیف کی تاریخ منیر
حکم الہام ہے یہ نظم لاثانی ازل

۱۲

قصیدہ مخاطبہ و الفقار حیدری منقبت حضرت امیر المومنین و زمزمہ استاد عبد الوسع

جند اے تیغ تیز اے مالک ملک قاب
ای فروغ جوہر آتش صفای طبع آب

اے عصاے موسی ای اژدہاے برق دم
ناخن شیر شجاعت افعی زہر عتاب

موج نیل قہر بیزدان کشتی طوفان نوح
اے پل دریاے آتش ای نہنگ قعر آب

اے کج ابروی زمرد رنگ یا قوتی لباس
ای نقاب روی ہستی ای عروس بیحجاب

شام کو ماہ شفق آلود شب کو کہکشان
صبح محشر کو عمود نور دن کو آفتاب

پھر نہ پانی مانگے وہ جسکو کرے سیراب تو
پھر نہ لے کروٹ جسے آئے ترے سایہ مین خواب

جو لب رنگین سے تیرے ایک بوسہ پا گیا
پی لیا زہر آب موت اوسنے برنگ شہد ناب

ناخن شیر فلک ہے جانب اعلیٰ مین تو
سو رہے بستی ہو سماک کو واسطے سیخ کباب

خیریت ہو خط ترے جب تک لفافہ مین ہو بند
نکلے جب باہر تو نبجائے مصیبت کی کتاب

جا لگا عالم وہم ہے تیرے جسم صافی کو لئے
خون جو پیتی ہو تو بنتا ہے وہ موتی کی آب

تیرے جوہر کے چمن کی بلبلین ہین مرغ روح
تیرے چھالون کے لیے مہندی ہے خون شیر و [illegible]

کھا گئی لاکھون کو لیکن پیٹ خالی ہی ترا
غرق خون ہو پر نہین کچھ ہو دن جھکو لال تاب

تیرے ناخن سے گرہ پیشانیون کی کھل گئی
قوس ابرو سے سمند روح ہو پا در رکاب

ایک منہ کو چار منہ کر دیتی ہے تیری زبان
سو دہان زخم ہو رکتا نہین تیرا لعاب

تو نظر آنکھون مین ہو دم سینہ مین منہ مین زبان
کان مین سیماب ہو تو دل مین موج اضطراب

رنگ مین الماس ہو الماس مین جوہر ہو تو
جوہرون مین ابر بجلی ابر بجلی مین تاب

راہ تیری چلنے کی ہو کوچۂ زخم گلو
جادۂ شہر خموشان ہو تری ہر ایک تاب

تیرے سبزہ کے لیے شبنم ہو دریاے حیات
تشنہ جوہر کے آگے صید لاغر ہو عقاب

ہو تری محراب مین سجدۂ شہید و کا قبول
طاق نسیان مین کو رکھدے زندگانی کی کتاب

مد بسم اللہ ہے تو مصحف اسلام کو
باغ جنت کے لیے تو ہو کلید فتح باب

حکم تیرا مثل فرمان قضا ٹلتا نہین
ذکر تیرا صورت سیفی دعاے مستجاب

اے ظفر پیکر سرافشان شیر بخش مغفر شگاف
اے نگار تند خو آتش مزاج آئینہ تاب

تیرے سطر کج سے عاری ہو گئے اعضا کے نثر
مصرع برجستہ تیرا مستقطع نظم رقاب

تیرے قبضہ سے نہین باہر ہین حسن و عشق تک
عاشق و معشوق کو گھیرے ہوے ہے تیری داب

او ترے تو اوج فلک سے مثل وحی ایزدی
اہل ایمان کو تری تعظیم ہے کار ثواب

بوسۂ دست خدا قبضہ ترا پانے لگا
تیرے پھل کی شان مین آیا ہے طوبیٰ کا خطاب

آئے تو جنگ احد مین دست قدرت کے لئے
دو زبانون سے دیا تو نے ہزارون کو جواب

اسطرف بجلی تری چمکی پر جبریل پر
اسطرف تو موج زن بیر العلم مین تیرے آب

لا فتےٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار — وقت مشکل میں بھی مصرع ہے ورد شیخ و شاب
رنگ میں شاخ چمن ہے ڈھنگ میں گلگون ہے — جنگ میں لشکر شکن ہے رنگ میں نوتخاب

در تعریف ذوالفقار و ذوالجناح

ساتھ تیرے کون چل سکتا ہے غیر ذوالجناح — برق آفت دشمنوں کو تو ہے وہ تیر شہاب
سر نکالے جیب صبح حشر سے ایک آن میں — اسکے سایہ میں اگر آ جائے دم بھر آفتاب
ایک مطلع وصف اسپ تو خیالوں میں لکھوں — طے کرے اپنا کمیت خامہ میدان ثواب

مطلع

نرم رفتاری سے دریا میں نہ بگڑے نقش آب — گرم رفتاری سے ہو شور طوفان ہر حباب
عین جولان میں اگر اپنی سبکتاری دکھائے — طفل بدخو کو ہو اسکا وہم آغوش خواب
میٹھی پوئی یہ اگر باد بہاری کو دکھائے — شہد جنت سے سوا میٹھا ہو پھولوں میں گلاب
چلبلے پن کا جو اسکے وصف اجزا میں لکھوں — صورت نبض غزالی پھر کرے ہر سطر کتاب
جائے سو سو آسمان اعمال صالح کی طرح — اسطرف آئے اودھر ہو تو عبادت کا ثواب
کل جو ہونے والی ہو وہ بات سن لے آج ہی — تا بکے پہنچائے یہ گوش قیامت تک جواب
دشت میں ہو پر یہ کشتی یا ہے دریا کی فلس — زیر دریا ہو تو دیکھے نبض ہر موج سراب

لف و نشر مرتب

آئینہ میں کان میں گلشن میں دل میں آنکھ میں — عکس ہے آواز ہے نکہت ہے اندیشہ ہے خواب
سنبلہ دم ماہ سم لاغر میان فربہ کفل — طالع شہباز اقبال ہما اوج عقاب
کہکشان تنگ آسمان نگاہ برسایہ تیغ — تیغ دم آتش قدم گیسو لجام ابرو رکاب
تیز رفتاری میں استاد قدیم اسکا براق — کمترین شاگرد گرد راہ کی برق شتاب
بو ہے یوسف کی اگر کنعان جائے مصر سے — مصر کو اولٹا پھرے تو ہو زلیخا کا شباب

خلاصہ فکر

اسکے نعلوں کا اگر پڑجاۓ پر تو سینے پر
اوڑکے سے رستے مین اپنی روح کو حرز کباب

راکب اسکا جب کرے قصد سواری روز جنگ
باگ قنبر پکڑے جبرئیل امین تھامے رکاب

کون راکب نور حق دست خدا شیر خدا
مصحف ناطق دل وجان نبی ایمان مآب

جسطرف کو یہ پھرے حق بھی اوسی جانب پھرے
یہ یدھر جاۓ اودھر دونو چلے راہ صواب

غزوۂ احزاب مین اک ضرب جسکے ہاتھ کی
بڑھ کے ہے طاعات انس و جن سے تا روز حساب

ذرہ ذرہ کا حساب اوسکو ستاتی ہے زمین
اس لیے اوس نور حق کا نام ٹھہرا بوتراب

کیون نہو اشجع نبی کے بعد وہ کونین سے
اور ہے شیر خدا اسکا زمانہ مین خطاب

اوسکے نعرہ کے مقابل عرصۂ جنگاہ مین
نعرۂ رستم طنین پشہ آواز ذباب

تھا الف اللہ کا مہر نبوت کے لیے
جب چڑھا دوش نبی پر وہ شہ عالیجناب

قد آدم بڑھ گئی معراج سر شان سے علے
دوش حضرت پر ملا کعبہ مین اوج حباب

کعبہ مولد عرش مسند مشہد اوسکا بیت حق
نامۂ اعمال اقدس صفحۂ ام الکتاب

علم و عصمت مین افضل سب سے بعد مصطفے
کر نہین سکتا کوئی اوصاف والا کا حساب

منبر دوش نبی پر خطبۂ رفعت پڑھا
عجب ہے تو کہے لو آپنے پایا خطاب

لاکھ وکھی پیر گردون تھام کر دستار مہر
روضۂ والا کی رفعت کا نہ پائیگا حساب

مصحف ناطق نہ کیون کر اوسکو سمجھین اہل بین
حق نے فرمایا و من عندہ ام الکتاب

علم پیشین اوسکی باغ طبع کا اک برگ خشک
پڑھتے ہین اطفال غنچہ سے سبق اہل کتاب

علم آخر مبتدی پڑھتے ہین اوسکی عہد مین
مثل ابجد درس مین ہے دفتر یوم الحساب

حق تعالے پاسبانی مین گلستان جبرئیل
جب شب ہجرت کیا فرش نبی پر اوسنے خواب

زلف لام عقل کل زنجیر در کیونکر نہو
شہر علم حق پیمبر ہین علی ہے اوسکا باب

مکتب عصمت مین اوسکے ہے خطا حرف غلط
جسم اطفال دبستان پر دہان صاد صاب

قطعہ بصنعت لطیف

سوی میخانہ جو دیکھے وہ نگاہ قہر سے
تاک مین انگور انکو روئین بہان ہو شراب

شیشہ پتھر مین چھپے پتھر نہان ہو کوہ مین
کوہ زیر خاک بہاگے خاک ڈھونڈھے قعر آب

سجدہ مین دانی نظر آئین انا رخلد کے
مزرع دین مین جو اسکی فیض کا برسے سحاب

گنبد گردون بھی چاہے اسکے قلعہ مین پناہ
خیمہ والا کے سایہ مین جو آجائے حباب

پایہ جسکا آیۃ الکرسی ہے وہ ہے تخت پاک
خیمہ اوسکا عرش ہے حبل المتین جسکی طناب

داغ ہوتا کافر مردہ کے دلکا زیر خاک
واسطے اوسکے جو مضطر ہے نہ پھرتا آفتاب

بیضہ عنقا کی زردی و سفیدی سنگ کی
سونے چاندی سے جو تھا اوس نے رخ کو عتاب

ظلم کے دبتے چھڑا اسے اوسکے بحر عدل لے
ہے کتان کو واسطے صابون قرص ماہتاب

عدل سے اوسکے قوی کمزور کر ڈھونڈھین پناہ
شہپر عصفور ہو تعویذ بازوی عقاب

دیکھتی اوسکی اگر رنگ شہادت کی بہار
چاہتی زلف شب معراج مہندی کا خضاب

موم ہو فولاد پتھر ہو لے طفل یتیم
ہو جو سخت و نرم مین منظور اوسکو انقلاب

جسکو چاہے گلشن فردوس کی جاگیر دے
روضہ مین اوس قبلہ عالم کے جو ہو باریاب

دولون یہ بھائی نبوت اور امامت کے ہین جان
مطلع دیوان قدرت ہے یہ بیت انتخاب

وہ جو ہو بزم جہان مین یانع لہو الحدیث
منتفض مردہ کی طرح جیسے ہو ہر تار رباب

کوس ملت کی صدا طبل و دہل سے ہو بلند
کاسہ طنبور گردون قرض دیکر حباب

آفتاب دین شفق سے پھر نہ نکلا آج تک
خون سر سے جب ہوا ریش مقدس پر خضاب

آبرو ہونا دامان خاص کا مشکل ہے وصف
کوثر و تسنیم اسکا دردیہ لب دلبا

اوس مسیحا کو مریضان عداوت کو مدام
زندگانی پھیلے دیتی ہے طبیبون سے جواب

اوسکے دشمن کے لیے بزم طرب ہے گور تنگ
گرمی صحبت ہے اوسکو واسطے نار عذاب

سینہ اعدا بہی اوسکی سانس کا یون ہے گزند
اثر در سیلاب جیسے وارد قصر خراب

دشمنی یہ سکتا نہین اوسکا عدو آفاق مین
ذرہ ذرہ گردون ہے اوسکو واسطے طوق عذاب

کربلا مین پھر مجھے جاگیر دو اک قبر کی — بعد مردن خلد مین بیجا و مجھکو بیحساب

ہر طرف سے جلد اطمینان کلی بخشیے — نقش پا سے روضے کے تعویذ دفع اضطراب

ای میرے مولا خدا و مصطفے کیواسطے — رحم فرماؤ نہین ہے اب شکیبائی کی تاب

منتظر رکھنا ہے شایان شفیع و لا کے خلاف — کب سے زندان مصائب مین ہون با صد عذاب

او خدا ہے ہر کرم سے خدمت مداح مین — یہ قصیدہ پہنچے مانند دعائے مستجاب

ہو نشانی ادب اعطا جناب عرش ای منیر — ذو الفقار حیدری دے اس قصیدہ کو خطاب

قصیدہ مدح جناب سیدۃ النساء العالمین حسب ایمائے غیبی

گذری شب سیاہ تجلی ہے نور کا — پڑھیے نماز صبح کہ تڑکا ہے نور کا

مصرع ہے کم نہین ہے پیام نماز صبح — دو رکعتین مین مطلع زیبا ہے نور کا

ہر ہلال عید سے پایا خم رکوع — پرتو خورشید دھونے مین دوہرا ہے نور کا

معراج پائی سجدہ کیا خاک پاک پر — داغ سجود ہے کہ ستارا ہے نور کا

پڑھیے سلام پڑھیے تسبیح فاطمہ — سبحہ تصور مین عقد ثریا ہے نور کا

آیات قدر حضرت زہرا مین مندرج — گویا بیاض صبح صحیفا ہے نور کا

زہرا کے نام سے ہے زمانہ مین روشنی — شمس و قمر سے نقش ہویدا ہے نور کا

سر خدائی پاک ہے زہرا کے نام مین — کہد و کلیم سے یہہ معما ہے نور کا

ام الائمہ بنت نبی زوجہ علی — ہر نام ہر لقب مین تجلا ہے نور کا

محبوبہ حبیبہ و محبوبہ خدا — جنت مین جسکا قصر معلا ہے نور کا

صدیقہ و مقدسہ و معصومہ طاہرہ — جسکا کلام گوہر یکتا ہے نور کا

ظاہر خطا سے سہواً و عمداً اُسی نا اید — جو بات منہ سے نکلے وہ آیا ہے نور کا
خاتون خلد و شافعہ روز حشر ہے وہ — صبح بہشت سینہ پھیلا ہے نور کا
افضل زنان اول و آخر سے کیون نہو — ہر روشنی سے مرتبہ اعلا ہے نور کا
تنویر روز حشر سواری ہے آپ کی — محمل تجلیون کا ہے ناقا ہے نور کا
بھیجا خدا نے مایدہ و میوہ بہشت — نورانیون کے واسطے تحفا ہے نور کا
روشن کیا ردا نے یہود یکا گھر تمام — ہر تار جامہ عصمت و تقا ہے نور کا
تعظیم کیون نہ آپ کو دین حضرت رسول — روز ازل سے نور شناسا ہے نور کا
خوف خدا سے آپ جو گریان ہین وقت صبح — جاری ریاض نور مین چشما ہے نور کا
ارشاد آپ کا ہے دوائے تپ گناہ — ظاہر دعائے نور سے نسخا ہے نور کا
ہر نقش پا ہے مردمک چشم حور عین — سایہ نہین ہے ساتھ فرشتا ہے نور کا
پاکیزہ گوہرونکی ذلون مین ہے فیض پاک — کافور کی زمین مین دریا ہے نور کا
عصمت سرا مین مریمؑ و حواؑ و آسیہؑ — سبکی زبان پر یہہ وظیفا ہے نور کا
حضرت کی نقش پا سے ہے کمتر چراغ طور — اصلی یہ نور ہے وہ سما ہے نور کا
کیا دیکھے کوئی چادر تطہیر کا فروغ — جو گوشہ اس ردا مین ہے تکیا ہے نور کا
حورون کا بھی گذر نہین اس بارگاہ مین — عصمت سرا مین فرش سراپا ہے نور کا
یارب دکھا عبادت زہرا کی روشنی — مشتاق کب سے دیدہ موسا ہے نور کا
ایذا رسول حق کی ہے ایذاے فاطمہؑ — نور خدا کو پاس سراپا ہے نور کا
قندیل عرش حضرت زہرا کی قبر ہے — گو جنت البقیع مین روضا ہے نور کا
ہین داغ آسیا کعت پر نور مین عیان — دیکھا کسی کلیمؑ نے یدبیضا ہے نور کا

فکر پاک سے رتبۂ زہرا رفیع ہے
دور فلک ہی حلقۂ بیرون در وہان
زہرا ہی پارۂ جگر شمس اصطفا
قدسی دعائی پاک کی ہر دم ہین منتظر
بستان سرائی فیض کرم مین بجای سرو کا
روشن فروغ طاعت زہرا سی ہے سپہر
عصمت سرا مین پردۂ چشمان حور ہین
فضہ کی نام سے جو اوسرا انتساب ہے
روتے ہین جو حضور کے فرزندونکی لیے
نورانی اونکی آنکھونکو اس غم نے کردیا
معراج اوس جناب کی زایر کو ہے سفر
یا سیدہ میر حسنین کی مدد کرو
اوس رنج منقلب مین گرفتار ہون جہان
روز سیہ مین راہ ملی مدح پاک کی
میری طرف بھی چشم عنایت ضرور ہو
مطلب یہ ہی کہ رنج و مصیبت سے دو نجات
کر یاد و مجھے عبادت خالق مین منہمک
دلوا دو مجکو حضرت مہدی سے پیرہن
دو کربلا مین مجھکو جگہہ ایک قبر کی
ہو سہل شمع قبر سے روشن ود سبیح

مد نظر ہے مرتبہ اعلا ہے نور کا
رونق فزا جہان یہ تجلا ہے نور کا
یہ نور نور چشم تمنا ہے نور کا
امیدوار عالم بالا ہے نور کا
سدرہ ہی نور کا کہین طوبی ہے نور کا
دامان صبح خلد مصلا ہے نور کا
قصر رفیع ہے کہ احاطا ہے نور کا
سونے مین تار چاندی مین جلوا ہی نور کا
حصہ مین اونکے گوہر یکتا ہے نور کا
ہر طفل اشک دیکھیے پتلا ہے نور کا
جو آبلہ ہے پاؤن مین خیما ہے نور کا
یہہ تیرہ روزگار بھی جویا ہے نور کا
ظلمت کی روشنی ہی اندھیرا ہے نور کا
رہتا اندھیری رات مین سوجھا ہے نور کا
محتاج جایزہ یہ قصیدہ سب ہے نور کا
مشتاق مہر فیض سے ذرا ہے نور کا
قلب سیہ مین دیکھہ لون جلوا ہے نور کا
خلعت کفن کیواسطے زیبا ہے نور کا
جو نور کا مقام ہے بقعا ہے نور کا
طالب اوسی اندھیری مین بندا ہے نور کا

محشر کے دن خدا سے شفاعت مری کرو ۔ وہ باغ دو کہ جس مین تجلا ہے نور کا

قصیدہ در منقبت حضرت سبط اکبر و نخل الحیدر حسن المجتبیٰ صلواۃ اللہ علیہ

رشک زلیخا ہوئی صبح صفت جوش زن ۔ غرق ہوا نیل مین یوسف گل پیرہن

آبلہ رند پہ تازہ حنا بندہ گئی ۔ ابر و رزال زری نعل کمیت کہن

چاہ سیہ مین گرا یوسف زرین قبا ۔ دلو سیہ ہو گیا شاہد پروین پرن

مال شہ نیمروز بسکہ ہوا کم بہا ۔ زنگیون کے بالون سے ہوئی سنہری کرن

خیمۂ زرباف مین لیلی مشکین لباس ۔ زینت فانوس سبز شمع مرصع لگن

پنجہ کف الخضیب شانۂ گیسوے شب ۔ سرمۂ چشم نجوم مشک غزال ختن

خندۂ دندان نازکی شب نے کیا ۔ تخت سلیمان ہوا تکیہ گہ اہرمن

گنبد فیروزہ مین چھوڑ کر تابوت کو ۔ دختر کان تبسم ہوئی رنگین خندہ زن

لالہ داغ پلنگ تھی شفق آسمان ۔ دیکھکر اوج رقیب کبک ہوا سینہ زن

خسرو اقلیم چین قصر ششم مین مکین ۔ ہندو بالا نشین صرف ہت و برہمن

رشک کماندار نے تیر کیا زیب قوس ۔ زینت دست سماک نیزۂ خارا شکن

دیدۂ زمردنگار منتظر اختر شمار ۔ کرنے لگا آتشکا صورت صد روزن

صوفی ازرق لباس اپنی بغل مین لئے ۔ دلی الماس پوش شاہد بابل وطن

نظم نظامی ہوئی خمسہ حیرت زدہ ۔ فکر ہلالی سے بنے اختر برج سخن

تیر شہاب شعاع خوب چلا دیر تک ۔ ناوک ارجن ہوا مرکز کاوہ کرن

خوشہ کو ہر دانہ نے پائی پہ نشو و نما ۔ بڑھ کے ہوے نخل طور شل چنار کہن

تا جگر شیر سرخ ناوک دندان فیل ۔ سرحد دشمن بیاض آگئی پا بجلی زرکا

آئینۂ خاوری چشمۂ بے آب تھا ۔ طاعت سیمین ہوا شمع سراج نور کا

جلوہ گر بام سبز طایر سیماب گون
خضر زمرد لباس صاحب دست کلیم
ترک سنانداز نے خانہ نشینی جو کی
پیر مبارک نہاد خواجہ سنجیدہ طبع
گرم افادہ ہوا شام سے دینے لگا
دو پہر کو محل مین ہوا صاحب دفتر مکین
ہند جبید ار بخت ساتھ لئے دلو آب
تھا شکم شیر تو مرغ آہو سے روز
حوت و برہ کے کباب ہو گئے بالائے چرخ
آبلہ پنج پا جسکو سمجھے تھے ہم
اوس گل نازہ مین تھا اک گل سوسن نمود
تھا کمر باغ مین منطقہ گوہرین
آب گہر جلوہ مین تھا صفت جوے شیر
چشم شبان برہ تھی صفت طاس خون
تھا وہ گل نارون جسکے اثر سے کھلین
نرگس پران ہوا بال کشا سے ہوا
بال مرصع ہوئی زاغ سیہ کو نصیب
یوسف زرین قبا چاہ سیہ مین گرا
باغ مین گوہر فشان دامن باد صبا
شانہ تاج سفید تھا کف ناہید مین
لوح زمرد ہوئی صرف نشاط گہر

زاغ سیہ کا شکار مرغ ملمع بدن
زیب مصلائے سبز لولی بابل وطن
نشتر کژدم ہوا نیزۂ خار راہشکن
صاحب قدسی نفس داور دیرکہن
نسخۂ قرطاس کا درس سر انجمن
بحث شب و روز مین اہل قلم حرف زن
راہ بتان مین ہوا ابر صفت قطرہ زن
نرگس افتادہ پر ترک فلک بیرزن
آتش شمع و چراغ بسکہ ہوئی شعلہ زن
شاخ سر گاو پہ تھا وہ گل نسترن
اوس گل سوسن مین تھا نقش سواد ختن
موجۂ آب گہر چار طرف قطرہ زن
منبع شیر صباح تھی وہی نہر لبن
لاکھون گل نسترن ایک گل نارون
گلشن آفاق مین لالۂ خونین کفن
شہپر خفاش مین چھپ رہی زاغ وزغن
طایر پر سوختہ مرغ ملمع بدن
پیر فلک جا بجا طالب دلو رسن
وشتہ مین نکہت فروش مشک غزال ختن
لیلی شب کی کھلی زلف شکن در شکن
تختۂ سوسن ہوا کوچۂ نہر لبن

مخزن غفلت ہوا خانۂ گنج حواس
فرد خیالات و خواب ہونے لگا نقب زن

برق نظر کی جو تار آنکھون نے قایم کہو
ڈاک پرا آ پہنچی نیند چھوڑ کر اپنا وطن

بستر افسانہ پر نیند نے رکھا جو پاون
بند کیے خواب نے حجرۂ گوش و دہن

عامل افسانہ نے طرفہ فسون دم کیا
آ مری پڑا او خواب شیشہ مین خود دفعتًا

ارض و سما سربسر صورت چشم غزال
دیدۂ انجم سفید مثل سر سوزن

غلغلۂ تشنگان کشمکش پاسبان
بانگ جرس ہر زمان نیند کی تہی راہ زن

نغمۂ قلقل ہوا ہمدم چنگ و رباب
مست لب جام سے ہمنفس و ہم سخن

شیشہ کے اندر پری شمع تہی فانوس مین
لعل بدخشان مین تہے لالہ میان چمن

صرف رکوع و سجود صومعہ مین اہل ذکر
سجدہ گہ میکشان میکدہ مین خشت دن

قلقل مینا سے تہو قصۂ کاوس و کے
زمزمۂ چنگ و نے عیش و طرب کی سخن

بوی گل اسطرح تہی غنچہ کے اندر نہان
جیسے کہ گہونگٹ مین ہو پہلی شب کی دولہن

آتش تر سے ہوا تا خط بغداد نم
خون بطی ہوا دجلہ صفت موجزن

دو مہ نو ہین جگہہ اک مہ کامل کی تہی
آبلۂ سبز مین آب عقیق یمن

بستر مخمل کہین خوابگہ ناز تہا
فرش زمین پر کوئی خستۂ عریان بدن

خرمن گل سے کہین زینت آغوش تہی
تکیۂ پہلو کہین خار بلا و محن

حاجب و بواب تہے قصر شہان پر محیط
رہزن و عیار تہے زیر محل نقب زن

زانوی محبوب پر رکہو ہوے سر کوئی
بالش سر تہا کہین سنگ مزار کہن

ایک جگہہ تہا بلند نعمۂ چنگ و رباب
تہی کہین تابوت پر اہل عزا سینہ زن

ہجر سے اک بیقرار وصل سے اک ہمکنار
تہا کوئی بیمار کوئی تو ی البدن

گوشۂ خلوت مرا مطلع انوار غیب
چار طرف جلوہ گر اختر برج سخن

نشۂ تریاک نے مجھکو کیا تر دماغ
حقہ نے قلقل سے ہوئی آپ سے گرم سخن

سر بگریبان فکر فکر کی دل مین جب گہہ / خامہ میان دوات شمع میان لگن
دعوت کام و زبان روزۂ مریم کہ / زادۂ طبع روان مثل جوان حرف زن
جدت تشبیہ کی فکر کبھی تھی سبھی / بحر کنایات مین تھا مین کبھی غوطہ زن
چرخ نظر مین کبھی تختۂ نیلوفری / چاند کو سمجھا کبھی مثل گل نسترن
خوردۂ کافور کو ریزۂ الماس سے / بیٹھے جو تشبیہ دی زیر سپہر کہن
پنجۂ بیچارہ نے کھینچ لی تیغ ہلال / آتش خشم سپہر ہونے لگی شعلہ زن
مین متفحص ہوا مجھ سے خطا کیا ہوئی / ناصیۂ چرخ پر کیون ہے غضب کی شکن
خادم پیر اسطرح کہنے لگا اے منیر / چاہیے انسان ہو سوچ کے صرف سخن
پھر ملکوا شبہ کہا تو نے کواک سے کیون / ہمسر طاؤس کب ہو سکے زاغ و زغن
جوہر علوی کی نجوم جسم مین انکے لطیف / زینت ہفت آسمان رونق دیر کہن
تخت نشینان خاک جوہر الماس کو / فرط بلاہت سے گو کرتے ہون زیب بدن
پر یہ ہے مبغوض تر پیش حقیقت شناس / اسکی طرف دیکھنا باعث رنج و محن
آئینۂ نور کو اس نے کیا چور چور / ثابت اسی سے ہوا خون جناب حسنؑ
شیر خدا کا جگر اس نے کیا پاش پاش / فاطمہ کے قلب پر آہ ہوا نیش زن
شربت الماس تھا تحفۂ حلق حسینؑ / سودۂ الماس تھا حصۂ کام حسنؑ
سنکے یہ احوال مین دل مین ہوا شرمسار / تھا عرق انفعال بحر صفت جوش زن
مدح مبارک مین پھر مطلع تازہ کہا / خامۂ فکرت ہوا طوطی شکر شکن

مطلع

گنگ کو بخشین اگر آپ لعاب دہن / آخر ابجد کا حرف سیکھ کے اوس سے سخن
دولت گنج حکیم قدرت رب کریم / نازش خلق عظیم عالم سر و علن
عقل نخستین کی نور نور پسین کے چراغ / طفل جہل روزہ کی مایۂ روح و بدن

روح نہ پائے اگر شربت لطف آپ کا — مصر زلیخا نہ پا صاف ہو بیت الحزن
ذرہ ارض بقیع اوس سے جو منہہ پھیر لے — یوسف زہرہ نقاب چاک کرے پیرہن
تو جو زمانہ مین ہو ناسخ لہو الحدیث — زخمہ رگ تار پر قہر سے ہو تیز زن
پنجۂ کبک دری پنجۂ ماتم بنی — پردۂ ہر ساز ہو نغمہ سرا کا کفن
کف لسان ہو اگر منقبت سے تری — برج ثریا سے صاف گر پڑین در عدن
کرسی و لوح و قلم مکتب طفلی ترا — ہو خط اول تمام جادۂ راہ وطن
آب دم تیغ اگر بارہ پر آئے کبھی — آل مصفر بنے کشتۂ خونین کفن
مجمر زر بان اگر آپ کو منظور ہو — پیشۂ آتش کو ترک کرے دل اہرمن
سنبلۂ زرکب اوڑسکے زنبور سرخ — زمزم آتش فشان ٹھہرے گل نار ون
زورق زرین کی نوح زورق سیمین کی خضر — بحر تیغ حضور تا بفلک موج زن
خلق حسن پر نثار مشک فروشان دہر — عنبر لرزان کی مشک تشک جنان کی ختن
آتش تیغ حضور شعلہ فشان ہو اگر — مردم آبی نہ پائین آپ سے دوزن کا کفن
سبز پری کو نہو حلہ آدم نصیب — جان زمین کو ملے قالب خشت کہن
مطلع تازہ پڑھون خدمت اقدس مین اور — جسکے صلہ مین ملے باغ جنان کا چمن

مطلع

گرد رہ پاک اگر جائے سوے مرغزن — بچہ خورشید ہو سنگ مزار کہن
حجرۂ نقرہ پوش لاکھہ تجلی دکھائے — شمع مزار حضور اوسکو نہ سمجھے لگن
تیر نسیم کرم سے جو نہو فیض یاب — پھر نہ لعاب گوزن شیرونکو ہو تپ شکن
خاک رہ پاک کو سرمہ نہ سمجھینگے وہ — جنکے دو دیدہ ہر طفل ہونگے مریسمن
قند سخن آپ کا ہو نہ اگر فیض بخش — ترسین شکر ریز کو عقد مین دولہا دولہن
فیض ہدایت جو ہو اہل خرابات پر — پایۂ حوض اونکو ہو نہر بہشتی چمن

سکنے کو یہ کلام سہل و سب بے مغز ہے — ہین شعرا پی سوا جہل سبہ اونکا وطن
گرم جو کر بند کیا سلسلۂ قہر و خشم — بسکہ تہو نازک مزاج ماتہو پرآئی شکن
گہتے تہو وہ بار بار ہند یونہی ہر محال — رمز و کنایات مین وقت ولطف سخن
بہکو ادب سی خموش بہر یہ قصیدہ کہا — کوچۂ نو مین چلا قاصد مشق کہن
قید مین محط کتاب حافظا بس ضعیف — پر بدر غیب سی خامہ ہوا حرف زن
بعض تراکیب خاص طرح کر ایجاد ہین — نظم ہوئین جو نہین یاد مصطلحات کہن
نصف قصیدہ کہا سامنے اونکے رقم — ختم ہوا جب وہ تہے ہمدم گور و کفن
میری خطائین کرین صاحب انصاف عفو — قید مین خود مین ہون پیچ پیچ ہی سیا کہن
جب تاریخ نو ہاتہ لگی ای منیر — جزو دل و جان ہوئی شرح حدیث حسن

قصیدہ جمع المناقب مدلل بایات و احادیث در منقبت حضرت خامس آل عبا سید الشہدا

جب افیون شب سی ہوا چرخ ناصب — ہوئی ختم خشخاش انجم بہی غائب
چگی مرغ ندین سنے دانہ کی صورت — زمرد کی ڈبیا سے حب کواکب
پیا کاسۂ شیر مہ جام حتالی — ہوئی تلخ نقل نجوم ثواقب
فلک پر کہچا پوست رنگی شب کا — ہوا خوف سے لالہ کا نشہ غائب
پہر انور سے جام زرین سحر نے — صبوحی کی خواہان ہوئی شیخ و راہب
چلی سوے گلشن نسیم سحرگہ — شراب شمیم گلستان کو طالب
لیا لب سی نور سے غنچہ و گل — جو انان گلزار با ہم مصاحب
مرصع ابارق واکد اب زرین — عروسان طناز دبکر کواعب
کہل ہوئی چشم نرگس چمن مین — معنبر بنفشہ کی مشکین ذوائب
عروس گل آئی چمن مین خرامان — صبا محو غنج و دلال و ملاعب
درخشان گہر ہائے غلطان شبنم — لآلی ترصیع آب سحائب

جلوس شہ گل کی خاطر چمن میں ہوے آ کے بہ پا خیام سحایب
سپاہ ریاحین سلامی کو حاضر جنود شمائم صفوف مواکب
شقائق پڑھی اسطرح سورۂ سنبل شفق صحبت شام کی جیسے راعب
عصاے مرصع لیے سرو حاضر بنانے ارسنبرہ سلحدار و حاجب
چراغان شام بنفشہ شقائق گل مہر صبح سمن کا مصاحب
خط نور چمکا بیاض سحر سے غلط ہو گیا دفتر صبح کاذب
ہوئی جدول کہکشان خط باطل بنی نقطۂ شک نقاط کواکب
شریعت ہوئی زنگی شب کی باطل ہوا اردمی روز کا دین غالب
کتاب سحر زاہد کوہ لایا گیا اوسنے منسوخ دین کواکب
بنا معجزہ نور کا جب دکھایا ہوئے اہل شبہات مجروح و خائب
تمام اسکے ذرہ ایمان لائے بہشت تجلی میں پائے مراتب
ہوا اصحاب آئینہ آسمانی جلا سے ہوا لشکر زنگ ہارب
چھپی رات یون شرع بیضا کے ڈر سے کلیسا میں جیسے سیہ پوش راہب
شقاوت سے تھا خیل خفاش مشکر نکلے تیرہ بختی سے اوسکے معایب
مگر شام کی فوج کے تھے مقلد گریزان جلوہ سے ظلمت کو طالب
تھے سرگرم اطفاء نور الٰہی یہی چاہتے تھے کہ ظلمت ہو غالب
کیے ظلم او نہوں نے جو سبط نبی پر ممکن نہیں لکھ سکے کلک کاتب
شہ کربلا آفتاب امامت جگر گوشۂ غالب کل غالب
دل و جان ختم رسل روح زہرا ملک اوسکے خدام قدسی مصاحب
فرازندۂ زینت عرش اعلیٰ [illegible] نائب
منیر آج حضرت میں [illegible] [illegible] واجب

وسیلہ تو ہی عرض مطلب کو پایا ہدایت ہوی خضر راہ مطالب
تو وہ آفتاب کرم ہے کہ جس سے شب ظلمت رنج عالم ہو غائب
اگر تو دورنگی کو یکرنگ کر دے تو لد ہون توام بیاض و غیاہب
فلاطون ترے آگے طفل دبستان کہ بچے کتاب خرد کو مطالب
تلمذ سے ایوب نے نام پایا ترا عمر اونکا ہے اوستاد غالب
اگر پوچھ احوال بیجے تو کہدون عبادت شہادت مین شاگرد نائب
نگین سلیمان سے ناخن مین ہمسر ترا ہاتھ جن و بشر پہ ہے غالب
سبق خضر موسی کو تو ہی پڑھا دے مسیحا مین اعجاز تجھے کاسب
ترے ناخنون مین ہر عقدہ کشائی انا ل مست لبید قفل تارب
ترے آگے آئین جو حوران جنت تکحل عیون اور مشکین ذوایب
مین تیغ و ترنج اونکی ہاتھون مین دیدین دکہادون ترا جلوہ ای ذوالمناقب
قلم کردین اپنے گلے ہاتھ سے کیے پکارین یہہ ہے نور خلاق واہب
عدالت مین کسری ہو ادنی رعیت شجاعت مین رستم ہے گرد مواکب
سخاوت مین حاتم گدائے سخاوت تجہی سی ملایک مین عصمت کے طالب
ترے عہد مین ہین معطل تبوسکے سہام جفون و سنان حواجب
ترے خصم کے نطفہ بد کی خاطر نہین ترے بیچ گرسنہ صلب و ترائب
ترا جد سر انبیا و ملایک شہ قاب قوسین فخر الاطائب
نبی نے تجہ کو دیون مین کہلایا سر لیل و جبریل تیرے مصاحب
اوٹہایے ترے ناز طفلی مین حق نے تو مطلوب نور الہی ہے طالب
ہوا عرش اعظم سے معراج تیری مبارک ہو ای وارث احمد کے راکب
ترے باپ کو جس رکس سے رقم ہون ہوا وقت فرشتون کی جنگی مناقب

تری تشنگی پہ جو رہتے ہین گریان | اونہین کی طرف حوض کوثر راغب
کھلین سگے وہ جنت مین پہولونکی صورت | جو روتے ہین سن سکے تیری مصائب
ترے سب عزادار و ارباب ماتم | ہوئے مستحق نعیم و مواہب
حشر پیدا رہی نور حق آنسوؤن کا | کہ ہین شبنم و مہر مجذوب و جاذب
جو تجھسے لڑے اور تیری مدینت سے | خدا و پیغمبر کے ٹھہرے محارب
تری غم مین کفار تک رو رہے ہین | تا سعت مین احبار و قسیس و راہب
تری فوج بے شبہ فوج خدا ہے | جہاد و عبادت مین یکتا و غالب
سجود و نشان سم باد پایان | رکوع و نقوش نعال مراکب
ملک نظم لشکر مین اسطرح خادم | ردیف و قوافی مین جسطرح حاجب
تری فوج کو پیشوا لینے آئے | رہا فرض جنبان سے شمشیر مراحب
کیا تو نے حملہ جو فوج عدو پر | ہوا ڈر سے مریخ خونخوار غائب
جھپکنے لگا دیدۂ مہر تابان | کھلی خواب راحت سے چشم کواکب
پڑا کفر سے خوف کے مارے کلمہ | کہا ڈر کے باطل نے الحق غالب
عدالت مین حاضر ہوا الظلم آپہی | ہوا فتنہ ہنگامہ سازی سے تائب
ترے نعرہ کے خوف سے چھوٹ بہاگے | مشائم کے اندر اجسام قوالب
چھپے جا کر ابلیس کے دل مین ڈر سے | مراتب کے منکر تری حق کے غاصب
بنی شاخ بوسیدہ ہر تیغ دشمن | زرہ سست مانند نسج عناکب
چلے ڈر کے جانو نسے تن سے دو رخ | گریزندہ تر اسپ ہر کب سے راکب
جو منظور ہوتا تجھے رجم اعدا | تو بنتی ہر اک کی سپر ابر حاصب
تری ذوالفقار برندہ جو چمکے | تو بجلی ہوئی ظلم گردونے ثاقب
جدا اوج کی ہی یہ ٹکر کو ڈرا سے | تو تعداد اجزا عدد سے ہو غائب

لشکرون کی تعداد ہا ہین ابد تک ۔ اگر ہون اجل کے فرشتہ محاسب
ہر اک جزو سے جان پھر نکلے کیونکر ۔ تڑپتے رہین حشر تک روح و قالب
سوا اسکے جو ہر سکے انتخاب نہ دیکھا ۔ کہ جرم سہ تو مین ہون نجم ثاقب
جو وصف برش کا لکھو حرف کوئی ۔ قلم چاقو و نکو کرے کاٹ کاتب
اجل اوسکی پیرو متقلد قیامت ۔ رقابت عادی ہین مرکب راکب
گوزنون کی شاخین اگر قطع کردے ۔ تو ہون کرگدن ڈر کے شکل ارانب
کسی بات مین بہی نہ پھر شاخ نکلی ۔ زمانہ سے قوت نمو کی ہو غائب
بہتر چلین ایک سے کے نقش پا ہون ۔ جو کاٹے رہ اختلاف مذاہب
فرس کا اگر وصف در وزبان ہو ۔ تو الکن ہو طی اللسانی مین غالب
پلنگ جبال و نہنگ یم خون ۔ عقاب اسد گیر شاہین مخالب
پری پیکر آہو تک و شیر صولت ۔ صبا اوسکی شاگرد بجلی مصاحب
فلک سحر سا یہ طاوس گردن ۔ حصار نوادر طلسم غرائب
خراماں وہ کبک و شتاب وہ آہو ۔ دم سیر یکسان بیاض و غوائب
مطیع اشارات راکب سراسر ۔ نہ کالبرق خاطف نہ للنفع جالب
صدا شیر کی اوسکی شیہہ کو آگے ۔ صباح ذیاب و نباح اکالب
اگر رنگ و شب پر پڑے سایہ اوسکا ۔ ہر اک دوسرے پہ ہو سبقت مین غالب
وہ وا چھوٹین ظلمت و نور باہم ۔ مہ و مہر بھولین مشارق مغارب
نماز سحر گہ پڑھو مغرب سے توام ۔ عشا سے بغلگیر ہو صبح کاذب
لکھی مین لکھو اگر اسکی تیزی ۔ پھرے حرفون کو ڈھونڈھتا کلک کاتب
اگر اسکی ٹھوکر دلونکو ہلا دے ۔ ضمیر ایک بہی رہنے پائے نہ غائب
نشان بارہ عدد اسطرح تھین ۔ تو ہو آگرا سے ضیغم آل غالب

کہ لیث قوی پنجہ کے ڈر سے جیسے ‏ ‏ ‏ نکل آئین دندان عجز ثعالب

گہو پاؤن سر اپنے اعدا سخت مین ‏ ‏ ‏ بنے باب دو زخ رکاب رکائب

پہپہوروزن گور مین ڈر کے مارے ‏ ‏ ‏ صف مورچہ تہین صفوف کتائب

نہوڑینگے کینہ ترا تیرے دشمن ‏ ‏ ‏ اگر ہون ملائک بہی اونپہ غاضب

رگ وپے مین زہر عداوت بند ہا ہر ‏ ‏ ‏ گرہ در گرہ جیسے نیش عقارب

محل قو اوج ہمرتبا ہیچ ‏ ‏ ‏ تاب مطاعن معتبر مثالب

تر ہی قاتلون کی نہ ثابت ہو تو یہ ‏ ‏ ‏ کرین بحث گو فاضلان مشاغب

جہنم کی اولاد تیرے عدو ہین ‏ ‏ ‏ پدر بولہب مادر ام اللواہب

ترا نور الفت نہو دور ہم سے ‏ ‏ ‏ کسوف اجل لاکہہ ہوجائی حاجب

دل وجان کی ہمراہ ہے یہہ محبت ‏ ‏ ‏ کہ ہون نور خورشید جیسے مصاحب

اگر خط قسمت کسی خستہ جان کا ‏ ‏ ‏ شب تیرہ بختی مین ہو جائے غائب

نکالے تو اسطرح جیسے علیؑ نے ‏ ‏ ‏ عیان زلف زن سے کیا خط حاطب

منیر مقید کی اب عرض سنیے ‏ ‏ ‏ کئی سال سے ہے اسیر نوائب

لٹا مال واسباب اوسکا نہین غم ‏ ‏ ‏ کتابون کے جانے سی ہی رنج غالب

ہزارون طرح کی جفائین اوٹہا کر ‏ ‏ ‏ چلا قید ہوکر مین زندان کی جانب

مری قید وتکلیف وذلت کو باعث ‏ ‏ ‏ اقارب اباعد احبہ اجانب

برہنہ بدن طوق وزنجیر پہنے ‏ ‏ ‏ مشارق سے لیکر پہرا تا مغارب

پیادہ روی اور بعد مسافت ‏ ‏ ‏ ستمگار تلوارین کہینچے مراقب

نگہبانون کے جور دست وزبان سی ‏ ‏ ‏ لگد کوب آلاف رنج و نوائب

ادہر سخت آلام جوع وعطش کی ‏ ‏ ‏ بلا اوسطرف سب وشتم معاتب

منازل وہان ثعابین وضیغم ‏ ‏ ‏ مآکل روی ستم قاتل مشارب

سفر وہ کہ جسمین سقر بلکہ بدتر ‏ ‏ نہ کسب منافع نہ مشق تجارب
ہوئے نظم فی الجملہ خشکی کے صدمے ‏ ‏ تری کے سفر کی نہ پوچھو مصائب
نمک زخم دل پر ہوا ابحر مالح ‏ ‏ سفائن مین طوفانکا خوف غالب
زمانہ مین وادی برہوت ہے وہ ‏ ‏ جہان ہمکو لایا ہے بخت مغاضب
جزیرہ مین جو جو اوٹھاتا ہون ایذا ‏ ‏ نہ پائے شمار اوسکے وہم محاسب
کئی سال اس قید و غربت مین گذری ‏ ‏ غم و غصہ و یاس و حرمان مصاحب
پڑی اک بہو نے سوا یہ مصیبت ‏ ‏ ہوا ضعف و امراض و اوجاع غالب
ہجوم نحافت قیامت مرض کے ‏ ‏ معالج بلا لبے کسی ہے مصاحب
اطبا ہی غافل بن ام ملدم ‏ ‏ سموم کشندہ تا کل مشارب
عرق ہو کہ شربت لعاب افاعی ‏ ‏ حشائش عقاقیر نیش عقارب
دوا کیسی قحط غذا جس جگہ ہو ‏ ‏ نہو منع تو زہر کھانا ہے واجب
وطن سے خط مرگ منکوحہ آیا ‏ ‏ مرے غم مین اوس پر ہوئی حسرت غالب
اسی غم مین ہجران ہوئی اخت کبری ‏ ‏ یہ دو داغ تازہ ہین اس النوائب
جو کچھ پہلے گذری جواب جھیلتا ہون ‏ ‏ خدا کو ہین معلوم سب وہ مصائب
مین ای سبط پیغمبر و نخل حیدر ‏ ‏ کہان تک کرون شرح عرض مطالب
رہا کیجیو مجھکو دام بلا سے ‏ ‏ کہ ہے آپ پر میری امداد واجب
صلہ مین قصیدہ کے سب کچھ عطا ہو ‏ ‏ کہ سائل ہون مین تو کثیر المواہب
بس اب انتظار ایک دم کا غضب ہے ‏ ‏ کہ صبر و تحمل ہین یک لخت غائب
انہین روزون پہنچا دے مجھکو وطن مین ‏ ‏ مع عزت و جاہ و مال و مراتب
وہان سے مجھے کربلا مین بلا لے ‏ ‏ کہ تقوی و زہد و ورع کا ہون کاسب
اسیوقت ہر مشکل سخت حل کر ‏ ‏ تجھے سہل ہین معجزات غرائب

حضوری مین ہر دم قصیدہ پڑہو نہین
رہو نہین اسیکا موظف مواظب

امیران دنیا کی مدحت مین ناحق
ہوئی عمر برباد ہوش اپنی غائب

مگر میرے ممدوح اب ہین آئمہ ؑ
نہ سلطان وراجہ نہ نوابصاحب

سوا منقبت کے نہین جانتا ہون
نجوم و رمل ہندسہ کیمیا طب

کسی سے تری مدح ممکن نہین ہے
فزون عد و احصا سے تیرے مناقب

دماغ و دل ایسے ضعیف اب ہوے ہین
کہ خواب فراموش ہے فکر صائب

قصیدہ کہا ایک دن مین یہ مینے
عجب کیا کہ ہون اہل معنی معاتب

مگر قید و امراض و غربت سمجہ کر
کرین عفو ارباب افکار صائب

وے عیب ایطا سے معذور رکہین
قوافی مین اسکے ضرورت ہے غالب

اسیدی و میلی و سلمان آذر
یونہین کہہ گئے اسکو آذری کاتب

خجیل اور تاسیس کی بہی نظر سے
قوافی طیب ہوے نامناسب

کہان ہین جو فرماتے تہے طعن سے یہہ
کہ اردو زبان ہے کثیر المعائب

نہین شوکت لہجہ و لفظ اسمین
نہ گنجایش نکتہ ہاے غرائب

ذرا دیکہین انصاف سے یہ قصیدہ
کہین پہر جو کچہہ حکم دے رائے صائب

قصیدہ کیا ختم جب فیض حق سے
ہوا یہ مسمی بہ شمس المناقب

ضمیر اوسکی تاریخ ہاتف پکارا
کہی صاف شرح کتاب مصائب

قصیدہ در منقبت مقتدائے جن و انس ضامن ثامن حضرت امام علی موسی رضا ؑ

خوشی بہار کی شاہ و گدا کو ہے عظیم
کہ پہولی ہے شفق شال سرخ و شام گلیم

منجہو پکو جو لگاتی ہے نور کی تقویم
عدم سے بکہ کو آئی ہے باغ دست کلیم

تونگر و فقرا کی موافقت دیکہو
ہما کی چوٹی مین ملا گیا [illegible] گلیم

بہار دیکہو گل اشرفی و نسرین کی
[illegible] تحفہ [illegible] زر و سیم

صدائے نغمہ سرایان باغ سن سنکر ۔۔۔ فلک سے اوتری ہے زہرہ بھی لینے کو تعلیم
ترانہ سنجی بلبل نے رنگ باندھا ہے ۔۔۔ عروس باغ کو ہے وجد جھومتی ہے نسیم
سرود ہند ہے ایسا نہ نغمۂ عربی ۔۔۔ خیال کرتے ہیں دلمین مقام دان قدیم
عراق ہے نہ حجاز ایک ہے تو نیشاپور ۔۔۔ اوسی مقام مبارک مین ہے سدا ہے مقیم
ثنا ہے ورد زبان مشہد مقدس کی ۔۔۔ پئے طواف ہے آمادہ کاروان نسیم
خوشا وہ روضۂ جنت نظیر عرش سریر ۔۔۔ زہے وہ بارگہ قدس حبذا وہ حریم
ہوائے روضہ و صحن شریف و شمع مزار ۔۔۔ دم مسیح در ریاض خلیل ودست کلیم

مطلع

کہ حمیدہ جو روضہ مین ہین سپے التسلیم ۔۔۔ بنی ہے جو رو ملائک کی ناف نقطہ جیم
یہ اوسکا روضہ پہ نور ہے تعالی اللہ ۔۔۔ کہ جو ہے جنت ثامن امام ہفت اقلیم
امام ضامن و معصوم و طیب و طاہر ۔۔۔ کریم ابن کریم و رحیم ابن رحیم
علی و بوالحسن و ضامن و امام رضا ۔۔۔ شفیع اہل جنان جنت و سقر کے قسیم
نسب مین پاک مقدس حسب مین سرور کل ۔۔۔ فروغ عرش و مجسم رضائے رب کریم
علی کی نور نظر فاطمہ کے لخت جگر ۔۔۔ خدا کی نور ریاض رسول حق کے شمیم
حضور کے جد امجد ہین سید الشہدا ۔۔۔ قتیل جور و مراد مسیح ذبح عظیم
سپہر کرم دلبر حسین و حسن ۔۔۔ چراغ خانۂ سجاد واجب التکریم
نگاہ دیدۂ حق بین باقر معصوم ۔۔۔ نہال گلشن صادق امام ہفت اقلیم
جناب موسی کاظم ہین والد ماجد ۔۔۔ امیدگاہ مسیحا و افتخار کلیم
ہیں شرف صدف گوہر تقی و نقی ۔۔۔ امام پاک خداوند واجب التعظیم
اسی شجر کے ثمر عسکری و مہدی ہین ۔۔۔ بہار باغ امامت علیہما التسلیم
زیارت آپکی ہفتاد حج سے افزون ہے ۔۔۔ تبارک اللہ فیضان خاص کی تعمیم

سنا ہی جسے ثواب زیارت حضرت
من استطاع سبیلا سے ہی مگر معذور
صفا و مروہ جدا سنگ راہ مطلب مین
کنوز سجدۂ آفاق جسمع کرتا ہے
زبان پائی تو اکسیر پھر دعا مانگے
اگر اسی منتہی کرے وہان کی خذف
زمین روضۂ طیب مین دفن ہوئین اگر
دم غریب خراسان کو جو ہوئی راہی
شائی توسن والا مین کیا چلے خامہ
اوڑے تو بال ملائک پھر ہی تود وسپہر
چمک مین برق تجلی بھڑک مین شعلۂ طور
فضائی قدس کی رونق بہشت کی خوشبو
بتیز رو ہی کہ دوڑی رکاب مین اوسکی
پھری جو عالم رویا مین یہ ہزار برس
کرون حضور کی تلوار کی مین کیا تعریف
یہی ہی مصرع ثانی ذو الفقار علیؑ
جو کاٹ ڈالے سدو سال عمر عالم کی
ہزار ٹکڑے کری ایک پل کی دم بھر مین
تمام کشور آفاق نیم روز بنے
جو اسکے گلشن جوہر مین ایکدم پھر جاکر
سنین جو روز دغا نعرۂ قیامت خیز

بپے طواف ہی عازم بنائی ابراہیم
برنگ شخص زمین گیر ہی مزاج سقیم
سفر ہی دور کا اس پہ ہی ستارہ حطیم
کہ تا نثار کرے دوسے بصد تسلیم
وہان کی خاک مین ہو جاؤن ایجداً کریم
تو نکلے جیسے کے بطن صدف کو در یتیم
تو مثل ریزۂ کافور ہون عظام رمیم
اونہین کی نقش کف پا ہین شرح فوز عظیم
کہ پا شکستہ ہی اس معرکہ مین عقل سلیم
چلے تو خامۂ قدرت پڑی ہی تو دست کریم
دماغ عقل مین نکہت پاؤں جانشین نسیم
اودہر ہی روح مجرد اودہر ہی موج شمیم
سراغ پا نہ سکے توسن خیال حکیم
کبھی نہ دیکھ سکین صاحبان کہف رقیم
کہ کند جسکی برش سے ہے تیغ عقل فہیم
یہی ہے مقطع اعناق حاسدان رجیم
تو ایکدم مین حیات ابد کی ہو تقسیم
حساب کر نہ سکین اہل ہیئت و تنجیم
اگر کرے سپر آفتاب کو یہ دو نیم
تراشی ہیرے کو معدن مین جاکر موج نسیم
کرین قبور کا اسقاط اہل ہشت و ہیم

نگاہ قہر و غضب خادمان والا کی | ق | میان خانہ دلہائے دشمنان لئیم
خدنگ رستم زال اشکبوس کر دلمین | | سنان بیژن ہو نا کی جگر مین مقیم
سنے جو حکم قضا توام آپ کا شاہا | | سمٹ کے چرخ خمیدہ ہو گردن تسلیم
جو آپ نفع کرین ضعف پیری کیوان | | سواد شام جوانی ہو ہند کی اقلیم
جو انقلاب ہو شیب و شباب مین منظور | ق | جھکائین شام و سحر اپنی گردن تسلیم
سیاہ بال ہون فرزند سام نیرم کو | | سفید بال ہون حورونکی مثل جدول سیم
جوشش جہت کو ندین حکم حبیب حضرت کا | | صحاح ستہ کی ہر سطر ٹھہری نبض سقیم
وہ عدل ہو جو کرے خواب مین کوئی چوری | | تو قفل بھا ہو سگ خفتگان کہف رقیم
نگاہ فیض کو محتاج ہین شہان جہان | | برنگ کاسہ سائل ہین افسر و دیہیم
سما گیا ہو جن فیض سب نہایت مین | | بنا ہو دائرہ کائنات حلقہ میم
اگر حضور کے خوان کرم پر آئین پائین | | خوشی سے سر عجل سمین کہائین ضیف ابراہیم
کرے جو ناخن فیض حضور کی تعریف | | تو بجنے مین کھلے عقدہ لسان کلیم
کرے جو ناطقہ درد زبان ثنائے حضور | | زبان گنگ ہو مفتاح قفل گوش صمیم
درود و سایہ پر نور کی تمنا مین | | ازل سے سدرہ و طوبی مین قامت تعظیم
ابھی تو چاند ادا کر دے قرض سورج کا | | اگر ہو نور فشان جیب رخ چراغ حریم
نہ گھیرے آپ کو جس سال موسم حج مین | | سیاہ پوش ہو کعبہ کہ شکستہ حطیم
مقابلہ کرے قرآن و اثم موسی سے | | کنار کعبہ حق مین مقام ابراہیم
پڑھے نہ اسکی جو کی سعی خون حضرت مین | | اسی سے ثبت غضب ہو گئے لئیم و زنیم
جو تیری یاد مین ہو بیٹھا کوئی بسمل | | تو عہد عیش مین ہو محو خواب با خون تیم
بنا ہو تو بہ مضبوط مثل سبع شداد | | شکستگی کی جو منظور ہو تجھے ترمیم
ترا کلام کلام خدا کلام نبی | | کرے ہمیشہ ترے وعدہ پر وفا تقدیم

جوشش جہت کو ندین حکم حبیب حضرت کا + صحاح ستہ کی ہر سطر ٹھہری نبض سقیم

ہوا تمام قصیدہ جو حکم حق سے منیر
دیا خطاب اسے عقل کل نے نور عظیم

قصیدہ در مدح جناب معلی القاب بیجناب نواب محمد کلب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ

آجاتے تھے ہم صبح کی ساعت کے برابر
پھیلائے ہوا ب پاؤن قیامت کی برابر

جب دیکھتے ہو مجھکو بگڑ جاتے ہین تیور
ہر چین جبین تیغ عداوت کے برابر

دیوانو نسی ہر روز ترا گیسوے خمدار
آشفتہ ہو زلف شب فرقت کی برابر

جب سے نظر آہو ستانہ پڑی ہی سبے
رہنا ہی مرا وادی وحشت کی برابر

دل مین کبھی بھولیسی جو آجاتی ہی راحت
رو رقی ہی یہان جثہ کو حسرت کی برابر

بے تیرے گلستان ہی مجھے زخمیونکا کھیت
لالہ شگفتستان شہادت کی برابر

بھولے سے بھی سنبل کو اگر ہاتھ لگاؤن
اندھیر کرے شام مصیبت کی برابر

ہشیار نہین کوئی جو آنا ہے چلے آؤ
ہی بزم جہان گوشہ خلوت کے برابر

ہین تیرگی بخت اگر تمکو دکھاؤن
کملی مری ہیلی شب فرقت کے برابر

پاس اپنے بلاتے ہو نہ کرتے ہو عنایت
پھرتا ہون پڑا گردش قسمت کی برابر

یا مثل نسیم سحر آتے تھے مرے پاس
یا بھاگتے ہو بو لونکی نکہت کے برابر

منت سی خوشامد سی جو کچھ عرض کرو نین
تیور ترے بگڑے ہین مری قسمت کی برابر

وجہ خفگی بہر خدا کچھ تو بتاؤ
چپکے نہ رہو میری شکایت کی برابر

ایسا نہ ہو رحم آئے کہین تمکو دم قتل
غصہ بھی رہے ذبح کی نیت کے برابر

سو ناز سے بولا وہ گل باغ نزاکت
بدتر نہین سننے کو ئی حماقت کی برابر

مرغوب تھے دل سے ترے اشعار دُر بار
سنتے تھے ہم افسانہ عشرت کی برابر

دیوان نخستین مین تعلی تری دیکھی
تجدید مضامین مین ہی شوکت کی برابر

دیوان دوم نعمت معنی سے ہی لبریز
اعجاز سے ہمسر ہی کرامت کے برابر

شاگردونکی اصلاح مین فکر سخن شعر
صحبت نہ تھی کوئی تری صحبت کی برابر

سے چلتے تھے لآلی مضامین جدیدہ
دریا بھی نہ تھا تیری طبیعت کے برابر

ساکت ہے تو اب طوطی تصویر کے مانند
صحبت ہے تری محفل حیرت کے برابر

کس واسطے اب تجھ سے مروت کرے کوئی
کیا بیٹھے ہمسایہ وحشت کے برابر

پوچھا کیا کسلیے ترک سخن و شعر
کیون ان کو کیا گرد کدورت کے برابر

میں نے یہ کہا دل میں تو انصاف ذرا کر
کس پہ ہے بلا میری مصیبت کے برابر

قطع نظر ان صدمون کے جو میں نے اوٹھائے
مسکن ہے مرا وادی غربت کے برابر

کسکے لئے مین شعر کہون کون ہے ایسا
انعام جو دے گوہر جنت کے برابر

غصہ سے چبا کر لب نازک کو وہ بولا
غفلت نہیں دیکھی تری غفلت کے برابر

نواب سخی کلب علیخان بہادر
دنیا نہیں جسکی در دولت کے برابر

نواب سخن دوست سخن سنج سخندان
افصح نہیں آج اسکی فصاحت کے برابر

پیشکش گل مدح کہ لے باغ سخن میں
گلچین ہو مری همت بھی طبیعت کے برابر

منظوم کیا ہے عجب مطلع رخشان
ہو جسکی چمک اختر دولت کے برابر

مطلع

پتا ہو اگر گلشن جنت کے برابر
گردون بھی ہو تیرے کف همت کے برابر

پھیلاؤن میں تیرے در دولت کے برابر
دامن ہو جو صحرای قیامت کے برابر

چکے ہیں تری فیض سے ہیں برکی وسعت
گرداب ہون کیا بحر سخاوت کے برابر

تو بحر کرم تشنہ ہے همت حاتم
حرمت نہیں آسکتی ہے حلت کے برابر

اکبار پھیر ہو جو شہد کرم خاص
آغوش زبان میں رہے لذت کے برابر

مہمان بلائے جو سخی کرم پاک
دوڑین فقرا دعوت کے برابر

نیسان گہر افشانی سرکار جو دیکھے
لت پت ہو پسینے میں ندامت کے برابر

کیون راہ نہ سیدھی ہو تری باغ کرم کی
سبزہ ہو جہان خضر طریقت کے برابر

اس بزم مین ہر ایک کی توقیر ہو صد چند
بلور ہو الماس صباحت کے برابر

حل ہوتے ہین عقدے علما و فضلا کے
ہر بات ہو تعلیم و افادت کے برابر

ہمسر نہ ارسطو ہو یہان کے علما سے
ٹوپی نہین دستار فضیلت کے برابر

کھینچی ہے اسی رنگ سے تصویر چمن کی
رنگ ایک نہین آپکی صحبت کے برابر

ہمسر علما سے ہین ندیمان ہما دن
شملہ ہین یہ دستار فضیلت کے برابر

سن پائے موذن جو ترا نام مبارک
تعظیم کرے اوٹھ کر اقامت کے برابر

فرمائے جب ترک تعشق کی نصیحت
محبوب ہو عاشق کو محبت کے برابر

مجمل بھی جو لکھین تری علم کی تعریف
ہر چہ ہو کتب خانۂ حکمت کے برابر

دیتا ہے گواہی کوئی ایسا نہین خوشخط
ہر کلک ہو انگشت شہادت کے برابر

وہ در کھینچین ہون سبحہ کی خط سطر سے یکسان
ہر دانہ ہے یون تیری عبادت کے برابر

کیا اسپ فلک سیر کی تعریف کرون مین
رتبہ مین قمر بھی نہین سرعت کے برابر

طاؤس ہو یا بجلی ہو چھلاوا ہو پری ہو
پہونچی نہ کبھی تیزی و صورت کے برابر

کانونکو صدا اس فرس تیز قدم کی
ہے زمزمۂ نغمۂ عشرت کے برابر

سازا اس فرس تیز قدم کا ہے فرح بخش
ہیکل کی صدا طبل بشارت کے برابر

منظور جو ہو سیر رہے باغ جہان مین
پھر جائے دو باغون مین نکہت کے برابر

اور جائے جو فرشتہ کی طرح بام فلک پر
نازل ہو تو ہو آیۂ نصرت کے برابر

خورشید کو تشبیہ جو دون اسکے سمو سے
ہر سال ہو طے وصل کی ساعت کے برابر

چل پھر مین کہین تار مین چلبل مین ادا مین
بجلی نہین اس جلوۂ قدرت کے برابر

کہیا فیل ہے مست کہ اوصاف سناؤن
محجوب ہے جو کعبہ کی رنگت کے برابر

ہاتھی یہ نہاتا ہے مگر آب گہر مین
آئینہ نہین اسکی لطافت کے برابر

کیا جھوم رہا ہے یہ قریب در دولت
ہے ابر بہاری در جنت کے برابر

خوشرنگ ہی یہ شام جوانی سے زیادہ ۔۔۔ سایہ ہی سواد شب وصلت کے برابر
ہی موتیون کی جہول مین کچہ اور ہی عالم ۔۔۔ جوبن ہی عروس شب وصلت کے برابر
یہ جہول کہان اور کہان اطلس گردون ۔۔۔ گدڑی ہی نہین نوشاہ کی خلعت کی برابر
جاڑی مین یہہ ہی نعرۂ مستانہ کے مانند ۔۔۔ آنے مین سرور ہی عشرت کے برابر
نخل فدا مدا کو جو گنوا مین جہ اوند ۔۔۔ اڑہ ہوا دہین سین سعادت کے برابر
زینت تری ہی بدخواہ کو منظور اگر ہو ۔۔۔ سرمہ ہو اوسی قبر کی ظلمت کی برابر
اب عطر نیاخت مدایح مین لگاؤن ۔۔۔ ہو رنگ دعا بھی گل مدحت کے برابر
ای یار خدا شاہ رسالت کا تصدق ۔۔۔ پہنچا دی مری دعا میری اجابت کی برابر
نواب کو دی عمر خضر بخت سکندر ۔۔۔ حشمت ہو سلیمان کی حشمت کی برابر
سرکار کرین چشم عنایات ادہر بھی ۔۔۔ حاضر ہی منیر اب در دولت کے برابر
پوری کرے اللہ مرے دل کی تمنا ۔۔۔ تا شکر کرون فیض و عنایت کی برابر
اوس راہ مین مدت سی بہٹکتا ہون مین وحشی ۔۔۔ جس راستہ مین پہیر ہی قسمت کے برابر
ہون دیدۂ تصویر کے مانند مین حیران ۔۔۔ اطفال مری اشک مصیبت کے برابر
مدت ہوئی مردہ ہی چراغ خرد و ہوش ۔۔۔ ہے کاسۂ سر گنبد تربت کے برابر
مد نظر مہر ہو یہ سوختہ اختر ۔۔۔ اک خال بھی ہو چشم عنایت کی برابر

قصیدہ در مدح نواب جناب لیجنا لیجوان منزل قمر کا جناب نواب محمد کلب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ

جسد نور رامپور مین ہے آشکار چاند ۔۔۔ ہر دم شب مراد ہے ہمکنار چاند
اس شہر کی ہین ارض و سما دونون نور بخش ۔۔۔ ذری نجوم وش ہین تو خورشید وار چاند
یا شام صبح عید ہے یا ہر شب برات ۔۔۔ ان زلفون مین ہی دلبر جو را عذار چاند
جاتی ہی ماہ روزہ کے نکلا ہلال عید ۔۔۔ دیتا ہی مژدہ ہائے طرب بار بار چاند
لبریز حسن ہو لب کوثر کی طرح آج ۔۔۔ تہا ورنہ خشک مثل لب روزہ دار چاند

نادم ہے گرد راہ سے نسیم صباح عید
شرمائین روبرو سے کفش جو اسقدر
زیور مین چاند سورج اگر دین کسیکو آپ
دستار مہر سے ہے سوا آپ کی کلاہ
دیکھے تجلی ابدی الظہور اگر
تحت الشعاع مین ہی عروج اوسکو ہو نصیب
پلٹے جو نقش پاے مبارک بپھر سلے
دیکھی جو سیر گلشن علم حضور کی
ہو کر کتاب عقل سے استفید
نقطے جو دیکھے آپ کی تقویم علم کے
طبع حضور سے جو کرے اقتباس نور
انوار خوشنویسی والا جو ہون عیان
شرماکے اپنے نظم ثریا کو کاٹ دے
نکہت جو چھائی انکی زلفوں پاک کی
چاہے جو نقش پا سے ملے سے سر کہ
یون بیش نصر صبا ...
ہمسایہ ... ہو کس طرح
سنئے کتابہ در دولت کرے دل خون
آئینہ خانہ مین جو کرے مسند اہم جلوہ گر
دیکھا جو شہر بانو ... افسر ...
... سے ...

چاندی کو اپنی کیون نہ گنے کم عیار چاند
سورج زمین مین رہے دریا کو پار چاند
سورج کی آبرو ہو کرے افتخار چاند
ایک ایک ٹوپی مین نظر آتے ہین چار چاند
غرہ ندے زمانہ کو پہر ایکبار چاند
جولانگہ فرس کا جو پاے غبار چاند
دور قمر مین ہو گئے پیدا ہزار چاند
مرجھاکے ہو ندامتون سے غنچہ وار چاند
دھوتا پھرے رسالہ لیل و نہار چاند
تارون کو سمجھے دیدۂ اختر شمار چاند
پیدا انہو زمانہ مین پہر داغدار چاند
ہر لفظ پہ فدا ہون ستارے نثار چاند
سن سے اگر عبار عبا تر و نثار چاند
ہر شبکو سمجھے نافۂ مشک تتار چاند
ہر شہر سہر مہینہ مین پہر سنگسار چاند
پانی مین جیسے آئے نظر بیقرار چاند
ہر روزن مکان ہو زہرہ نگار چاند
شمسہ صبح و شام پہ ہے لاکھ بار چاند
کیون کر نہ دیکھے روح سکندر مزار چاند
غرق عرق ہو اصفہ البشار چاند
ہمپہلو آفتاب سے ہا ہمکنار چاند

اللہ رے خانۂ باغ مبارک کی روشنی
لیلے سایۂ در دولت سے چھوٹ کر
مشعلچیون مین چہرۂ مریخ چرخ ہے
موجود رات دن ہین اطاعت مین گرم سر
دیکھین اگر عدالت والا کے دہر سب
قمری جو سرو باغ مبارک سے دل لگائے
شاخین نکالین اسمین اگر نقش پای پاک
چرخہ جو اسمین کاتتی ہے ایک پیر زال
منظور ہے کہ نذر دکھا کر حضور کو
اے شہسوار عرصۂ سیر ابھی بھول جا
شید بزیر تیز رو کی تجلی کے سامنے
پرتو ہلال نعل کے پہونچا کے تا فلک
مہر فلک ڈبیت کی صورت جلو مین ہو
اندھیاری اسکو دور نہین سکتی ہو کوئی رات
شام ابد کو دوڑ کے ہو آئے چاند پر
نعل کمیت خاص سے تشبیہ دون اگر
ٹھکرائے سنگ رہ کو اگر توسن حضور
کاوے مین دیکھ پائے جو دور ہلال نعل
چلتا ہے چال نور کی فیل فلک سے کو
کیا دیکھتا ہی بار رہو زہرہ کے نور تن
طالع اگر جبین بہا بوسے کی ہو

کیا چاندنی کے پھولون سے ہے داغدار چاند
پھرتا ہے صورت شتر بے مہار چاند
کیونکر نہ کہکشان سو بنے چوبدار چاند
جامی آفتاب ہو اور آب دار چاند
ہر پاسے مہر کیا ہے سو ہو ہمکنار چاند
طوق گلو ہو اوسکو مرصع نگار چاند
بنجائے شکل کوکب دنبالہ دار چاند
کرتا ہے صبح آئینہ بیستار تار چاند
یوسف کے لینے والون مین پائے شمار چاند
دیکھے جو تیزی فرس راہوار چاند
مانند آفتاب ہو ارعشہ دار چاند
سورج گرہن کو اسکے لگا ہے بن چار چاند
شکل رکاب ہو یمین و یسار چاند
ہیکل مین اشتہار خورشید وار چاند
اوسکی رکاب کا ہو اگر اشتکار چاند
دم بھر مین سیر کرے رہ لیل و نہار چاند
ٹھہرے کے ٹکڑے تارو نہین ہر شرار چاند
ہالہ کی طرح گرد پھرے لاکھ بار چاند
ہر سمت نقش پا سے ہین طالع ہزار چاند
چھوڑ دین پیسکے دانتون کی ڈبی بہا چاند
انگشت پا سے کرنے لگے انحصار چاند

ہے جسکی چاندنی کی شب عید کو تلاش
ستاک پہ اوسکے ہے وہ جواہر نگار چاند

ممکن نہین ہے اسکی جھلک سے ہو ہمکنار
ابرو و زہرہ جبینکے جو ہو آشکار چاند

فیل بلند پر ہین حضور اسطرح سوار
جیسے شب وصال سے ہو ہمکنار چاند

ہیکل کے جو فضے ہین ہے جلوس اس شکوہ سے
گویا کہ برج حوت سے ہے آشکار چاند

ٹیکا جبین فیل پر ہے اسطرح عیان
رخشندہ جسطرح ہو سر کوہسار چاند

گرمی جو دیکھی آتش شمشیر خاص کی
اوڑتا پھرے زمانہ مین سیماب وار چاند

قایل کرین جو شق القمر کو آپ
دو ٹکڑے تیغ خاص سے ہو بار بار چاند

تلوار دیکھ پاے جو دست حضور مین
روپوش ہو سپر مین دم کارزار چاند

مستانہ چال تیغ قضا دم کی دیکھکر
گھبراے خوف جانکے سبب بیدوار چاند

میوون مین پھل کے بدلے ہو پیدا اثر نبات
اس سیف کی طرح جو چلے ایک بار چاند

اوسکے مزاج کی ہو رطوبت تمام خشک
اس برق شعلہ زا سے اگر ہو دو چار چاند

کیونکر سپر کو دون مین شب عید کے مثال
چار آفتابون سے ہے یہان ہمکنار چاند

یون زندگی ہے آپکے بدخواہونکی خراب
جسطرح صبح مین رہے بے اعتبار چاند

روشن دعاے خاتمہ مدح سے کیجیے
آمین کہنے کا ہے اب امیدوار چاند

جبتک کہ آفتاب ہو مشرق سے جلوہ گر
جبتک کہ سمت غرب سے ہو آشکار چاند

یارب ہزار سال سلامت رہین حضور
ہر سال کے لئے ہون مقرر ہزار چاند

خدمت مین آفتاب کمر بستہ روز ہو
ہر شب ہو شمع بزم طرب پر نثار چاند

عمر خضر نصیب ہو بخت سکندری
ہر نائب آفتاب ہو ہر شبکا ر چاند

اقبال و عافیت کی ترقی ہزار چند
صدہا ہون آفتاب مبارک ہزار چاند

ہو سیم و زر خزانہ دار الامین اسقدر
خورشید قرص آن لیے سے استعا چاند

ہو آپکے غلامون کی خاطر ہلال [illegible]
دشمن کے واسطے ہو چراغ مزار چاند

فرش بزم دنور سے مین کسطرح کرتے تیز
کیا کسی عارف کے دل مین تھی صفائے صبح عید

آگیا سرکار کا دامان دولت ہاتھ مین
بڑھ کے پہنچا ہی کہان تک دست رسائے صبح عید

چاہتی ہے روز پڑہنا مصحف دین کا اگر
سب سے پہلے روی اقدس دیکھ جائے صبح عید

محفل زرین کی مسند پر اگر دیکھے جلوس
خواب غم سے خفتہ بختون کو جگائے صبح عید

گل فشان نواب کو دیکھے جو ہنگام سخن
باغ محفل سے گل مقصود پائے صبح عید

عطر مین ہو غرق تقویم سنین ماضیہ
بسکے خوشبو مین ہو اس جلسے سے جائے صبح عید

لینے قابل جانتا کوئی غلام خاص اگر
جامۂ تبسیم کیون رہتی قبائے صبح عید

گلشن عیش ہمایون مین جو آئے بہر سیر
خندۂ شادی گلو سے سیکھ جائے صبح عید

دیکھ لے لگتا ہی نسرین پر اگر شبنم کا لطف
شرم کے مارے پسینے مین نہائے صبح عید

وصف یون گلشن مین سمجھی بہون کی نہر کا
پہلے جو سے شیر سے منہ دہو آئے صبح عید

ہاتھ آجائے جو رنگ لالہ زار بے نظیر
مل سے لے مہندی شاہد گلگون قبائے صبح عید

پاک دامانی عروسان چمن کی دیکھ کر
پردہ خجلت مین چہپتی ہے قبائے صبح عید

وسعت اس باغ مصفا کی نظر آئی اگر
چہپنے کو جیب گل نسرین مین جائے صبح عید

بارگاہ عرش رفعت تک یہ پہونچا کسطرح
پا گیا معراج کیا بخت رسائے صبح عید

حضرت والا کو بھیجا ہے جو تہنیت کے واسطے
پہلے کعبہ مین سفیدی پہیر آئے صبح عید

حضرت نواب کو دشت منا مین دیکھ کر
کبش اسمٰعیل پہر جنت سے لائے صبح عید

بیش قیمت اضحیہ کا حکم جن پائے اگر
سامری کی گاو زرین نذر لائے صبح عید

دیکھ کر حج مین حضور پاک کو آئندہ سال
تہنیت کے واسطے کعبہ مین آئے صبح عید

ناقہ صالح خلیل اللہ کا کیسل تمین
حکم ہو تو پہر قربانی منگائے صبح عید

ذبح کے لائق نہین ہے آہوے چشم بتان
سعی ہی کیا کر سکے کیون کر الزام اوٹھائے صبح عید

عید یون قربان جشن پاک پر ہو ادام
ہو وہین قربانیان جیسے فدائے صبح عید

دشمنون کو روسیاہی شام غربت کی ملی
خیرخواہون کی جبین پر ہو ضیائے صبح عید

ایسی جلدی مین کہا ہے یہ قصیدہ ای منیر
کو ملی اور اگر نہین اس سے سوائے صبح عید

آفتاب مشرق اسلام کا مداح ہون
نہین مدح خاص مین کی ہو ثنائے صبح عید

آرزو ہے سیکڑون عید و نہین ندرین دون لیے نہین
روز ہو طبع سخن رس آشنائے صبح عید

مدح والا کر قصیدہ کی ردیف اسکو کیا
ہو گئی صد شکر پوری التجائے صبح عید

دیکھ پاسے صاف بندش اس قصیدہ کی اگر
صاد کرنے کے لیے انکھون سے آئے صبح عید

قصیدہ در لغز افیون و رجوع بمدح بندگان عالی متعالی حضور پر نور خلد اللہ

شکلین لباس گون پری ہے وہ دلربا
کاجل دل و دماغ ہے جس کی کجل سرا

ننگی نہانے مین ہے وہ گلنار گون لباس
بدن پر نقاب دار سیہ پوش خوشنما

گر وہ طبع اہل خرد اوسکی کم سنی
پیر تیغ اوسکی قدر جوانی سے ہی سوا

پیرانہ سر مین لبکہ ہے محبوب خوش مزاج
طفل جوان پیر کی یکسان ہے آشنا

پھر کیون ہے وہ سیاہ پری قاف قاف لپ
پہنچا تو لعل کا ہے زمرد کے دست و پا

لیلی نہین سوار ہے محمل مین وہ مگر
مجنون نہین مگر وہ ہے مجنون سے باوفا

مجنون اگر نہین ہے تو کیون ہے وہ ناتوان
لیلے نہین تو کیون ہے سیہ خیمہ اوسکی جا

خسرو نہین مگر ہے وہ شیدہ پر سوار
شیرین نہین مگر ہے شکر سے گران بہا

مشتاق جو ہے شیر سے ہے پر کوہ کن نہین
شیرین ثمر نہین ہے پہ تلخ ہے مزا

قبہ کو اوسکے گنبد افلاک جانئے
ہر ہر پیچ مین ثوابت سے بے حد و انتہا

کعبہ تو وہ نہین ہے مگر ہے سیاہ پوش
ہے اوسکے رنگ سے حجر الاسود آشنا

اوسکا لعاب تلخ ہے تریاق زہر غم
صورت مین دیکھیو تو ہے خونخوار اژدہا

اوسکے ہے محبت مین بے مثال
پھر ہے کے بدلے اوس مین ہے امراض کی شفا

عکس اوسکو نفی مین جسد رجہ سے کیجیے
پھر سے شگوفہ گلشن اثبات اصل کا

خازن ہے مال پاک کی اکسیر اسطرح — جامع ہین خلق خاص کی یون نکہت و صبا

تحصیلدار فیض ہین جسطرح بحر و کان — تحویلدار عطر ہے جسطرح موتیا

کیون کر نہ قدر اہل سخن کی کرین حضور — پہچانتے ہین رتبہ در گران بہا

جوہر شناس معنی و مضمون حضور ہین — تازہ نگر ہے آب لائے سے آشنا

حج کرکے آئے قبلۂ عالم ہزار شکر — ہندوستان مین کعبہ کی جب لینے لگی ہوا

افضل ہے حج حضور کا ہر ایک حج سے یون — سب مسجدون مین جیسے ہے کعبہ کا مرتبا

کچھ میرے پاس نذر کے قابل نہین مگر — تحفہ ہے اس فقیر کا سرکار کی دعا

عمر خضر نصیب ہو تخت سکندری — نواب کو شریک ہو نصرت خدا

قصیدہ در مدح نواب محمد کلب علیخان بہادر ادام اللہ اقبالہم و اجلالہم حسب فرمایش

رت ہے برسات کی بہت پیاری — موج زن جھیلین ندیان جاری

بدلیان چھا رہی ہین گردون پر — زرد اودی سنہری زنگاری

بجلیون کی چمک مین ہے جس بل — جیسے رقصان بتان فرخاری

کیا ہری دوب جنگلون مین ہے — سبز مخمل سے بھی سوا پیاری

ہر طرف کھل رہے ہین گل بوٹے — جن سے شرمندہ باغ کی کیاری

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا مین پروائی — لہرین لیتی ہین ندیان ساری

شفق سرخ رنگ لائی ہے — لالہ گون ہے سپہر زنگاری

ننھی ننھی برستی ہین بوندین — رت پہ ہوتی ہے خوشی طاری

کوکتے پھرتے کوئلین طاؤس — اپنی تانین سناتے ہین پیاری

تان مین مرغابیان لطیف سرخاب — جھیلون کے ساتھ کرتی ہین یاری

کھیت دہانون کے لہلہے شاداب — کر رہے ہین نظر کی دلداری

عکس طوطی ہو جیسے آئینہ مین — پانی اون مین ہے اسطرح جاری

سنگ مرمر کی ہے جو مہتابی | اوس مین ہے رونق سمن زاری

چاندی کے چھٹے سے آئینہ سان | صورت عیش کی نمودار ی

نغمہ پرداز اوس جگہ ہین جمع | اون کے گانے کی آئی ہے باری

ڈہریتون مین امیر خان یکتا | بین کاری مین بہی فسون کاری

ہے بہادر حسین خان کر سبب | بار ہد پر بہی بیخودی طاری

ختم اون پر ہین سرسنگار رباب | ہاتہہ کے قبضہ مین ہے طیاری

سحر باقر علی کے گانے کا | رشک الحان بلبل وساری

دلربا نغمۂ رحیم اللہ | نغمہ سنجی مین خوب اثر داری

ہے پکہاوج مین دہوم مودہو کی | ہند سے تابہ آمل وساری

طاق سارنگیون مین حیدر بخش | واہ واکرتی ہے سبہا ساری

بہانڈون کی نقلون پر چمن کے پہول | ہنستے ہین مثل کبک کہساری

نقل ہر ایک کی ہے مطابق اصل | شیخ و خشم پر بہی ہے ہنسی طاری

پر مین افسون پیکے بیٹہا ہون | طبع پر فکر شعر ہے طاری

ہاتہہ آتا نہین کوئی مضمون | ذہن کرتا نہین مددگاری

روئے خورشید ہوگیا پنہان | شام نے کہولی زلف طراری

مینہہ برستا ہے مین ہون گھر مین | شمع روشن ہے رات اندہیاری

خامہ و کاغذ و دوات و کتاب | دل مین فکر آنکہون مین ہے بیداری

ناگہان کہل گئی مری قسمت | بار غم سے ملی سبک باری

دیکہتا کیا ہون شاہد معنی | محو ناز و ادا و طرحداری

شفقی ہے لباس چمپئی رنگت | سرمئی آنکہین ڈورے گلناری

شعر شیرین برق جسم طاؤس | چال رفتار کبک کہساری

پاسے نیچے ناز سے اوٹھائے ہوئے — عرق شرم جسم سے جاری
کچھہ گھبرائی بھی کچھہ لگاوٹ بھی — چتونون سے عیان ستمگاری
آنکھین پھرا گئین تعجب سے — دل پر اک بیخودی ہوئی طاری
اوٹھہ کے افتادگی نے کی تسلیم — پاے بوسی نے کفش برداری
خاکساری نے فرش کی آنکھین — سر نے کی پاؤن کی پرستاری
ہاتھون نے دوڑ کر بلائین لین — دل نے کی بڑھ کے منت و زاری
عجز نے دوڑ کے خوشامد سے — پھر مزاجی غرور کی ساری
پھر گئے گالیون کے تیر اوٹھے — جب خموشی نے کی سپرداری
ہو گئی کند تیغ استغنا — دیکھہ کر ضبط کی جگرداری
بے گناہی نے گڑگڑا کر — خفگی کو بھی کر دیا عاری
بل نکالے بھوؤن کی منت نے — کی نیازون نے نازبرداری
کچھ نصیحت جو کی غریبی نے — دل مین ڈر ڈر گئی ستمگاری
جیت لی التجا نے کھل مل کر — شرم حیا سے شرط خودداری
گو رکھائی نے اوسکو بھڑکایا — پر لگاوٹ نے کی طرفداری
رحم نے کچھ بھری سفارش کی — کچھہ مروت نے کی مددگاری
خلق نے آنکھہ دی تبسم کو — خوش مزاجی کی آ گئی باری
بخت خفتہ سے آئے ملنے کو — اوسکی ٹھوکر کے ساتھ بیداری
کچھہ کچھہ آنکھون مین جب طلوع ہوئی — شب مستی سے صبح ہشیاری
مین نے پوچھا کہ اے مہ بے مہر — فلک عالم جفا کاری
خاک چھنوا رہی ہے عالم مین — شعرا کو تری طلب گاری
کونسے برج مین ترا گھر ہے — کس فلک پر ہے شوق سیاری

ہنس کے اوس نے یون جواب دیا — لب شیرین سے کی شکر باری
مین ہون اون شاعرون کی خدمت پر — چاکر نواب کے ہین درباری
دیکھ تو رامپور کی برسات — کیا نمایان ہے قدرت باری

تعریف خسرو باغ

رنگ پر ہے بہار خسرو باغ — غیرت طاق ہے پس ہر کیاری
نہ گل رشک گنج باد آورد — طاق کسری ہے قصر سرکاری
خسروانی ہار بد سے سوا — نغمۂ عندلیب گلزاری
لب شیرین سے ہر ثمر میٹھا — نہر یا جوئے شیر ہے جاری
نور کا دائرہ ہے یا جل بیچ — کرتی ہے موج جس کی پرکاری

وصف باغ بے نظیر

کیا کرون باغ بے نظیر کا وصف — جس سے ظاہر ہے قدرت باری
چھپ گئین آٹھون بہشتون سے چھپکے — دیکھ پائین جو چار دیواری
عطر مجموعہ کی زمین تمام — گرد خوشبو سے مشک تاتاری
رنگ ہر پھول سے ٹپکتا ہے — شاخ ہر گل پانی سے ہے پچکاری
اوسکی کوٹھی کی کیا بہار کہون — کی ہے رضوان نے جسکی سنگاری
دل عارف کیطرح کمرون مین — روشنی نور حق کی ہے ساری
دامن گل کے پھیلنے مین سے — شفق چرخ کی نمودار ی
کہین گھونگھٹ مین ہے عروس بہار — کہین مثل بتان بازاری

تعریف شہر

فضا بارش مین شہر پاکیزہ — ہے زمین آئینہ صفت داری
ہر سڑک کہکشان گردون سے — حسن و خوبی مین ہے سوا پیاری

شہر مین سب تلاش بیجا ہو — جسکو جس شے کی ہو طلبگاری
ایک ہی شے یہان نہین ملتی — جسکو کہتے ہین لوگ ناداری
ہے مرقع سے بڑہ کے ہر بازار — ہر گلی کوچہ باغ کی کیاری
نور تر پولیہ کا چار طرف — چاندنی چوک مین ضیا باری

تعریف عمارت خاصہ

کیا عمارات خاص کا ہو وصف — جن سے شرمائے چرخ زنگاری
چوکھٹا جیسے آئینہ کا ہو — ایسی ہے عمدہ چاردیواری
خوشنما ہین عمارتین عالی — در و دیوار پر طلاکاری

تعریف خورشید منزل

وہ جو خورشید منزل ایوان ہے — جس کے خادم بتان فرخاری
فرش پردے چتین جواہر دوز — کمرے کمرے مین مسندین بہاری
بام عالی کی نور افشانی — در و دیوار کی ضیا باری
چاند نور اقتباس کرتا ہے — صبح کرتی ہے آئینہ داری

تعریف دیوانخانہ

ہے وہ دیوانخانہ نور افشان — انتہا کی ہے جس مین طیاری
شیشہ آلات عجب اطور انی — طور کی جسمین روشنی ساری
کنول اوترا ہوا یہان کا سپہر — شیشۂ آسمان زنگاری
آئینہ صبح عید سے بڑہ کر — جن سے عشرت کی ہے نموداری
ہمسران آئینے نے کیا ہو نہ — کہ یہ نوری ہین اور وہ ناری

تعریف [illegible]

کیا طلسمی پری ہین [illegible] مین — [illegible] نے چاڑی کے کچھ کہنے بہاری

برق تابان سے بھی نہ جھپکی آنکھ — بل بے خود بینی اُف ری خودداری
بولتی ہی نہیں ہے نخوت سے — [ک]یجیے لاکھ منت و زاری
کارچوبی ہین مخملی پردے — [ف]رش چشم بتان فرخاری
سامنے اوس کے فرش کے گلزار — [ر]نگ گلے وقتون کی جیسے پھلکاری
پائے مخمل نہ خواب مین دیکھے — دیکھیے جو چھپر میان بیداری
پرطاؤس کی ہے چھت رنگین — طرفہ بنائے سقف گلکاری
شہ نشین سے سجی دولہن کی طرح — حورین کرتی ہین آئینہ داری
سونے کی چھین کرسیان بچھین — چاندنی دھوپ ہوگئی ساری

چھچی بھون

قصر چھچی بھون کا کیا کہنا — ہے اوسی مین جلوس سرکاری
صحن بام خورنق اوس کا ہے — قصر نعمان سے بڑھ کے طیاری
سند ہی یہ فسانہ شو سنگر — [ر]وشن ہوئی صنعت معماری
سائبان اوس کا برنیان ہے — رات دن رہتی ہے گہر باری
سرزمین بوسہ گاہ عالم ہے — سجدون کے نقش سے ہے گلکاری
اپنی جاگیر اسکو جانتے ہین — تاج اقبال و چتر سرداری
خانہ زادون مین اس محل کے ہین — کشور آرائی و جہانداری
سب چھتون مین یہ مکان لکھتا ہے — عرش اعظم کو رفعت آثاری
بام پر سے جو اوڑ کے جائین ملک — پاسبان اون سے ہے گنہگاری
جابجا گھر جس مین رہتے ہین نواب — نورافشان ہے قدرت باری
مشتری طلعت و سپہر شکوہ — نیر اعظم نجوم سکاری
فیض بخش زمانہ ابر کرم — زینت مسند جہانداری

قبلۂ خلق حاجی حسین ہین — کعبۂ شرع عرش دینداری
حامی دین و ناصر اسلام — فخر دارائے و جہانداری
علم و فضل حضور کے باعث — روشنی ہے جہان مین ساری
مشکل ہر کتاب سب ہے آسان — سہل ہر مسئلہ کی دشواری
کیا پڑہین اپنی نثر مین اہل زبان — سن کے حضرت کا وصف نثاری
جیب یوسف کے آگے کیا کہولے — کوئی نادان کا دکان عطاری
بخت و دولت یہین کے ہین مجرائی — علم و حکمت یہین کی درباری

تعریف علما

علما ایسے نامور ہین یہان — جنکی مداح خلق ہے ساری
سب سے افضل جناب عبد الحق — قبلۂ عالم انکو کاری
حکمائے فلاسفہ کو بھی — فخر ہے اون کی کفش برداری
مفتی بے نظیر سعد اللہ — فقہ و منطق ہین قدرت باری
حضرت مولوی مسیح الدین — کرتے ہین شرع کی مددگاری
صاحب ارشاد ہین سمی حسین — اون سے دریائے فیض ہے جاری
نور حق مولوی سدید الدین — آپ مصحف انکو کاری
چمن علم حق ریاض الدین — کرتے ہین عرش حق کی سیاری
نام عبد العلی وسلے تھی — جہل کی دور کر دی بیماری
وصف حاکم علی و نور ہے — جسم دانش مین مثل جان کاری
کیا حسن سے شاہ کیب ظہور الحق — دونون پر ختم ہے نکو کاری

اطبا سرکاری

وہ اطبا ہین عیسوی اعجاز — نام سے جن کے بہاگے بیماری

فرد یکتا حکیم ابراہیم
کرے بقراط جنکی عطاری

فاضل و متقی علی حسین
چین پاتے ہین اونسے آزاری

ہین محمد حسن طبیب مت بین
حفظ ہے اونکو صحت یاری

میر مہدی حسن رضا کے سوا
حکمت اللہ طبیب سرکاری

طبع مرزا علی نقی کو ہے
فن طب مین کمال ہشیاری

ہے کرامت علی کو بھی حاصل
اسی فن مین حضور سرکاری

شعرائے سرکاری

مجمع شاعران نامی ہے
شاعری کی ہے گرم بازاری

بحر منشی اسیر و امیر
ہمسر انوری و مختاری

طبع پاک ہنر یو و داغ سے ہے
منفعل ابر کی گہرباری

ہے جلال و حیا و شاغل سے
محفل نظم جلوہ گر ساری

مثنوی مین صبا و خواجہ بشیر
رونق شاعری و ختاری

بدر شادان غمین جنونی ہر دم
رہتے ہین مدح خوان سرکاری

فارسی گو نثار شیرازی
تر زبانی مین ابر آزاری

فن تاریخ مین ہے منصور
جان صاحب کی ریختی پیاری

سب سے بڑھ کر منیر کو حاصل
بیکمالی و ہرزہ گفتاری

تعریف خوشنویسان

خوشنویسان کی کیا کرون تعریف
سخت خط کو ہے جنسے بیداری

سب کے سید عوض علی استاد
خوشنویس اون کی مدح مین عاری

ہے خط قسمت سکندر سے
اون کے خط کے سوا نمود اری

مرتضٰے ناصر و الٰہی بخش | سہل کرتے ہین خط کی دشواری
پہر کریم اللہ و سلیم اللہ | کرتے ہین باغ خط مین گلکاری
نسخ مین ہین مشتہر غلام رسول | خط مین قاضی کی شان ہی ساری

حفاظ

حافظون کا شمار حد سے فزون | شیخ کرنے مین حد کی دشواری
نامور بہت قرأت مین | سب سے اعلیٰ علی حسن قاری
بہتے ہین اور صنعتون مین بہی | قاری آغا علی نموداری
الغرض ہین تمام اہل کمال | صاحب منصب نمکخواری
عمدہ شطرنج باز و گنجفہ باز | جان و دل سے مطیع سرکاری
نامور پہلوان بکیت و پہکیت | جن سے آگاہ خلق ہے ساری
رشک مانی مصور و نقاش | جن سے تصویر پائے جانداری

قطعہ

ہین بہت سے کہیل مین مشتاق | چالین معلوم جنکو ہین ساری
فرد فرد انکے نام اگر ہین لکہون | یہ قصیدہ ہو جنگ سے بہاری

تعریف عدل سخاوت

جنس کا سد ہے عہد کسریٰ بہی | عدل کی ہے وہ گرم بازاری
ایک ہی گہاٹ پانی پیتے ہین | شیر ہندی غزال تاتاری
رامپور آج کیون نہو آباد | اوس کے طالع نے پائی بیداری
کوئی آنکہین نہین چرا سکتا | چور بہولے ہین اپنی عیاری
کیا کرون انتظام کی تعریف | سب سے بہتر ہے یہ عملداری
ہوتے ہین سلے مقدمہ حق حق | نہین ہوتی ذرا طرفداری

اہل بازار تک ہین باایمان — نہین کرتے ہین کچھ کا نداری
لوگ سے لیتے ہین کوڑیون کے مول — جیش و عشرت ہی جنس بازاری
وصف لکھون اگر سخاوت کا — خامہ کرنے لگے طلاکاری
بزم اقدس مین دو شمع و چراغ — دُر فشان سب جیسے ابرآزاری
جو پہنچے حال سامنے آیا — اوسکو خلعت دی بہت بھاری
دور تک آپکا ہے فیض محیط — کہتی ہے خلقت خدا ساری
حاضران را کجا کسی محروم — توکرپا غائبان نظرداری
جھولیون بھرکے پاگئے دولت — ہے فقیرون کو زور زرداری
عہد حضرت مین زخمیون کے لئے — فرش ہے آسمان زنگاری
حکم سرکار سے ہے شہر بدر — ظلم فتنہ جفا ستمگاری
بہر فراغتانہ ڈالا — چرخ سے فیل باربرداری
کاٹ دے دم مین شیر کا جو ننگ — اک نگاہ عتاب سرکاری

وصف شمشیر

آپ کے ہاتھ مین ہے وہ تلوار — جسنے بجلی کو کردیا عاری
موت کے آنیکو ہے دروازہ — زخم اوس کا جسے لگ کاری
نام اوس برق کا ہے دشمن سوز — کام اوس ابر کا ہے خونباری
سخت پتھر ہے اسکے آگے یون — جسطرح کوئی نرم ترکاری
گھاٹ سے اسکے گھٹ گیا طوفان — باڑھ سے بڑھ گئی ہی خونخواری

وصف اسپ

ہے سواری مین کیا پری گھوڑا — خوش خرامی مین کبک کہساری
کرہی ہے صبا جنواس پہ — بوئے گل کرتی ہے جلوداری

بجلیان گرد راہ سے چمکین ۔۔۔ جو دکھلائے یہ گرم بازاری
اک اشارے مین گیا تا بفلک ۔۔۔ اس سے سیکھین نجوم سیاری
اس کے چلنے مین فرش ہوتی ہے ۔۔۔ اطلس آسمان زنگاری
شہر نعل رخش سے اوڑ جائے ۔۔۔ مثل باروت راتا ندہیاری
ہے مہ نو بھی نعل در آتش ۔۔۔ دیکھکر اس کی گرم رفتاری
عرق افشان حلب مین گندی اگر ۔۔۔ آب آئینہ ہو بیابان جاری
سب چلے اوس پادشاہ کا سکہ ۔۔۔ پا سکے جو منصب جلوداری

تعریف فیل

کیا کرون فیل خاص کی تعریف ۔۔۔ ہے یہ خوشبو مین مشک تاتاری
سونڈ کالی سفید دانتون مین ۔۔۔ چاند دو ایک راتا ندہیاری
دانت دیکھو جڑاؤ چوڑ نہین ۔۔۔ شان خوبی دکھاتی ہین ساری
جیسے ہیرے کے کنگنون مین ہون ۔۔۔ گوری گوری کلائیان پیاری
لال سیندور اوسکی مستک پر ۔۔۔ غیرت لالہ زار کہساری
دوستون کے لئے ہے ابر بہار ۔۔۔ دشمنون کو یہ رات ہے بہاری

تعریف فوج

ہر سوار و پیادہ برق مثال ۔۔۔ کیا کہون فوج کی ہین طیاری
وردیان تحفہ خوشنما ہتھیار ۔۔۔ ہے قواعد کے فن مین ہشیاری
افسر ایسے ہین جنسے خود مریخ ۔۔۔ سیکھتا ہے فن سپہداری
ساتھ اس فوج کے ہے یون رستم ۔۔۔ تھک کے چلتا ہو جیسے بیگاری

خاتمہ

ہو نہ جائے قصیدہ طولانی ۔۔۔ اے منیر اب دعا کی ہے باری

ہو خداوند کا فزون اقبال | رتبہ ہے افضال حضرت باری
عمر لاکھوں برس سے بھی ہو سوا | ہوں سلاطین عصر درباری
عیش و آرام و دولت و حشمت | کریں سرکار کی جلوداری
سرفرازی ہو دوستوں کے لئے | دشمنوں کے لئے نگوں ساری
اوسکا بدخواہ ہو تمام جہان | جو نہ ہو خیرخواہ سرکاری
یا الٰہی نمک حراموں کو | آب تیغ اجل بھی ہو کھاری
مدح لائق میں کرسکوں کیونکر | ناتوانی ہے اور بیماری
برگ سبز ست تحفۂ درویش | بذلہ گوئی نہ نغمہ گفتاری
سب ہے مداح پر نگاہ کرم | کہ ہے ان روزوں بخت بیداری

اے منیر این قدر مباش ملول
کہ ولی نعمتی چنین داری

قصیدہ بمدح بلیغ زمان یکتائے دوران مخدومی ملاذی جناب مولوی منشی احمد حسن خانصاحب بہادر عرشؔ ادام اللہ فیضہم

بارے آئی نجات کی باری | کہل گیا عقدۂ گرفتاری
ہمکو منصب ملا رہائی کا | قید کو جا لدا دبیکاری
پاؤں کو چھوڑ بھاگے ماردوسر | سر کو پشتارہ گراں باری
کوچ ٹھہرا مقام غربت سے | اب وطن چلنے کی ہے تیاری
رخصت اے دوستان زندانی | الوداع اے ہم گرفتاری
الرحیل اے مشقت ہر روز | الفراق اے ہجوم ناچاری
دال فی عین اے کتابت قید | گاف میم اے حساب سرکاری

دال چاول سے کہہ دو رخصت ہوں
پانی میں ڈوبے یہ نمک کھاری

مچھلیوں سے کہو کہ ہٹکے سڑیں
گھاس کھودے یہاں کی ترکاری

چینی بمبئی ملائی مدراسی
اہل آشام جنگلی تاتاری

اپنے دیدار سے معاف کریں
اپنی باتون سے دین سبکباری

کالے پانی سے ہوتے ہیں رخصت
اشک شادی ہیں آنکھوں سے جاری

بیٹھتے ہیں جہاز دودی پر
اوٹھتے ہیں لنگر گرانباری

کرم اے خضر المدد اے نوح
رحم اے فضل حضرت باری

السلام اے خروش بحر محیط
السفر اے سفینہ جاری

زاد راہ سفر توکل ہے
رہنمائی کو اوس کے غفاری

سامنے ہر طرف سمندر ہے
سایۂ آسمان زنگاری

ہمسفر قافلہ ہیں موجون کے
خضر و نوح کو ہے سالاری

جام بلور ہر حباب میں ہے
عکس خورشید کی طلاکاری

تیز پشت نہنگ کا آرہ
تختہ ہائے جہاز ہیں عاری

خشک ہے خون نخل مرجانکا
موج دریا کے نبض منشاری

کیسۂ ہر حباب کو حاصل
فلس ماہی سے فیض زرداری

دن کو خورشید کی زرافشانی
رات کو اوس کی گہر باری

بحر اخضر کی پستئ رنگت
فلک سبز کی ضیا باری

اسطرف فرش اطلس آبی
اوسطرف سائبان زنگاری

پانی کے اوٹھتے ہیں بلند پہاڑ
اوسپر آتی ہے موج کی باری

پانی پر چڑھ کے پانی بہتا ہے
قدرت حق کی ہے نموداری

بحر اسود کی شورہ پشتی سے
لطمہ کو دھوتی سیہ کاری

بل بے شور آتش بن سفینہ کے | اُف رے پہیونکی گرم رفتاری

ناخدا و معلم و ملاح | چست و چالاک محو ہشیاری

ابر و باران و موسم طوفان | یا علی ہر زبان پر جاری

شوق باد مراد کا ہر دم | خوف طوفان سے دلکو بیزاری

نکلے دریائے شور سے صد شکر | بحر شیرین کی آگئی باری

نظر آیا سواد کلکتہ | شکر ہے شکر حضرت باری

سیکڑون آگ بوٹ اور جہاز | حسن دریا کی گرم بازاری

جیسے زلف پری دم پرواز | لٹ دہوئین کی ہوا مین پیاری

بادبان سفید جلوہ کنان | دامن صبح کی صفا کاری

ہے ارادہ کہ فکر شعر کرین | تاکہ ہو دور رنج بیکاری

ابکہ بیٹہون رہا ہون تنہا مین | بہولی قصر سخن کی معماری

ابھی ہین دل و دماغ اس سے | فکر کو بہی ہے عذر ناداری

ذہن کہتا ہے نارسا ہون مین | حافظہ پائے بند بیکاری

دل کو کرتا رہا ہوا پر خون | چند روزون رہی جگر خواری

ایک مضمون بہی نہ ہاتھ آیا | فکر کرکے ہو گیا عاری

ناگہان میری عقل نے یہ کہا | کیون اوٹہاتا ہے رنج بیداری

اب کہان وصل شاہد مضمون | ہو چکی سبکے گرم بازاری

ہے جناب عروج مین اوسکو | شرف منصب پرستاری

شعر کیا جتنے ہین کمال و علوم | سبکے سب ہین ذہن کو بہاری

ہے ادہی کشور فصاحت مین | رتبہ سروری و سالاری

وہ مسیحا لبے بیان سخن | جسکی جنبش نے کہوئی بیماری

نظم کرے ایسے دوست کے اوصاف — سب ہے اگر تجھکو دعوی یاری
شعر کچھ قرض لے صباحی سے — تو جو ہو اوسکے صفین عاری
اے جہان سخن مسخر تو — گرچہ منسوخ شد بہ بازاری
سرنگون گشت رایت فصحا — با وجود تو در جہان آری
داد مولود مصطفےٰ بجہم — عنبری ولات زانگولنساری
بتو آورد ے خود ایمان من — گر سخن معجزہ عیان داری
خوشنویسون مین تو یگانۂ عصر — لوح دل پہ ترا قلم جاری
گرد راہ سمند خامۂ خاص — نقرہ صبح کی ہے اندہیاری
تیرے شبدیز خامہ کو ذرات — صفحہ دیتا ہے کار مضماری
کلک باریک پر ترے فایق — کیا ہو دست عدو کی طیاری
اسپ لاغر میان بکار آید — روز میدان نہ گاو پرداری
خوب تو نے دو اسپہ طے کی ہے — کشور ناظمی و نثاری
تازی و فارسی و اردو مین — زینت مسند جہانداری
تو ہی کشاف معضلات سخن — تو ہی حریف نغز گفتاری
یون پڑہین تیرے آگے اپنے شعر — عرفی و انوری و مختاری
جیسے رضوان کے آگے جنت مین — کوئی کہولے دکان عطاری
تیرے خوف دماغ حالی سے — خشک ہو خون مشک تاتاری
شاہد طبع پاک کے آگے — جسم بیجان بتان فرخاری
سامنے تیرے شعر محکم کے — ہر سخنور کے نغز گفتاری
عہد زندان عاقبت دشمن — ودرہ شاہدان بازاری
حاسدون کے جگر پہ تیرا شعر — دافع ظلمت سیہ کاری

پانی جو پھینکتا ہے یہ خرطوم سے کبھی | دہوتا ہے زیست سے فلک بیدار ہاتھہ
تھوڑی سی قوت اس سے اگر دستیاب ہو | دامان کوہ قاف کرین تار تار ہاتھہ
کمزوروں کی جو ہمت عالی ہو دستگیر | شیروں کا پنجہ پھیرین درہم کار زار ہاتھہ
ذرہ کو آپ کا ید طولی جو اذن دے | ہم پنجہ آفتاب سے ہو بار بار ہاتھہ
جا بوجھے تیر ترکش والا سے سو سو جیبھ | ایک آستین سے نکل آئے ہزار ہاتھہ
برچھیان قلم سے لکھین گے حضور کی | کاتب نکالینگے صفت نیزہ دار ہاتھہ

مطلع چہارم

جب سے ملائین آپکے تحویلدار ہاتھہ | سمجھے وہ دست غیب کے ہین شیکار ہاتھہ
عشر عشیر اسمین جو موزون ہو شرح فیض | بحر عمیق کا ہو عمق دس ہزار ہاتھہ
آسودگی جو عہد مبارک مین عام ہے | سرمست خواب پاؤن ہین رحمت شعار ہاتھہ
سکہ ہتیلیون کی لکیرین ہین اندنون | پاتے ہین صبح و شام زر بیشمار ہاتھہ
دریائی آب زر مین شنا کرتے ہین فقیر | کیون مثل موج بحر نہو رعشہ دار ہاتھہ
دو ہاتھہ سائلون کے کرم آپ کا کثیر | جنون سے مانگتے ہین بشر ستار ہاتھہ
پیش سحاب فیض سلاطین عصر کے | چلو بھر آبرو کے ہین امیدوار ہاتھہ
ثانی جو حسن شاہد اقبال کا دکھائے | آئینۂ فلک کو کرین سنگسار ہاتھہ
محروم اگر زر گل باغ کرم سے ہو | مانند شاخ خشک ہون بے اعتبار ہاتھہ
دیکھے جو ہر طرف گہر افشانی حضور | پھولے خوشی مین بہت ہمین دیسار ہاتھہ
مٹھی مین سائلون کے درشہوار غ ہین | گویا بنے ہین اختر دنبالہ دار ہاتھہ
تعویذ نقش پا ہین سفید کبیر کو | ان روزون جو شنین سے ہین ہمکنار ہاتھہ
ہو کر سلام کے لئے خدمت مین باریاب | مانند شاخ سدرہ ہوئے میوہ دار ہاتھہ

افزون ہو عمر و دولت ممدوح بےحساب — اُسکے تمام سلطنت روزگار ہاتھ

اقبال و فتح کی ترقی ہو یا کریم — ہون کامبخش کامروا کامگار ہاتھ

آفاق مین ہین جتنے زبردست زیردست — پھیلائین اسکے پیش خداوندگار ہاتھ

مین بھی رہون مدام ستایش گر حضور — مدحت سرا زبان ہو مدحت نگار ہاتھ

قصیدہ

زمانہ بھر مین خوشی کا کہین نہین ہے وطن — خدا کے فضل سے ہے رتھپور ہر مسکن

تمام شہر ہے رنگین لباس خوش پوشاک — برنگ گل ہے ہر اک کے گلے مین پیراہن

شگفتہ طبع و شگفتہ دل و شگفتہ مزاج — ہر اک کے ساتھ لگی پھرتی ہے بہار چمن

کہین مباحثہ علم و مجالس فضلا — کہین مشاعرہ ہے پڑھ رہے ہین اہل سخن

کہین مراقبہ مین محو اہل کشف و شہود — کہین ہین حلقہ مین انوار وادی ایمن

ہجوم ہے سر بازار مہ جبینون کا — بھرے ہین ترکی بتون سے کوچہ و برزن

بناؤ کرکے ہین گھر مین جلوہ گر پریان — ادا مین ہوش ربا ہر نگاہ توبہ شکن

ہر ایک گھر مین ہے بزم نشاط محفل عیش — کہین رباب کہین ہین ستار و ارگن

غضب کا ناچ ہے تاناطلسم کا گانا — ہرا ہے خرمن دل برق جنبش دامن

خوشا نصیب جو اس شہر مین ہے آکر — جو بادشاہ ہو تو بھی نہ یاد آئے وطن

علی الخصوص جو اقبال اوج پر جس کا — رسائی ایسی ہو حاصل کہ دیکھیے جو بھون

نصیب ہو شرف خدمت خدیو جہان — جناب کلب علیخان خدایگان زمن

جو خواب مین جم و کسری نے بھی نہ دیکھا ہو — وہ جشن دیکھے ہے آنکھون نے پیر چرخ کہن

مکان نور کا ہر دست جتنے گھر آباد — نہال طور صفت جھاڑ نور کے روشن

کھنچے ہوئے نظر آئے جھاڑ و گلدستے — ہر ایک پھول ہے پیروزہ گر بہار چمن

ادب سے بیٹھے دو رویہ مصاحبین ندیم
قطار باندھے ہوئے چوبدار و خدمتگار
بسنتی لباس کی پگڑی ہر ایک کے سر پر
کمال حسن سے بیٹھی ہوئین پریزادین
تمام طایفون کے نام نظم کیونکر ہون
دیا یہ حکم خداوند نے اگر اسکس وقت
برلسے رقص ہون محبوب جان اب طیار
کہون مین اُس صنم عشوہ گر کر کیا آن
وہ حسن گرم کا جلوہ وہ چمپئی رنگت
خلاصہ ناز کی کیونکر نہ کہان کہینچی جاے
سپسل کے صاف گرے چکنی چکنی بالونسی
چمک رہا ہے جو موباف جعد شبگون مین
محافظت شب گیسو کرے جو زیور کی
نپلے سایہ بہی چہپکے کے چاند سورج کا
ادہر اودہر خم موباف سے ہے یہ ظاہر
طلب کرے رخ گلگون خط غلامی اگر +
حلب مین شام نہو صبح ہی رہے تا حشر
نظر جو اُسمین پڑے عکس عارض انور
ادب سے چہو نہین سکتی ہے جسکو افشان بہی
جو بال دو پر کبہی ابرو کے نیچے دیکھے +
ہلین جو پلکین تو اولٹین ابہی صفین کی صفین

ق

وفور رعب سے خاموش خم کیئے گردن
کہڑے ہے عصاے مرصع کئے ستون ذقن
بدن مین مخمل زربافت کی نئی چپکن
آتی ہی ادہر جادی اُسطرف جوبن
سُنا نہین کہین کوزہ مین بحر کا مسکن
کہ بزم عیش ہو ہر رنگ وادی ایمن
بچھائین آنکہین خوشی سے بتان سیم بدن
لطیف نکہت گل سے زیادہ جس کا چلن
کہ جسکی آگے ہو شرما کے زرد رو کندن
شمیم زلف چرا لیگیا ہے مشک ختن
اگر نہ روک لے پالے نگہ کو چین شکن
عجب ہے شمع ثریا ہے دو جگہ روشن
تو پیر چرخ بہی اُسکی گہٹا سکے نہ پہبن
چراغ شمس و قمر لیکے لاکہہ ڈہونڈہے گگن
کہ وہ ہلال ہو مین روشن ہے شمع سان گردن
خوشی سے مُہر کرے داغ لالہ گلشن
پڑے جو آئینہ مین عکس عارض روشن
تو آرسی سے بدل لے قمر کو چرخ کہن
خدا کی شان وہ ماہتاب ہے تکیہ گاہ شکن
تو قتل ہونیکو رستم بڑہاے خود گردن
کٹاریان سے چلین نوک کی جو سب چتون

غرض محال ہین اوصاف اُسکے سرتا پا
مری زبان ہی گنگ اور ناطقہ الکن

خدایگان جہان کو دعا کرون سے پہلے
کہ جسکے فیض سے ہی آبروی اہل سخن

زیادہ خضر سے ہو عمر حضرت نواب
خدا کرے کہ ابد تک ہو ربط روح بدن

صحیح و سالم و مسرور تندرست رہین
ہمیشہ گرد کدورت سے پاک ہود امن

جو خیر خواہ ہون سرسبز و شاد کام رہین
عدو ہمیشہ رہین پاے بند گور و کفن

پڑھیون مدام قصیدے حضور مین اکثر
اگرچہ ہیمدان ہون نہین ننگ اہل سخن

اگرچہ دیتے ہین سرکار سے طلب سبکو
پر ایک فکر ہے اب میری جانکی دشمن

خدا کرے کہ ہو مقبول التجا یہ میر
بڑھے ہوے ہین دست طلب خم ہو خوف سے گردن

قصیدہ

مجھے یہ فکر ہے پھر رخ کچھ تو منہ سے بول
کہ پھر رہا ہے زمانہ مین کیون تو ڈانوان ڈول

کسی جگہہ کسی پہلو ٹھہر نہین سکتا
بھلا یہ حال کہ تو سر سے پاؤن تک ہی گول

نہ ڈھونڈ مشتری جنس ہمت حاتم
نگر جواہر انصاف کسروی کا مول

اگر تجھے طلب گوہر مطالب ہے
تو رخ نکر طرف مصر و چین و استنبول

حضور کے در دولت پہ آکے سائل ہو
ٹھہر کے منطقہ کہکشان کمر سے کھول

جناب کلب علیخان خدیو عالم فیض
بنے ہین قطرے گہر جسکی جود سے انمول

جو طفل اسکی رعایا کی گولیان کھیلین
ہر اک صدف مین نہین موتیون کے دانے گول

پتاسے لیے بڑھکے فلک نے تھے چوب طوبے
جو طفل تک مین بجاوین اسکی مدح کے بول

یہ اسکی ناخن خنجر سے کہہ رہی ہی اجل
کہ جو گرہ دل بدخواہ مین پڑی ہے کھول

کمین جو اسکی گل رخ کا عندلیبین وصف
کہون تمام ہزار انکے منہ سے یہ دو بول

یہ قصیدہ ہے عرضی نالش کی +   نہیں ہونے کا داخل دفتر
جسکو نعم الوکیل کہتے ہین -   ہے وکالت اُسیکی بالا تر
میری تقدیر بخت کی تحریر   صورت حال ہے مع مختصر
ساتھ ہین اس مقدمہ کو گواہ   لب خشک اپنے اور دیدۂ تر
میرے ساعی مروت ممدوح   میری حامی عنایتونکی نظر
کم نہین ہے طلاے زردی رخ   مانگے رشوت سررشتہ دار اگر
داد دیگا وہی منیر کی بھی   جو ہے نوشیروان سے بھی بہتر
قبلۂ عالم و خدیو جہان   تابع حق مطیع پیغمبر +
ناصر شرع حاکم اسلام   فیض بخش زمانہ دین پرور
اُسکے خلعت سے ہے یہ اوج کرسی   سُلّم عرش پایۂ منبر +
جلوہ گر ہو جو اُسکا شاہ نشین   چہرۂ دارا سنی ہون شمس و قمر
در دولت پر اُسکے بیٹھا ہے   نقرۂ ساہ آفتاب کا زر
رمضان شریف مین اُسنے   ق بندے آزاد کردیئے اکثر
گنجفہ کھیلنا ہوا موقوف   بازیان سب ہے غلام ہین ابتر
جھولیان بھر کے لیتی ہے شبنم   در دولت سے شب کو گنج گہر
شکم چرخ اگر ہمیان بھر جائے   چاندخانی کا بہر نہ آے نظر
صبح پاتی ہے زیور الماس   تاج یاقوت خسرو خاور
نام وزدی بھی ہو گیا معدوم   ق اسقدر انتظام کا ہے اثر
زر سرخ و سفید کا بھی چور   گنجفے سے نکل گیا باہر
وہ صفائی ہے ملک مین جو کہین   ق دامن گل مین داغ کا ہو گذر
خون فاسد کی طرح کچھ جائے   جسم سے رنگ لالۂ احمر

فیض والا ہے غیرت اکسیر + ق آہن شب کو کردے سیم سحر
باغ علم حضور سے اک دم + طفل غنچہ ہو مستفید اگر +
حل کرے معنی گلستان کو + لکھدے شرح حدیقہ سرتاسر
شہر عقل حضور والا سے - - ق ہو اُڑکر غبار کحل بصر
مردم چشم اغنیا کو بھی حکمۃ العین دم مین ہو ازبر
کیا کرون وصف توسن والا برق دم خوش قدم پری پیکر
اسکے نعلون سے کسب نور و ضیا کرے ماہ ربیع ثانی اگر +
پیشتاز ربیع الاول ہو - بلکہ نکلے ہمیشہ قبل صفر
سلخ شوال کو اگر چمکے + رہے ذیقعدہ مبتلائے سفر
اس کی راہ طلب مین پہونچکے کف افسوس ہو گئی شہپر
موتی اسکے پسینے سے جو بنے کہکشان چھوے موج آب گہر
سر قارون کو توڑ دے دم مین چھوٹ کر اسکے پاؤن سے ٹھوکر
ادہم شام سایۂ شبدیز گرد راہ اُسکی نقرۂ خنگ سحر
منہ لیے ہین کلابتیان گلگون نقش پا رشک لالۂ احمر
دل مین کھٹکا ہے گردن حادث کرے گنڈا جو یہ پری پیکر
گرد رہ کو بھی پا نہین سکتی خاک اوڑاتی ہے آجتک صرصر
باگ ڈور اسکی رشک زلف پری نعل ابروئے حور سے بڑھکر
کلۂ آفتاب مین ہے کرن مند رسن زین پوش کی جھالر
آہن نفس سے اگر طیار - ق کسی چھوٹی گھڑی کا ہو چکر
طے کرے دم مین سوزن ساعت سیکڑون دور گنبد خضر
فیل والا ہے سمند ایسا جسکی ٹکر کا ہے سپہر کو ڈر +

پانی خم طوم سے اگر پہینکے
پہرکے طوفان سبکو آئے نظر

جلوہ گر اسکی پشت پر ہو خضر
کشتی نوح جیسے جودی پر

اسکی زنجیر بحر عالم مین
ہے جہاز سپہر کا لنگر

اسکی خم طوم دیکھکر ہر بار
ق رکھہ رہے ہین تمام جادوگر

جبل طور سے اترتا ہے -
کیا عصائے کلیم کا اژدر

طول گفت ہے خلاف ادب
بس کر اے حسرت شناس بس کر

ہاتھہ اٹھا بارگاہ خالق مین
منتظر ہے تری دعا کا اثر

یا ربّ میرے نواب کو عطا فرما
عمر خضر اے خدای جن و بشر

صحت و عافیت ہو روز افزون
خود پرونے ہما ہلائے چنور

ہو سوا حسن شاہد اقبال
آئنہ لیکر آئے اسکندر

ملک و دولت کی یہ ترقی ہو -
کہ ہون مجرائی بہمن و سنجر

ہے دامان مصطفےٰ ہر دم
سایہ گستر حضور کے سر پر

میں نہین مدح خاص کے قابل
عرق شرم سے جبین ہے تر

مدح نواب کیا رقم ہو میر
جب ہو مجموعۂ حواس ابتر

ہے یہ تاریخ اس قصیدہ کی
وصف پاک خدیو دین پرور -

سنہ ۱۲۹۱ ہجری

قصیدہ عید قربان

فروغ رنگ افزون ہے پھر جا عید قربان ہے
نثار قبلۂ عالم سراپا عید قربان ہے

برائے جلوہ پھیلا کے ہوئی ہے صبح کا دامن
در دولت کے آگے سائل آسا عید قربان ہے

پڑی ہے آنکھ جیسے شاہد اقبال حضرت کی
عروس چرخ روش خورشید سیما عید قربان ہے

دیا تھا جامۂ احرام شاید حج اسکو
کہ پہنے نور کا خلعت سراپا عید قربان ہے

دم حج آپنے موتی جو کعبہ مین لٹائے تھے
نواب تک صاحب عقد ثریا عید قربان ہے

تجلی آپکی کوہ صفا پہ یاد ہے اسکو — کلیم آسا ابھی محو تجلی عید قربان ہے

سحاب نور مین اشعار مدح پاک لکھتی کو — ملایکگار ریاض دست موسے عید قربان ہے

یہین شام جوانی پائی اسکی صبح پیری نے — تجلا آپکا یوسف زلیخا عید قربان ہے

یہی اسلام کا قبلہ یہی امید کا کعبہ — زمانے مین دولت کا جلوا عید قربان ہے

زمانیکی خوشی صدقے ہر اوقات مبارک کا — کہ عید الفطر ہے مفتون و شیدا عید قربان ہے

کتاب عیش والا کے حقایق اس سے کھلتے ہین — نظر مین عینک چشم تماشا عید قربان ہے

ہمیون نظارگی ہون عجب طرزن بحر تفریح مین — سواری نور کی کشتی ہے دریا عید قربان ہے

کہان ہے ہند مین دبدبہ اسلام و دولت کا — یہین تک کامیاب ہین دنیا عید قربان ہے

سحر اسکی جو دم بھرتی ہے حضرت اکی طاعت کا — مبارک مثل انفاس مسیحا عید قربان ہے

کیا ہے سرخرو قربانیونکو خون نے از بس — شفق پوشی سے لالون کا لال کیا عید قربان ہے

ادہر ہے نور اسکا اسطرف حضرت کا جلوہ ہے — دو بالا قدر مین مانند جوزا عید قربان ہے

غلام عیش حضرت جشن جمشید ہے دنیا مین — کنیز جلوہ عہد مصطفے عید قربان ہے

ہمارے عیش ساقی کیون نہ ظل ہما ہوئے — بنگیری کی حسرت مین ابا عید قربان ہے

اگر تصویر روز جشن عید الفطر کو سمجہون — تو دشمن پہ ظفر یابی کا نقشا عید قربان ہے

بہار گلشن اسلام خون اضحیہ ٹھیرا — برنگ لالہ زار باغ والا عید قربان ہے

بلند و پست مین ہے نور جشن قبلہ جانسی — زمین شہر سے تا عرش اعلا عید قربان ہے

نظر آتی ہے جنت ذبح ہو کر دست اقدس سے — اٹھائے چشم قربانی کا پردا عید قربان ہے

فروش بارگاہ خاص ہین آغوش مین سکے — دکان سندس کہون یا عید قربان ہے

اجازت دیجیے تعداب توگرد ہین سکی — تصدق ہونیکو کب سے مہیا عید قربان ہے

پہن کر آپ پوشاک اک نظر دیکہیں طرف دیکھین — لئے آئینہ صبح مصفا عید قربان ہے

ہوئی گاو زمین سے لیکے تا ثور فلک حاضر — محیط ہر بلند و پست گویا عید قربان ہے

حسد سے جو بجھ ہوتے ہیں عیشِ مبارک پر
یقیناً جشن سرکاری کا جوڑا عید قرباں ہے

سعادت ہے تری حضرت نماز عید پڑھتے ہیں
ہما ہو تو بھی اے مرغ مصلا عید قرباں ہے

عدو کے دام نظارہ میں کیا صید طرب آئی
ہمارے وہم عید الفطر عنقا عید قرباں ہے

دکھا اے شاہد اقبال والا جنبش ابرو
کہ مشتاق حنائے خون اعدا عید قرباں ہے

سواری دیکھنے کیوں آئی ہے ہر شہر کی خلقت
تماشا گاہ بازار منا کیا عید قرباں ہے

ثواب حج حضور پاک میں کیا نذر دیتی ہے
بڑھائے دیر سے دست تمنا عید قرباں ہے

حضور پاک میں کیا پھولوں کی ڈالی لگائیگی
طلبگار گل رخسار جوزا عید قرباں ہے

سواری میں ہزاروں نعمتیں لٹواتے ہیں حضرت
اٹھائی اپنے سر پر خوان یغما عید قرباں ہے

تصدق ہو کے حضرت پر پڑا لیتی ہے شخصیت
اگر سچ پوچھیے صدقہ کا پتلا عید قرباں ہے

خوشی کا ہو گذر کیونکر کسی بدخواہ کے گھر میں
کہیں بھی داخل ہے دیر و کلیسا عید قرباں ہے

موکل کا سلام شوق پہنچانیکو آئی ہے
حضور میں دلیل کعبہ گویا عید قرباں ہے

چھری لیکر تعقب کرتی ہے اعدا بزدل کا
نئی قربانیوں کی آج جویا عید قرباں ہے

پکارے کہتی ہیں ہر ایک شے تو میں سلامی کی
فلک تک عیش کا ہے بول بالا عید قرباں ہے

ہوئی جب سے نبی مقبول حضرت بڑھ گیا رتبہ
زمانہ بھر ہی دم میں ایک فلا آ عید قرباں ہے

قدم کی خاک کو اکسیر عشرت میں سمجھے ہے
اگرچہ ہمسر عیش مصفا عید قرباں ہے

دعائے عمر و دولت پہ کروں ختم اس قصیدہ کو
کہ محو آئینہ کہنے میں سراپا عید قرباں ہے

پئے تعیدہ آمد ماہ ذی حجہ کی ہے جبتک
کنار شاہد ذی حجہ میں تھا عید قرباں ہے

ترقی عمر و دولت کی ہو عشرت روز افزوں ہو
اسی امید میں ہر دم خدایا عید قرباں ہے

سلاطین جہاں نے یوں سوا ہو دہر میں رتبہ
کہ جیسے کعبہ میں عید نبی اعلیٰ عید قرباں ہے

منیر اس نظم میں عاجز ہوں لیکن ہوا سی ہے
مرے نزدیک خالی کا مہینا عید قرباں ہے

بلندگیر اٹھنے کے سوا کیا شاہد مضمون عالی ہے
کہ بار دوش خاطر کوہ آسا عید قرباں ہے

عالم پناہ کلب علیخان خدیو عصر
صدقہ شب برات ہی جنپہ نثار عید

تا دخل اُسکی بزمِ مبارک مین پاسکو
آئی ہے کرکے لاکہ طرح کا سنگار عید-

صد شکر آج ہو گئی حاصل ملازمت
کرتے تھی سال بھر یہی انتظار عید

ہنگام صبح دیکھکے سرکار کا جلوس
کرنے لگے جواہر انجم نثار عید

اُس مرجع انام کی فیض نگاہ سے
اعیاد روزگار مین ہے نامدار عید

سکّے نہ صبحدم جو فروغ رخ حضور
کھولے نہ چشم عین کو پھر زینہار عید

زر بخشی حضور کی پاتی نہ انتہا
کرتے جو لیکے سبحۂ انجم شمار عید

پابوسی حضور سے تعبیر ملگئی
محمل نے دیکھی خواب مین کیا ابکی بار عید

مانگین جو عمر و دولت نواب کی دعا
ہر دم منائین عابد شب زندہ دار عید

فیضِ حضور سے ہین مرصع لباس سب
دیکھی ہے ابکی سال جواہر نگار عید

خوشبو جو پائی سنبلِ باغِ حضور سے
کرنے لگی تجارت مشک تتار عید

سرکار کی رکاب مین ٹھیری ہے ابکی سال
ورنہ ہمیشہ آتی تھی آہو سوار عید

اگر درِ حضور سے سیکھی ہی خلق عام
سبکو گلے لگاکے جو کرتی ہے پیار عید

کاسہ کوئی تہی نہین فیضِ حضور سے
خالی کے چاند کا نکرے انتظار عید

آمد غبار راہِ مبارک کی دیکھکر
آغوش شوق کھولدی بے اختیار عید

اب خوان فیض خاص سے ہی استاکادہ
تھی پہلے صورت رمضان روزہ دار عید

صفر ادیون کو ہو جو ضرر عہدِ پاک مین
کہلائے میٹھی عید نہ پھر ایکبار عید-

سجوا کے سرخ پوشونکی پلٹن جلوس مین
لائی ہے اپنے ساتھ نیا لالہ زار عید

دی اپنی جان ڈوب کے عطر و گلاب مین
خلق حضور سے ہو اگر شرمسار عید

اللہ رے فیض پاک کہ ہین اس زمانے مین
خالی خلا سے روزے سے پرہیزگار عید

نواب کے کرم سے ہے طوفان آب زر
اب کشتی فقیر مین ہو گی سوار عید

اسپند کرکے اپنو جلا دے نکا وہ بد ۔ دربار مین بجالو سکو لگا بجار عید

خوشبو جو زلف سایہ اقدس کی سونگھ لے ۔ تا قدکی طرح ہو جبہ تن مشکبار عید

دن بہر رکھیا خوشی مین کرے عمر بہر بسر ۔ دیکھے جو صبح روے خداوندگار عید

نواب جشن مین جسے کیا کیا گہرفشان ۔ قد بار دانہ دار ہوئی ابکی بار عید

مچھی بہون کی پاے لطافت نہین مجال ۔ خوشے لگائے آپ گہر مین ہزار عید

روسکے ہہ سنہ جہان گرد کو خدا ۔ تا چل سکے رکاب مین او شہریار عید

بوسہ جو نقش بن کا ملے سعد رہیلے ۔ بنجاے صورت شجر میوہ دار عید

سے طے سال بہر کی راہ کو اک جست مین کرے ۔ شوخی جو اسکی چال سے لے مستعار عید

رفتار عیش پاس ہے سکہا دیکھو اسکو ۔ لاتی ہے گہہ کے ابلق لیل ونہار عید

دن بہر مین سیر کرتی ہے سارے جہان کی ۔ کیا پالکی ہے اسکے قدم کا غبار عید

پہونچائے تخت تک نگہ چشم مین ابہی ۔ دیکھے جو سرعت فرس راہوار عید

مستانہ چال دیکھ کے فیل حضور کی ۔ صدقہ اتارنے لگی ابر بہار عید

سکہ سبیل دودہ کی ساری زمانہ مین ۔ دانتونسے جوے شیر چلے مستعار عید

پائے جگہ جو اسکی عماری مین ایکبار ۔ چہوے فلک کو چڑہ کے سر کوہسار عید

فیل فلک شکوہ کا نیسر اگر ہو ۔ پالاے خاک اوسکے نقشکے زینہار عید

حکم حضور سے جو نہ اسکی خبر چھپے ۔ تقویم کہنہ سے بھی ہو نا اعتبار عید

ارژنگ والے کرتے ہین جو ان یاد رہبور ۔ رویا مین جیسے دیکھتے ہین سوگوار عید

حکم حضور ہم کو بنادے خوشی اگر ۔ عاشور سے نکل سکے ہو خواستگار عید

فضل خدا سے آپکو منظور ہو تو ہو ۔ صایم شب برات تہجد گزار عید

خطبہ مین سنئے نام خداوند ہند اگر ۔ تا منبر سپہر کرے افتخار عید

اس عیش پہ حضور ہمیشہ رہین محو ذکر حق ۔ اک روز سال بہر مین ہو طاعت گزار عید

تپش کی تو تسلی سے شکایت — اندھیری کی تجلی سے شکایت

جفا سے دیو کی ہو رحم سے نالش — دل زخمی کی مرہم سے نالش

سماعت سے ہے نالہ کی گذارش — مہ تابان سے ہالہ کی گذارش

نیاز تشنہ لب دریا کو پہونچے — درود نیم جان عیسیٰ کو پہونچے

دعائے سجدہ کعبہ تک رسا ہو — مناجات زمین عرش آشنا ہو

زبونی طالب فرخندگی ہے — خداوندی سے عرض بندگی ہے

کہ مین ہون اک خس طوفانی غم — شرار نالۂ زندانی غم

دل سوزان مین آہ نارسا ہون — سیہ خانہ مین نقش بوریا ہون

دہن پر مہر ہے راز نہفتہ — زبان عجز پر حرف نگفتہ

کہون کیونکر کہ مین سنگ ہون نہین — ہون آئینہ تو رہن زنگ ہون نہین

بیابان نوردی مجھسے معمور — جہان کس مپرسی مین ہون مشہور

خدنگ نوش سرشک چشم تر ہون — نمکخوار جراحات جگر ہون

چراغ صبح کی سی روشنی ہون — مہ داغ جگر کی چاندنی ہون

نہین ہے نا امیدی میری دربان — مرے گھر پاس ہے ناخوانده دربان

لٹا جسدن سے اک گلزار آباد — ہوا اوس دن سے یہ عاصی بھی برباد

فاقہ مین دن تو کاٹا فکر مین رات — توکل پر غرض اپنی ہے اوقات

کئی شاگرد ہین صاحب سعادت — مرے خادم ہین حسب استطاعت

جو زر و دولت تونگر کچھ ادھر ہین — وہ ناپرسان ارباب ہنر ہین

خدا دیتا جو کچھ بھی قابلیت — تو کرتے قدر ارباب فضیلت

جو لطف اون مین ہین کچھ صاف دل — وہ اخلاق و مروت مین ہین کامل

غنی تو نہین ہین پر اون مین وسعت — کہ لا ہی کر سکین دلخواہ ہمت

ہمارے شہر مین جب یہ بلا ہو
گزارش حال اپنا مین کرون کیا
پر اب لکھنا پڑا مجھکو بہر طور
اگرچہ ہون نہایت کم حقیقت
نہین کم نام مین اہل سخن مین
کئی شاگرد بھی ہین میرے مشہور
مدلل ہے یہ دعوی شاعر شہیر
ادہر جو تھے امیران فلک قدر
بٹھاتے تھے مجھے سر پر وہ ذیجاہ
مرے دل کو بہت رکھتے تھے وہ شاد
ہوا مدت سے اب خاموش خاطر
سنی اب شہرت عقد ولیعہد
ہوا امید فیض ابر سخاوت
ہے جود و عطا و بذل فیضان
کیا اب اضطراب دل نے ناچار
شریفون سے بھی ہو کر فراہم
کیا تشویش نے مدحت کا چارا
ہر اک مصرع ہے بیمار و نکما لا
ولیکن تحفۂ درویش حاضر
کئی تاریخین ہین قطعون مین منظوم
اگر جمعیت خاطر ہو حاصل

تو کیجے چشم امید اون سے کیا ہو
کہ وصف اپنا ہو اپنے منہ سے بیجا
وکیل اپنا وہان کوئی نہین اور
مگر دی ہے خدا نے تھوڑی عزت
مرا نالہ ہے نامی انجمن مین
کہ دیوان اونکے ہین مرغوب جمہور
روایت سند درج ہو تذکرون مین
مشائخ کے لیے انکے او ہا غذ
ادہر کے لوگ اس سے خوب ہین آگاہ
جو وہ ہوتے تو مین ہوتا نہ برباد
نہ تہا ہرگز سخن سنجی کا مائل
الٰہی کام جہان کو لذت شہد
کہ ہو انگشت امید خلقت
قریب و دور ہین ممنون احسان
لکھے تہنیت مین چند اشعار
اسی بارے مین کی تاکید بہت
ہوا کاسد سخن گوئی کا بازار
نہین ہے قابل دربار والا
نہین رد کرتے اہل فیض ہرگز
پڑی ہو شاعران شہر مین دہوم
دکہا دون مین بہار تیر یا دل

گزارش ہے فقیر ناتوان کی — گزارش ہے مفتقر بیجان کی
چمن سے خار وخس کی ہے گزارش — ہما سے اک مگس کی ہے گزارش
جلی کھیتی کی ابر تر سے فریاد — سراب خشک کی کوثر سے فریاد
رہائی سے اسیری نالشی ہے — سخاوت سے فقیری نالشی ہے
سحاب درفشان سے پیاس کی [illegible] — سے بحر کرم قطرہ کی فریاد
کہ ہے یہ مثنوی بندہ کی تصنیف — الہٰی کی ہر اس مین نظم تعریف
بہت خون جگر کھایا ہے مینے — تب اسکو نظم کر پایا ہے مینے
مترجم ہین احادیث اور آیات — بہت سے معجزات اکثر روایات
ہوئی ہے نظم حمد ونعت بھی خوب — ہوا میلاد بھی موزون خوش اسلوب
بہت محنت سے کی ہے نظم معراج — بہار باغ وحال بحر مواج
کمال رزم وبزم ایسا ہے موزون — کہ جسمین نظم ہین ہر شکل مضمون
ادھر جب قدر دان اسکا نہ پایا — سخن سنج وسخن پیرا نہ پایا
تو پیش بندگان خاص اکثر — روان کرتا ہون یہ منظوم نادر
نہ تھا مقدور اتنا مجکو واللہ — کہ چھپواتا مین اسکو حسب دلخواہ
مرے شاگرد ہین صاحب سعادت — انہون نے جمع کرکے بیع قیمت
کسی مطبع مین چھپوایا پر افسوس — پڑی اس مثنوی کے باغ پر اوس
بدا املا بدنما بدخط چھپی ہے — بہت مشکوک اور اغلاط بھی ہے
کرون کیا چھاپنے والونکی فریاد — کیا اس گلشن رنگین کو برباد
بہت تصحیح اس نسخہ کی کی ہے — ہر اک صفحہ مین یہ مطلب جلی ہے
مجھے مطبع سے کچھ جلدین ملی ہین — رقوم دفتر بیجا اصلی ہین
انہین سب مین سے لی یہ جلد مجھو — بنایا مین نے اسکو تا بمقدور

ایضاً بنام بعض احرار

مومن پاک حامی سادات — ناصر دین حق خجستہ صفات
آسمان ہمم سحاب کرم — در یکتائے قلزم عالم
قدردان سخنوران جہان — عاشق حق موید الایمان
دام اقبالہم حسدا وندا — زاد افضالہم حسدا وندا
جناب مبارک نواب — فلک آداب آفتاب القاب
ان کی خدمت میں بعد صد تسلیم — عرض کرتا ہے یہ فقیر اثیم
کہ گل گلشن پاک چن چن کر — آپ کا صیت فیض بن شکر
نذر کو بھیجتا ہوں عمدہ کتاب — مثنوی ہے یہ گلشن شاداب
منقبت الفت اسمین ہے منظوم — معجزات و فضائل ہر معصوم
جو ہی ابیات سب یہ بھی موزون — معنی اعلیٰ نئے نئے مضمون
چھاپنے والون نے یہ کیا یہ غضب — کہ نہایت خراب چھاپی سب
تھا یہ فردوس کا بہارستان — کر دیا غافلون نے خارستان
مجھکو جو چھاپنے کو تھا مقدور — تنگدستی سے مین رہا مجبور
یہ جو شاگردون کو کیا کچھ زر — دی چھپوا کے لائے پیش نظر
دیکھکر میں نے پہلے سر پیٹا — پھر کیا اس نظم کو تصحیح کیا
سہو کی تصحیح میں رہا محتاط — رہ گئے پھر بھی بیشتر اغلاط
ذرہ ذرہ اسکے دیکھئے گا غور — تفضل حق سے پسند ہوگی ضرور
نذر عاصی قبول اگر ہو گی — ذرہ میری طبیعت تر ہو گی
اب جنت کا ہے دل اشتاق — حسرت کربلا میں طاقت طاق

بحث تمام اب یہ بیجا ہے / ساز و سامان نصیب اعدا ہے
کوئی صورت نظر نہیں آتی / قسمت اب راہ پر نہیں آتی
خیر جو کچھ خدا کو ہو منظور / شرح احوال ہو ادب سے دور
ہو چکا ختم لابدی مطلب / اے قلم لکھ زیادہ حد ادب
رفعت و سروری ہمایوں باد / خانہ آباد دولت افزوں باد
سید بے نصیب کی عرضی / ہے منیر غریب کی عرضی
بارہ سو بانوے ہیں سن ہجری / بست و ہفتم ربیع اول کی
وارد امید ہے سکین / ساکن کٹرہ جلال الدین

بنام وزیر ریاست پٹیالہ

مظہر علوم و آداب معقول / مددگار قرآن و آل رسول
محیط کرم ابر مدرار فیض / سحاب عطا بحر زخار فیض
گل باغ دینداری و آگہی / ریاض سیادت کے سرو سہی
وزیر معظم وحید زمن / جناب خلیفہ محمد حسن
بہ عمر و اقبال و الادام / پئے مہدی دین علیہ السلام
بخدام درگاہ عالم مآب / وزیر فلک قدر عالی جناب
گزارش ہے اک بندۂ زار کی / گزارش ہے عبد گنہگار کی
گزارش ہے درویش ناکام کی / گزارش ہے اک عبد گمنام کی
گدائی بے شعور سے التماس / سیہ بخت کے نور سے التماس
و آئینہ ہے بے فریاد زنگ / سلیمان سے نالشی مور لنگ
کف خاک عرضی [illegible] / دل زخم خوردہ کی مرہم سے عرض

لب تشنہ کی خاص دریا سے عوض — کسی جان بلب کی مسیحا سے عوض
خموشی ہے تقریر سے نالشی — غبار رہ اکسیر سے نالشی
غرض بیدلی کی ہے اخلاق سے — یہ ہے عرض سموم تریاق سے
کہ ہرچند دنیا مین لاشی مین ہون — جیسے کہتے ہین کچھ نہین ہین ہون
مگر ہے یہ حق حق نہین افترا — کہ مقبول عالم سخن ہے مرا
کہی ہے نئی طرز کی مثنوی — مزے جسمین ہین ہین صوری معنوی
مناقب ائمہ کے منظوم ہین — بہت معجزات اوسمین مرقوم ہین
احادیث و آیات کا ترجمہ — صحیحہ روایت کا ترجمہ
مضامین تازہ ہزاران ہزار — مع رزم و بزم و خزان و بہار
دل اہل دین اوس سے ہو شادمند — ہوی حضرت مجتہد کو پسند
یہی مثنوی ہے بہشتی چمن — ہوے اوسکے عاشق سب اہل سخن
زہے فیض آل رسالت مآب — کہ ان روز دن مین چھپ گئی وہ کتاب
سبب تنگدستی سے اے دین پناہ — نہ تھی اوسکے چھپوانیکی دستگاہ
مگر میرے شاگردون نے ہو کے جمع — یہ چاہا کہ روشن ہو جلدی یہ شمع
دیا قیمت طبع کا ربع زر — مگر اہل مطبع سے پہونچا ضرر
غلط اور مشکوک چھاپی کتاب — بگاڑا انہی چیز کو بے حساب
پیا مین نے اس صدمہ سے خون دل — غم و غصہ نے کر دیا مضمحل
غرض حق تصنیف ہین اے جناب — کئی جلدین مجکو ہوئین دستیاب
یہ نسخہ اغلاط سے کر کے پاک — کیا مین نے تفویض ربابک
کہ پہونچا دین وہ خدمت خاص مین — پڑھا جاوے وہ صحبت خاص مین
برائے خدا و برائے رسول — کرین آپ یہ نذر میری قبول

کوئی بیت اگر ہو پسند حضور / مرا فخر ہو اہل دین میں ضرور

اگرچہ ہوں میں وارد رامپور / بہت دن سے گو کہ میں ہوں الجھنور

تڑپتا ہوں پر کربلا کے لیے / زیارات آل عبا کر لیے

فزوں ہو یہ اجمال تفصیل سے / بچاتا ہوں عرضی کو تطویل سے

کروں مختصر اس عریضے کو اب / کہ ہے طول مطلب خلاف ادب

دعا پر کروں ختم اب مدعا / الٰہی بحق رسول خدا

بحق علیؑ و حسینؑ و حسنؑ / رہیں آپ فرماں روائے زمن

یہ ہے عرضی سید بے نوا / منیر حزیں پائمال بلا

مہ و روز تحریر ہے دلنشیں / کہ ہے ذوالقعدہ کی اکیسویں

بتاتا ہوں میں اس طرح سال حال / کہ اب تیرہ سو میں ہیں کم آٹھ سال

۱۲۹۲

عرضی منظومہ بنام نامی راجہ امیر حسن خاں بہادر

رئیس الاسخیا کہف الانامے / فرید عالم و فیاض نامے

بہار گلشن خلق و مروت / سحاب عالم فیض و فتوت

محب آل اطہار پیمبر / ازل سے عاشق زار حیدر

علیؑ کے عاشقوں میں فرد کامل / عزاداران شبیری سے افضل

جناب راجہ صاحب بحر احسان / امیر نامور دریائے فیضان

رہیں یا رب ہمیشہ شاد آباد / بحق مصطفےٰ و آل امجاد

غرض بعد تمنائے حضوری / رقم کرتا ہوں مقصود ضروری

تعالی اللہ بسیت فیض اخلاق / کہ سب ہیں خدمت آقا کے مشتاق

نہایت میں بھی ممنون عطا ہوں / مشرف لکھنؤ میں ہو چکا ہوں

نہین گمنام ہین دنیا مین چندان — مرے دیوان ہین مشہور دوران
مری تصنیف جتنی ہو چکی ہے — اوسی مین سے یہ جلد مثنوی ہے
ائمہ کی ثنا سے ہے یہ مشحون — فضائل معجزات اسمین ہین موزون
رقم ہین اسمین آیات و احادیث — سراپا ہین روایات و احادیث
بیان بزم ہے مرغوب جمہور — خصوصاً گھاٹ کے میلہ کا مذکور
بہار گل خزان باغ باہم — نیا گرما و سرما کا ہے عالم
خصوصاً جنگ میدان دیدنی ہے — گل مضمون تازہ چیدنی ہے
بیان گھوڑے کی تعریفین ہین منظوم — تعلّی اوس جگہ خود ہوگی معلوم
مضامین این ہین بے مثل تازہ — عروس فہم کے چہرہ کا غازہ
خدا کے فضل سے اردو زبان مین — جواب اسکا نہین ہندوستان مین
جو ہین اردو زبان کے شاعر استاد — سبھون نے کر دیا اس نظم پر صاد
لکھے ہین سب نے تاریخون مین اوصاف — رقم ہین خاتمہ پر اسکے وہ صاف
بطور ارمغان حاضرانہ — مین اک جلد اسکی کرتا ہون روانہ
غرض جب آپکی خدمت مین پہونچے — کف دست فلک قسمت مین پہونچے
اسے فرمائیے بنظر منظور — نگاہ فیض سے ہو جائے پر نور
غلط اسمین چھپے ہین لفظ اکثر — ستم ہے چھاپہ والونکا سراسر
نہ تھا مقدور چھپوانیکا مجکو — ولیکن میرے شاگردان خوشخو
لے آئے جمع کرکے مختصر مال — دیا ارباب مطبع کو وہ فی الحال
اونھون نے اسکی کی خانہ خرابی — ہوا یہ کاغذ زر نقش آبی
غرض یہ چند جلدین ہین ڈبائین — بڑی مشکل سے میرے ہاتھ آئین
کچھ اس نسخہ کی کر دی ہین کی تصحیح — دہم نظارہ کھلجائیگی تفریح

اسی مطلب کی ہے منظوم ہو شرح
کہ ہے بیچون کربلا مین کس طرح

زیارات ائمہ کا ہون مشتاق
توقف مجکو ہندوستان ہے شاق

نہ کیون شاکی بخت نارسا ہون
کہ ہین دام ستمگارہ مین پہنسا ہون

خموشی چاہیے ای طبع افگار
ادب سے دور ہے یہ طول گفتار

میرا احوال ظاہر ہے خدا پر
سو لیجئے ختم کرتا ہون دعا پر

وفور عمر و دولت تا ابد ہو
ہمیشہ کی الٰہی کی مدد ہو

فقیر منفعل کا ہے عریضہ
مہینہ پانچل کا ہے سو یعنی

لکھون تحریر کا تاریخ سن دن
ربیع اولین کا لکھوان دن

بتادون سال ہجری بھی مین صاف
ہلا دو آٹھہ تو ہون سیزدہ صد

بفرمایش قاضی القضاة نامہ فارسی بجواب نامہ اکابر نوشتہ جو ہو راز جاور عرب و الہ آباد

سر نامہ بنام ایزد پاک
کہ بستہ عقد جان با قالب خاک

خلقنا کم با زواجا قرین کرد
نخستین ازدواج ما وطین کرد

قلم ہمدم لوح آفریدہ
برای عرش کرسی برگزیدہ

عروس شام ہمبزم قمر کرد
نکاح مہر با زالی سحر کرد

فلک را والدری زمین کرد
بہا ہمہ وصال حور عین کرد

ز حوا جلوہ گر مشکوی آدم
صفورا با کلیم اللہ ہمدم

دل یعقوب از راحیل خرسند
زلیخا را بیوسف کرد پیوند

ہم آغوش سلیمان بخت بلقیس
بزہرہ داد جام وصل برجیس

خدیجہ را انیس مصطفی ساخت
علی را ہمدم خیر النسا ساخت

نبی را کرد صدر آرای عصمت
بستش زد عروس شریعت

بفرمانش حسین و شهربانو — نشستند آنچنان زانو بزانو
چو بر نرجس نگاه فیضش فتاد — رهش در بوستان عسکری داد
عروس شرع را بسته درین قصر — نکاح دائمی با صاحب عصر
باذنش در چمن با صد تجمل — عروس بوی نو بست حجلهٔ گل
بود تا خاطر آبای اصلی — ببندد امهات بزم سفلی
عروسان درود و نعت و رحمت — تمام ابکار تسلیم و تحیت
بتو اهل بیت و لالی ثناها — نثار مصطفی و آل طاها
پس از حمد اله و نعت احمد — پس از وصف امامان مؤید
وهم آب چشم از سبزهٔ گلشن — زنم بر آتش سیال دامن
درین موسم چمن مینو نگار است — بهار است و بهار است و بهار است
فلک پروین فشان ابر در بار — ز شبنم برنگ انجم سیار
تعالی الله ازین فصل دلاویز — هوا بر مغز جانها غالیه بیز
شب سنبل سواد شام امید — گل نسرین بیاض صبح جاوید
جوانان گلستان گل بدامان — شمیم گل چو طاوس خرامان
شقایق رخت گلگون برده دوش — سمن از پرتو مه پرنیان پوش
لب هر غنچه چون پیمانه می آلود — ز شبنم زلف سنبل گوهر آمود
خم صهبا برنگ صبح در جوش — حریف کهکشان موج می نوش
کف رندان به می در عهد بستن — بنا گر زهد در توبه شکستن
عروس خم نشین در گلشن آمد — برون خورشید از برج دن آمد
درین باغ و بهار دلگشائی — سرت گردم بیا ای ساقی کجائی
بیا ای نوبهار گلشن جان — بیا ای ابر کف دریای احسان

بیا ای دیدهٔ و دل جلوه گاہت
بیا ای کحل چشم خاک راہت

بیا ای ابروانت قبلهٔ جان
بیا ای عارضت مهر درخشان

بیار آن مے که چون فردوس خوشبوست
بیار آن مے که کوثر چشمهٔ اوست

بیار آن قرمزی پیکر شفق پوش
بیار آن تازه برق خرمن ہوش

بیار آن آتش صلکرده نور
بیار آن داروی دلهای رنجور

نه آن مے کو حرام آمد در اسلام
مدام ام الخبائث باشدش نام

بود آن مے بنزد صاحب دین
دم حیض عنب بول الشیاطین

سیاه اکسر زان آلوده دامان
بود یک قطره اش سیل کاخ ایمان

بل آن مے کز بهشت جاودانست
پئے سرمایهٔ تقوی ضمانست

که یک پیمانه اش مهر منیرست
عروس حجلهٔ اختر عبیرست

اگر یک قطره اش بر من فشانی
دهم صد گنج عمر جاودانی

ز فیض این بهار گلشن دینا
رسید اینک هوای عشرت انگیز

زمان انتظار آخر بسر آمد
بریدی نیک پے از در در آمد

بمشتاقان صلای خرمی داد
بدلها صد نوید خرمی داد

بدستم داد مکتوبے خوش اسلوب
مه از دش خوشتر از گیسوی محبوب

برهم وعدهٔ فرخنده بنیاد
بدستم یک صد و یک سکهٔ زر داد

چو دیدم نامهٔ والا جنابی ست
که در برج سیادت آفتابی ست

وحید عصر مجموع الفضائل
شفیق ذی المفاخر صاحب دل

کرامی سید امداد حسین ست
بهر سو لطف و احسان زیب و زین ست

خدایا دهش اقبال دلخواه
الی یوم التناد ابقاه بالجاه

نوید آمدن در وقت موعود
دل مشتاق را از خویش ربود

تامل حیثیت بسم الله بیاید
مرا ممنون این منت نماید

بیاض کحل بصر گردد رو تا ن
میان چشم و دل منزل گرفتان

کشم بند نقاب از رو مطلب
بپاس اتحاد دین و مذهب

بر آن زرها بر افزودیم شمسه
مبارک همچو نقد [illegible]

صدو هم سیزده زرهای معلوم
بیک جا میفرستم نزد مخدوم

اگر مقبول طبع پاک آید
کلاه من سر افلاک ساید

جواب وعده یعنی نامهٔ شوق
که گرم است اندران هنگامهٔ شوق

بآن بزم گرامی میفرستم
بپیش چشم سامی میفرستم

مدام این رسم مطبوع دل آرا
مبارک باد ما و هم شما را

بافضال و عنایت های یزدان
بحق مصطفیٰ و آل و قرآن

نمی گویم زبان اہل فرس ست
بلی این نظم منیر کس مپرس ست

بمدح جناب فیضمآب نواب [illegible] صاحب بہادر دام اقبالہ قطعہ ہذا در کانپور نظم کردم

بھڑکی ہوئی ہے آتش آج باغ مین
آئی ہے بلبلون کی پرون سے ہوائے عید

ہے جلوہ گر زمانہ مین رنگ بہار عیش
پہنے ہوئے ہے صبح مسرت قبائے عید

عطر بہار سکے چلی باد صبحدم
مغز جہان کو مشک طرب سے بسائے عید

اطفال غنچہ پہنے ہین ملبوس لالہ گون
سارا چمن ہے انجمن جانفزائے عید

سنبل کی چوٹی گوندھ کے مشاطۂ بہار
کرتی ہے بال بال کو زنجیر پائے عید

مستی کا ہی ہے باغ مین سوسن کو کسقدر
اودی گھٹا سمجھ کے نہ کیون ہو [illegible] عید

کاجل سے شان دیدۂ نرگس کی بڑھ گئی
جتون جو اوسکی دیکھے تو آنکھین چرائے عید

پھولون گہنے سے ہے عروس چمن کی زیب
ہر گل بنا ہے شاہد گلگون قبائے عید

مداح خوان سے شاہین آج کو ون ملتی ہین گلے
مصروف تہنیت ہین چمن کی ترانہ سنج
آباد عیدگاہ ہین خالی ہین مدرسے
دکان سیفروش کہلی مدتون مین آج
شیشے بدون ہو شکر روزہ دار سے
پی پی کی مست ہو گئے ہین پیاسے شراب کے
افیون پیچکے تو ہین کوئی قلعہ کہکے چل
نواب دولہ زینت ایوان سروری
مصروف جشن عیش ہین وہ آسمان شکوہ
بجتی ہین نوبتین در دولت کے سامنے
جس کمرے ہین حضور سے لیکر ین جلوس
آئی ہے ہر بذر زلیخا سے روزگار
کیا نور ہے لباس جواہر نگار کا
خورشید چہرہ طرہ دستار پاک ہے
پر نور کسی تیغ ہے تیغ حضور سے
دشمن کو اسکی سایہ ہے حاصل شام گور
گھوڑا وہ تیز رو ہے کہ اسکو نہ پا سکو
ہر ساعت اسکی چال سے عشرت نمود ہے
تقسیم خلعتون کی ہو رہی ہے مال و زر
فیاضی حضور سے ہے عیش سال بھر
زینہ بڑھا جو تک قدمبوس ہو گئے

پڑہتا ہے ہر درخت نماز ثنائے عید
ہر برگ تر کو ورد زبان ہے دعائے عید
اطفال پڑھتے ہین سبق ماجرائے عید
مینا سے تو بہ توڑ کے کیونکر آئے عید
تھی چشم جام منتظر جلوہ ہائے عید
کیفیت اس بڑہ کی بھلا کیا کہائے عید
سرکار کو گذرنے لگین نذر ہائے عید
ہر جسکے التفات سے نشو و نمائے عید
ہوتا ہے گرد ہر کے تصدق ہائے عید
شہنا سے نکلے زمزمہ جانفزائے عید
فرش نفیس کی عوض آنکھین بچھائے عید
ہے ساتھ ساتھ شاہد یوسف لقائے عید
ہر ایک گھر ہے اختر بخت رسائے عید
حاصل ہے اس فروغ سے نور و ضیائے عید
جسکو ہلال عید کہین آشنائے عید
جلوہ ہے خیر خواہون کو اسکا ہمائے عید
باد صبا نکہت گلشن ہوائے عید
ہر نقش پا ہے آئینہ رونمائے عید
سامان سارے عیش کے ہین مقتضائے عید
کیون کوئی دن نہین رہتا سوائے عید
اللہ رے شرف سر دولت ہمائے عید

دیکھے جو عشرتِ ابدی حضور کو — تا روزِ حشر جنکے انتہائے عید
دربان کو یہ حکم ہے اقبال خاص کا — دولت سرائے خاص سے جانے نہ پائے عید
یہ بات روزگار کی گردش سے کھل گئی — قربان آپ پر ہو یہی مدعائے عید
یارب ہزار سال سلامت رہیں حضور — ہر روز اسیطرح پئے تسلیم آئے عید
اقبال و عمر و جاہ زیادہ ہو تا ابد — ہر وقت سازِ عیش سے آئی صدائے عید
دشمن ہون خاک دست ہون سرسبز ای منیر — ہر صبح آرزو میں ہو حسن و صفائے عید

قطعات

قطعہ تہنیت عید الاضحےٰ نذر نواب علی بہادر

عید اضحے ہو مبارک حضرت نواب کو — فرش ہو نور طرب ایوان رفعت کے لیے
لالہ زار گلشن اقبال ہو تزئین عید — خون قربانی شفق ہو صبح دولت کے لیے

ایضاً

عید اضحے میرے نواب کی سرکار میں ہے — دست زر بخش اوٹھا ہے گہر افشانی کو
ناقۂ صالح دنبۂ فلک و گاو زمین — بے طلب صبح سے موجود ہیں قربانی کو

ایضاً

عید اضحے ہو مبارک میرے آقا کو مدام — ای منیر اپنی مناجات ہر سال یہ ہے
سرخ رو خون سے قربانیوں کی ہو دنیا — لالہ زار چمن دولت و اقبال یہ ہے

در مدح جناب نواب سید محمد حسین خان بہادر بمبارکباد تقریب عید الفطر در کانپور بنظم آمد

یارب ہو بہار چمن عیش مبارک — ہر دم شجر بخت سے نکلے ثمر عید
نواب سمیع حضرت سالک کی بدولت — لٹتا رہے ہر سال یونہین سیم و زر عید
چاوش دب کی جو اجازت ہو میسر — قربان رہے شاہد زرین کمر عید

شیرین ہو کیون نطق سخن آرا
منظور ہے شاہد اقبال کو جلوہ
نقش کف پا دیکھ کر آنکھون ہو معراج
بوسے چمن عیش اگر باغ مین جائے
ڈنکا ہو زمانے مین خدا وند نعم کا
اقبال و طرب کی رہے ہر وقت ترقی

حضرت نے دیا مایۂ شیر و شکر عید
آئینہ دکھاتی ہے ادب سے سحر عید
تا بام فلک پہونچے گی نظر عید
ہو کو چہ تنگ رنگ گل مین گذر عید
دے پیک صبا آکے ہمیشہ خبر عید
ہو گر جو سواری کے نظیر سحر عید

قطعہ در تہنیت فتح نواب عالی بہادر جنگ دام اقبالہ

فتح دی اپنی عنایت سے خدا نے آپ کو
آیۂ انا فتحنا مژدہ فتح قریب
کیون نہو فضل خدا چشم عنایات رسول
فتح زیبا و مبارک ہو شاہ خاندان
لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

سب عدو مقتول تیغ و بستہ زنجیر ہین
تہنیت سے ہمزبان ہر لب تقریر ہین
آپ ہمنام جناب شاہ خیبر گیر ہین
آپ منظور نگاہ مالک تقدیر ہین
صورت نصر من اللہ جوہر شمشیر ہین

قطعہ مدح جناب نواب احمد حسین خان بہادر سالک

ازل کے دن سے نہین ہے علاقہ کوئی اثر
اثر کلام سخن ملک کو ہے علاقہ کا
نصیب فضل بہاری کو سرخروئی ہے
ہر ایک تخم مین کشت سخن کھیت کا حاصل
برائے تیغ سخن جوہر فصاحت ہین
شراب آب بقا ہے ساغر خلعت

جہان ہر قمر چاک دل کتان کے لیے
نئی جلا و حیات جان لذت بیان کے لیے
نہین ہے زرد ہی رخ موسم خزان کے لیے
کہین شگفتہ دلی کشت زعفران کے لیے
سخن کا ہے خم و خنجر زبان کے لیے
مسیح و خضر بشر ہو دوان کے لیے

پئے طواف حرم اہل قبلہ سا ہی ہین
برہمنون کی جبین سجدۂ بتان کے لیے

نزول جانب پستی برائے صید زبون
عروج طائر فردوس آشیان کے لیے

نظر کے واسطے آنکھین حواس بہر دماغ
لہو رگون کو لیے مغز استخوان کے لیے

بتون کے واسطے انداز و دلبری و ادا
نیاز و عجز و وفا طبع عاشقان کے لیے

خلش ہوئی مژہ تیر کے لیے پیدا
بنی ہے چین و شکن ابرو کمان کے لیے

دہن کا وصف ہے حصے مین نکتہ سنجون کے
صفات موئے کمر طبع غیبدان کے لیے

تلاش معنی روشن برای طبع منیر
منیر مدحت احمد حسین خان کے لیے

علو رتبہ ہے یون بہر نام پاک حضور
عروج جیسے ہو خورشید آسمان کو لیے

ثنا ہے جب سے تخلص حضور کا سالک
سخن جھکا کے قدم کاٹے زبان کے لیے

فزود وشان ہین اس نام کی ثنا کر دی
یہ نعمت اور تری ہے جنکے لب دہان کے لیے

دیا یہ قادر مطلق نے فارسی مین کمال
کہ ہر سخن ہے سند صاحب زبان کے لیے

فصیح لفظ سے مضامین تو معانی نو
دم مسیح ہے ہر شعر نیم جان کے لیے

زبان خامہ والا سے فارسی کو فروغ
یہ افتخار ہے شیراز و اصفہان کے لیے

کمال ہے بدلی ہر نظم و نثر حضور
یہ معجزات ہین بین لب زبان کے لیے

فرشتے بھی چنین نظم و نثر والا سے
بہار مانگتے ہین گلشن جنان کے لیے

لباس شاہ سمنے سے کی جو پوشی
صبا نے لئے قبائے گل جنان کے لیے

یمین پر بنگ زمین فرش ہو گئی رفعت
فلک نے بوسے اسی سنگ آستان کے لیے

حسب نالی نشین رفعت نسبی
شرف کہان یہ کسی اور خاندان کو لیے

برامکہ سو معن ابن زائدہ سے غرض
مرا سخن نہین وصف گذشتگان کے لیے

جو وہ بھی ہوتے تو نواب کی فتوت کو
خضر سمجھتے رہ بحر و امتنان کے لیے

بھری ہے کشتی درویش لعل و گوہر سے
سوائے جیب تہی کیا ہی بحر و کان کو لیے

پیش نواب سخی قلزم فیض — صاحب ہمت یکتائے جہان
معدن فیض امم بحر کرم — درفشانی مین سحاب نیسان
کعبۂ بخشش و حلم و اخلاق — قبلۂ دانش و دین و ایمان
ملتمس ہے پس تسلیم و سپاس — ننگ آفاق منیر نادان
مثنوی نذر مبارک کے لیے — ڈاک مین آج مین کرتا ہون روان
معجزات آل نبی کے ہین نظم — اور احادیث و نصوص قرآن
منقبت نعت فضائل ہین درج — قدر سے جنکو بہی ہے ورد زبان
بزم و رزم ایسی ہین ایسے نادر — کہ ہو مطبوع دل پیر و جوان
نئے مضمون بہی ہین اسمین بہت — نکتہ دان جہان پر ہو عیان
جتنی ہین مثنویان اردو کی — نعت و ایجاز مین مطبوع زمان
اسکو اون سب سے ملا کر دیکھین — خود بخود حق نہ رہیگا پنہان
پر ستم ہے کہ چھپی ہے یہ غلط — ہین خس و خار محیط بستان
مجھکو قدرت نہ چہپوانے کی — سعی شاگردون نے کی بیپایان
ملکے چہپوائی اونہون نے لیکن — چھاپہ والون نے کیا سخت زیان
کچھ کچھ اس جلد کی کرکے تقسیم — آپکی نذر کو بہیجوائی وہان
آپ فرمائین اگر اسکو قبول — قدر ہو جائے مری صد چندان
کربلا جانے کو ہون مدت سے — صورت ماہی بے آب طپان
ہاتھ آتا نہین سامان سفر — مفلسی ہے مرض بے درمان
رامپور اب تو ہے میرا مسکن — ہون کئی سال سے نوکر مین یہان
ہو فزون دولت و اقبال جناب — آپ پر سایۂ شاہ مردان
ختم کرتا ہے گزارش کو منیر — کہ نہین طول ادب کے شایان

قطعہ

بہار باغ نبوت سحاب گوہر بار — ذرِ محیط کرم بحر پر دلی کے نہنگ

امیر نامی و نواب صاحب ہمت — وحید عصر شجاعت ہزبر بیشۂ جنگ

یہ اونکی خدمت عالی میں ہو بغیر گزر — کہ ہو یگانۂ آفاق دانش و فرہنگ

یہ مثنوی جو بطور نذر بھیجتا ہوں میں — خدا جو چاہے تو پہنچے وہاں بغیر درنگ

نبی و آل نبی کے ہیں معجزات اسمیں — مقابلہ نکرے اس سے نظم ہفت اورنگ

مناقب اور فضائل حدیث و آیات — جو اسمیں دیکھے تو کھل جائے غنچہ دل تنگ

نیا طلسم معانی میں رزم و بزم کا ہے — نہان ہو شرم سے کر کے عشق قمر از رنگ

ہیں جتنی مثنویاں اس زبان اردو میں — خصوص نعت و مناقب سے جو ہیں بیرنگ

مقابل اس سے ذرا کر کے دیکھیں منصف — نہیں یقین کہ اس مثنوی کی ہوں ہمسنگ

ستم ہے کہ چھپی ہے بہت خراب غلط — اس آئینہ کو لگایا ہے چھاپنے والوں نے زنگ

صحیح کچھ ہے اسکو کر کے بھیجتا ہوں میں — شکستہ ساز ہے پر اصل میں ہے خوش آہنگ

اگر قبول کریں آپ تحفۂ عاجز — تو آبرو ہو مری رشک لعل و جلد و گنگ

کئی برس سے ہوں میں رامپور میں نوکر — ہمیشہ نسبت نجف و کربلا کا ہے آہنگ

اگرچہ سدرۂ شوق شناست اعمال — زمانہ کا ہے سیر کو ساتھ اور بھی کچھ رنگ

زیادہ صد ادب سے فزون ہو دولت و عمر — رباب عیش و حکومت ہو بلند آہنگ

ہزار اور دو صد سے ہیں بانوے بالا ۱۲۹۲ — مہ سوم سے ہے تاریخ بستمین ہمرنگ

قطعہ

جو کرے وصف قبلۂ عالم — کعبہ دے اوسکو خلعت جنت

جو بہوت اسکے گرد ہو کالو — کریں ڈنڈوت اوسکے آگے منت

اوس کی قوت کا نام لیکے کرے ۔۔ مورچہ فیل آسمان سے رنت

اوسکے اعجاز لب کو سن سنکر ۔۔ کہتے ہین قدسیان چرخ احسنت

ہے طنین ذباب سے کمتر ۔۔ سامنے اوسکے ساحرون کی بڑ بڑنت

تھاک ہین سحر لگیا ایسا ۔۔ سحر یا دون مین جا چھپی ہے گرنت

سرسون نرگس کی آنکھہ مین پہولے ۔۔ اوسکو دربار مین جو دیکھے بسنت

دیکھکر لہر تیغ والا کو ۔۔ پانی بہرتا ہین سورمان ساونت

پہاندنے کا جو اوسکے عزم کرے ۔۔ دل مین کنچیاسے خوف ہنومنت

ہاٹ اس تیغ کا جو دیکھے عدو ۔۔ لب بہ زخم ستہ کہے احسنت

گہر باگون جو تیغ کا ہو غلاف ۔۔ تنکے دانتون مین پہر لین بلوانت

فیل نواب کو اگر دیکھین ۔۔ حمد تہ گنیش کو اوتار پیچ نست

کھینچ لین فیل ابر کے دندان ۔۔ ایسے ہین اسکے جر کٹے ساونت

رخش نواب ہے وہ برق خرام ۔۔ جسکے جلوہ سے ہو پہو بسنت

صفت دریاے آسمان پہاندے ۔۔ جست اس کی جو دیکھہ لی ہنومنت

دیکھکر استقامت و تمکین ۔۔ گردش دہر بیٹھی ہو گی نچنت

راگنی ٹہری سونے کی پتلی ۔۔ گاے مطرب جو اوسکے آگے بسنت

زر و دولت جسے نظر آیا ۔۔ فکر دنیا سے ہو گیا وہ نچنت

آتش فتنہ ہند مین اوس کے ۔۔ بہولس کو بہی نکر سکے بہسنت

ہو جانے کا سلسلہ مفقود ۔۔ ابہی دم ڈہونڈہتا پہر ہنومنت

وصف اوسکا اگر نگایا جائے ۔۔ نہو او تم گلا نہ مدہم تنبت

اوسکے دشمن کے حصہ مین یارب ۔۔ رنگ مدقوق بن کرآئے بسنت

داعی خیر ہو جو مثل منیر ۔۔ خود اجابت اوسکو کہے احسنت

چاہتے تھے قرب سب دیوانگان عشق کا
غم سے کانٹا تھا وہ نشتر جو رگ جان میں نہ تھا

غیر کو آئی چشاک مجکو نہ بھیجا زہر بھی
گور کے سنہ کا نوالہ خوان احسان میں نہ تھا

کم نہ تھی بند ہو دنسی پابند علائق ای جنون
پادشاہ وقت تھا جو قید سامانین نہ تھا

چند نون تھی عشق مژگان کی عنایت بچپنون
نیش عقرب کی سوا نشتر رگ جان میں نہ تھا

میرے رونیکی خبر کسونکہ نہ پوچھی تو تم سے
سات دریا درمیان تھے عین طوفان میں نہ تھا

ہرگھڑی کے رنج سو اکبار تو ملتی نجات
زہر بھی میرے لیے تلخی دوران میں نہ تھا

ابکی تھی جن دیری نکہ لے مر وحشت مین اسیر
کونسا آسیب تھا جو کنج زندان میں نہ تھا

لطف کی صحبت نہ دیکھی زندگی بہر اجل
مجمع دلچسپ بس خواب پریشان میں نہ تھا

چھان مارا تھا جنون مین دشتیون نے بال بال
پیچ قسمت کا کسی زلف پریشان میں نہ تھا

کیون نہ رہتا وصل پر لوکا بسر عمر بھر
سال بھر ای پری مہر سلیمان میں نہ تھا

ای جنون تھا ابکی بلغ حسن پر اک مدرسہ
طفل مکتب تھا جوان روز دبستان میں نہ تھا

دیکھنا پیا نہ گردون ہو الیسر کب
جبکہ ذرہ آشنا کوئی بزم امکان میں نہ تھا

یار ونکی قسمت مین لکھی تھی یہ لوہے کے چنے
دانہ میرے نام کا زنجیر زندان میں نہ تھا

منہ جو پردیسے نکالا ہو گیا پر شرم حسن
شعلہ عریان چراغ زیر دامان میں نہ تھا

کسطرح پریان سحر رہتی تھین حیران ہون
ای فلک نقش درم مہر سلیمان میں نہ تھا

آج پر کیا ہو ہمیشہ سے تھے لطافت پردہ دار
کب ترا جسم ای پری پیراہن جان میں نہ تھا

جن دلون تھا بیہ لوگکو گہنے سو اوس گلرو کو شوق
داغ حسرت تھا وہ گل جو جیب دامان میں نہ تھا

دونون شاید گھٹ گئے آپسمین ای جوش جنون
اختلاط ایسا بھی دست و گریبان میں نہ تھا

صاف دیوانی تری گرد کدورت سے رہے
خاک کا پیوند تھا جو دور دامان میں نہ تھا

دشتیان عشق کو کیونکر پسند آتا بہشت
اک گل داغ جنون گلزار رضوان میں نہ تھا

تھا خون شمشیر قاتل کو رہا شوق حست
ایک قطرہ بھی لہو کا جسم بیجان میں نہ تھا

سکئے کس تہرسے جا کر کعبہ مین سر پہوڑتی
ایک بت ہی قبلۂ ارباب ایمان مین نہ تہا

آج تک پایا عروس مرگ کا جوڑا سفید
رنگ شاید اوڑ گیا خون شہید انمین تہا

فرش خاک اہل قلم کو کیون نہ دیتا آسمان
بوریے بہر کا بہی سامان اس نیستان مین تہا

جادۂ میخانہ ڈہونڈہا راہ وحشت چہوڑکر
کوچۂ خود رفتگی چاک گریبان مین نہ تہا

دامن صحرا لوٹی دولت حسن جنون
ایک یوسف اس برس تقدیر زندان مین تہا

قید کر ہم چہٹ گئی پر غم رہا دل مین اسیر
دائم الحبس اس سے بڑہکر کوئی زندان مین نہ تہا

خضر کیا سمجہے ہماری وادی وحشت مین وان
نقش پا ہو غول بہی ریگ بیابان مین نہ تہا

کس طرح اس تحقیقت تک پہونچتا فیض دوست
قطرۂ ناچیز کوئی ابر نیسان مین نہ تہا

بندگان شاہ مردان مین رہے خوش اے خبیر
چہرہ اپنا دفتر فغفور و خاقان مین نہ تہا

کعبہ کے سامنے دل خانہ خراب تہا
یہ جہونپڑا حضور محل کا جواب تہا

تیرے لئے جو سب کہنچا وہ شراب تہا
انگار و پر جو لوٹ گیا وہ کباب تہا

کہولے جو چشم دل تو بدن نقش آب تہا
جبتک کہ آنکہہ بند رہی مین حباب تہا

صحبت مین جلوہ گر صنم بیحجاب تہا
ذرات میرے گنجفہ مین آفتاب تہا

دنیا و دین سے جسنے نکالا کہڑے کہڑے
یا دشمن بحیرہ وہ دل خانہ خراب تہا

روپوش نور و نما تہا اونکے شباب مین
یا دل مین چاند زیر زمین آفتاب تہا

غفلت شریک حال تہی بچپنے ہی حسن کو
یوسف کنوئین مین دیدۂ یوسف مین خواب تہا

شبنم تہی کیون بنفشۂ زنجیر سے جدا
زلفون مین عطر سانپ کے منہ مین لعاب تہا

ہشیار و مست دونون تہے ممنون حسن یار
بوے گلاب تہا کہین کیف شراب تہا

آغاز عجز عشق شروع غرور حسن
محتاج کا سوال ولی کا جواب تہا

اللہ رے تلون نیسان فیض دوست
اشک یتیم تہا کہین در خوشاب تہا

پہلی ادا نے بھی جلایا ہے حسین
پیدائش نمک کر مین پہلے کباب تہا

پریان اسیر ہین تمہین ای پری فروش
تہا شیشہ کا یہ قلعہ کہ دور شراب تہا

دل بول اوٹہا جو اسکو کہا کعبہ کے قبر پر
غایب ضمیر پر بھی مین حاضر جواب تہا

دشمن بھی جسکے جانے پر افسوس کرتے ہین
کس نوجوان کی روح ہمارا شباب تہا

اعضا سو دلکو علم تباہی مین تہا کمال
گھر بھرے فاضل لیے یہ خانہ خراب تہا

کسطرح جاتی حشر مین رندونکی آبرو
سے تھے دھوتے واسطے پاک ہمارا حساب تہا

اسکے بھی وجود جوانی کے واسطے
جس خاک کی لباس مین اپنا شباب تہا

قربان ہوے کیون نہ پہنتا لباس سرخ
پوشاک روز عید بدلنا ثواب تہا

منظور خلق کو ہوا ایک دم قیام
چشم زمانہ مین جو سما یادہ خواب تہا

دیوانہ جسکو سمجھکر کیا قیس بول اوٹہا
بیگانہ میری نام سے میر اخطاب تہا

جی مین ہے پوچھون اوس بت بیدرد سے
لوٹا جسے سمجھون سنے وہ کسکا شباب تہا

طوفان نوح سے بھی یہ شعلہ نہ بجھ سکا
ہم غرق بحر غم تے مگر اضطراب تہا

ہوتا تری پسینے سے کسطرح سرخرو
مفلس کی آبرو تہے جیسے گلاب تہا

جلد بدن مین دکے برابر نہ تہا کوئی
نقطہ کتاب بھر مین بھی انتخاب تہا

کیونکر نہ نفی کرتی وہ اثبات شوق کو
جو جو سوال ہمنے کیا لا جواب تہا

بل تہا بھو دیکھین سامنی جاتا مین کسطرح
تلوار کھینچے پھرتے ہو اول عتاب تہا

موہوم کے سوا نظر آیا نہ کچھ ہمین
جو دل مین تہا خیال وہ آنکھون مین خواب تہا

پستی مری گواہ ہے اوج گذشتہ کی
جو آج داغ ہے وہی کل آفتاب تہا

کم مایہ کے بھی حصہ مین تہا فیض عام دوست
شبنم کے قطرہ قطرہ مین ایک آفتاب تہا

ڈرتا ہے کون آتش حسن شریر سے
غصہ مین بھی جب آگ نہ تھی مین کباب تہا

تہی حقیقتی مین بھی اک روز آبرو
نسیم جسکی موج تھی مین وہ سراب تہا

اخلاق تو تو بات بھی پوچھی نہ جیتے جی
تا قبر میرے ساتھ تمہارا عتاب تھا

لائی نہ اپنے ساتھ عدم سے تو اے اجل
برباد اوسی نواح میں اپنا شباب تھا

اس گھر میں بھی حسینوں کی جھرمٹ تھی اکدن
کیوڑا ہے اب جہان نہیں چھڑکا گلاب تھا

دنیا و دین کو چھوڑ کے کس سمت کھو گیا
ڈھونڈو نہیں کہین دل خانہ خراب تھا

بزم جہان مین سر بگریبان رہا کیے
کیا منہ دکھاتے ہم کہ سبھون سے حجاب تھا

مہمان ایک رات رہا صبح چل دیا
خوشبوئی دلہن کی بہار شباب تھا

ہم ازل مین بیٹھی نظر نہ ہوئی رہی
ہو کا مکان تھا مین جہان ہار یاب تھا

کعبہ خدا پرستون نے جبرا اٹھا لیا
اصل صنم کدہ دل خانہ خراب تھا

طوفان نوح جوش سے رنگ گل
دھوون پسینہ کا مین وہ تمہارا شباب تھا

لاکھون کے سر قلم کیے اوس شہسوار نے
تسمہ لگا رہا تو وہ زوال رکاب تھا

راحت تھی ابتدا مین تو ایذا اخیر مین
گویا مین حرف عطف ثواب و عذاب تھا

کیون کر نہ تھمین صبح بہشت اپنی ہڈیان
مین اے منیر خاک در بو تراب تھا

اک روز بھی نہ گردش مین او سکے گذر ہوا
سودا تمہ زمانہ او سکا او دہر ہوا

غائب نظر سے رشتہ وصل جب سیمبر ہوا
بوسہ دہان تنگ لینا کمر ہوا

افشان نورز نت یار مین کہین طرہ شوخیان
کیا ایک شب برات مین رقص شرر ہوا

صد مہ کہ تحفہ سفر وطن چھوڑ دیتے ہین
تیہر کے واسطے زاد سفر ہوا

دعوا کیسری تو سنبل کو پیش زلف
چوٹی کتے کی فرق اگر بال بھر ہوا

تا صبح روز حشر نکلنا محال ہے
کیسہ بخیل کا تکیہ سیم و زر ہوا

وحشت سے جو زبان مین نکلا ہوا وہی
دیوانہ جیسکا رقضا وقدر ہوا

ایک دن بنا کر کے نہ ہنسے وہ در بدر
مین کیا ہوا نہ پردہ کی گویا نظر ہوا

گم کیون نہو جہان مین سرمایۂ حیات
اوس گھر مین بخت سو ہی کوئی جہان نہ تھا

پھیکی ادا نے بوسے سے مجروح کر دیا
زخمون کے کھانے مین نمک امتحان نہ تھا

قطعہ

جس بزم جانفزا مین ابھی کل کی بات ہے
خالی سرور سے دل پیر و جوان نہ تھا

فرش نفیس دامن نظارہ سے لطیف
ذی رتبہ پیر فرش کی تاج شہان نہ تھا

فانوس مین تھین گلوے پریزاد سے سوا
روشن تھین صاف نور کی شمعین دھوان نہ تھا

ہر روشنی تھی برق تجلی سے آشنا
بیگانہ شمع طور سے ایک شمعدان نہ تھا

پھولون کی ہر طرف تھین ہزارون کیاریان
بیدار بخت خواب سے حسرت کہان نہ تھا

میوہ کی ڈالیان کہین ہونگی ڈالیان
ہر سبز جنکے سامنے باغ جنان نہ تھا

آب گہر کی موج تھی ہر نہر سے بلند
فوارہ وہ نہ تھا کہ جو گوہر فشان نہ تھا

نکلے تھے اساور کے بادلہ کی جال
جھالرے موتیون کی جدا سلسلہ نہ تھا

ارباب عیش کی کہون کیا خوش سلیقگی
وہ کون تھا کہ ہمسر شائستہ خان نہ تھا

صحبت برنگ خاطر اطفال روز عید
کمتر جوان تازہ سے پیر مغان نہ تھا

پریون کے جھنڈ تھے کہین جھرمٹ حسینونکی
محبوب جنکے آگے مہ آسمان نہ تھا

فتنہ کے عطر کو سر مو بھی نہ تھی جگہہ
آشفتہ کوئی گیسوے عنبر فشان نہ تھا

چھائے ہوئے تھے چمپئی رنگون کے قہقہے
جن سے شگفتہ تر چمن زعفران نہ تھا

چٹکی بجا بجا کے بلاتے تھے عیش کو
گانیکی دھوم تھی کہین نام فغان نہ تھا

شوری کے ٹپے تھے شاہ سدا رنگ کے خیال
بلبل کی بھی ترانہ کو رتبہ وہان نہ تھا

مستانہ غزلین تھین طرب انگیز ٹھمریان
وہ کون تھا جو عاشق رقص بتان نہ تھا

وہ ناچ سحر کا وہ بتانا طلسم کا
وہ بھاو جسکا نرخ مسرت گران نہ تھا

طنبورون سے ملے ہوئے سارنگیونکے سُر
بین اور سرسنگار مین غلطہ کمان نہ تھا

مسجدین ٹوٹی پڑی ہین صومعہ ویران ہین
یاد حق مین ایکدو دلہائے سوزان ہون تو کیا

خانقاہین منہدم ہین سب بتکدہ آباد ہین
رنج مین ہین اہل دین خوش اہل عصیان ہون تو کیا

لٹ گئی قصر مرصع کہند گئے زرین محل
رنج سے معمور اگر دلہا ہے ویران ہون تو کیا

نور کی خلوت ہین پریان ناچتی تہین جس جگہہ
اوس جگہہ مشعل نجف غول بیابان ہون تو کیا

چاند سورج جن سے شرماتے تھے وہ ٹوٹ گئے
اب زمانہ مین جو مہر و مہ درخشان ہون تو کیا

نخلبندان ریاض فیض وہمت ہین تباہ
پاسبان کشت خستہ چند دہقان ہون تو کیا

یوسفون سے ہو گئے بازار خالی اے فلک
زشت رویان جہان اجناس و کان ہون تو کیا

دانہ دانہ کے لئے محتاج ہین عالی گہر
اشک حسرت انکے مروارید غلطان ہون تو کیا

صوفیان صاف طینت واصل حق ہو گئے
خودنما دو چار نشناس اہل عرفان ہون تو کیا

کاملون کو کر دیا برباد تو نے اے فلک
چند نالایق تہ ہے ممنون احسان ہون تو کیا

جان بلب ہین غم سے استادان فن نظم و نثر
سلطنت اس عہد مین دس بیس نادان ہون تو کیا

بکتے ہین ایمان اچھی قیمتون کو آج کل
اس تجارت مین اگر شاگرد شیطان ہون تو کیا

دین فروشی کرتے ہین اونکے خریدار ونکو ہاتھ
کامیاب اہل ہین محروم ایمان ہون تو کیا

باغ جو رشک ارم تھا اوسمین ہین خس و خار
مزبلو پر سنبل و نسرین و ریحان ہون تو کیا

طوطیان خوش بیان کو زہر ہے قند حیات
زاغ و بوم اچہے سے مرغ خوش الحان ہون تو کیا

حافظ و قاری کامل پڑہ رہے ہین صم و بکم
لاف زن آفاق مین لاکہون غلط خوان ہون تو کیا

منعم و فیاض ہین محتاج نان خشک کے
خاکروبون کو میسر خوان الوان ہون تو کیا

پہرتے ہین آوارہ حضر جادہ فضل و کمال
مدعی علم و فضل چند نادان ہون تو کیا

پہیڑیون سے بچ رہے جو چند یوسف اے فلک
خانہ بر باد اسیر بند و زندان ہون تو کیا

پیشوایان رہ دین ڈرسے ہین عزلت گزین
گنج گرانہ دیر انکے پنہان ہون تو کیا

تو نہ گر ہین قاضیان و مفتیان اہل عدل
چند نا منصف شاہ اہل دوران ہون تو کیا

علم دین کوئی پڑھا ہو یا پڑھے کسکی مجال
حرف علم دنیوی طفلی میں دبستان میں تو کیا

عالمان با عمل تو پیتے ہیں خون جگر
راستون میں رہزنان دین و ایمان ہون تو کیا

تعزیہ خانون میں خاک اڑتی ہے جلتی ہے شراب
غم سے آنکھیں صورت زخم شہیدان ہون تو کیا

قدردان شاعری و شعر پھرتے ہیں خراب
صاحب دیوان گرامی سخندان ہون تو کیا

بستان عشرت اپنی جانیں دیتے ہیں
انکے گھر فضا بے رہزن ہر دمیدان ہون تو کیا

بے کفن دفن کیشان میرزا الٰہی جنہین تھے
سوگ میں صد چاک دامان و گریبان ہون تو کیا

بجھ گئیں شمعیں جلیں پروانے تو کیا فائدہ
اڑ گئے پروانے شمعیں زرافشان ہون تو کیا

دیکھنے والے نہیں آئینے پھر کس کام کے
بے زلیخا شہر سارے یوسفستان ہون تو کیا

سخت جان دیکھیا ہو چار ہے جو رہے
ہر گھڑی پابند خوف عزت و جان ہون تو کیا

کہاتے ہے جاتی ہے اوہنین بھی رات دن فکر معاش
روز لبہاتے تاسف زرق دندان ہون تو کیا

چھپ گئے گوشون میں عنقا کیطرح نباض عقل
آج بیمار و مسیحا دونون یکسان ہون تو کیا

روتے ہیں کس کس مزہ کو یاد کر کے ہائے فلک
زخم دل پر سیکڑون خالی نمکدان ہون تو کیا

یہ غزل ہے حسب حال دہر مثل قطعہ بند
سلطنت بھی مثل صورت خواب پریشان ہو تو کیا

کربلا میں یا نجف میں چلکے مر جاؤ منیر
ہند میں ہم پہلوئے گور غریبان ہون تو کیا

میکدہ میں جو میں غمدیدہ و مضطر آیا
چشم ساغر ہوئی تر شیشہ کا دل بھر آیا

کون دو پھول لحد پر کبھی لیکر آیا
ابر رحمت بھی جو آیا تو ہوا پر آیا

سب سے بڑھ کر دل عشاق ہوئے کیونکر پامال
آپ کی چال سے کیا فتنۂ محشر آیا

نیند کو راہ مری آنکھون کی معلوم نہ تھی
اے خدا خواب اجل ہجر میں کیونکر آیا

ہمکلامی کا نہ شکوہ ہے نہ بوسہ کی امید
دم مرا اسکی تمنا میں لبون پر آیا

ہاتھ جب اوسکے بڑھے جیسے گلے ملنے کو
راستہ روکنے کو بیچ میں خنجر آیا

آپ کیون کہتے ہین ہر بار ہین آج آؤنگا
کہئے تو کہہ دون قسم سے مجھے باور آیا

شش جہت ہین تری رحمت سے الٰہی معمور
کونسی راہ سے گردش مین مقدر آیا

بوسہ دست حنائی نہوا پھر بھی نصیب
خون دل جوش مین کیا کیا تہ خنجر آیا

بیکسی ہین ترے بیمار کو کسنے پوچھا
ہان خبر لینے جو آیا تو غش اکثر آیا

مردے قبرون سے نکل آئے اسی حسرت مین
کیا قیامت ہے کہ تو گھر سے نہ باہر آیا

ساقیا گریہ بیساختہ کی کیا تقصیر
چشم نمناک ابل آئی جو دل بھر آیا

آج تک عالم رویا سے بھی ہو جسکو حجاب
خواب مین وہ بت محجوب میسر آیا

دل نے کی عید جو ادس نوک مژہ نے چھیڑا
کیون نہ شہ رگ سے گلے ملنے کو نشتر آیا

سب نے دامن مین گل زخم بھرے چن چنکر
پڑ گئے لوٹ مین جب لے کے وہ خنجر آیا

آج تک جسکا پتا پوچھتے ہین دونون جہان
وائے قسمت کہ اسی پر دل مضطر آیا

تیری آمد کی تمنا مین تھی ای غیرت شمع
نور کے سانچے مین صبح وہی ڈہل کر آیا

دشمن و دوست گرے پڑتے ہین کیون سجدہ کو
کیا وہ بے پردہ میان صف محشر آیا

جو کہا تھا وہ کیا عشق کمر مین لوگی جان
فرق وعدہ مین نہ ایک بال برابر آیا

مرنے سے پہلے ہوئی کیا مری مٹی برباد
کہ دم نزع وہ آیا تو مکدر آیا

سنکے شہرہ تری رفتار کا آگے نہ بڑھا
جب دبے پاؤن کہین فتنہ محشر آیا

عمر رفتہ کے تفحص کو گئی ساعت لیکن
حشر تک طالع برگشتہ نہ پھر کر آیا

مہر و مہ نے جسے بے پردہ نہ دیکھا ہو منیر
کھول کر منہ وہ لب بام میسر آیا

تلخ کامی بسکہ دنیا کا وتیرا ہو گیا
حرف زہر نزع کا بھی سب ذخیرا ہو گیا

افسردہ دل ہو کر یہان جینا وتیرا ہو گیا
قبر سینہ قالب خاکی خطیرا ہو گیا

یار کو لاکھا جمانے کا وتیرا ہو گیا
دعوت لب خون ناحق کا ذخیرا ہو گیا

خوب تیرے منہ کی اجمال میں تفصیل حسن
ختم ان دو حرفوں میں قرآن پورا ہوگیا

دیجئے کیا انعام اگر پایا جواب باصواب
نقد جان پہلے ہی قاصد کا اجورا ہوگیا

کھنچ گئے تصویر صاد چشم کی چھپ کر ترتیب
آپ کے مصحف سے چوری ایک سورا ہوگیا

بات بھی باہر دہان گور سے جانے نہ پائی
سنتے ہیں شہر خموشان میں یہ شورا ہوگیا

چوستے ہیں مدتوں شیرین دہن تیرا اگال
لب بلب پستہ کو نور دستی یہ چورا ہوگیا

موذیوں نے رخصت عریانی مرا چھکا دیا
پارچہ مانگی تو حاضر کفن کہہ را ہوگیا

مصحف خوبان کی تکمیل کتاب حسن کی
سلکے بھی صورتین قرآن پورا ہوگیا

صحبت پیری جوانیکا گھٹا دیتی ہے رتبہ
جو سفیدی سے ملا وہ بال بھورا ہوگیا

ساتویں شب کو مٹے برابر وہ سیپارہ چڑھا
دونوں ٹکڑے مل گئے ایک چاند پورا ہوگیا

نسیم جان مدت سے ہر شخص کمال اپنا مشہور
تھا جو پورا قید میں رہکر ادھورا ہوگیا

حرف جو گنجینہ کلام نہ ہوگا
زخم دہن رہین التیام نہ ہوگا

زہر جفا سے جو تلخ کام نہ ہوگا
قابل مبتلائے انتقام نہ ہوگا

دل نہ جلائیں گے ہم جو آتش پرستے
رونے سے تاب کباب خام نہ ہوگا

روز سیہ کی اگر یہی رستے آہ
صبح کو رخصت چراغ شام نہ ہوگا

موج ہم صور کا ہے پیشا کرد
رقص سے نادم حباب جام نہ ہوگا

آئینہ یار سے ہوا ہے مشابہ
آج سے ناقص مہ تمام نہ ہوگا

قابل زیور اسے نہ سمجھیں گے مہوش
پختہ جو سودائے سیم خام نہ ہوگا

چال ہے مستانہ آج باد چمن کی
باغ میں وہ سرو خوش خرام نہ ہوگا

بے ... جسکو ہوگی ہوا گلشن کی
کشتہ شمشیر بے نیام نہ ہوگا

بال جو ہے سنبل کا ابروئے زلف یہ کا
بستہ گیسوئے مشک فام نہ ہوگا

بحر یہ معمول ہے اہل زبان کے | اوہرون کو انہین کچھ کلام نہوگا
مہدئی صاحب زمان اگر نہ سنین گی | ق | شکوۂ اہل جفا تمام نہوگا

قید سے کیونکر منیر ہوگی رہائی
تا متوجہ مرا امام نہوگا

راست بازی کو تمہارا بانکپن لیجائیگا | آدمیت لوٹ کر یہ راہزن لیجائیگا
ماسوا سے آگے وحشت کا چلن لیجائیگا | ہوکے عالم مین مجھے دیوانہ پن لیجائیگا
رہنما تا قبر ہوگا عشق چشم شوخ یار | شیر کے منہ تک لگا کر یہ ہرن لیجائیگا
میری مشت استخوان سے کیا ملیگا اے اجل | کوڑیان دو چار کیسہ مین کفن لیجائیگا
تیری ہی وضع چھینے گی حسینون کا سنگار | باغ رنگین لوٹ کر یہ سادہ پن لیجائیگا
نکہت گیسو سے بگڑی جائیگی باد صبا | چور رسوا ہونے کو مشک ختن لیجائیگا
ایک مین سو سو ملا کر بیچلیگا ہاتھون ہاتھ | مجھسے بوسہ قرض جو شیرین دہن لیجائیگا
میری شرم اوسکو دکھا دیگی قیافہ عشق کا | لکھکے نقشہ یہ وکیل کم سخن لیجائیگا
قبر مین کس چیز سے بہلائینگے دل ہم غریب | جلوۂ صبح وطن درز کفن لیجائیگا
بزم ہستی کا جوانی سے ہے سب نور و ظہور | نشہ جاتے وقت لطف انجمن لیجائیگا
شرط خوبی جیت سکتا ہے نہ کابل کا گنید | گوی سبقت انکا سیب ذقن لیجائیگا
جسم دست و رگ سے اے جان بچنے کا نہین | ورنہ سیلاب آکے یہ رخت کہن لیجائیگا
چوکڑی ہرنون سے چیتون سے لپک شیرون سے غضب | ایک شاہین مرا ناوک فگن لیجائیگا
سیر گلزار عدم دیکھی کرے عشق مین | قاف کے پریون مین عنقا ہر دہن لیجائیگا
نامۂ اعمال بہیجیگا عدم تک ڈاک مین | خط مرا اپنے لفافہ مین کفن لیجائیگا
تیری سنگ پا گر ذرہ سے بہر سنگ و پوست | رنگ و بو قرض اختر بخت یمن لیجائیگا
اونکو جاذبی نہ ٹھہریگی بہار بزم عیش | ساتھ اپنے ایک گل سارا چمن لیجائیگا

خط کے سنڈ جانے سے گالون کی چمک لیجائیگا
چھین کر یہ دہوپ سورج سے گہن لیجائیگا

آج کل قاضی ہر رشوت خوار ٹھگ ہر محتسب
پاسبان کو جو بچیگا راہزن لیجائیگا

گلشن دنیا سے یاران عدم کو واسطے
خندۂ شادی گل زخم بدن لیجائیگا

جاونگا دنیا سے رکھکر دوش ظالم پر وبال
بوجھ میرا اپنے سر پر راہزن لیجائیگا

شاہد ایمان ہے جسکے ساتھ دولہا بنی
اوسکے سر سہرا رہیگا جو دولہن لیجائیگا

زندگی اپنی ہر تو چھین جائیگی تیغ عتاب
زخم اگر تیرے ماتھے کی شکن لیجائیگا

غیر جاتا ہے لباس دوستی مین اوسکے پاس
کیا خبر تھی چور میرا پیرہن لیجائیگا

قید سے ہندوستان مین جینا ہو تا کربلا
اے منیر اک روز عشق پنجتن لیجائیگا

جو میرے دل مین ترا دہیان بہولکر آیا
تو سوچتا ہے خدا جانے مین کدہر آیا

ترا غبار قدم اوڑ کے جب ادہر آیا
لباس جسم سے بھی تنگ روح پر آیا

ہر ایک دل مین تمہارا محل نظر آیا
تمہین تھے صاحب خانہ مین جسکے گھر آیا

تمہاری زلف کی خوبون سے کون تھا واقف
اس اژدہے کی خبر لیکے پہلے ڈر آیا

اوسکو جیب سے دامان حشر تک بہیجا
ہمارے حصہ مین جو چاک ہاتھ بہر آیا

نکالی تمنے جو تیر نگاہ غیرون پر
ہماری زخمون کی آنکھون مین خون اوتر آیا

گواہ تیر نگہ بھی ابل بھی شاہد ہے
تمہارے سامنے مین جان دیکر آیا

حضور مجکو گرا دے نہ اپنے آنکھون سے
مین خود شکستہ نگہ تھام کر ادہر آیا

اوگال اپنے بہیجا تو پیشوائی کو
ہزار مرتبہ منہ تک مرا جگر آیا

منیر قید سے چھٹ کر وطن نصیب ہوا
ہزار شکر کہ جیتا مین اپنے گھر آیا

دل آمد خط پر بھی ہے دیوانہ کسی کا
ہے سبزہ پری سبزۂ بیگانہ کسی کا

دنیا سے ہے باہر دل دیوانہ کسی کا
بستی مین سماتا نہین ویرانہ کسی کا

ناحق دل نافہم ہے دیوانہ کسی کا
ہمسے بھی کبھی تھا یونہین یارانہ کسی کا

ساقی نگہ مست تری لڑتی ہے دل سے
کیون چور ہ نہون شہ مین پیمانہ کسی کا

چکر مین پڑا دون کو گھیتی ہے کوئی شمع
فانوس خیالی ہے پریخانہ کسی کا

کیون پھر گئی ستون سے تری چشم خماری
کیا چھوڑ چلا بزم مین پیمانہ کسی کا

سیلاب کبھی چغد کبھی بوم کبھی ہے
مہمانون سے خالی نہین ویرانہ کسی کا

محجوب ہے کس مست کی گستاخ نظر سے
شرمائی ہوی آنکھ ہے پیمانہ کسی کا

یارب کوئی محبوب دل زار اوٹھا لے
رستہ مین پڑا ہے دُر یکدانہ کسی کا

عالم کے غم و رنج سے بھی دل نہین بھرتا
وسعت ہی بہت تنگ ہے ویرانہ کسی کا

سرگشتہ ہے کونین کیون پیک تصور
عالم ہے زمانہ سے جداگانہ کسی کا

ساقی کے قدم لینے سے کیا ہاتھ لگے گا
دل تھام لیا لغزش مستانہ کسی کا

شیرین ہو تو فرہاد ہے لیلے ہو تو مجنون
حصہ نہین اپنا دل دیوانہ کسی کا

مدت سے ترے تشنۂ خون ہین کئی خنجر
کچھ کام کرے ہمت مردانہ کسی کا

دل مین نہین آسکتی ہے آباد ہے دنیا
جاگیر خرابی کی ہے ویرانہ کسی کا

دل مین ہے کبھی دیر مین ہے گاہ حرم مین
بھٹکا ہے بہت جلوۂ مستانہ کسی کا

مرجائے کہ تڑپے کوئی اوس بت کی ادا پر
دعوی نہین اے شوخ طفلانہ کسی کا

گھر پھونک دیا اے برق جہانسوز خدارا
جلنے ہی سے روشن ہو سیہ خانہ کسی کا

قائم رہے کیا دل مین بنائے طرب و عیش
سیلاب کی قبضہ مین ہے ویرانہ کسی کا

کعبہ سے چلے آتے ہین بتخانہ کو بادل
پہونچا ہے کہان نعرۂ مستانہ کسی کا

نیند آئی تہ خاک کو آغوش لحد مین
شاید کہ اجل کہتی ہے افسانہ کسی کا

مجنون محبت کو نہ سمجھے کوئی نادان
ہشیار زمانہ کے نہ دیوانہ کسی کا

یہ رنگ گل تازہ کو کس روز ملا تھا
چوری نہ گیا ہو کہیں ہمیانہ کسی کا

اوبھرے ہوئے جوبن کو بچائے ہوئے رہئے
اب تھم نہیں سکتا دل دیوانہ کسی کا

ساقی مئے دیدار دیئے جائیو لیکن
آتی کہ لبریز ہو پیمانہ کسی کا

کھلتا نہیں کس پر دل خود رفتہ ہے وحشی
جب پوچھیے کہتا ہے کہ دیوانہ کسی کا

عاشق ہوں ضمیر اپنے ہی انداز سخن کا
وارفتہ کسی کا ہوں نہ دیوانہ کسی کا

ٹھہرا جفائے یار لہو سینہ خستہ کا
بیکار دست بستہ ہے پائے شکستہ کا

جبتک تری نظر ہو ادھر ناکہ کش ہو دل
رشتہ نہیں ستار سے تار گسستہ کا

اپنوں کے توڑ جوڑ سے پھندے میں پھنس گیا
میرے گلے میں طوق ہے دست شکستہ کا

گیسوئے یار کو دل رم خوردہ کی ہے تاک
ہے انتظار جال کو آہوئے جستہ کا

توقیر ٹوٹے دل کی ہے مستوں کی آنکھ میں
ان روز دن دور دور ہو جام شکستہ کا

دوڑا قد خمیدہ جوانی جدھر گئی
پیچھا کیا کمان نے اس تیر جستہ کا

سختی طبع پختہ مزاجوں سے دور ہے
جبتک ہے خام ساتھ ہے خرما و پستہ کا

فصل بہار میں بھی نہ پھولا پھلا کبھی
یارب ہے دل کہ غنچہ ہے شاخ شکستہ کا

سبزان ہند بوسہ اگر مسکرا کے دیں
چکھوں نمک تبسم لبہائے پستہ کا

پہلو میں تیغ غم کو بھی دیتا نہیں جگہہ
بل بے دماغ آپ کے تیر نشستہ کا

اس شیشہ کو تراش دیے ہیرے ای صنم
دل پر ہے دانت کارد الماس دستہ کا

پھنسا ہے دل کہیں تو ہو یاروں میں سرخرو
کھلتا نہیں ہے رنگ حنائی نبستہ کا

عاجز ہوئے ہیں پیٹ کی ہاتھوں ہی اے کریم
ایسا بھی تا زمین ہے دست بستہ کا

اسد رجشم و لب کی محبت میں گھس گیا
بستر کو پوست چاہیے بادام و پستہ کا

سرکش ہے حکم بخیہ و مرہم سے زخم دل
بیٹھا ہے حکم آپ کے تیر نشستہ کا

سونپے ہین عشق نے دل زخمی کو اپنے راز
اس گھر کو اعتبار ہے قفل شکستہ کا

دل مضطرب ہے گیسوون کو بال کھولنا
پھندا چھڑا و مرغ پر و بال بستہ کا

ٹوٹے مکان کو نہین کرتا کوئی پسند
کیون غم ترا مکین ہے دلہاے خستہ کا

آتا ہے روز قافلہ بیکسی و یاس
زائر یہی ہے مشہد دلہاے خستہ کا

عنقا ہوا بھی اسکی تلاش مین ہزار
آفاق مین پتا نہین بخت خجستہ کا

جس طرح عکس چاند کا ہو جوے شیر مین
عالم ہے صبحدم یہ ترے روے شستہ کا

حانث نہین قسم بھی اگر کھاؤن اے منیر
عمدا مین آشنا نہین مضمون بستہ کا

رکھتا جو جسم زار تن و توش نقش پا
ہوتا ترے گلے مین ہم آغوش نقش پا

یون چل کہ چھو نجائے برو دوش نقش پا
آواز پاؤن کی نہ سنے گوش نقش پا

انداز تیری چال کے ہرگز نہ پا سکا
مثل غبار راہ اوڑے ہوش نقش پا

چوری سے کیا گیا ہے وہ سفاک پر غیر
چھپی ہوئی ہے چشم جفا کوش نقش پا

پامالیون نے تیغ حوادث سے دی پناہ
دشمن نہین کسی سے زرہ پوش نقش پا

جیسا ہوا یک یوسف ثانی کی راہ مین
چھپتا ہوا ہے خواب فراموش نقش پا

ہم جستیون کی چال سے ہو آبرو ہو خاک
[illegible] ہو دُر گوش نقش پا

سر پر رہے نشان کف پاے یار ہو
اس پا سے ہم کو نصیب ہو سرپوش نقش پا

ہم خاک سے یار کی آنکھون مین کیا سمائین
چپ چاپ نہین نظر مین تن و توش نقش پا

کوچہ مین اوسکے قافلہ بوے گل نجاے
پامال ہو نجائین ہم آغوش نقش پا

طاؤس ہر نشان قدم ہے حضور کا
لاسے ہین رنگ سنا بگلپوش نقش پا

تائب شراب خمکدہ سرکشی کے ہین
میخانہ جہان مین قدح نوش نقش پا

تیغ خرام نازکا انداز دیکھ کر
ہے جنت سجو زمین زرہ پوش نقش پا

بعد فنا تو قبر کو پامال کیجیے
ہو میری خاک زینت آغوش نقش پا

روشن ہے مجھسے مجمع افتادگان خاک
گویا ہون شمع مجلس خاموش نقش پا

تلوار اوسکی چلتی ہے کس چال ڈھال سے
ظاہر ہجوم زخم سے ہے جوش نقش پا

پامال ہوکے مر گئے ہم کوے یار مین
تابوت اوٹھانے کے لئے ہو دوش نقش پا

طاؤس کب تیری گذرگاہ ناز مین
وارفتہ خرام ہین مدہوش نقش پا

اے بت جو بوسۂ کف پا مانگتے ہین ہم
حد ادب دکھاتی ہے پاپوش نقش پا

جس راستے مین خاصف النعل نبی چلے
ہو چشم جبرئیل ہم آغوش نقش پا

سودا کی طرح کوچہ بیدل مین اے منیر
خط جبین است ہم آغوش نقش پا

کس طرح پاؤن پتا شیخ و برہمن اونکا
سارے ہرجائیون کے دل مین ہے مسکن اونکا

تو ہی خود رفتہ نہین اے دل روشن اونکا
حسن اونکا ہے جمال اونکا ہے جوبن اونکا

ایخدا شرم سے سرکش نہو جوبن اونکا
رکھدے خنجر نہ گلے پر خم گردن اونکا

ہم بغل پھولون کے گہنے سے جوبن اونکا
غیر جلسون کے تصرف ہے گلشن اونکا

حرم و دیر مین ہے جلوۂ پرفن اونکا
دو گھرون کا ہے چراغ اک رخ روشن اونکا

کچھ جوانی ہے ابھی کچھ ہے لڑکپن اونکا
دو دغا بازون کے قبضہ مین ہے جوبن اونکا

نہین دیتے جوانی سے لڑکپن اونکا
چھاتی پر چڑھ کے دبا یا کرے جوبن اونکا

شوخ چشمی نہین لازم ہے نظر بازون مین
رعب کچھ رہنے دے اے چلبلی چتون اونکا

اپنے قابو مین نہین خاک نشینون کے ہاتھ
پاؤن کے نیچے نہ آئے کہین دامن اونکا

چھپ کے غیرون سے مرے خواب مین وہ آئینگے
راستا روک کے بیٹھے رہین رہزن اونکا

جاے انصاف ہے دم کیون نہ گلے مین اٹکے
اے اجل گھر ہے قریب رگ گردن اونکا

مسی ملنے مین چھپایا تو نہین ہم دیکر
کھل گیا بھید نکلنے سے غنچۂ سوسن اونکا

کیا ہوا خاک نشینون نے اگر دیکھ لیا
اسقدر جامہ سے باہر ہو دامن اونکا

راہ سے غیر کے گھر چھپ کے چلے جاتے ہین
بنگیا چور محل خانۂ رہزن اونکا

بحقیقت بھی نہین فیض ازل سے محروم
نظر آیا دل پر سوز مین جسد مین اونکا

نالۂ شب سے ہین جو عشق بتان مین محروم
صبح کو نام نہین لیتے برہمن اونکا

یہی کھٹکا ہے مرا ظرف حقیر ہی سبب سے
تو بھی کے بدلے نہ لے شیشہ گر دل اونکا

ایسے منکر سے کہو ارض وسما مین زر ہے
ڈھونڈھ کے اور جدائی کہین دشمن اونکا

خانہ برباد تمنا نے قدمبوسی کا
ٹھوکرین کھانیکو گرویدہ ہے دامن اونکا

دیر ہستی کو مٹایا تو مٹا نقش مراد
بنگیا توڑ کے بہت کو برہمن اونکا

زخم دل بخیہ گرون کو نہ دکھا اے نادان
نہ لے احسان بقدر سر سوزن اونکا

وادی نجد کا وہ ہے تو ہین مجنون ہم بھی
دل دیوانہ سے کف لاے نہ تو من اونکا

آنکھین جھپکا نیکا ہے برق تجلی کو مرض
کس طرح کوئی دکھا دے رخ روشن اونکا

آگئے ہین ساتھ لیے شرم و حیا کے پہرے
آج کس طرح مزا لوٹین کے رہزن اونکا

شمع رخ نے چراغ حرم و دیر جلائین
جلوہ پہچان نہ لین شیخ و برہمن اونکا

وصل نے لوٹ لیا دونون کو تنہا پا کر
آج بھی میرا گریبان نہ دامن اونکا

جلوۂ داغ محبت ہین کئی تھی جن کی
جھلملاتا ہے چراغ سر مدفن اونکا

سامنے غیرون کے آستانہ پڑھا اے وحشت
بغلین جھانکین نہ کہین شرم سے جوبن اونکا

کعبہ کا مرتبہ اس سے نہ زیادہ سمجھین
خانہ زادون مین ہے جو دلکے ہے مسکن اونکا

ہم اگر پنجۂ وحشت سے اشارہ کردین
چاک ہے دست و گریبان ہے و دامن اونکا

ظلمت کفر کی حامی ہے اگر زلف سیاہ
نور ایمان کا ہے ضامن رخ روشن اونکا

لاکھ کی ماتم عاشق سے ہون تو سازش
تہوا پر ہوا نالۂ و شیون اونکا

اے منجم ہے وہین شرم و حیا کی معراج
جس فلک پر ہے ہلال خم گردن اونکا

فیض شمشیر ادا عام ہوا ہے رب کریم
مرجع خون دو عالم ہے دامن اونکا

سابق وصال کے جلوہ کو مطابق کرلین
آئینہ بھیجے ہے اسے وا دے ایمن اونکا

وہ جہان مین وہین ہم تو ہین ہاری آنکھین
آنکھ شوق کی جاگیر ہے مسکن اونکا

کل ہی کی وعدہ خلافی سے وہ محجوب بنین
کئی شب کا ہے ہلال حسن گردن اونکا

خون ناحق سے وہ باریک کمر پاک رہو
ساقی اپنے ادسے لے ڈوبی نہ دامن اونکا

جان قری ہین ہوا اثر ہری پر رو سہین
ذکر کرتے ہین اگر طائر گلشن اونکا

مین تو کیا پیر فلک بھی ہوا سی سکتہ مین
برق تابان کی ہے شوخی کہ لڑکپن اونکا

جان دے ڈالے نہ محجوب اجل شرماکر
دیکھنا نام نہ لیتا سر مدفن اونکا

آنکھ بد سے نہ کسطرح بچاؤن دل کو
ایک دانہ ہے بھی حاصل خرمن اونکا

چشم مستے مین نہ تجھ مین نہ بیمار کو دلبین
اب ٹھکانا نہین ای وادے ایمن اونکا

کوئی بیدردی محروم ہوا اس دولت
ہر دل چاک کے رشتہ مین ہو دامن اونکا

وصل کا رنگ بڑھا کھلنے لگے تجھ کی بہار
کونسے پھولون کی قسمت مین ہو گلشن اونکا

جلوہ حسن حقیقی کی بتون کو کیا قدر
ہے غریب الوطن آفاق مین جوبن اونکا

مجکو تو اپنی شہادت کا نہ ہوگا دعوے
ہاتھ چھپان نہ این خنجر و گردن اونکا

تھا وہ کعبہ ہے جو قبضہ مین بتون کے آیا
پاؤن رکھے تو دل دوست مین دشمن اونکا

قسمت عاشق پامال ہے جسکی
یہی ڈر ہے کہ کھٹک جائے نہ توسن اونکا

دست کوتاہ ادب سیتی ہین سر اپنا
جیسے بیٹھا ہے کہ گھول کے دامن اونکا

قتل ہو کر بھی اگر فاش کہین ہین یہ وہ
تا دم آئے نہ کفن کو مرے دامن اونکا

زیور شرم و حیا مین چھپا سے اتنا
آنکھ پڑنے کی جگہ چھوڑ دے جوبن اونکا

یہ اثر نالۂ بلبل نے کہان پایا تھا
کہین چوری نہ گیا ہو کوئی ارگن اونکا

عشقبازون کی جدائی سو نہ پہلے چلن کی
رات کی رات تو گھیرا رہے جوبن اونکا

تلوار تیز کرتے ہیں ہر دم بتان دہر
پتھر کا اسے خدا ہمیں ناحق جگر ملا

پیری میں عشق زلف سے دل گرم ہو گیا
شعلہ سے وقت شام چراغ سحر ملا

تنہا رہا میں ہجر کی شب داغ بے کسی
ڈھونڈھا چراغ لے کے تو درد جگر ملا

کس سے ہو ربط سایۂ دیوار یار کو
جوڑا نہ اس ہما کو کبھی عمر بھر ملا

لالہ بنا چمن کا نظر آیا داغ گور
کس بے نصیب داغ کو میرا جگر ملا

داغی ہوں دل سے ہو نہیں سکتے ہیں اے منیر
افسوس ہے کہ کیوں ہمیں یکتا گہر ملا

آتش عشق نے پھونکا دل بیتاب اپنا
سر اٹھایا ہی کیا قطرۂ سیماب اپنا

قطرہ افشاں ہو اگر دیدۂ پر آب اپنا
فرش پھیلا کے سکھاتا پھرے سیلاب اپنا

کھینچئے خنجر خوں ریز نہ لب آب اپنا
کہیں جوڑا نہ سمجھ لے اسے سرخاب اپنا

لیگیا کہہ کے جگر دار رسیاب اپنا
حشر کے دن بھی نہ ٹھہرا دل بیتاب اپنا

سر چڑھاتے ہیں اوسکو گل تر اے بلبل
سب میں طرہ نظر آیا گل شاداب اپنا

پڑ گیا جب سے تری شوخیوں کا پرچھاواں
کبھی نچلا نہیں بیٹھا دل بیتاب اپنا

درد فرقت کی قسم کھا کے بتا دو ہمنشیں
تجھ سے چھپتا ہو اگر دیدۂ بیخواب اپنا

دشمن دولت دنیا ہو شوریدہ چشم
چاندی سونے کو لگایا کرو تیزاب اپنا

شب فرقت میں دکھایا تو کبھی اپنی کمر
بولے بجھکے ہوئی ہو اسکو رگ خواب اپنا

راہ دے منزل مقصود کی جوش طپش
دست و پا مارتا ہے دل بیتاب اپنا

گر نہ باغ کیا کوچۂ دلدار کیا
زہر اگلتا ہے کہاں لوٹ دریاب اپنا

تیرے خوں تشنہ نکالا ہے زبان سے
دیا زہر لگے دم خنجر نے آب اپنا

تلخکامی سے مرے موذیوں کو شوق اگر
نہوا ہمسری سانپ سے زہر آب اپنا

سیر روتے سے نہیں ہوتی ہیں دونوں آنکھیں
ان گڑھوں کو نہیں بھرتا کبھی تالاب اپنا

جوش پر قلزم گریہ رہے یا رب شب ہجر
نیند کے آنے کو دریا ہو پایاب اپنا

وہ دکھاوینگے ادہر بھی جو نہ دیکھا ہوگا
اس طرف منہ تو کرے مہر جہانتاب اپنا

گھر سے نکلے تو ہوئے گرم سفر سوی عدم
سیخ کو سمجھی عصا ماہی بے آب اپنا

لب لعلین کی خموشی سے ہوا دل برباد
اوڑ گیا آتش خاموش سے سیماب اپنا

اشک آب ہو بہین گے نہین مرقد تسر کو برنگ
کیون نہ ہر گھاٹ کا پانی ہو پہ سیلاب اپنا

آئے ہین عاشق ابروے بتان حج کرنے
تیغ تیز رکھے اسے کعبہ کے محراب اپنا

نہین آسان سر انگشت بتان کا بوسہ
منہ تو ہو اسے ذرا حلقہ مضراب اپنا

چشم پر آب نے دیکھا نہ کبھی ساغر مے
آشنا ایسے کنول کو نہین تالاب اپنا

ہاتھ ڈالین گے اگر ہم کمر قاتل مین
پلنگ پکڑے ہوئے دوڑیگی ابھی داب اپنا

چاندنی مین مرے گھر وہ نہین آسکتے ہین
تر کرے فرش ابھی چادر مہتاب اپنا

میرے رونے کا تو احوال لکھا جاتا ہے
کہین فوارہ نچھوڑے الف آب اپنا

ہو جو منظور تکلف کی ملاقات ان کو
دست بستہ ہوئین حاضر ہو آداب اپنا

تخم امید جو دل مین لگا ہون سو ترسے
کہیت ہے تیرون کی بوچھار سو سیراب اپنا

جاگتے جاگتے فرقت مین ہوئی عمر تمام
پہلو بہ بختان سو یا ہو گیا خواب اپنا

گرد اوس قلزم خوبی کے بھنور دیکھ لیا
ترک کر دے نہ طواف آج سو گرداب اپنا

باغ مین بدری سحر جو بلبل با الفت آیا
کھل گیا زخم جگر دیکھ کو شہراب اپنا

بے اثر اشکون سے ہے آبرو دل پانی
عرق شرم مین تر ہے ورثا یاب اپنا

جو سے بھی ہوئی آلودہ مری صحبت مین
لے چلے دامن تر چادر مہتاب اپنا

لے چلے نقش دلی بار گنہ سوی عدم
ابھی مزدور کے سر پر ہے اسباب اپنا

آبرو جاہ مین کہو بیٹھے ہین عشاق دقن
سر جھکا بیٹھو نہین جھانک کر دالا باب اپنا

سجدہ ابروے جانان مین رسائی ہو تو
سر جھکائے ہی رہے کعبہ کے محراب اپنا

گویا اجل سے صلح ہوئی بزم یار میں — ملنا عدو کا زہر پریشاں کفن ہوا

چوٹی میں تمنے پھول جو رکھا گلاب کا — معشوق عندلیب نسیم ختن ہوا

شیرین کے قصر میں نکلیا نکلے جوئے شیر — تیر الہو سفید پگھلا کے کوہکن ہوا

لایا ہے رنگ پھولوں کے گہنے کا اختلاط — آخر گلے کا ہار چمن کا چمن ہوا

لے رنگ عشق خاک میں اوسکو ملا دیا — جس بلبل کے جسم کا تو پیرہن ہوا

بدلا ہی رنگ حسن بتان ذرا تو بے ثبات — گل ہو نیکو چراغ بہار چمن ہوا

کیونکر خیال جامہ دری اے اجل — سد و دشتر ننگ در چاک کفن ہوا

بیگانہ وار چلتی ہے مجھ سے نسیم صبح — کس گل کا بخت آج نصیب چمن ہوا

جان جہان نے انکو کھینچا جو سیخ دو — کیا باقیطا جان نہ چرخ کہن ہوا

اقرار بوسہ کر کے نہ مکرے کبھی حضور — شکر خدا کہ قول کا پہلا دہن ہوا

کپڑوں کی شان پھول پہننے سے گھٹ گئی — پیوند دار آج ترا پیرہن ہوا

ایسا نہو خبر ہو کہیں آسمان کو — کیون روز وصل وار دبیت الحزن ہوا

مخدوم خلق تیری پرستش نے کر دیا — پوجا گیا وہ بت جو ترا برہمن ہوا

یاران رفتہ کی نہوئی دید جیتے جی — اندھا ہوا جو نیر انجمن ہوا

دوہرا کے تیری باتوں کو لیتے ہیں ہم مزا — قائم مقام بوسہ لب کا سخن ہوا

صورت خوشی کی آنکھوں نے معدوم کی — بنتے تھے جس سے ہم وہ تمہارا دہن ہوا

صبح وصال آئی شب ہجر چل بسے — شاید کہ ختم دور سپہر کہن ہوا

سب پھول اوسنے مانگتے تھے ملگیا ہار — یاور مگر نصیب گل یاسمن ہوا

کچھ عرض حال کر کے جو منہ چھپائی پوشیدہ — داغوں کا داغ بخیہ زخم دہن ہوا

ساقی نے کی جو چشم سیہ سے نگاہ قہر — نشہ ہرن ہوا ابھی تو کالا ہرن ہوا

اوس راہ کی طلب نہیں سہل اے شمیم گل — راہی جدھر کو نالۂ مرغ چمن ہو

کیا کوسون خون دلکے مقدر کو اے خدا
غصے نے تو وصال مین لوٹی بہار رُخ
غیرونکو پان دیکے نہ پہینکو ادہر اُگال
مجکو ستا ستا کے جتایا بہون نے عشق
اے زخم دل نہ مانگ نے عنایت یار کی
عشق بتان نے مسخ کیا بہی تو کیا ضرر
میری خوشی سی ہوگئی عبرت جہان کو
بہوکے تمہاری وصل سے روزے پہ آئی ہین
رستم ہی اسکی دام بلا سے نہ بچ سکا
خون شہید ناز سے ہر بت ہے سرخ پوش
ساری خرابیان رہین غربت مین اپنے ساتھ
کیون کپڑے پہاڑتا ہے زمانہ بہار ہین
جہکڑا اٹھا کے غیر کی سنتے نہی اہین
قبر شہید چہوڑکے سہرے مین جو گندہا
ہوتا ہی کون مجہسے یک و شمع کا شریک
صحبت سی بندہ رہی ہین مضامین دردناک
پاس ادب سے پہول اٹھاتا نہین کوئی
ڈہونڈہے ہین نہ رخصت منکر نکیرین قبر مین
تیوری پڑی جو زلف سے زائد ہوئی گرہ
خالی نہین کہین سے اب آغوش آرزو
بے حکم یار بات کرے کوئی کیا مجال

یاقوت لب بنا نہ عقیق یمن ہوا
ماتھے کا سن حصہ جبین و شکن ہوا
کیا فائدہ جو خون سر انجمن ہوا
توکرنے رقیب نجی مین ہرن ہوا
تیرا ہی اس زبان کے لایق دہن ہوا
پتہر اگر ہوا تو دل برہمن ہوا
ہنسنے مین منہ شگاف مزار کہن ہوا
کہانا غم فراق کا جزو بدن ہوا
آدم شکار دیو سفید کفن ہوا
سبکے بدن مین ٹہیک مرا پیراہن ہوا
پہر کس طرح تباہ ہمارا وطن ہوا
کس پہول کو نصیب ترا پیراہن ہوا
دربان گوش یار ہمارا سخن ہوا
وہ پہول چشم عشق مین ننگ چمن ہوا
آخر نگاہ گور مین ہلکا کفن ہوا
شاید مرے مسیح کو شوق سخن ہوا
ناحق شریک تیجے مین وہ گلبدن ہوا
کل ایک تار رہتا جو شریک کفن ہوا
پچہہ بل جو گیسوون نے بچا بانکپن ہوا
گدرا اسے کیا سڈول تمہارا بدن ہوا
قبضہ مین اک زبان کے سید کا دہن ہوا

پروانوں کی ہے شمع تجلی کو جستجو
خلوت سے قصد کیا طرف انجمن ہوا

دیکھا تو دن کو سینۂ بلبل کا داغ تھا
جو پھول شب کو صدر نشین چمن ہوا

اقبال مند تیغ ادا نے کئے پسند
ہیں کم نصیب ننگ کمند و رسن ہوا

سودے کے دل نے عالم وحشت میں کی جگہ
ہو کا مکان جوش جنوں کا وطن ہوا

منہ کھولے زخم آتے ہیں بوسوں کی شوق میں
دل تنگ ہو سے تیر ہوئے تمہارا دہن ہوا

لے زخم دوڑ کر جگر و دل کو دے نوید
مدت کے بعد ادھر گذر تیغ زن ہوا

دامان صبح وصل نہ آیا کسیکے کام
اون کی قبا ہوئی تو ہمارا کفن ہوا

اس عہد کا فلک ہے وہ بیدرد آبلہ
جس میں نہ خار دشت بھی نشتر شکن ہوا

وحشت مری قریں رہی دل سے بھی ہوا
یا تو ہرن سے بڑھ کے یہ جنگلی ہرن ہوا

زیبا نہیں غرور نزاکت شباب میں
یکتائی اب کہاں رہی دہرا بدن ہوا

روشن ہے بزم وصف امیر کبیر میں
کلک ضمیر شمع مرصع لگن ہوا

زیب کنار سر ہے بت خود پسند کا
سینہ ہے صدر مصرع قد بلند کا

عیسی سے بھی ہے ربط بت خود پسند کا
بس اب خدا ہے اپنے دل دردمند کا

تصویر مہر و مہ ہیں جمال و جلال کے
جلوہ ہے نور و نار میں حسن دوچند کا

لبریز دل کو خون سے رکھیں گے عشق میں
ثابت ہے کفر شیشۂ زنار بند کا

بنت العنب سے ہیں شکر و شیر بادہ کش
واعظ یہاں نہ بیچئے نکتۂ وعظ و پند کا

زلفوں کے موذیوں سے الہی بچائیو
دلبر ہمارے واسطے ہے اہل گزند کا

پہونچے نہ پہونچے تعقل حسن و جمال میں
انگاروں پر تو لوٹ کے دانہ سپند کا

ہیکل جو بولتی ہے تو آتا ہے دل کو وجد
بجتا ہے خوب ساز تمہارے سمند کا

آواز کی گرم مزاجی سے ہیں ہیں
گھر دل میں آگ سے ہے ابھی کم سپند کا

بیٹھے بٹھائے مفت مرض کون مول لے
ایک ہفتہ دوست کی ہے شکایت حضور سے
اپنے سوا نظر نہین آتا کوئی مجھے
کرتے ہو تم بناؤ مجھے بولتا نہین
دو ایک بوندین خون کی کس کام آئینگی
بخشا شکستہ حالون کو اللہ نے کمال
ٹھوکر لگاتے آتے ہین اٹکھیلیون کے ساتھ
انگیا کی شہرتین ہین سیاہ فرنگ مین
بس بس جگر جلا کے نہ پیٹو شب وصال
عریانیون کو ربط کسی سے نہ چاہیو
جاکر کہین پناہ نہ پائی مرے سوا
قمری سے ہم سے بحث نہ پڑ جائے کس طرح
دیتے نہین ہین ہیچ دلی سے ترے فقیر
بیہودہ شاعرون مین نہین ہو اوسے عروج
نام کمر نہین ہے سراپائے یار مین
ایکدن نہ آئے عین جوانی مین میرے پاس
سنتے ہو سے مشاعرہ مین آؤ ایکدن
ہیجو دکیا ہے تلخ زبانی نے اے پری
کہلتا نہین تقلیون سے لطف حسن یار
چھپا کہین نہ مارے دل ناصبور پر
ملتا نہین ہے کوئی گنہگار عشق زلف

گاہک نہین ہے کوئی دل دردمند کا
سن لیجئے یہ مرثیہ ہے سات بند کا
نا سا ہوا ہون ایک بت خود پسند کا
چٹ چٹ بلائین لیجئے اوچھلنا سپند کا
کیا لینگے دل دکھا کے کسی دردمند کا
ٹوٹے گھڑون مین دیکھئے شربت ہے قند کا
اللہ حافظ اپنے دل دردمند کا
غل لال کرتی مین ہے ترے سینہ بند کا
پھوڑا نہ پھوٹ جائے دل دردمند کا
پیوند ہی ضرور نہین بند بند کا
اوٹھے ہی پاؤن درد پھر اپنا بند کا
مصرع لڑا ہے سرو سے قد بلند کا
دیتا نہین دہرا کے کسی نا دہند کا
عالی ہے چور مصرع قد بلند کا
خالی ہے حشو مصرع قد بلند کا
برسون گلہ رہا مجھے ایام چند کا
مصرع کبھی تو طرح ہو قد بلند کا
نشہ مجھے چڑھا ہے ترے زہر خند کا
دیکھا ہے کس نے آئینہ طاق بلند کا
کھینچا ہوا ہے درد جگر بند بند کا
میری کمر مین ہاتھ پڑا ہے کمند کا

پر نور گالون سی ہین مہ و مہر و برق و شمع | جلوہ چہار چند ہے حسن دو چند کا

وصف علی سے ہوتی ہے حل مشکل ای منیر
جائے وظیفہ ورد ہے ہفت بند کا

ہوتے نہین ہین مجھسے جدا لنگ و بوریا | دیتے ہین خوب ساتھ مرا لنگ و بوریا
پیشا ہی یہ کمر سے وہ رہتا ہی پائے بوس | رہتے ہین مجھسے شرط وفا لنگ و بوریا
دونون ہین مرے گوشۂ عزلت مین پردہ دار | ایک اصل ہی بنی گئی کیا لنگ و بوریا
آیا ہی انکے دل مین کسی سے اگر غبار | جہاڑے گئے ہین صبح و مسا لنگ و بوریا
نالہ ہی فرش دیر و دد کے ہمراہ چاہیے | کافی فقیر کو ہین عصا لنگ و بوریا
اسباب دنیوی مین سے ہمنے اوٹھا لیا | تسبیح پاک خاک شفا لنگ و بوریا
فضل خدا سے گوشۂ عزلت ہی سلطنت | میرے لئے ہین ظل ہما لنگ و بوریا
کیا احتیاج خضر طریق سلوک مین | دو ہین رفیق راہ صفا لنگ و بوریا
گذرے کیا ہزار کے اسباب مال سے | اسوقت ہاتھ آئے ہین کیا لنگ و بوریا
دشمن ترے نگین ہین مری حالت پڑی بری | ق | ہونے نہ دیے ہین جو رنج فزا لنگ و بوریا

تاریخ انکے وصف کی سنلے منیر سے
کافی ہے زاد راہ خدا لنگ و بوریا

اپنے رتبے سے جو منظور ہی بڑہکر ہونا | اے قیامت قدم یار کی ٹھوکر ہونا
ضعف مین حوصلۂ دل ہمہ تن کمتر ہونا | لاکہ ہلکے سے بھی ہلکا ہو تو من بھر ہونا
دشمن جان نہ فقیرون کو تونگر ہونا | لے اوڑا اسوئے عدم چیونٹیون کو پر ہونا
خاک ہونا کہ [illegible] ہونا | پیرہن ہولی سے کسی کا دل مضطر ہونا
بے نشان ہوتے ہین خفا [illegible] ہونا | کون کہتا ہے نہ ہو نیکے برابر ہونا
[illegible] خاکنشینون سے تعلی کب تک | ایک دن ارض و سما کو ہے برابر ہونا

دیکھنے والوں سے زیر پردہ تمہیں دیکھ لیا
پھر بھی غصہ مین کبھی جامہ سے باہر ہونا

ہر جگہ سختی و نرمی نہین زیبا اے دل
شیشہ میخانہ مین تبخانہ مین پتھر ہونا

صبح جاتے ہون تو وہ شام ہی پھر ستا ہین
آج ہو جائے جو کل حشر ہو مجھ پر ہونا

جی کے مرنے سے تو بہتر تھی بقا بعد فنا
خوب تہا ہوکے نثونسے نہو کر ہونا

بل بہت کرتی ہے دیوانوں سے چوٹی انکی
اے میرے دود جگر زلف معنبر ہونا

قتل کرنے کیلئے وعدہ فردا کیسا
ابہی ہو جائے اگر ہو کوئی محشر ہونا

رنگ گل سے ابہی آلودہ ہوا کی شبنم
ہے تجھے ہم بغل اب منور ہونا

کرکے وعدائے تقالی بہی نہ سمجہا مردود
طفل بت گر کو ہے اک روز پیمبر ہونا

دلبری میرے ہی قد کو گوارا نہ ہوئی
نہ پہلا سرو گلستان کو صنوبر ہونا

آہین ہم کرتے ہین لازم ہے تمہین ہشیاری
ایسی آمد ہی مین نہ تم آپ سے باہر ہونا

قتل قاصد کو بہی کرنا جو مجہے دینا زہر
عزت انہون کی ہے خون کبوتر ہونا

لالہ رویون کو عبث سنگدلی کا ہے شوق
لعل و یاقوت کو پہر کر نہین پتھر ہونا

اے قد یار تجھے سدرہ و طوبی کی قسم
کبہی فتنہ کبہی ہنگامہ محشر ہونا

آبرو اور بڑہا دل جو مصفا پایا
ابہی اس قطرہ کو ہے دانہ گوہر ہونا

رونگٹے رونگٹے مین جوہر خونریزی ہے
ہے لکہا ناخون پر آپ کے خنجر ہونا

رنج و راحت مین جدا سب سے رہی رنگ اپنا
آگ فردوس مین دوزخ مین گل تر ہونا

ہر طرح ای نگہ یار بڑہی مشق ستم
دور سے تیر اجل پاس سے خنجر ہونا

خاک مین پردہ ارباب حیا ملتا ہے
دیکہہ لینا اسے چادر کو ہی بستر ہونا

چہینٹے دینا ہے شفاف رہی جبتک دل
شوق سے خاک اڑانا جو مکدر ہونا

ہو رہی ہین خم ابرو کے اشارے ناحق
پہلے سے جانتے ہین ہم تہ خنجر ہونا

کام آنا مرے ہر رنگ مین ای پردہ فقر
کبہی تہمت کبہی بستر کبہی چادر ہونا

ایک تم بچپنے مین سب سے نکیلے نکلے — نہین آتا ہے کسی پیالس کو نشتر ہونا

صحبت دختر رز مین ہے بڑا پیار ہی — دہن شیشہ سے وصل لب ساغر ہونا

خاکساری کے سبب ہاتہہ لگو راہ وقار — خاک ہوجانے سے ہم پاگئے پتہر ہونا

آپ نے اندہی ہین خنجر نہین دم لیسکتے — بہول کر بہی نہ کبہی صاحب جوہر ہونا

کاشکے پہلو خالی مین وہ بت آبیٹھے — دل سے بہتر ہے بغل مین کوئی پتہر ہونا

نانشین کرتی ہین قسمت کے حوالے حاکم — عرضیان سیکہہ گئین داخل دفتر ہونا

بندہ عاجز ہو تدبیر کے یہ معنی ہین — اپنی تقدیر سے ہی چاہئے بڑہکر ہونا

کون دیوانہ رہے دور فلک کا پابند — کس لئے معتکف گنبد بے در ہونا

چار دن روح کو تکیہ ہے بدن ناحق — صاحب خانہ کی قسمت مین بیگہر ہونا

نامہ بر کون ہو فرمایئے جز طفل سرشک — بخیر معصوم کو مشکل ہے پیمبر ہونا

دین و دنیا کے مزے سے کہا ہے محروم آپنا — خضر ہونا ہمین آیا نہ سکندر ہونا

خون کرینگی اگر چہیڑ او تری ہولی منہہ کو — حکم ہے ناخنون کو کٹتے ہی خنجر ہونا

زلف کی طرح تری عمر دراز ای شب وصل — ایک رات اور بہی مہمان مرے گہر ہونا

چشم میگون کی محبت نہین آسان ہیدل — ہوش مین آکے ذرا طالب ساغر ہونا

آبرو تہوڑی سی ہو بیٹا فنا ہی میری — اے حباب لب جو پوش چادر ہونا

لب شیرین کی لطافت نہ گہٹاو دیکہو — ہمنے اب تک نہ سنا قند سے شکر ہونا

عیش سے ورنگ بدلنا ہی ہو اے گردش بخت — دہر مین دور قمر ناچ مین چکر ہونا

قاصد و دل مین رہی نامہ بری کی نیت — اس ارادہ سے اولوالعزم پیمبر ہونا

روح بنکر جو رہے ہو بدن خاکی مین — اے مریجان خبردار نہ بیگہر ہونا

سائل بوسہ ابرو سے وہ فرماتے ہین — جان کی خیر ہے یہ دن طالب خنجر ہونا

توڑکر کعبہ دل خوش ہوئے اللہ اللہ — کس خدا نے یہ کہا تہا بت کافر ہونا

بیچ مین پردے ہون دو شکل حیا کی خاطر
حدِّ اوسط کو مناسب ہے مکرر ہونا

ہنسکے کہتی ہے اجل زلف کے پابند ہوئے
جی بچے اسکے تو دیوانے سمجھ کر ہونا

ایک کی ایک سی کہنا نہین زیبا ہے بت
کون کہتا ہے خدا ہوکے پیمبر ہونا

ذبح کر ڈالے پر سب مین نہ گنیے ہمکو
سر سے در گزرے گوارا نہین ہمسر ہونا

بار خاطر جو ہو تو کہون اے سنگ لو
کسی دشمن کے بھی چھاتی کے نہ پتھر ہونا

حسن و خوبی کی ترازو ہے دوپٹا تیرا
دونون پلون کو مناسب ہے برابر ہونا

اس غزل مین ہوئی تقیید ضرورتی منیر
گرد خاطر احباب ہے اکثر ہونا

حضرت رشک کے بھی مین گو قدم چلکے منیر
کربلا مین کئی رستے ہین میسر ہونا

جگر کی طرح دل بھی اپنا ہوگا
ابھی دیکھیے آپ کیا کیا ہوگا

عبث کہتے ہو کوئی ہمسا ہوگا
خدا کی خدائی مین کیا کیا ہوگا

مرے ہوگے سر پھوڑ کر مرنے والے
تمہارا تو ماتھا بھی ٹھنکا نہ ہوگا

عوض فصد کے ذبح کرنا ہے لازم
اگر سر ہوگا تو سودا ہوگا

کہان سے لگائین گی مہندی پر پیرو
اگر روز خون قضا نہ ہوگا

ہر ایک کام اس شوخ کا بے محل ہے
یہ صورت رہی تو ہیولا نہ ہوگا

عبث پوچھتے ہو مرے اشک حسرت
جسے روک لوگے وہ دریا ہوگا

عبث منع کرتا ہے شکر ستم سے
ترے کہنے سے کوئی گونگا ہوگا

کسی امید پر کہا ہے غم کسی کا
یہ جھوٹا کس طرح میٹھا ہوگا

ترقی سے مایوس ہو بعد پیری
یہ وہ چاند ہے گھٹ کے پورا ہوگا

کدورت اگر دل مین یون ہی رہے گی
کہان تک یہ آئینہ میلا ہوگا

مرے رشک یوسف کو دیکھے زلیخا
کبھی خواب مین تو نے دیکھا ہوگا

دکھاتے ہیں یہ سانچے مین دور فلک کے — زمانہ کسطرح سیدھا نہ ہوگا
وہ مشق ستم کرکے کامل نہین گے — جو لکھا ہے کس طرح پورا نہ ہوگا
مے لالہ گون رنگ لائے گی کیونکر — گلابی جو انکا دوپٹا نہ ہوگا
مجھے تیرے بوسے کی ہے تمنا — کہو دل مین تو تم نے کوسا نہ ہوگا
جو کچھ گوشۂ بزم مین گذرے ہم پہ — کن انکھیون سے کیا تم نے دیکھا نہوگا
پچھڑ بیٹھے ارمان وصل بتان کا — کسی کی بلا سے نہوگا نہ ہوگا
خبر زخم دل کی نہیں جسکے پوچھو — کبھی تم نے روزن سے جھانکا نہوگا
نہین کوئی مرقد مین اے دل کسی کا — برے وقت مین ایک اپنا نہوگا
تمہاری گلی سے سوئے کعبہ جاؤن — خدا سے ڈرو مجھ سے ایسا نہوگا
یونہین بوسۂ لب جو مانگا تو بولے — کبھی قند تم نے خریدا نہوگا
ازل سے مرے ذہن پر نقش وحدت — یہ کعبہ نہین ہی جو تھا نہ ہوگا
دماغ آپ کو بوسۂ گیسو پہ اتنا — ختن مین بھی کیا مشک سستا نہوگا
زمانہ مین سب رنج راحت نہین ہے — کبھی سلخ سے پہلے غرا نہ ہوگا
عدو کو نکالا تو ہے گھر سے اوسکے — دل یار مین چور بیٹھا نہ ہوگا
نہ کیجئے کہ آئینۂ دل برا ہے — برا آپ کے منہ سے اچھا نہوگا
یہی ہے اگر اونکی مردہ پسندی — قیامت مین بھی کوئی زندا نہوگا
سوا تمہی نزع سے زہر غم ہے — قضا کے فرشتون نے چکھا نہوگا
قیامت بھی ہوگا جو فتنہ ہے وہ قد — سلامت رہین آپ کیا کیا نہوگا
رہے یاد آفتاب قیامت — جلا کر مجھے تو بھی ٹھنڈا نہ ہوگا
اگر زرد سب زعفران دار ہونگے — کبھی بد کوئی ہنسنے والا نہوگا
ترا سرمہ نرگس کو کیونکر دکھاؤن — کبھی پھوٹی آنکھون سے دیکھا نہوگا

آتی تھی مجھ سے ملنے کو اس مہر کی شعاع
پر راہ روکے خیمۂ چرخ ایستادہ تھا

جب مشق سجدہ در دلدار تھی ہمیں
صفحہ جبین شیخ و برہمن کا سادہ تھا

ہم آتش فراق میں آرام سے جلے
شعلہ کبھی نشستہ کبھی ایستادہ تھا

صاحب نشان عدم کو گئے نام رہ گیا
کیا ہر نگین مہر سلاطین پیادہ تھا

نیت مرے ستانے کی طفلی میں کر گئے کیا
تا پائدار شوخیوں سے ہر ارادہ تھا

آزادو سر کے بل گئے راہ سلوک میں
ہاتھوں کا ہم الف جسے سمجھے تھے جادہ تھا

کھو کر شباب کیتی کیوں جسم کو عزیز
خس یادگار خرمن بر باد دادہ تھا

تصویر کھینچتی تیرے سراپا کی کس طرح
یوسف کے پاس اک ورق، دو سادہ تھا

لاکھوں ہی خضر راہ افادت تھے اے منیر
تیرا ہی جہل سنگ رہ استفادہ تھا

رہے وصل دن بھر ہمارا تمہارا
جدا ہو نہ محشر ہمارا تمہارا

نبھے ساتھ دم بھر ہمارا تمہارا
جو ثالث ہو خنجر ہمارا تمہارا

ہر اک دل میں ہو جائے معشوق عاشق
بغل میں رہے بستر ہمارا تمہارا

چلو میکدہ میں ہوں جامہ سے باہر
کہ دامن نہ ہو تر ہمارا تمہارا

بلا سخت جانی غضب سخت تر دل
اٹھے کس سے پتھر ہمارا تمہارا

بگڑ جائیں تیور کہ لڑ جائیں آنکھیں
نہ بگڑے مقدر ہمارا تمہارا

گلے مل لیں آؤ ہوئی صبح رخصت
لپٹتا ہے بستر ہمارا تمہارا

ڈراتا ہے لیلیٰ و مجنوں کو جا کر
بہت شہرہ ہے در ہمارا تمہارا

دلوں میں عدو پھوٹ ڈلوا رہے ہیں
لڑا دیں نہ ساغر ہمارا تمہارا

سنے کون لیلیٰ و مجنوں کا قصہ
فسانہ ہے گھر گھر ہمارا تمہارا

بڑھیں اپنی حد سے نہ عجز و تکبر
اگر بس ہو پھر ہمارا تمہارا

پہنسے دام تلبیس اعدا مین کیا
ملک ہو کبوتر ہمارا تمہارا

اگر جوش کرتین امنگین جنون کی
نہ رکتا سمندر ہمارا تمہارا

جو شیشہ کسی طرح بنجائے پتہر
تو دل ہو برابر ہمارا تمہارا

منیر اس غزل کو سفر مین کہین کیا
کہ دل ہے مکدر ہمارا تمہارا

تو جل کے ہوا خاک ہی ہمسر تو نہ ٹہیرا
سیماب ہی ٹہیرا دل مضطر تو نہ ٹہیرا

[illegible] کہ عنقا کے برابر تو نہ ٹہیرا
پر رنگ مرا طائر بے پر تو نہ ٹہیرا

شاداب رہا گو عرق رخ سے ہمیشہ
پر سبزۂ عارض مژۂ تر تو نہ ٹہیرا

برباد یون کا حال کہلے یار کو کیونکر
اس قہر کی آندہی مین کبوتر تو نہ ٹہیرا

شاید کہ ترا نقش جمے دل مین ہمارے
اس آئینہ مین عکس سکندر تو نہ ٹہیرا

تو ہی چمن زخم کو دیکہ اے نگہ یار
لاکہون کے گلے کاٹ کے خنجر تو نہ ٹہیرا

کلمہ بہی پڑہا ہم نے تو کیا فائدہ اے شوخ
نطق لب جان بخش پیمبر تو نہ ٹہیرا

کم ظرف کی نیت نہ بہری کثرت زر سے
برسات ہی تالاب سمندر تو نہ ٹہیرا

شاید نگہ یار ہی اس کوچہ مین ٹہیرو
ابتک رگ جان مین کو نشتر تو نہ ٹہیرا

گو دانۂ اسپند نے کی ہمسری دل
پہ مردمک دیدہ تا مجمر تو نہ ٹہیرا

تڑپا کئے بس ہی تری چال کے آگے
اس معرکہ مین فتنۂ محشر تو نہ ٹہیرا

دہبے رہے خنجر مین کہ دامن مین پڑے رہ
خون شہدا آپکے سر پر تو نہ ٹہیرا

جائے نہ کہین بیدلی عشق کا صدمہ
یہ درد ہی ٹہیری دل مضطر تو نہ ٹہیرا

اب بہی سستا کہان جا کے بس ذبح
سینہ مین مرا دم تہ خنجر تو نہ ٹہیرا

دل گرمی فرقت مین رہا چین سے کیونکر
اس آتش سوزان مین سمندر تو نہ ٹہیرا

مٹھی مین رہا چین سے کیون کر دل بسمل
شوخی سے ترے ہاتہ مین خنجر تو نہ ٹہیرا

پیغام نہ بوسہ کا دیا سبزۂ خط نے
ہر چند ہوا خضر ہمیں پر تو نہ ٹھیرا

ہر روز چھری تیز نہ کر قتل کی خاطر
انسان ہون اے بت مجھے پتھر تو نہ ٹھیرا

معدوم ہوا سوئے کمر اونکا تو کیا فخر
گم ہونے سے ہمزاد ہمیں پر تو نہ ٹھیرا

فتنے نے بپا کئے گو دور قمر نے
اے شوق ترے برج کا چکر تو نہ ٹھیرا

پھر جائینگے کیا خلد یہ غم مین دم حشر
میخوارون کا جلسہ لب کوثر تو نہ ٹھیرا

باریک ہوا قیس کا گو تار رگ جان
اسپر بھی نظیر تن لاغر تو نہ ٹھیرا

احسان ہوا گو طپش دل کا پر اے شوخ
اس زلزلہ مین صبر ترے گھر تو نہ ٹھیرا

سرتا بقدم گو کہ ہوا مجھ سے مشابہ
اے ضعف تو میرا تن لاغر تو نہ ٹھیرا

حیران ہون ٹھیری ہی کیونکر طپش دل
ٹھیرائے سے میرے دل مضطر تو نہ ٹھیرا

لیجائیگی محشر مین کہان بوسہ کی حسرت
اس پیاس کے قابل لب کوثر تو نہ ٹھیرا

تنہا نہ رہی چوٹ ترے سنگ جفا کی
یہ درد ہی ٹھیرا رہے پتھر تو نہ ٹھیرا

کس طرح مین کرتا تری برسون کی شکایت
دو روز بھی ہنگامۂ محشر تو نہ ٹھیرا

آہو شنے بھی دل آپکا دم بھر نہ پسیجا
کچھ اور اسے ٹھیرائیے پتھر تو نہ ٹھیرا

گو ضعف سے معدوم ہوا جسم ہمارا
اے موئے کمر تیرے برابر تو نہ ٹھیرا

شاگرد بھی نالے کا ہوا میرے ولیکن
اے صور تو فریاد لئے محشر تو نہ ٹھیرا

بہتان سے کس روز بڑا مرتبہ حاسد
طوفان سے کچھ نوح پیمبر تو نہ ٹھیرا

ہر چند بڑا پایۂ منیر ابر فلک کا
رتبہ مین مگر سایۂ قنبر تو نہ ٹھیرا

نہال طور کو کیون جلکو اوسپر خاک ہونا تھا
جو وہ شعلہ نصیب ہر خس و خاشاک ہوتا تھا

ترے آب سم خنجر مین ہر تیر اک ہوتا تھا
نہا کر آب رو مین پہلے ہم کو پاک ہونا تھا

جو مشتاق فروغ حسن آتشناک ہوتا تھا
تو نخل طور کو پہلے خس و خاشاک ہونا تھا

جو اوس چلمن کو میرا سینۂ صد چاک ہوتا تھا
تو دروازہ کو بھی زخم دل غمناک ہوتا تھا

مقدم نظم شوق مثنیٔ وحشت ناک ہوتا تھا
سر دیوان کے مطلع کو گریبان چاک ہوتا تھا

لگی ہے آتش حسن اندنون سفلہ نوازی پر
نہیں سے آسدرہ و طوبی خس خاشاک ہوتا تھا

ہم دنیا مین عجب طرح کھاتی خوش پوشاک کیون اتنی
کفن کو بادبان کشتی پوشاک ہوتا تھا

نصیب زعفران زردی نکیون عشاق کی ہوتی
لباس تنگ کو اوترتی ہوئی پوشاک ہوتا تھا

بجا ہے جو ہر کٹوری پر کرین انگور کی بیلین
تری انگیا کا بنگلہ دار و بیت تاک ہوتا تھا

لباس یار کے نظارہ سے گھبراتین کیون نظرین
اسے آب روان مین عمر بھر تیراک ہوتا تھا

وضو کرتے اگر تھا شوق دامنگیری قاتل
خضر کو زندگی سے ہاتھ دھو کر پاک ہوتا تھا

شب وصل عدو بے پردہ جسدم ہو چلی تھی وہ
وہین دست گریبان مجکو ای پوشاک ہوتا تھا

اوٹھا کر ہاتھ دنیا سے ہی راحت تھی شہیدون
ہتھیلی کا پھپھولا گنبد افلاک ہوتا تھا

ہوائے کوچۂ جانان مین حفظ آبرو کیا
بھڑک کر آگ ہوتا تھا نہ جلکر خاک ہوتا تھا

صفائی کھو دی زینت فقر کی کیون الٹ دیا
تن اکسیر پر او جلا لباس خاک ہوتا تھا

سرو نپر لیے ارباب مصیبت ہی بٹھا لیتے
غریبی سے کہین بہتر وطن مین خاک ہوتا تھا

تری تلوار کے قبضہ مین ہے اب کشور لے بیت
شہیدون کی لہو کو اس سے ملکر پاک ہوتا تھا

ہوا آتش تماشا ہوش لیتا ترے کوچہ مین
تجھے اتنا نہ ای دامان یوسف چاک ہوتا تھا

مصیبت دونون عالم کی سنا تھی کس جا
او سے تو دائم الحبس اے دل غمناک ہوتا تھا

ادی گل پہ طبیعت آگئی گلزار عالم مین
نصیبون جیسی داغ دل غمناک ہوتا تھا

رولایا خون دل ہنستے ہوئے زخمون کو کیون تو نے
تجھے مہمان نوازی سینۂ صد چاک ہوتا تھا

تجھے ہنلا کے کرتے خندہ دندان نما ہم کیا
پہ تجھ کو تو نصیب گیسو و تال ہوتا تھا

شب قتل کیا محبوب اوسکے سامنے آکر
حیا و شرم قاتل کو نہ یون بیباک ہوتا تھا

خدا نا ترسون سے منہ لگ کے لمین پہ کہنا
تجھے اے خندہ بیجا جگر کا چاک ہوتا تھا

چھڑکتا مشک مٹھی بھر کے جو لاش خونریز
وہاں یاری ہی کو عقدہ امساک کا ہوتا تھا

اگر قسمت کو زہر عشق بھرنا تھا سراپا مین
تو مغز استخوان کو پوست مین تریاک ہوتا تھا

کیا کیون پیچ مجھ سے موذیان دہر کے ہوتے
مری زنجیر پا کو افعی ضحاک ہوتا تھا

پڑی مجھ پر تو دونا ہو گئی تلوار قاتل کی
مری نخل شہادت ہی کو شاید تاک ہوتا تھا

فراق عمر و قرب مرگ کی جلدی خبر آتی
ہماری آمد و رفت نفس کو ڈاک ہوتا تھا

مدد کرتے تیے زہر نزع مین فرقت نصیبون کی
تجھے نعم البدل اے تلخی تریاک ہوتا تھا

لپٹنا تھا کبھی بڑھ کر اوس آہوے رمیدہ سے
سمند فتنہ کو جاہے سوا چالاک ہوتا تھا

کبھی تو میری نیت زخم کے کھانے سے بھر جاتا
تجھے کچھ تو سخی اے خنجر سفاک ہوتا تھا

فقط دو چھیڑتے سے آج خون ان کا لانکو
ہنسی مین دونو ہونٹون کو جگر کا چاک ہوتا تھا

نسیم باغ سے آتی دولہن کی بو قیامت تک
گل تر کو تمہارے ملگجی پوشاک ہوتا تھا

ملا یک لطف اوٹھاتے نعمت حسن مجازی کا
محل عالم بالا تہ افلاک ہوتا تھا

شراب عشق اگر بالکل بشر حصہ مین آتی تھی
دل نازک کو بڑھ کر شیشہ افلاک ہوتا تھا

ہوتا آدمی بنتا غبار وادی ایمن
اگر اوس نور کے پتلے کو مشت خاک ہوتا تھا

برابر کیا ترے جوڑے سے ہوتے مشک کے نافے
اسے جادو کی موٹھ اور اونکو مشت خاک ہوتا تھا

لب جانان کے بوسون سے نہ کیون عمر ابد ملتی
رگ جان مسیحا ریشہ مسواک ہوتا تھا

خشونت ہی کے حصہ مین جو انکی بانہہ ہوتی تھی
تو کھرا ہو کے مجھکو کینہ ولاک ہوتا تھا

کمند و تیر تیرے بیشکارون مین کیون ہوتے
علاقہ صید گر کا تجھکو اے فتراک ہوتا تھا

زیارت مشہد دل کی اگر منظور خاطر تھی
تری تیر تغافل کو نگاہ پاک ہوتا تھا

بھٹکتا تھا ہمین رستہ بتا کر ہمطرح یعقوب کو
چراغ دست اعمی شعلہ ادراک ہوتا تھا

نہ تھا ہستی خود فراموش کو کیون کر تلخی خواب
دماغ بیخودی مین نشہ تریاک ہوتا تھا

... دیکھنا آنکھین ہین دریا بہا آئین
بہت مدت سے ہمکو جس گلی مین خاک ہوتا تھا

ضعف دل کھو کر کیا ممنون صحبت یار نے
ایک برگ کاہ اوتارا کوہ سر پر رکھ دیا

تیرے سایہ میں بٹھانے کا اوڑھاے آسمان
میرے سر پر تو نے شمس مفلس کا چھپر رکھ دیا

آپ کے غم پر دل و جان و جگر صدقے کیے
پیش مہمان ماحضر ای بندہ پرور رکھ دیا

بار بردار ملامت ہو گیا وہ ای فلک
جسکے سر پر سلطنت کا تاج افسر رکھ دیا

قضا کے چھاپے ادسے نامہ مجھ کی جان لی
اے لب طرہ تیرے سر خون کو ترے رکھ دیا

جلوہ خورشید رخ یار میں کی میکشی
دھوپ میں پھیلا کے میں دامن تر رکھ دیا

کیوں نہ ہاروں نقد جان تک میں تیرے عشق بازی میں
داؤن پر پہلے مرے طالع کا اختر رکھ دیا

رزق جو بھر بھی جو پایا حرص سے دی آبرو
ایک دانہ پر گہر پاکیزہ گوہر رکھ دیا

شوق ایمان ہو دل دنیا طلب کو کیا غرض
کیوں نجس شیشہ میں بھر کر آب کوثر رکھ دیا

کعبہ میں صندل کی چھاپ کیوں نظر آتے ہیں آج
آپ نے دست ترحم کس کے دل پر رکھ دیا

میرے سر پر تیرے عشق پاک نے دی پیشکش
تاج کے بدلے حباب آب کوثر رکھ دیا

لعل و گوہر بھر کے آنکھوں نے لگا دیں کشتیاں
تیرے آگے دلکو جو کچھ تھا میسر رکھ دیا

آہ سنگ ملامت سن کے تیرے مست نے
راستے میں شیشۂ دل کاسہ سر رکھ دیا

رشک تو دیکھو کہ وہ لکے اپنے جلنے لگے
یار نے دست حنائی جب جگر پر رکھ دیا

ہر خس و خاشاک کا احسان اٹھایا ضعف میں
سر پر اس تنکے کے دنیا بھر نے چھپر رکھ دیا

داغ عصیاں ہو ازل میں پاک کھا تقاضا
کس نے یہ پیچ خط قسمت کی اندر رکھ دیا

بل بے صحبت کا اثر جیسی بھی پھیر لیں
ہاتھ اوس نے پھیر کے جب پیکر دلبر رکھ دیا

عنبر کیوں جلتے ہیں پیکر نام کیا عشق نے
کھیچ میں جانے نگین یاقوت احمر رکھ دیا

جل گئی سر تا پا ہم مفت کے احسان سے
لگ گئی آگ آپ نے سر پہ جو چھپر رکھ دیا

تشنہ مے میں جو مانگی یار نے تار کباب
آگ پر دل سینے سینکے برابر رکھ دیا

چشم عاشق پر جو دیکھا وصل میں سونا حرام
سر کے تکیہ کے تلے اوس بت نے زیور رکھ دیا

بوے مشک آتی ہے تیرے زخم دل سے اے پری
غیر نے کیا تیری جوڑے مین گل رکھدیا

سرمہ آنکھون مین لگا کر قتل کرنا تھا مجھے
تمنے کیون تیغ نظر کو باڑھ دیکر رکھدیا

تشبیہ لب کی دعوت کی تمہاری حسن نے
چیونٹیون کے روبرو قند مکرر رکھدیا

جھکا کر شیخ نے ارباب دنیا کے حضور
آستان دیر پر کعبہ کا پتھر رکھدیا

حیرت سے خود بین جو دیکھا خسروان عہد کو
روبرو آئینہ تمثال سکندر رکھدیا

پیچ کی باتون مین مجھکو پھانس کر مشاطہ نے
تیرے سر الزام اے زلف معنبر رکھدیا

زاہدو کی پہنادی اوس خوش قد کو کس استاد نے
پھر صحیح لفظ اس مصرع مین کیونکر رکھدیا

جب کہا مین نے نقاب الٹو خدا کیواسطے
آئینہ اوس شوخ نے مجھکو دکھا کر رکھدیا

کھینچ سودائے شہادت تا م پھر کیونکر رہا
آج پر تلوار کے جب کاسہ سر رکھدیا

زہر کے پھائے چڑھا دیتا ہے جو گل تھا ترا
آج پیچ ستم نے زخمون کے منہ پر رکھدیا

اونکو پرہیز دیکھکر جو سر مین بار القند دل
شیخ جو ... مین یہ صد قرآن اٹھا کر رکھدیا

ہمسے جب مضمون بوسہ کا نہ موزون ہو سکا
شعر لکھکر تیرے گل تکیہ کے اندر رکھدیا

طالب دولت تو ہی وہ فتنہ عالم مگر
ہاتھ پر کس نے زر خورشید محشر رکھدیا

ناز کا دعوی مسلم پر یہ سوچو تو سہی
حسن نے خون دو عالم کسکے سر پر رکھدیا

حور و غلمان روز لیتی ہین بلائین اے منیر
مینے سر جس دن سے زیر پائے قنبر رکھدیا

اگر چھوڑ دے آزادی علاقہ بند زنجیر کا
الف کھچوا دی ہاتھ سے جنون چاک گریبان کا

جنون بھی ہو سکا ہمسر تمہیں اس آفت جان کا
بہت سا منہ چڑایا ناخن نے چاک گریبان کا

یہ وحشت جنون کی آمد و شد محشر کا سامان
سنو ویران کوچہ اے خدا چاک گریبان کا

اگر پہنچ خضر کی طرح ہو جوش جنون اپنا
ترے کوچے سے جادہ جائے چاک گریبان کا

مرے در پر گدا یا نہ صدا دیتا جنون اپنا
کوئی ٹکڑہ دے مجھکو بھی دامان و گریبان کا

سزا ہے اے جنون کی ہی اطاعت عقل کی مینے
خدا رکھے سلامت چاک پیراہن کو دنیا مین
چلش سے توڑتے ہین نخونکا تانکہ جوش وحشت مین
ادھیڑتا ہی جو دم دست جنونکے ایک جھٹکی مین
صدا ہے چاک ہی نام اوس پہ پیرو کا نکلتا ہے
اگر بوے جنون کی سونگھنی کا ہو دماغ اونکو
وہ بے پروا ہی ہرگز غا نہ دول سی نہ بھانکے گا
لگا رکھا ہو کوئی تار بھی پھر کفن جس نے
علاقہ کیون گلوی عاشق وحشی سے رکھتا ہی
گیا تھا ای خزان فصل بہاری کی بلانے کو
کری پاس اونکے گردن کا ہمارا خون ناحق تک
شب تیرہ مین کیا وحشت کو بھی رستا نہین ملتا
سوے دست جنون چشم تماشا دوست راغب ہی
مری وحشت کرٹے ہین پیدا جو قسمت سے آجاے
الٰہی شکر اوسنے سی دیا تسمہ اپنے ہاتھون کو
نہ آیا رحم مجھپر ہاے رے دست جنون تجھکو
گلے ملکر وہ رخصت ہون تو زلفون سی لپٹ جاے
تمہارے قد کا مصرع لڑ گیا شمع شبستان سی
کہو مطلب کتاب وحشت دل کا کہلی کیونکر
نہین اوٹھتا ہی سر کیون پاؤن سی ای ضعف بدن
بلا کی طرح لپٹا تو جو اسے دست جنون مجھسے

شکنجہ چاہئے میرے لئے چاک گریبان
یہی ہی ایک باقی صحبت دست و گریبان کا
عبث ہی خندۂ دندان نما چاک گریبانکا
رگ جان سی ہی کیا رشتہ مری تار گریبان کا
گلا بند ہوا ہیگا شاید جنون دست و گریبان کا
کہین تو عطر کیجو اے دو ان گل چاک گریبان کا
عبث عرفہ کہلا ہی اے جنون چاک گریبان کا
وہی خمیازہ کھینچے اے جنون چاک گریبان کا
تمہارا پیچان کیا جانہ ہی طوق گریبان کا
نہ آیا پھر کر آواز سے چاک گریبان کا
گلے کے بوسہ سے پہونہ لب تشنگ گریبان کا
ہوئی صبح اور دروازہ کہلا چاک گریبانکا
نگاہ یار شاید تار سے جیب و گریبان کا
تیرا خنجر ہی لوہا تا تھا طوق گریبان کا
مبارک آج ہنسا ہو گیا چاک گریبان کا
کلیجا پھٹ گیا سو بار دامان و گریبان کا
کبھی الجھاؤ کا نام آے کبھی تار گریبان کا
چڑایا صبح سے مطلع مرے چاک گریبان کا
ورق الٹا نہ تم نے ایک بھی چاک گریبانکا
مری زنجیر مین لوہا ہی کیا طوق گریبان کا
نجوم پر داشتہ تاگا کیا بخیہ جیب گریبان کا

ہوا سجود اب سنگ ملامت کا زہے قسمت
جو سر تھا معتکف مدت سے محراب گریبان کا

تو جمع ہو گئے یہی مسافر کے پھر آنے کی
سفر محشر کے دامن تک ہوا اب چاک گریبان کا

نکلوے خامہ سے پیٹھ عروس معنی رنگین
لکھون مین شعر اگر ہو گل ترے وصف گریبان کا

خدا نے سر بزرگی دی ہو دانائی کو قدمین
سر پیغمبر کو نقطہ سمجھ نون گریبان کا

نکلوے ملائم آواز مین پھندا نظر آئے
نشان اوسکے گلے پر ہو جو تنگی گریبان کا

فلک پر چاند جم خنجر مین گوشش جوہر مین بجلی
ہر آئینہ مین پڑتا ہی نیا عکس گریبان کا

چھدی ہی نشتر رگ گردن گلے مین جا اٹکی ہو
پڑا ہی تیر جسدن سے کمی توہم گریبان کا

مٹکا ہو گو کہ رشتہ تنگی کا شاید تیرے گنتھو مین
کہ ہے ناخن بدل زن ہر سحر صف گریبان کا

تمہارے تیر کا زخم التیام اکثر نہین پاتا
لب سوفار مین کیا فصل ہی چاک گریبان کا

زمانہ بھر کو حسرت ہے کہ ہاتھ آئے نہین آتا
بلند ایسا ہی رتبہ تیری تقدیر گریبان کا

مری ہی وسعت سے یو جیب چل رہی ہے یہ چھری جس پر
اشارہ جانتا ہون مین ہے ابرو گریبان کا

جنون کا کام نکلے ای بخوبی زائچے سے کیا
اگر جامے کے گھر مین ڈر ہو چاک گریبان کا

تن عریان ہوا چاک رفو کی فکر سے فارغ
پھٹا کا ہو گیا مدت سے دامن گریبان کا

مرا دم نکلے کیون کر سعت بھی رات بھر جی ہے
رگ جان اندنون تنگی ہے گرداب گریبان کا

چلن سینہ شگافی کا بتایا سوگوارون کو
مجھے اختراع اول کیا چاک گریبان کا

بہار آئی ہوا سے ضعف اب تو علتون کی اجارہ ہے
کہ ہم دست جنون خواہان ملاقات گریبان کا

کفن ہی روک لی اشکباری نور کی شتابی
جو بھی پاؤن پھیلا چاک دامن و گریبان کا

مجھو زعشق دہائی دے رہی ہے ہسیمن لا تیکو
مرا جوش جنون یوسف ہے بازار گریبان کا

دو پٹا دیکھ کر سر کا ہوا جب مجکو شک گذرا
تو بولے کیا چارہ ہے ترے چاک گریبان کا

یہان رہتی ہے ناحق آمد و شد یارہ دل کی
نکسے درکار ہے پیوند دامن و گریبان کا

جبین پر جب بت مغرور کے قشقہ نظر آیا
ورق سمجھا مین اے گل تیری تصویر گریبان کا

کرین قطع تعلق اپنی دنیا خوش لباسی سے
جو مقراضون مین نقشے ہون کے چاک گریبان کا

بغیر دستے سی دئیے ہوتے جو جا ہو سکے کوئی
گئے وہ دن کہ منہ بہت چاک تہا جیب گریبان کا

الٰہی دیہیان لی دشت وحشت چارہ رو کی
کہ مجکو پہاڑ کے کہاتا ہی رفو جیب و گریبان کا

خدا دانا نعیم کے حکم سے چارہ نہ تہا ورنہ
نہ کہتا یہ غزل بہی ذکر کیا جیب گریبان کا

شمیم افسردہ ہون پابندی عطف و اضافت سے
نہین تو لطف دکہلاتا مضامین گریبان کا

دل کہیت تیرے عشق مین ایمان رہ گیا
بے دست و پا کے ہاتہ یہ میدان رہ گیا

جس دل مین تیرے وصل کا ارمان رہ گیا
حسرت کا دین یاس کا ایمان رہ گیا

تو آئے آئے شب کو جو ایمان رہ گیا
ہاتہون سے دل کو تہام کے ارمان رہ گیا

پہلو مین تیر یار کا پیکان رہ گیا
گہر میرے دل مین کرکے یہ مہمان رہ گیا

جلدی مین جب نہ ساتہ چلا تیغ یار کے
سر رہ گیا کہین کہین سامان رہ گیا

نکلا نہ قید خانہ خرابی سے وہ کہین
اک دم ہی جسکے دل مین ترا دہیان رہ گیا

ہوش و حواس ساتہ جوانی کے چل بسے
پیری مین ضعف کے سبب یہان رہ گیا

ہم صورتی کے شوق سے دیکہا نہ آئینہ
اون کو بہی اپنی دید کا ارمان رہ گیا

نکلا نہ بیٹہے بیٹہے دل تنگی سے آپ ہی
ویران گہر مین خوب ترا دہیان رہ گیا

بازی نہ لے سکا خلش غم سے تیر یار
یہ چہالش آگے بڑہ گئی پیکان رہ گیا

بہاگے جو انقلاب جہان سے عدم کو لوگ
کعبہ مین کفر دیر مین ایمان رہ گیا

گردن بچی جو حیلے سے ملنے کی تیغ یار سے
خالی کا چاند بنکے گریبان رہ گیا

اوس نازنین سے ہم ... حمائل نہ اٹہ سکا
آغوش شوق کہول کے قرآن رہ گیا

توڑے جو مانگے بہت ملنے کو ذقن سے
اونگلی دبا کے دانتون مین پیکان رہ گیا

یوسف کی بوئے پائی جو تیری گلی کی راہ
کوسون نسیم مصر سے کنعان رہ گیا

راہ عدم مین جانشکا نامیون کے ساتھ ناچار ہوکے نام الی الآن رہ گیا

کہئے یہ حصہ کون سی پژمردہ دل کا تہا مرجہاکے خاصدان مین کیون پان رہ گیا

افتادگان خاک کا پرچہ لگا تو کیا مطلب نہ چل سکا کسی عنوان رہ گیا

آخر بنا اوگال وہ منہدی سے چور کا چٹکی مین آپ کے جو ذرا پان رہ گیا

ابروے یار دیکھ کے اٹھنا محال بالاے طاق آج سے نسیان رہ گیا

یارب کوئی عجیب بلا تھا بتون کا عشق ناکردہ خوار کردہ پشیمان رہ گیا

میری طرف سے دل مین بتون کے رہا غبار سرمہ نہین کہ آنکھ مین مہمان رہ گیا

کرتا سفر جو بوسہ کوئی دیتے زاد راہ دم آکے میرے ہونٹون پہ ایجان رہ گیا

[illegible] ہمون مین متقاضی نقد دل کس کس کا قرض آپ پہ ایمان رہ گیا

[illegible] گیا عتاب مگر بوسہ لے لیا منہ دیکھتا ہوا یہ نگہبان رہ گیا

صدقے ہوا مین جان سے پھر کیون ہو برہمی کہتے ہین اب بھی مین ترے قربان رہ گیا

سیکھی [illegible] نے بھی ادھی بیوفا کی چال برسون چھپا رہا اگر ایک آن رہ گیا

[illegible] نہین سہے خاک تو روز حشر بھی لے سر پکی تیغ کا احسان رہ گیا

نکلا ہی بھول کر تو یہین پھر کر آ گیا ہم ہیچ دون کے دلمین جو ارمان رہ گیا

تیرے سوا تو دل مین جگہ اور کی نہ تھی کس طرح آکے وصل کا ارمان رہ گیا

ہین جیسے دشت غم مین مثال نقش پا درماندگی کا مرحلہ ویران رہ گیا

اب کون ساتھ دے مرے دریائے اشک کا پہلے ہی تھک کے نوح کا طوفان رہ گیا

قاتل [illegible] رہنے وہ دعوی خونبہا باقی سر بریدہ پہ احسان رہ گیا

[illegible] تو نے پردگی مین پردہ کہان رہا جو گریبان رہ گیا

[illegible] نزدیک عرش جاکے یہ طوفان رہ گیا

[illegible] [illegible] خواب مین قریب وہ [illegible] رہ گیا

کیا طول دوں منیر میں نظم منیر کو
چھپنے سے تیسرا ابھی یہ دیوان رہ گیا

حسن معنی جو پسند دل ناشاد آیا
خود بلائیں مری لینے وہ پریزاد آیا

طائر جان جو سوے گلشن ایجاد آیا
پیشوائی کے لیے دوڑ کے صیاد آیا

سبق ظلم فراموش اُسے یاد آیا
غصہ آیا کہ بگڑ کر کوئی استاد آیا

باغ میں نالۂ سوزان جو مجھے یاد آیا
آشیان پھونکنے کی تاک میں صیاد آیا

نالۂ شبگیر وہ بت آمادۂ بیداد آیا
کان کی بجلیوں کو خرمن جان یاد آیا

جان لی زخم جو اون کو دم بیداد آیا
یہ خوش اخلاق تو غصہ کا بھی استاد آیا

شاخ گل صحبت مرغان چمن صبح بہار
ہائے کس وقت مری تاک میں صیاد آیا

رکھوں امید شہادت کہ میں ہوں شادیٔ مرگ
بے نقاب آج مرے قتل کو جلاد آیا

کیا مبارک ہو قدم اے غم فرقت تیرا
کشور دل سے مجھے تحفۂ فریاد آیا

جب شکست دل حیران ہوئی منظور العین
خشت آہن سے لئے آئینہ فولاد آیا

حکم شیرین سے خبر گو جو گیا تیشۂ مرگ
پیشوا لینے کو خون سر فرہاد آیا

آشیان سے جو اُڑی تو طرف دام گری
ساتھ ہی قوت پرواز کے صیاد آیا

سر فروشوں نے لہو کی بھی سبیلیں رکھ دیں
تشنۂ خون نہ کوئی خنجر بیداد آیا

ہچکیاں بات بھی کرنے نہیں دیتیں دم نزع
آج میں شہر خموشان میں کسے یاد آیا

عشق قد میں جو تھا ٹھوکریں کھانیکا ڈر
کیوں عصا ہاتھ کے گلزار میں شمشاد آیا

ذبح کرتے ہی مرے ترک کیا اوس نے شکار
خاک میں اپنے چھری گاڑ کے صیاد آیا

صحن گلشن میں جو آمد سنی اوس سرو قد کی
بہر جاروب کشی طرۂ شمشاد آیا

حلۂ سرخ شہادت نہ گلابی ہو جائے
نشہ میں چور مرے قتل کو جلاد آیا

زخم سر عشق کی خیرات میں پا جائیگا سب
بانٹ پر اپنی اگر تیشۂ فرہاد آیا

جتنے تارے تھے سب نے شبکو عرق کے قطرے
چرخ کو دانتوں پسینا دم فریاد آیا

اس چمن میں ہوس قید کبھی نکلی نہ کبھی
پیٹتے کھڑکے جو مرے خواب میں صیاد آیا

تا کوئی رعب سے تصویر کو بھی چھو نہ سکے
منھ بگاڑا جو کبھی سامنے بہزاد آیا

آشیانہ سے نہ تھی باد صبا بھی آگاہ
میرے نالہ سے پتا پوچھ کے صیاد آیا

گدگدی کرکے تیر ستم کہتا ہے
ابتو قابو میں ہنسی سے لب یاد آیا

میری رگ رگ میں ہے کیوں جوش جنوں بھرا جاتا
کیا تماشی کے لیے نشتر فصاد آیا

آشیانہ بو نہیں پر سونگھیے ہی میرا برباد
ہائے اتبک نہوا پر کوئی صیاد آیا

کھنچ ہی جاتا تھا لاغر کا مری کچھ نقشا
خانہ موئے کمر لیکے نہ بہزاد آیا

کیا مرے نالہ کو سنکر وہ چباتے ہیں ہونٹھ
آج دانتوں کے تلے کیوں لب فرہاد آیا

خون ناحق جو قدم لینے کی خاطر دوڑا
راستہ روکنے کو دامن جلاد آیا

ہم سفر نہ ہوا ایسا نہ گیا تا بقفس
آپ جبتک نہ مرے لینے کو صیاد آیا

نہ کبھی پتہ کبھی عاشق حیران کی شبیہ
مدتوں صرف میں رنگ رخ بہزاد آیا

شعلہ رخ طور سے افسردہ مزاجی نہ گئی
ہاں تڑپنا دل سوزاں کا مجھے یاد آیا

باغ عالم میں مرے سرو سہی کی جا ب
کلمہ کی انگلی اٹھائے ہوئے شمشاد آیا

بیکسی میں نہ خبر خسرو و شیرین سے لی
طعن سے ہنسنے کو زخم سر فرہاد آیا

جانتا کون کہ اب پڑتی ہے عشاق آنکھ
نیچی نظریں کئے کیوں قتل کو جلاد آیا

بند ہے دھیان میں کس شوخ کو کم کشتہ کی آنکھ
کونسا خواب فراموش مجھے یاد آیا

رہنے والے ہیں مگر عالم رویا کے حسین
خواب ہی میں نظر اکثر وہ پریزاد آیا

عطر میں ڈوبی ہوئی حور شہادت آئی
تر عرق میں جو دم قتل وہ جلاد آیا

کیوں مری سمت ہر انگشت غرہ اٹھی ہے
آج کیا ہے جو ترے تیروں کو میں یاد آیا

چلے درگاہوں میں باندھی ہیں اسی شست کے
پھر بھی پھندے میں پھنسانیکو نہ صیاد آیا

جب کسیکو بھی ملا تلخ جواب اُس بت سے
جان شیرین سے بدل لینے کو فرہاد آیا

کر دنہی تنگ شہادت ز بیری آہ رسا
دونون ہاتون سے جگر تھام کر جلاد آیا

دیدۂ نقش قدم نے بہی نہ جہپکی دیکھی
اسقدر چھپ کے مری گھات مین صیاد آیا

راہ سر پھوڑنے کی کس نے بتائی ایدل
کیا عدم سے خط پیشانی فرہاد آیا

دل مین وہ پھانس چبہی جب ہوئی تیغ جفا
ناک مین دم کا تنکا جو ترا یاد آیا

خون بہی بول سکیگا نہ مرا حشر کے دن
سرمہ آنکھون مین لگائے ہوئے جلاد آیا

ہوگیا کوچۂ جانان مین سراپا فریاد
الف آہ بنا جو کوئی آزاد آیا

باغ عالم کی ہوا کھانے نپائی کہ ہمنے
قفس بیضہ سی چھوٹے تھے کہ صیاد آیا

دیتی ہی جسکی چہرہ تہنیت ذبح عظیم
مژدہ اے خون دو عالم وہی جلاد آیا

بانکپن زچ چھکے نشتر مژگان شاید
نوک کی لینے جو بازار مین فصاد آیا

کیا خوشی کی یہ خبر ہی کہ نہان ہو نہ سکی
تا زبان حشر مین کیون شکوہ بیداد آیا

پھرے محروم ترے در سی گدایان وفا
پڑ گیا لوٹ مین جو سائل بیداد آیا

دل مین قاتل نے جگہ رحم سی دیدی تنہا
ورنہ محشر مین نکیون کشتۂ بیداد آیا

اصل سے پہلے دیا نقل نے دیدار کا لطف
کس کی تصویر لئے حشر مین بہزاد آیا

اے منیر آجتک اُن دو کے سخندان نہین
شیخ ناسخ سے نہ بہتر کوئی نقاد آیا

خوب سرسبز ہوئی کشت تمناے منیر
گھر کر ابر کرم سید سجاد آیا

مرے دل سے جب اونکا پیکان نکلا
پکاری اجل اب تو ارمان نکلا

کہین سے جو تو چھپ کر ایجان نکلا
مرے دل سے شرما کر ارمان نکلا

کسی کی نہ حسرت نہ ارمان نکلا
جو نکلا تو دم ہی مری جان نکلا

گئی چور کی طرح چھپ کر جوانی
دکھا دیکے گھر سے یہ مہمان نکلا

کسی کی جگہ تیرے دل مین نہ دیکھی ... نصیبون سے یہ گھر بھی ویران نکلا
جسے صبح محشر سمجھتے تھے نادان ... ہمارے کفن کا گریبان نکلا
زمانے کے بیگانہ پن سے ملا مین ... یہی تو مرا جان پہچان نکلا
ترے تیر نے ضعف مین کی اعانت ... عصا تھام کر دل سے ارمان نکلا
بتون کی قدر راست پر غش ہی ناصح ... یہ بیچارہ سید ہا مسلمان نکلا
رہے جس سے بیزار ہم زندگی بھر ... یہ کیا قہر ہے تو وہی جان نکلا
گئی روح تنہا عدم کو بدن سے ... اکیلا مرے گھر سے مہمان نکلا
ترا نقشہ جس کو سمجھتی ہے خلقت ... وہی تو قیامت مین قرآن نکلا
عدم مین سے ملے مجھ سے یاران رفتہ ... زمانہ سے باہر یہ ارمان نکلا
کہان جائین اب چال پہ مرنیوالے ... قیامت مین ناحق تو اے جان نکلا
رجوع اصل کی سمت کرتی ہی ہر شے ... مرا دم ترے آکے ایجان نکلا
مرے پاس اس بے نیازی کے باعث ... خدا کی خدائی کا سامان نکلا
لحد پر ترے آتے ہی جی گیا مین ... ارے یار تو تو مری جان نکلا

منیر آگے تھا غم کا کھانا ہی مشکل
اب الحمد للہ آسان نکلا

کیون ہے قصد آئینہ خانہ مین خود آرائی کا ... شہر خوبی مین ہے کیا قحط تماشائی کا
نالہ تا چرخ نہ پہونچا دل سودائی کا ... نام جھنڈے نہ چڑھا ضعف مین سودائی کا
آتش حسن کو کیون ناز ہے یکتائی کا ... شعلۂ طور شریک اسمین ہے جو تھائی کا
جس نے ڈھنگ اڑا یا دل سودائی کا ... چور بھا نپا نہ کسی نے مری رسوائی کا
رتبہ تجرید نے بخشا مجھے یکتائی کا ... خانہ آباد الٰہی مری تنہائی کا
آئینہ ٹوٹ گیا کس کی خود آرائی کا ... پڑ گیا لوٹ مین نظارہ تماشائی کا

تھا بھروسہ خرد و ہوش و شکیبائی کا / نہ دیا ساتھ کسی نے غم تنہائی کا

نور ساتھ اوس کے گیا چشم تماشائی کا / خانہ ویران ہوا عینک بینائی کا

بیکسی آپ ہی باہر نہیں جانے دیتی / مجھ سے آباد ہے عالم مری تنہائی کا

وصل ہی جب نگہ یار میں بیجا ٹھہرا / دونوں عالم میں ٹھکانا نہیں یکجائی کا

تم کہیں جاؤ خبر مل ہی رہے گی ہم کو / ساتھ ہر کارہ ہے اندیشہ ہرجائی کا

نکلی جاتی ہے مرے پاؤں کی نیچے سے زمین / پر قدم ہل نہیں سکتا شب تنہائی کا

اب تو مجھ پر ہی مصیبت کا فلک ٹوٹ پڑا / ڈر کسی کو نہ رہا آفت بالائی کا

تن لاغر نے تپ غم کو اترنے نہ دیا / ناتوان ہو کے گیا زور توانائی کا

بیکسی میں تو نہ چھٹے کاتب اعمال بھی ساتھ / کس نے اخبار لکھا عالم تنہائی کا

اسی ویرانہ میں ہی پھر کے رہا کرتا ہے / دل میں کیا نالہ کرے اک بت ہرجائی کا

ذکر توحید ہر اک صبح کو ہے ورد زبان / لاکھوں مجروں میں ہے مضمون تری یکتائی کا

بیکسی کس سے پتا پوچھ کے آئی مرے پاس / بھید کس طرح کھلا گوشۂ تنہائی کا

کوئی یوسف بھی نہیں جذب کرے کیا یا تم / شوق کس کا ہو کہ کنعان نہیں بینائی کا

بیقراری میں خبر لینے نہ آیا کوئی / ساتھ یاروں نے دیا صبر و شکیبائی کا

بے دلی آتی ہے ہر بار مرے پہلو میں / اس نے گھر دیکھ لیا ہے دل ہرجائی کا

ہم مسیحا کے جلانے سے کہیں جیتے ہیں / دین کسی اور کو دو ذوق گویائی کا

دور پھینکے گی طپش سنگ فلاخن کی طرح / لنگر اک ٹھہرے تو کہیں کو ناشکیبائی کا

ایک دن جوش کا تشہیر کو کافی نہ ہوا / حق ادا ہو نہ سکا ذلت رسوائی کا

ترک حق کرتے اگر کھینچ لے پیری کی کمان / کھنچ سکے گا نہ کیا وہ کبھی انگڑائی کا

ہم تڑپ کر بہت ٹھنڈے ہوئے تیری ... / طعنہ غیروں سے دیا صبر و شکیبائی کا

تیرے در پر نہیں اب پھر کی جا جینا ... / نقش بیٹھا ہے بیان میری جبین سائی کا

کیا نظر آئے کوئی شئے ترے جلوہ کے حضور
نہین جلتا ہی چراغ ایک کی بینائی کا

عہد اتو بے گیا چین کرا لے بیتابی
اب عمل ملک عدم مین ہی شکیبائی کا

درد سر کھونے کو آئے تھے ترے در پر ہم
لیچلے اور بنیا روگ جبین سائی کا

پھر اوسکے نکلے اے شیخ تیا سی سجدے سے
مہر خجلی نہ بنا داغ جبین سائی کا

اک چھلاوے کی جو منظور رہے مجکو تسخیر
نقش بہرتا ہون صنم آہوی صحرائی کا

ربع مسکون دل وحشی کے تصرف مین ہے
یہی دیوانہ زمیندار ہی جو تہائی کا

رہی جمیازہ کو حسرت ہی ہم آغوشی کی
ہاتھ پہنچا نہ گلے تک تری انگڑائی کا

جیب ٹکڑے ہی ہو تو لے دامن صحرا کی خبر
اے جنون ہاتھ ابھی خالی نہین سودائی کا

جائین مرقد مین نکیون راہرو ملک عدم
شہر اول ہے یہی عالم تنہائی کا

حرم و دیر سے تا عرش برین ہی اندہیر
آج کسجا ہی گذر جلوہ ہرجائی کا

لوٹ لے شوق سرای صنم قیمت مجکو
پاسبان کوئی نہین ہی شب تنہائی کا

دیکھنے والون نے دیکھا مری آنکھو نکو نہین
حصہ لاکھون کو ملا ایک تماشائی کا

قبر مین ہی خلل انداز نکیرین ہوے
اب خدا حافظ و ناصر غم تنہائی کا

دہوپ بھی بھاگتی پہرتی ہی سیہ روزنی
ڈر ہے پڑ جائے نہ سایہ کہیں سودائی کا

جشن ہی آج تو سب بادہ دیدار پئین
اک یہی دن ہی تری انجمن آرائی کا

شوق اوس گھر مین اوپہنین جلوہ فروشی کا ہی
ہو روزن ہی جہان چشم تماشائی کا

پست قدر و نبنے کیون صاحب رفعت بیجا بیز
اوج کوٹھے کو میسر نہین انگنائی کا

بیکسی کو مین نکیون حاکم عادل سمجھون
کوئی جھگڑا نہ سنا عالم تنہائی کا

خاک مین مل کے پہونچتے ہین فلک پر درویش
در ہی کیا زیر زمین گنبد مینائی کا

صوفی شہر کو ہی کبر سکندر منشی
کہین گدڑی مین تو ٹکڑا نہین دارائی کا

کیون عدم مین نظر آیا نہ کوئی اپنے سوا
سرمہ آنکھون مین ہی شاید شب تنہائی کا

ساتھ ہی سیل بلا جائین جدھر دنیا مین
ڈھال کیا ہر طرف اس گھر کی ہی انگنائی کا

پھیرے مرنے سی تو دہانے شکستہ مین جو دم
دم آخر ہی کہ جو نکلا کوئی پروائی کا

دل فریبی کی ادائین ابھی آجاتی ہین
سامنا چاہیے پر چشم تماشائی کا

اپنی صورت تو نہیں دیکھنے آتے ہین ہم
کیون نہ صدمہ ہو ترے آئینہ سیمائی کا

گو ہے کیونکر کوئی اے عشق خموشی مجھکو
نام لیوا نہ رہا قوت گویائی کا

ناک بھون آئینے آگے چڑھایا نکرو
منھ بگڑ جائے نہ اکروز خود آرائی کا

اے گل اک شب کی دلہن پہ نکر ناز اتنا
تیرے ہی سر نہین سہرا چمن آرائی کا

اے فلک فوج حوادث سے نہین ڈرتا مین
لاکھ پر بھاری ہی اک مری تنہائی کا

لیگئے کوہکن و قیس تبرک کی طرح
کچھ بقیہ جو رہا تھا مری رسوائی کا

دیکھکر تجکو سمٹے جاتے ہین دنیا کے حسین
جمع ہوتا ہے مسالا تری یکتائی کا

رہنے دے خواب عدم آنکھون مین اے شور جنون
یادگار ایک یہ ہے عالم تنہائی کا

جی مین ہی پوچھون کہ کیون بات نہین کرتے اب
کیا کہون منہ نہین مری گویائی کا

چاہیے چشم تمنا مین غبار رہ یار
جزو اعظم ہے یہی سرمہ بینائی کا

نام روشن بھی جو ہوگا پس مردن ہوگا
چاند دیکھین گے عدم مین شب تنہائی کا

یہ اشارہ ہی کہ پھر چلیے نیند آئی ہے
میری تعظیم کو اٹھنا تری انگڑائی کا

لکھو گو چون چون سے تو ای لطیف اسکے منیر
سمجھو خامہ کو نہ گز قافیہ پیمائی کا

ردیف یای

شام سے رو کے رہو مداح کیا آخر شب
رتجگا ہت کیا وصل مین تا آخر شب

دیس گا تا دیت نہرہ لقا آخر شب
ہوتی ہی صبح وطن جلوہ نما آخر شب

[illegible] کے آثار ہین برہمزن عیش کیا
نیند اڑا دینے کو چلتی ہی ہوا آخر شب

دوڑ کر اوسکو سنبھالا جو چلے قبل سحر
شام کو جلوۂ رخ پچھلے پہر زلف کے پیچ
داغ دل جلنے لگے عہد جوانی جو چلا
پڑھ لی دھوکے مین فرشتون نے نماز سحری
ہاتھون سے آپنے دل چاک کیا بعد وصال
نالہ کش ہی دل وحشی پس ایام شباب
پچھلے کو مہندی لگا کر عجب اندھیر کیا
قبل پیری دل وحشت زدہ شقاف ہوا
نامہ لیجا اے تمنا مری اوس مہر کے پاس
شام کو جاتے ہین پچھلے کو چلے آتے ہین
جھٹ پٹے مین جو وہ آئے مرض ہجر گیا
پچھلے کو جائینگے بد خواہ جو تیرے ہمراہ
لین گے جھٹ پٹ جو بلائین تری ہم وقت وداع
صبح سے پہلے جو سرگرم ستم ہو وہ بت
سینہ کوبی کے سبب غیر سیہ دل چونکے
سرخرو ہون اگر آجاؤ مناجات کے وقت
رونق غمزہ گئی تیری جوانی گذری
عشق مژگان مین گئی جان پس عہد شباب
بے تکلف وہ ہوئے قبل سحر نشہ مین
صبح سے پہلے وہ جانیکو ہین لے فر نہین ہم
جان دین کم ہو اگر نشۂ تریاک شباب

ہائے خوابیدہ مرا چونک اٹھا آخر شب
صبح عیش اول شب شام بلا آخر شب
گھر مین چڑھتا ہی مسافر کے تو آ آخر شب
صبح کاذب ہوئی چہرہ کی صفا آخر شب
کر گئے نقب بنی دزد حنا آخر شب
بولتا ہی مرے جنگل مین ہما آخر شب
لے گیا نسیم سحر دزد حنا آخر شب
پا گیا آئینہ صبح جلا آخر شب
تھیر لب سے اوڑے مرغ دعا آخر شب
زہر غم اول شب آب بقا آخر شب
صندل صبح بنا خاک شفا آخر شب
کون ہوگا ہدف تیر دعا آخر شب
چٹکین گے غنچۂ گلزار وفا آخر شب
ہون ستارہ شرر سنگ جفا آخر شب
کاسے کو سون گئی نوبت کی صدا آخر شب
در دیان پہنچی میری فوج دعا آخر شب
ہوئی شمع سحری تیر ادا آخر شب
سوہا پر آ ہی گیا خواب فنا آخر شب
لٹ گیا قافلہ شرم و حیا آخر شب
رہ گیا بھول گیا پیک قضا آخر شب
آئے افیونیون کو خواب فنا آخر شب

چشم تر شام کو افسردہ دلی قبل سحر
آب گرم اول شب سرد غذا آخر شب

صبح سے پہلے جو کہو دینگے وہ بیماری ہجر
عرق شرم مین بھیگے گی دوا آخر شب

نالے سے ڈر کے عدو بھاگ گئی قبل سحر
ہو گیا تیر شہاب آج خطا آخر شب

شام سے نشہ چڑھے صبح سے پہلے اوترے
جرم ہوا اول شب اور سزا آخر شب

قصد تو یہ ہی تو کھائے غم ایام شباب
روزہ جو رکہتے ہین کہاتے ہین غذا آخر شب

رات گذری ہوئی پہر آئی مرے رو دینکو
آپ نے آنکھوں مین سرمہ جو دیا آخر شب

عہد پیری ہی عبادت کو جوانی ہی عشق
شام کو یاد بتان ذکر خدا آخر شب

جلوہ یار جو پچھلے کو ذرا افشان ہو جائے
مشک ظلمت ہی معجون طلا آخر شب

سجدہ کرتے ہین جو آتا ہی وہ بت قبل سحر
سر کے بل چلتے ہین ہم راہ خدا آخر شب

مائل یار ہوا پچھلے کو ہر ذاکر صبح
بن گیا مرغ سحر قبلہ نما آخر شب

دو گھڑی رات سی طالع سحر عید ہوئی
تو نے کھولا جو گریبان قبا آخر شب

صبح پیری ہوئی تاریک سیہ کاری سے
آ گیا میرے لئے وقت عشا آخر شب

تم اگر آؤ تو پہر آئے جوانی میری
شجر شمع کو ہو نشو و نما آخر شب

رات بھیگی ہوئی آنکھوں سے دکھائی تو نے
تر پسینے مین ہوئی زلف رسا آخر شب

شام سے دور ہین آپ جو اشک جا ہین
بڑہ کے پہونچینگے مری سمت دعا آخر شب

روئے ہم اوس کے گلے ملکے جو پچھلے کو منیر
اوس مین وہ گل تر بھیگ گیا آخر شب

کیون کرون ذکر زلف کیا مطلب
دل سے پوچھے مری بلا مطلب

ضعف کا اونکو کیون لکھا مطلب
یار سے بھی نہ چل سکا مطلب

تم نے پوچھا جو غیر کے آگے
گوشہ دل مین جا چھپا مطلب

معنی او سنکے تڑپا عنبر
ہو گیا تیر سے خطا مطلب

خط جو اون سے پڑھا نہین جاتا
کیا مقدر کا ہے لکھا مطلب

سعی دشمن سے وصل ٹھیرا ہے
اب نہین میرے کام کا مطلب

ہاتھ خالی ہین اے دل پر غم
یاس سے ہے خلا ملا مطلب

زلفون والون سے ہی ہے مستغنی
غرض آسیب ہے بلا مطلب

راز سربستہ اون کو لکھا تھا
غیر پر کس طرح کھلا مطلب

زاہدا بت پرست ہون تو مین ہون
تجھکو اے بندۂ خدا مطلب

تم سے ڈر کر جو دل مین چھپتا ہے
جانتا ہے تمھین خفا مطلب

اوس پہ پیرو نے خط جو پڑھوایا
صاف منشی اوڑا گیا مطلب

کشور دل کا ہی وہی سلطان
جو ترے در کا ہے گدا مطلب

جب لکھا مرگ آرزو کا حال
خود سیہ پوش ہو گیا مطلب

چھپ کے دو دن مین نوید ناکامی
دل سے دم بھر جو ہو جدا مطلب

کیون نہ پہونچے مری خبر اون کو
کیا کہین تھک کے رہ گیا مطلب

روح کے بدلے اون سے ٹھیری ہے
جان دینے مین ہے بڑا مطلب

کیسے کیسے کڑی پڑی لیکن
ساتھ دل کا دیا گیا مطلب

تیر لائے پیام قتل بیان
بیڑا بانون نے کہہ دیا مطلب

آرزو کس کی جب ہمین نہ ہوئی
جان سنتے ہی ہے گیا سوا مطلب

کام کیا نکلے ان بتون سے منیر
رحم عنقا ہے کیمیا مطلب

بد زبان دیتا نہین ششکر برابر کا جواب
مانگتا ہے ہر کلوخ انداز پتھر کا جواب

ابر سے کیونکر ہو میرے دیدۂ تر کا جواب
کس طرح نکلے لب جوئے سمندر کا جواب

ہر حباب دریا اگر ہے کاسۂ سر کا جواب
میری قسمت کا لکھا ہے خط ساغر کا جواب

ایک ہی سمجھے ہین اوس بت کو مسخر کیا
بجھ گئے آخر غم فرقت کی کڑیان جھیل کر
دونون جانب ہی درست اے دل تمہاری نماز
بیٹھے بتا مئیکشی مین ہے فردا اے دل بگیر
دل کے ٹکڑے کرکے وہ بت پوچھتا ہی مزاج
میری آہون پر نہ کی اوسنے نگاہ التفات
لادو نازن اکسیر تو پارس ہین تو ہو پرداہمن
وہ کفن سے اور یہ جامہ سے باہر ای فلک
کریا تسخیر عالم خال رونے مایہ نے
طرح یہ نواب سانے کی ہی میان رامپور

داغ پیشانی بنا چشم فسونگر کا جواب
سخت جانی ہو گئی چھاتی کے پتھر کا جواب
گردن خم گشتہ ہے محراب خنجر کا جواب
چشمہ کوثر ہے کس کے دامن تر کا جواب
شیشہ کی جھنکار سے سکھین گے پتھر کا جواب
تار برقی پر نہ آیا باد صرصر کا جواب
ڈھونڈھتی ہیں کیون قناعت خاک پتھر کا جواب
دست مفلس بنگئی دولت سکندر کا جواب
نقطہ ٹھہرا اختر بخت سکندر کا جواب
موج کوثر بھی نہین اوس مصرع تر کا جواب

میکدہ مین بادہ نظم ظہوری کی منیر
پڑھ کے ساقی نامہ کو لکھہ خط ساغر کا جواب

لکھہ سکتے ہین حضور کو حال تباہ کب
یارب ملیگی روز سیہ سے پناہ کب
اس برق کی ہے خرمن ہستی کو آرزو
اوس مہر کو دکھائینگے کسدن بلا کے ہجر
نالے ہمیشہ قید دل تنگ مین رہے
دشمن ہین نالشی مرے یاران اشک کے
مدت سے بانکپن کی ہین مشتاق اہل دید
برسون سے خاکسار ہین مشتاق آبرو
رکھا کئے ہو کوچہ بیگانگی مین پاؤن

عرضی مین ہاے کھینچ سکتے ہین تصویر آہ کب
مشکل ہے مجکو ڈھونڈھ نکالے گی آہ کب
اے بت کرم کریگی غضب کی نگاہ کب
آجائیگا ادھر جالے ہین روز سیاہ کب
آزادون مین شمار ہوئی سرو آزاد کب
کملی اوڑھائیگا ادھین روز سیاہ کب
آنے لگی تیری آنکھون کو ترچھی نگاہ کب
تعظیم اٹھہ گئے دیدہ کی تری گرد راہ کب
لائی اٹھین لگا کے محبت کی راہ کب

معراج گریہ دیکھیں گے کس دن ہم آنکھ سے
نم ہو کے چمکیں گے ورق مہر و ماہ کب

کس روز آنے دیگی ہمیں آبگی گلی
لے گی قدم فقیر کی یہ شاہراہ کب

دل میں رہیگی حسرتوں کی بھیڑ تا بکے
اس جادہ سے کوچ کریگی سپاہ کب

بھٹکے ہمیشہ جادہ مقصود سے جدا
قسمت کے پھوٹنے کو ملے سنگ راہ کب

افسوس عین وصل میں پہونچا پیام ہجر
آیا ہے مجھ سے ملنے کو حال تباہ کب

گذری تلاش دولت دیدار ہی میں عمر
یارب سفر سے آئیگی پھر کر نگاہ کب

وہ بیخبر ہیں شرم سے ہم پائمال ہیں
حیرت ہے کام آئے گی نیچی نگاہ کب

یارب ازل سے حسرت یثرب میں ہے منیر
بلوائیں گے جناب رسالت پناہ کب

ردیف پے

بگڑے پر بڑا غضب ملیں گے آپ
آدمی ہو کے کب ملیں گے آپ

محو رفتار جب ملیں گے آپ
خاک میں سب کے سب ملیں گے آپ

خواب میں ہی شتاب ملیں گے آپ
بخت جاگیں گے جب ملیں گے آپ

یوں فقیر دن سو کب ملیں گے آپ
نقد جاں لیں گے جب ملیں گے آپ

ضبط افغان سو کب ملیں گے آپ
حور ہو نکلیں گے جب ملیں گے آپ

دن کو کیوں تیرہ بختوں کی ہے تلاش
بستہ زلف شب ملیں گے آپ

روٹھ کر جاؤ گے تو اُن سے
بڑھ کے دست ملیں گے آپ

خاص خلوت میں جان و جسم کہاں
سب جدا ہونگے جب ملیں گے آپ

اب سفیدی سے بال بھاگے ہیں
ایک دن روز و شب ملیں گے آپ

بوسہ لب کا کیوں سوال کروں
میرے حق کے رطب ملیں گے آپ

تشنہ تیز اب ہزاروں سے کا
ساز کی طرح جب ملیں گے آپ

رنگ اوڑالین گے غیرپوسون کا
کھو گئے یاقوت لب ملین گے آپ

حضرت دل لہوکرین پانی
سارے رنگون مین جب ملین گے آپ

گو کہ وعدہ ہی روز محشر کا
شوق کہتا ہے اب ملین گے آپ

ہم دکھا دینگے عشق کی صورت
آئینہ بنکے جب ملین گے آپ

خاک مین ہو گیا حضور اکسیر
دل یہ کہتا ہے اب ملین گے آپ

عید مین ذبح کیجیے لیکن
پھر گلے میرے کب ملین گے آپ

دیدۂ دل کو بھی ہو گی خبر
ہم سے پوشیدہ جب ملین گے آپ

میری اوقات ہی ہو جب کچھ
پھر مین کیون پوچھون کب ملینگے آپ

وا اگر ہونگے دیدۂ حق مین
ہر جگہ بے طلب ملین گے آپ

دام گیسو کا وصف حسن کے کہا
جلسا زون مین اب ملین گے آپ

وصل کیا ہو غبار رہے دل مین
خاک اوڑائین گے جب ملینگے آپ

مانع وصل ہے انا نیست
جب ہو نگا مین تب ملین گے آپ

تم ہو دریا حباب اہل جہان
آپ مجھ بنیگے سب ملین گے آپ

کعبہ و دیر مین نہین ملتے
کسی دل ہی مین اب ملینگے آپ

جو ہے بیگانہ سب زمانہ سے
اوس سے کیا پوچھون کب ملینگے آپ

حشر مین سنکے شعر نعت منیر
تم سے خاصان رب ملین گے آپ

ردیف ے

جو دیکھا پائیگی اوس گل کی انجمن مین شکست
کمر کی شمع سے استادہ کی لگن مین شکست

وفور شرم ہی بات اوسکے منہہ مین ہوگیا ٹکڑے
عروس نطق کی ہی حجلۂ دہان مین شکست

بپاس نسبت پا لیتی ہی جا ہے وصل نہ
ہمارے اونکی رہی پردۂ سخن مین شکست

اکڑ کے بیٹھو نہ شمشاد و سرو کے آگے
مرخ حضور رہیگا نہ زلف شبگون مین
تمہارے جال سے سکہ بٹھا دیا دلبر
برنگ شانہ ہوا چاک دل تو کیا حاصل
پری و حور کے دل مین ہو آپکی مجلس
ابھی تری رسن زلف سے نہین کھینچا
دیار عشق لب یار مین عمل بیٹھا
بغل مین بیٹھے جو تم روح نکلے کیا حاصل
بتان عرش نشین کسی شاید اترے ہین
پناہ زیر زمین ہے فلک کے حسد سے
ہمارے آتے ہی اٹھتے ہین ہمنشین ادکو
برائے نام ہی جبتک ہین یاد فرمائین
لباس … ہوا … کشتی پنہان
اکڑ کے … زمین زانو کو کیا قیامت کا
کیا ہوا آنکھون نے آرام زلف مشکین مین
پڑا نہ ہو دیا تجھے آپ کو حسرت مین
سواد وادی غربت مین نہ ٹھیری ہم
بلا … ہوا … فرش خراب مطلوب تمین
… آئے ہو سمجھ کے پڑھو
کہو … جناب غضنفر الدولہ

ق

چلو دکھانے برخاست گلشن مین نشست
کوئی گھڑی مہ کامل کی ہو گگن مین نشست
دکھائی خوبی رفتار نے چلن مین نشست
نہ ٹھہری کوچہ گیسوئے پرشکن مین نشست
سوا جلوس سلیمان ہے ہمین مین نشست
ابھی ہو یوسف دل کی چہ ذقن مین نشست
ہمین نصیب ہوئی کشور یمن مین نشست
کہ راس آتی نہین خانہ بدن مین نشست
کہ روز کرسیون پر تیری انجمن مین نشست
پسند کون کرے گنبد کہن مین نشست
ہمیشہ دیتا ہے تعظیم انجمن مین نشست
گھڑی گھڑی ہمین بلوائے انجمن مین نشست
برنگ بو ہے ہر اک گل کے پیرہن مین نشست
ہوئی ہے خواب فراموش یاسمن مین نشست
غزال چشم کو منظور ہے ختن مین نشست
پسند کی مری افتادگی نے ہمین نشست
ترے غریبون سے ادکھڑی رہی وطن مین نشست
زیادہ پاؤن نہ پھیلائے انجمن مین نشست
محققون کی ہے اس مجلس سخن مین نشست
نہال حسن کی ممکن نہین چمن مین نشست

خبر گیسوؤن کی نہ پائے گی رات
اندہیرے مین خود کھوئی جائیگی رات

اگر لاکھ شمعین جلائے گی رات
تن زار میرا نہ پائے گی رات

کب اوس مہ کے آگے آئیگی رات
اوجالے مین کیا منھہ دکھائے گی رات

جو خواب اجل کو نہ پائے گی رات
مری آنکھون مین کیا سمائے گی رات

یہ مانا خوشی کی تو آئے گی رات
کہو عمر رفتہ بھی لائے گی رات

جو اوس ماہ تابان کو لائیگی رات
اندہیرے مین کیونکر چہپائے گی رات

رہے گا جہان محو ہندوئے زلف
وہین جاکے دہونی رمائیگی رات

اگر چھپکے چھپکے ہوا وصل یار
مؤذن کو سرپہ کہلائے گی رات

مرے بخت تیرہ سے اوبھی تو ہے
کہان روسیاہی چہپائے گی رات

ذرا آنکھین مل دیکھیئے صبحدم
ابھی سر سے سان پھیل جائے گی رات

چراغ رخ یار کے فیض سے
دہوئین شمع مہ کی اوڑائیگی رات

مری بیکسی سنکے اے زلف یار
بلائین تری لیکے آئے گی رات

نہ کر شکوہ سوزش اے شمع بزم
جلا کر سیاہی لگائے گی رات

یہان ہو نشیب و فراز فراق
کہان ٹھوکرین کھائے آئیگی رات

ستائے ہین لاکھون مین کیسا ہو ایک
کسے اتنی آنکھین دکھائے گی رات

سرکتی ہی کیون زلف رخسار سے
کسے چاند سا منھ دکھائے گی رات

تری زلف کے آگے اے ماہ رو
کبھی چاندنی مین نہ آئے گی رات

نہ سوکھے گی اے چشم تر بھیگ کر
اگر مدتون دہوپ کھائے گی رات

نہ لی روز فرقت مین میری خبر
قیامت مین کیا کام آئے گی رات

غم ہجر کا تو یہی ہے وطن
مرے گھر سے کس گھر مین جائے گی رات

مزے وصل کے لوٹ لین گے
جو تنہا مرے سے جائے گی رات

بخشش کرو گا رہے اسکی ازل سے جو گنہگار
آپکو قابل سزا جانتی ہے خطا عبث

کشتۂ تیغ عشق پر صاف کرینگی ہاتھ کیا
ہجر بتان میں کرتی ہے مردہ کشتی قضا عبث

روز الست آپ ہم زلف بتان میں پھنس گئے
آج شب فراق میں ہے خط بلا عبث

لائی نہ گل خون کی بو سے نگہی سے چمن
پھسلے ہیں اپنے ہاتھ پانون رہ ہے حنا عبث

خون اگر مرا کیا خوب کیا کسی کو کیا
اوس گل تر کے دست و پا باندہتی ہے حنا عبث

حسن شباب تک ہا رتبہ چشم سیہ سہا
بیچتی ہے بیاض چشم کا غذ تو تیا عبث

سادگی اونکو ہے پسند رنگ حجر تو کیا مجھے
سعی ہمارے خون سے پاتی ہے حنا عبث

نشہ میں یار اور ہم بیٹھے ہوئے تھے بحجاب
خلوت خاص میں دخیل آگئے ہوئی حیا عبث

سینہ سے تا بلب کبھی آ نہیں سکتے ضعف سے
قصد سپہر کرتے ہیں نالۂ نارسا عبث

دامن پاک یار تک ہو نہ سکا کبھی رسا
دست شکستہ ہے فلک میرے لگے بندہا عبث

بزم کو بھی ہوا ہے طول طبع ہنیں ہے ملول
شعر غزل بھی ہیں فضول یاروں کی واہ وا عبث

ردیف جیم

کیا جانے کیا لطف ہے چلمن کے ادھر آج
جاتی ہے تو پھر کر نہیں آتی ہے نظر آج

محفل میں ہے ہر سمت حسینوں کا گذر آج
اے بیخبری تو ہی بتا ہم ہیں کدھر آج

تقدیر تری لڑ گئی اے دیدۂ تر آج
نظروں سے پھری کہتی کبھی قاتل کی نظر آج

وہ مہر لقا باغ میں ہے وقت سحر آج
موقوف رہا شبنم گلشن کا سفر آج

پھر وعدۂ فردا نہ کرو آکے ادھر آج
کل کہتے تھے تم جسکو وہ دن ہے مگر آج

پردہ سے نکلتا ہے کوئی رشک قمر آج
اندہا ہے جو رو کے رہے الفت کی نظر آج

کیا غیر کے ہمراہ وہ آتے ہیں ادھر آج
رہ رہ کے تڑپتے ہیں بہت قلب و جگر آج

وہ دن ہی کہ کشتون مین ابھی سے گھٹتے ہین کم ظرف ۔۔۔ بدلے گل فردوس ہی جو زخم جگر آج

باڈار جہان مین کوئی سوا نہین نکہت ۔۔۔ پھرتی ہے نظر ترے ساتھ زمانے کی نظر آج

آیا ہی بہت نالۂ ناقوس ہوا پر ۔۔۔ شاید کہ لب بام ہی اوس بت کا گذر آج

کیون ڈھونڈہتی ہی زہر غم و بیکسی یاس ۔۔۔ اے موت بتا کسکی ہی دعوت ترے گھر آج

منصف ترے گالون کو ملا جلوہ گری کا ۔۔۔ اس عہد سے معزول ہوے شمس و قمر آج

حیرت ہی تری رخ سے دم بازپسین کو ۔۔۔ بھولا ہے چراغ سحری راہ سفر آج

وہ ابھی جوانی ہی جو کل گذری شب وصل ۔۔۔ پیری جسے کہتے ہین وہ آئی ہے سحر آج

یکجا ہو پھر کشتۂ شمشیر جدائی ۔۔۔ اے حشر گلے ملتے ہین دنیا مین تن و سر آج

بدلا ہون شب وصل کے سامان کیا کر ۔۔۔ اے یار خدا شام جدائی ہی کہ ہر آج

سیب ذقن یار مجھے ہاتھ لگا ہے ۔۔۔ ہر شاخ شکستہ کو ہی امید ثمر آج

جلوہ ہی ترا عام مگر حیف ہے اوسپر ۔۔۔ جو راندۂ درگاہ تماشا ہی نظر آج

کل ساتھ مرے نکلے نہ کیون جائے عدم کو ۔۔۔ جس داغ کے قابل ہو دنیا مین جگر آج

زخم دم شمشیر سے مجھے ہضم ہون گے ۔۔۔ اس کھانے کو تیکھی ہے ندید و نکی نظر آج

میدان تماشا مین نشان اوسکا گڑا ہے ۔۔۔ جس کشتہ کی دلمین ہے ترا تیر نظر آج

اللہ رے توقیر ترے سنگ ستم کی ۔۔۔ آرام طلب ڈھونڈہتی ہین در پہ جگر آج

کس واسطے کل اشک ندامت ہو نہ بہیگا ۔۔۔ منہ ڈھانپ کر روتا ہی جبہت دامن تر آج

ہی دولت دیدار میسر دم مردن ۔۔۔ لے لے نفس بازپسین زاد سفر آج

سیر چمن خلد کی طالب ہی وہی آنکھہ ۔۔۔ محروم ترے جلوہ سے ہی جسکی نظر آج

ہمسا کوئی نادان منیر اور نہ ہوگا
کل زاد کے تدبیر ہے دنیا سے سفر آج

ردیف چ

سنکے نالے تیغ ای بے پیر کھینچ
آہ پر تو خشم شمشیر کھینچ

نقش شوخ بت بے پیر کھینچ
اے مصور تیلی تصویر کھینچ

سرخ قشقہ اے بت بے پیر کھینچ
چاند پر مریخ کی تصویر کھینچ

چین پیشانی کا لکہا اے دل گلہ
مد عریضہ میں رقم تحریر کھینچ

کاٹ دی زنجیرین تیغ قہر سے
ٹیڑہی سطرون پر خط شمشیر کھینچ

بورئے پر بیٹھ کر سائل نہ ہو
پاؤن پھیلا یا نہ بے تاخیر کھینچ

چتو مین پہر جائین پر کھٹکا رہے
پہانس رہنے دے جگر مین تیر کھینچ

پھنس گیا ہے زلف مین میرا گلا
اوپنی جانب کو سیر زنجیر کھینچ

اے مصور میرے رنگ زرد سے
اوس پشتی پوشش کی تصویر کھینچ

اے دل اوسکے بام پر چڑہنا محال
بس کمند آہ بے تاثیر کھینچ

وہ عرق افشان ہوا یدن تپ سیر
گرد رو سے روغن اکسیر کھینچ

قوس ابرو کی ہے کیا تسخیر سہل
سیکڑون چلے ابہی اے تیر کھینچ

عشق قد مین بیٹہے کب کی سرکشی
مجھکو سولی پر نہ اے تقدیر کھینچ

اے مصور مجکو ہے شوق طپش
خون بسمل سے مری تصویر کھینچ

پھنس گئے ہین زلف مین بیتاب دل
جال اپنا شغل ماہی گیر کھینچ

بول اٹھے حق حق زبان تیغ بہی
قاتل ایسا نعرۂ تکبیر کھینچ

دہوپ مین کیا ہے بیٹہین ہم اے فلک
سایۂ دیوار عالمگیر کھینچ

عشق قد یار مین آہ اور کر
ایک الف اے کاتب تقدیر کھینچ

قتل کی ساعت ہے تا محشر سعید
دیر کریا تیغ بے تاخیر کھینچ

خاتمہ مجبلی کا کر اے ضبط آہ
سب سے کے سب یہ تقریر زنجیر کھینچ

سلسلہ اوسکے سخن کا ہو کہین
میری سمت اے قوت تقریر کھینچ

کی ترے موئے کمر سے ہمسری — بال کی کھال اسے بت بے پیر کھینچ

اے مصور نقش تنہائی مٹا — رنگ محفل سے مری تصویر کھینچ

اے اجل ظالم کی رسی ٹوٹ جائے — ریسمان عمر چرخ پیر کھینچ

بخت خفتہ جیسا کو مشکل سے ہو کہ اٹھے — اے دل ایسا نالۂ شبگیر کھینچ

کچھ تو چھپا یہ جسم لاغر کہا ہے — اے مصور بال پر تصویر کھینچ

کوئی وحشت میں نہیں ہے دستگیر — آستین اے خار دامنگیر کھینچ

بزم دشمن میں انہیں آتی ہے نیند — تو بھی اے دل نالۂ شبگیر کھینچ

کیا حصار غم کی ہستی اے منیر
نعرۂ یا شاہ خیبر گیر کھینچ

ردیف ح

کوچۂ جانان ہو ارم کی طرح — دخل نہیں ہے مجھے غیر کی طرح

موت کبھی تیغ ستم کی طرح — بخت پھرے چشم صنم کی طرح

صورت شداد ہوں محروم سیر — گھر ہو ترا باغ ارم کی طرح

میکدہ میں جا کے مراد دو آہ — پھیل پڑا ابر کرم کی طرح

ترک وفا کرکے یہ سنگین دلی — توڑتی ہو دل کو قسم کی طرح

خانۂ زنجیر ہے اس درجہ تنگ — جسمیں ہوا رکتی ہے دم کی طرح

دل میں جو آ جائے خوشی ایکبار — قید کروں اسکو بھی غم کی طرح

تیغ نگہ آپ کی ہے کوچہ گرد — پھرتی ہے رگ رگ میں یہ دم کی طرح

ہمسفر اپنا ہو الفت منیر
چھوٹے کبھی نقش قدم کی طرح

کہدی یہ غزل ہمنے منیر ایک گہڑی مین
خامہ کو بدقت ہوئی منظور نظر شاخ

ردیف دال

آبرو دے غم ہو گی خاک مردم کے بعد
روئیگا نصیبون کو کون چشم نم کے بعد

دل ہین منفعل ہو گی اس اسیر غم کے بعد
آئیگا کرم کا وقت جب کبھی ستم کے بعد

بھیڑ وہی اتنی نزع مین مکر لے جان
کام ہمسے پڑنا ہی پھر تجھے عدم کے بعد

کیون خوشی سے ہولے ہین ہم جباکی نا ہند
پانی پانی ہونا ہے شرم ہی درم کے بعد

حجاب ہو کر آپ حشر سے بچیے بر پا
خاک سے سب اٹھین گی پردہ حرم کے بعد

زیست کاٹتے ہین ہم رنج و غم مین مر مر کر
قہر ہے اگر آئے پھر یہی عدم کے بعد

جائے بادۂ عشرت دور خون دلکا ہے
میکدہ مین ہنستے ہین زخم جام جم کے بعد

جان حیرت آگین کو لیکے بنگئی تصویر
سامنے سے نہین ہٹتی موت ہے مردم کے بعد

مطلع ثانی

رنج ہے الم کے بعد قہر ہے ستم کے بعد
ہو خوشی جو غم کے بعد شہد ہجون سم کے بعد

نامہ لکہنے کیون جلنا ہاتھ کسلئے ملنا
سر سے چاہئے چلنا ہم کو قلم کے بعد

دیدہ زخم کاری ہی یا زرشک بہاری ہی
صید دلکی باری ہی آہوے حرم کے بعد

چھوڑ تاج و تخت سبکے عاجزی کی ہو در پہ
ہاتھ آتی ہی یہ شی دولت و حشم کے بعد

سبزہ [illegible] کی چھوڑین رشتہ نظر توڑین
دل کے آبلے پھوڑین اپنی چشم نم کے بعد

درد جو ضد پہ پیچ کو چھوڑ ٹھہرا ہین ہم
کعبہ سر پر اٹھوائین آنکھون کی قسم کے بعد

راہ کوئی جانان کی ہاتھ اگر نہ آجاتی
فصل گل کہان رہتی گلشن ارم کے بعد

بدلے عیش کی آفت نشہ کی عوض وحشت
آئے چلو کی نوبت دور جام جم کے بعد

دل مین زخم ہین کاری عہد سے ہی نا چاری
کیا کرون مین غمخواری کہانیکی قسم کے بعد

دلمیں زخم ہین کاری عہد سی ہی ناچاری — کیا کرون مین غمخواری کہا نیکی قسم کے بعد
باغ عشق کی نکہت کر چکی مری دعوت — قبل گلشن جنت کوچہ صنم کی بعد

ضعف جب سوا ہوگا تن بدن فنا ہوگا
اے منیر کیا ہوگا اور کم کے بعد

مطلب اس داستان سے قاصد — کہہ کچہ اوسکی زبان سے قاصد
سن مری باتین کان سے قاصد — سیکھ چلنا زبان سے قاصد
تم نے نظرون سے کیا اوتار دیا — گر پڑا آسمان سے قاصد
پڑھکے وہ خوش مزاج ہون شاید — خط لکھون زعفران سے قاصد
راستا اوس مسیح کے گہر کا — پوچھے میری جان سے قاصد
اک کبوتر کا پر نہین ملتا — اوڑ گئے کیا جہان سے قاصد
منتظر خاک کوے یار کا ہون — سیر استخوان سے قاصد
ہنسلی سے خط نکال کے لے جان — کھینچ خنجر میان سے قاصد
ہین وہ ہرجائی اون کے گہر کا پتہ — پائے گا کس نشان سے قاصد
بنکے پیک اجل کہ شکل مسیح — آئے گا کس کی شان سے قاصد
اوس کے کوچہ کی پہلے پوچھی راہ — سجدہ کے ہر نشان سے قاصد
پھر پیام جبین عجب نہین — یار کی آستان سے قاصد
تجھکو یارہ نہین ہوا ہلکا — پڑھ کے مجھ ناتوان سے قاصد
تیر مین بندھ کے اون کا خط آیا — جھک کے ملنا کمان سے قاصد

زخم تیر ادا کا کہا کے منیر
آگیا آن بان سے قاصد

جس دن سے اک پری کی ہوئی جستجو مجھے — دیوانہ وار پھرنے لگے چار سو پسند

مجھکو ازل سے ہی نگہ جنگجو پسند — تیغ نگاہ آج ہوئی ہی گلو پسند

بلبل کو پھول پھولون کو ہی رنگ و بو پسند — وہ حق پسند سے جسے ہی ایک تو پسند

تیرے سوا نہین ہی کوئی خوبرو پسند — ہان تجھسی طرحدے ہی تو تری آرزو پسند

کیونکر نہ بعد سال کے ٹھہرے معانقہ — کرلی ہی روز عید نے صبح گلو پسند

منہ پر ادھر ہی پھر وہ پنبہ بگوش ہین — شاید زبان حال سے ہی گفتگو پسند

کانون کو مژدہ آنکھون کو تماشا ہون تہنیت — دل ہی کیا ہی ایک صنم خوش گلو پسند

کیون دوستون کو اپنے گلی کاٹنی پڑے — کیا ہی خدا نہ کردہ وہ خنجر عدو پسند

اوس جانجان کی ہاتھ کو مین تیغ کی گیا — کیون میری جان کو ہی مقام گلو پسند

ہرگز نہ لون بہشت بھی اس جلوہ گہ کی عوض — کرنیلگا ہی سینہ سوزان کو تو پسند

اون کو گلو لگائی ہی رہتی نہین خبر — شاید ہی خواب بخت کو صبح گلو پسند

اے تیر یار سینہ بھی دل بھی جگر بھی ہو — تیر اوس مکان کا ہی کرے جسکو تو پسند

موئے کمر کے دہیان مین دکھا نا ہو ان دلا — آیا تب فراق مین درد گلو پسند

ہم اوس جہان سے بھی نکلینگے کہین — کرتا نہین ہی جس مین ملاقات تو پسند

بخت سیاہ و موئے سفید اب گلو پڑی — مطلوع شام زلف نہ صبح گلو پسند

اک چاک دل کے سیتے ہی دو اور پڑ گئے — دیکھا جب آنکھین پھاڑ کی آیا رفو پسند

زلف سیاہ کیون نہ ہوا اب گلی کا ہار — ہی اس اندہیری رات کو شمع گلو پسند

منہ سے نہ عرض حال ہین ثابت تجلی بات — کرتا شکستہ حالی عاشق جو تو پسند

آخر پھسین گی ایک ہی پھندے مین حسن و عشق — تم کو رگ گلو مجھے طوق گلو پسند

بازار کی مٹھائی یہ قسمت ہی ہو چلی — ہر دل کو کر رہی ہے تری آرزو پسند

سب سے تو ڑا کے کہینچ لے اپنی طرف مجھے — کس کی کمند زلف ہی ایسی گلو پسند

رہتی اسی خرابہ مین دنیا کی ہر بلا — کرتا اگر نہ ٹوٹے ہوئے دل کو تو پسند

کھینچا ہی حسرتون کو شکنجہ مین عشق نے
آتی ہے جیسی ایک بیاض گلو پسند

پھر تیر یار بانسے کہین اور کیا مجال
آئے تو اس چھوڑ یکو میرا لہو پسند

عذر جفا سے اور برا مانتا ہون مین
مجکو تو ہی تمہارے بگڑنیکی خو پسند

نکلے گی اپنے مقتل عشاق سی کہین
آتی اجل کو صحبت تیغ و گلو پسند

خنجر نہ منہ لگائے نہ جا لہو سر چڑھائے
جبتک نہ کرے خاک مین ملنا لہو پسند

دیکھا نہین کسی نے تجھے پھر یہ کیا سبب
آنکھون کو دل کو جان کو ہی تو ہی تو پسند

قسمین ہی کہاتے ہین تو قسمون کی خو نکی
جھوٹی قسم کو ہی نہین میرا لہو پسند

ان روزون مشق ترک علایق سی ہے منیر
مجھکو نہین پسند دل آرزو پسند

کس طرح جائینگے وہ گھڑی دو گھڑی کی بعد
رو کیگی آنسوون کی جھڑی دو گھڑی کی بعد

تڑپا کے جب چلے وہ گھڑی دو گھڑی کی بعد
آتی قیامت اور بڑی دو گھڑی کی بعد

بیٹھے جو تم نہ آدہ گھڑی دو گھڑی کے بعد
اٹھی جگر مین ہوک بڑی دو گھڑی کی بعد

پامال دو گھڑی سی تو ہوتے ہین محو قد
سولی پہر آکے ہو گی گھڑی دو گھڑی کی بعد

کل دو گھڑی تک آنکھین لڑین انکی غیر سے
قسمت پہر اپنی خوب لڑی دو گھڑی کی بعد

تم دو گھڑی کو کہتے ہی جاتے ہو اپنے گھر
آتی ہی روز نحس گھڑی دو گھڑی کی بعد

اک دو گھڑی کو تک اونکی نظر چھڑی رہی
برچھی سی پہر جگر مین گڑی دو گھڑی کے بعد

الجھی رہی وہ وصل مین دو اسی دو گھڑی
پہر ٹوٹی موتیون کی لڑی دو گھڑی کی بعد

کنگھی جو دو گھڑی مین نہ کی میرے گھر تو کیا
مستی کی پہر جمیگی دھڑی دو گھڑی کی بعد

زندان مین دو گھڑی تو دیا طوق زلف نا
پہر جھیلی بیڑیون کی کڑی دو گھڑی کی بعد

گھنٹے سی کم ٹھہر کے وہ فتنہ جو اٹھ گیا
ہل چل جہان بہر مین پڑی دو گھڑی کی بعد

بوسہ تو لینے دو مجھے ہونٹون کو دو گھڑی
ڈھونڈہی دل سی اپنی دھڑی دو گھڑی کی بعد

اُٹھے جو تم بغل سے مری دو گھڑی کیجے
دل پر غضب کی چوٹ پڑی دو گھڑی کے بعد

خلوت میں بل نکلیں ابھی نہیں اُسنے تیوری پر
چتون پھر آکے چھیڑ پڑی دو گھڑی کے بعد

دم بھر میں مجکو یار نے بھیجا سوئے عدم
پھر کیون بچی کرے گی گھڑی دو گھڑی کے بعد

گل ہاتھ پر دیلکے گئے کیون دو گھڑی تک آپ
کیا پھولون کی بنیگی چھڑی دو گھڑی کے بعد

دیتے تم دو گھڑی سے تو عشاق اپنی جان
مرتے اور بھیڑ پڑتی دو گھڑی کے بعد

اللہ رے ضعف مجسے جو لیٹے وہ ای منیر
کہ مری نگاہ پڑی دو گھڑی کے بعد

ردیف ڈال

کھوینگے کب اے صنم تشنۂ مژگان گھمنڈ
کرتی تھے زنار سے میری رگ جان گھمنڈ

جسم پر اے دل نہیں جان کو شایان گھمنڈ
مانگے کی پوشاک پر کرتے ہیں نادان گھمنڈ

چھوڑے نہ درویش ہو دہ شہ خوبان گھمنڈ
مجھ سے یارب رہے دست گریبان گھمنڈ

اوس چمن بزم میں جوشش جنون ہو اگر
خندۂ گل سے کرے چاک گریبان گھمنڈ

حسن جو اپنا دکھائے عشق کی آشفتگی
زلف بتان سے کرے حال پریشان گھمنڈ

وصل نہ رکھیگی موت سانس کا کیا اعتبار
دم کے لئے کیون کرے ربط تن و جان گھمنڈ

دل میں جو حور ہو کیون نہ کرے ای جنون
غرفۂ فردوس سے چاک گریبان گھمنڈ

بوسہ کا کیا ذکر ہے گالیون سے بھی ہے بخل
تجھکو ہے کس بات کا اے لب جانان گھمنڈ

موئے مژہ ہے ترے کس سے مشابہ کہا
آبلون سے کرتے ہیں خار مغیلان گھمنڈ

باغ عدم کا سفر کر پس ترک لباس
نکہت گل کرتی ہے اے تن عریان گھمنڈ

حشر میں بھی ہو سفید نہ فرد عمل یہ محال
کر نہ سیہ کاریون ہے اے شب ہجران گھمنڈ

پائے اگر ابر درد کے دل تنگ مین
بحر کمان سے کرے قطرۂ پیکان گھمنڈ

سبحہ و زنار کی پہونچے نہ تجہ تک کمند
قرب سے تیرے کرے کیون نہ رگ جان گھمنڈ

سالک راہ خدا دونون مین کرے تمیز
عجز ہی خضر طریق غول بیابان گھمنڈ

پیرہن انکسار پہنے اگر مالدار
ہاتھ نہ دوڑا اسکے تا سر دامان گھمنڈ

دون کی لیتا ہی تو رستے زمین پڑ لکی
کرے فلک پر تلاش منزل کیوان گھمنڈ

ربط تری گالون کو ہی نگہ پاک سے
کرتے ہین سادے ورق [illegible] قرآن گھمنڈ

مجہہ سی جدا ہوکے آپ بیٹھے ہو کوچہ گرد
پاک جگر سی جری کرتی ہین گلیان گھمنڈ

ای صنم بد دماغ تو نہ اگر ہو تو ہو
جا ہی ہے جسم مین قالب بیجان گھمنڈ

ہوکے مقرب ترا سب ہوا بد دماغ
ایک سے دیتا نہین لے تہ خوبان گھمنڈ

ذکر خدا کے لئے نیند سے چونکا ری متیمر
کرتے ہین تسبیح پر مرغ سحر خوان گھمنڈ

ردیف ذال

باندھے نہ وہ گلعذار تعویذ
ڈورے ڈالے ہزار تعویذ

کیون پہنے وہ گلعذار تعویذ
ناحق ہے گلے کا ہار تعویذ

کیون کر نہ ہون ہمکنار تعویذ
ہیکل سے ہین رشتہ دار تعویذ

آسیب حیات مرے اترے
دے تجہہ جو مستعار تعویذ

ہفت اختر آسمانی خوبی
ہیکل سے ہین ہین چار تعویذ

پاہون کے تجہہ پہ ہون اسے ترک
نقش سم راہوار تعویذ

نقش قدم حضور پر ہین
سائل خدمت نثار تعویذ

وہ سرو کنارہ کش ہی مجہہ سے
آنکھون لب جوے یار تعویذ

کر بخت سیہ کی خواب بندی
دے دے شب وصل یار تعویذ

وحشت مین ہے خط ارض منظور
لکھ دے اے کلک خار تعویذ

آب باران سے کیا لکھے ہین
رو لواتے ہین زار زار تعویذ

رکھتے ہین بندہ کے گیسو مین
امید کشود کار تعویذ

رکھون جو تہ نگین خاتم
گمنام ہو نامدار تعویذ

اوس ترک کے تیر مین جو باندہون
ہو جاوے اثر شکار تعویذ

ہر خانہ نقش مین اوڑی خاک
لکھوائین جو خاکسار تعویذ

آئی تہی چھڑا اسے قید غم سے
خود بندہ گئی ہوکی خوار تعویذ

کیا پلتے اثر مین آبلے ہین
چلتا نہین اے نگار تعویذ

کچہہ کہول سکے ہی سجا ہین کے خنجر
لکھا کرین بار بار تعویذ

لکھواؤن جو زعفران سے بہی
دل خوش نہ کرین ہزار تعویذ

چوٹی سے گتھے ہوئے ہین شاید
سر چڑھتے ہین بار بار تعویذ

لکھا ہے ہرن کے پوست پر کیا
وحشت ہی سے ہے ہمکنار تعویذ

واعظ کا لکھا ہوا نہین پاک
دہو کر پئین بادہ خوار تعویذ

خون شہدا سے تم جو لکھواؤ
گردن پر ہو سوار تعویذ

ضعف اوسکے نہ دے برنگ تصویر
بازو تھامے ہزار تعویذ

خود نقش فنا ہے تو سراپا
گردن سے منیر اوتار تعویذ

ردیف رے

آنکھون مین جلوہ گر ہے نہ زمین آسمان بہر
دل بہر کے نور سے ہی منور جہان بہر

فارغ کرے عشق تو ہین پہلوان بہر
اک بال باندہے جو ہے ناتوان بہر

اے دل نہ آہ ۔ ر مین ہر ایک آن بھر
ہان ہان ارے فلک کے تلے ہے جہان بھر

اس لباس لوٹ لیا کس کے ضعف نے
محتاج رنگ زرد ہوئی زعفران بھر

باریکیان زمانہ کی تیری کمر مین ہین
اک بال بھر جگہ مین سمایا جہان بھر

تا قبر ساتھ روح کے جسم گلی گیا
پہونچا سکے اس مکین کو دو ڈھکان بھر

اک بار زہر گالیون کا جو کس جا بہین
جا گیر شہد نطق ہوا ان کی زبان بھر

دیر و حرم کو دخل کہان ہے جبین دل
اک سجدہ کی جگہ ہے ترا آستان بھر

سلطان نشہ کا ہے عمل شہر دل مین
اے عشق لوٹ حسن بتان کی دکان بھر

جی مین ہے خوب چو سکے پیکان تیر یار
پر سنہ مین زخم دل کی ہو وسعت دہان بھر

آبادی اسمین آئے نہ ویران کر نکو
کیسی خرابیون سے بسا ہے جہان بھر

بعد فنا جو شرط کرو اختلاط کی
رہ جائین عقل و ہوش نکلجائے جان بھر

قانون کی نواز سشر باطن ہی سا نہیں
ہے ہے پڑ دہ معاش مین ہندوستان بھر

پہلا قدم اٹھاتے ہی بیٹھے تو دل مرا
اک کی تمہارے پاؤن تلے ہے جہان بھر

دل سے جلا وطن نہ ہم کمتر ہو کہین
ناحق خوشی سے گھیر لیا ہے مکان بھر

یاران رفتہ کے مرے سینہ مین داغ ہین
ہو دفن ایک قبر مین یا رب جہان بھر

آواز دی جنون نے جو صحرائے عشق کو
بولو تو راہ مین رہے پوچھ جہان بھر

تہ ہوم دعدون کی بھی جو جا چلی رہے تا
محکم یقین سے شہر بنا ہو گمان بھر

رگ رگ مین کیفیت معنی پاکیزہ کیون نہو
تلمین سے دھو کے ہین استخوان بھر

ترچھی نظر سے چھین لئے بے شمار دل
تم نے تو اک نگاہ مین لوٹا جہان بھر

رہنے دے کچھ تو نالہ عشاق کی جگہ
لے زلف اسقدر نہ حسینون کے کان بھر

سجدون کی ڈاک مین بھی نہ پہنچے یہان تک
ڈھونڈ آئے ہر جبین ترا آستان بھر

خالی وفا سے یار کا دل جس قدر رہے
اتنا ہی زخمون مین نمک کا امتحان بھر

پلکین اوٹھین تو ہوگئین ابرو سی متصل
انسس تیر ہر جگہ ہین ہی وسعت جہان بھر

مغرور ہے نگاہ جو پھسلے نہ گال پہ
اوٹھجاے پانچا کہین کھلجا ہر ان بھر

اندھیر کرکے زلف سی کیون کھولتی ہو منہ
پہچان لے نہ مشعل رخ سی جہان بھر

کس نامراد نے تجھکو ستایا ہے اے جنون
دیوانہ آجتک ہی ترا خاندان بھر

ندی بہا دی خون شہیدان عشق کی
رنگ شفق نہ شیشہ مین اسے آسمان بھر

اچھا سوال حضرت یوسف نہ رد کرو
دید و جو حسن دیتے ہو رہنے دو نشان بھر

پھر اوسکا واسطے دیکھ لو دل جسکی بھیگو
اچکی نگاہ پر مین رکھتا ہون جان بھر

ہندوستان مین جو رہ جاویگے آئے ہم
رطب اللسان ہی شکر خدا سی جہان بھر

مشتاق ہین عروج کی جاتے ہین کانپو
دل اس خیال سے نہین خالی ہی آن بھر

فکر بلند کو جو مین وسعت دون اے منیر
گھیرے مری غزل کو زمین آسمان بھر

مرا دل جلاتے جو کپڑے بدل کر
یہ اسپند لیتا بلائین اوچھل کر

کبھی ہی نگہہ اونکی تیوری بدل کر
اسی تیغ کو مجھ سے صاف اجل کر

وہان جاؤن تو چہرہ پر خاک مل کر
اگر ابر دیکھین نہ آنسو نکل کر

کہون سیر دنیا عدم سے نکل کر
یہ خواب اپنی آنکھون سی دیکھا دون جلکر

دل صاف مین آئے راحت سنبھلکر
گرے ہین یہان زخم خنجر پھسل کر

اٹھا یار پہلو سے تیوری بدل کر
پھر آئی مرے دل سے حسرت نکلکر

لب خشک پر یار سے چشم تر ہین
جہان کہنے ٹھہرے وہین دم نکلکر

پہن کر کفن جاؤن شہر عدم مین
ملون اپنے یارون سی کپڑے بدل کر

نہ پہونچا اثر تک نہ گوش بتان مین
بھٹکتا پھرا منہ سے نالہ نکل کر

ملین کس سے اے انقلاب فلک ہم
ہوا اجنبی سب زمانہ بدل کر

اودہر تو محل مین کوئی بولتا ہے | ادہر چھپا کتابت کلیجہ اوچہل کر
مٹادے نوشتہ کتاب عمل کا | الٹی ورق سے ورق باہم مل کر
نہ جو نیکین سے محشر مین بہی بخت خفتہ | نہ دے چہینٹے خون حسرت دل کر
لحد مین بہی گرد کر نہ چہپا چہٹے گا | اوگل دینگے اکدن یہ اژدر نگل کر
مقدر مرا کج نظر اون کی ترچھی | رہیگا کمان زلف سے بل نکل کر
وہان لیگیا ضعف طفلی سے مجکو | جوانی جہان پہونچی ہوین ہی ڈہل کر
مرا نالہ گرم سرکس سے پہوٹے | بہے موم کی طرح پتہر پگہل کر
گئے قید ہستی سے کنج لحد مین | کنوین مین گرے ہم گڑہے سے نکل کر
ابہی بہیڑ چہٹ جائیگی حسرتون کی | ترا تیر بیٹہے تو دل مین سنبہل کر
نہ ہوتے جو دامان مادر کے طالب | نہ گرتے تہ ناک بچے مچل کر
مزا وصل کا بعد فرقت نہ ہوگا | جوانی کو لیجائیگی رات ڈہل کر
ہر اک نقش پا چشم پرخون بنیگا | نہ پہیرے مری آنکہین تلوونکی مل کر
دل زار کو آبلون نے دبایا | گرا بوجہ سے نخل امید پہل کر
ترے نیزے کے سر چڑہا ہے خوشی سے | قد آدم اپنا کلیجہ اوچہل کر
مجہے جب چہری ذبح کرتا نہ قاتل | اگر باڑہ دیتی نہ دولی اوگل کر
نہ آئی جو بوئے محبت تو جہوٹا | مرے دل کو سونگہو نہ چٹکی مین مل کر
خط شوق کو آگ دیکر وہ بہاگے | کہ آنکہین نہ سینکے مرا نامہ جل کر

منیر اندہون مضطرب یا علی بس
خدا کے لیے مشکل سخت حل کر

پان مسی کے پہرے ہون لبہای یار پر | بوسہ نہ مار بیٹہے شبیخون سنگار پر
آیا جو رنگ باغ شہادت بہار پر | دوڑا مین ننگے پاؤن دم تیغ یار پر

داغ فراق یون ہی دل بیقرار پر / جسطرح جام مے ہو کف رعشہ دار پر

جب تم نہین تو خاک ہی باغ و بہار پر / بجلی گرے کہ اوس پڑے سبزہ زار پر

ایک آدہ بال بیچ دل ہو تو جانیے / یون ہون تمہارے بالش سر مین ہزار پر

بے آبرو ہے دیدۂ گریان کے ساتھ ہی / پھٹکار سی برستی ہے ابر بہار پر

چھینٹے ہی گالیان ہی کدورت ہین دیکھیے / پڑہ پڑہ کے پانی مارتے مشت غبار پر

پاکیزگی موسم گل ہے مقام شکر / پڑہے نماز دامن ابر بہار پر

دیوسیہ کی طرح دباتا ہے خلق کو / کیا جن چڑہا ہے سایۂ دیوار یار پر

تصویر زلف و رخ کے خریدار ہین بہت / چھٹی پڑے گی دفتر لیل و نہار پر

سیہ تمہاری آنکھون مین کرتا ہے قتل عام / ثابت ہے خون زنگی ابلق سوار پر

بدکہہ نہ آفتاب پرستون کو واعظا / انکی نگاہ پڑتی ہے تصویر یار پر

وہ کونسی ادا ہے جو دل کو نہین پسند / صدقے لڑائی پر ہون نثار انکے پیار پر

اللہ رے بعد ذبح شہادت کی تیزیان / اونگلی نہ ٹھہری خون رگ جانکی ہار پر

ترہے نگاہ بخت سیہ جوش اشک سے / بھاری ہے رات آج کی اس بیقرار پر

ہلکا نہ سمجھے مجکو لگا ہون مین عندلیب / اب بھی یہ ناتوان ہی بہاری ہزار پر

پہلے ہی سے جلا کے مجھے خاک کر چکے / کس منہ سے شمع لائین گے میرے مزار پر

ہوتے ہین زخم مرہم زنگار سے ہرے / ٹوٹا ہے آسمان دل بیقرار پر

کچہہ پڑہ کے دیتے ہین مجھو مٹی پہ صبا کی / جادو کی موٹھ چلتی ہے مشت غبار پر

ہے یہ لباس تنگ شکنجہ سے بھی سوا / بار گران ہی رنگ مرے جسم زار پر

بیٹھا نہ کیجے دہوئین سے نہ بھاگا تو دیکھنا / کہلی پڑے گی عابد شب زندہ دار پر

گن گن کے داغ دیتے ہین بہانہ چھوڑ / موقوف یہ حساب ہے روز شمار پر

قایم مزاج پہ ہی نہین صورت شباب / دو دن نقد دل مین حسن کو کس اعتبار پر

نزع مین جھپکین نہ آنکھین دید دلبر دیکھکر ... چشم پوشی کیجیے پر اے مقدر دیکھکر

سدرہ و طوبی کو چھوڑا قد دلبر دیکھکر ... ایک مصرع چن لیا دیوان محشر دیکھکر

آنکھ خورشید قیامت سے نہ جھپکی ایک کی ... کیا اٹھے تھے سنہ تمہارا اہل محشر دیکھکر

خانہ ویرانی کے رہنے کو بتا دے اے فلک ... میرے دل سی بھی سوا ٹوٹا ہوا گھر دیکھکر

آج تو ٹھوکر لگانے سے بھی تمکو بخل ہے ... کیا کروگے کل یہ سر اپنے قدم پر دیکھکر

غیر دن پر تیر نگہ کی شوق سے بوچھار ہو ... پیار دھر بھی اک نظر او بندہ پرور دیکھکر

سامنے میرے کلیم تیرہ روزی کو نہ پھیل ... اے شب مہ پاؤن پھیلا اپنی چادر دیکھکر

نالہ موزون سے سینے کر دیا مطلع دو لخت ... مصرعہ برجستہ تیرا اے ستمگر دیکھکر

نام شمشیر برہنہ سن کے رکھا حسن کا ... تیغ ہنگامہ غضب جامہ سے باہر دیکھکر

سونے دے اے بے نصیبی [illegible] ... بھاگ جائیگا مری صورت مقدر دیکھکر

تیر دل پنہان ہے محبوب ازل روپوش ہے ... اسکا منہ دیکھون ہلال تیغ دلبر دیکھکر

یاد وہ دیدار دیتے ہین وہ اہل ظرف کو ... جیسے بسم ہین مرا پھوٹا مقدر دیکھکر

چاہتے اسکا ادب جو ہی رگ گردن کے پاس ... پاؤن رکھتے کو جگہ شہ رگ مین خنجر دیکھکر

اپنے عکس رخ کو بھی کیا اجنبی سمجھے حضور ... منہ چھپایا اسکو آئینے کے اندر دیکھکر

دیکھنے ہی کی ہین انکی آنکھین بینائی نہین ... ہوش مین جو ہین تمہارا روئی انور دیکھکر

اے نزاکت اب شہیدون کو بھی تجھسے انفعال ... بار اپنے خون کا اس گل کے سر پر دیکھکر

پھر نہ آئین دن مصیبت کے الٰہی خیر ہو ... حشر مین ڈرتا ہون برگشتہ مقدر دیکھکر

سنکے دعوی ضبط کا وہ منہ دکھاتی ہین مگر ... دیکھئے قابو مین دل رہتا ہے کیونکر دیکھکر

وہ اگر رؤیا مین آئے خواب غفلت ہے کہان ... آنکھین کھل جائینگی تیری اے مقدر دیکھکر

سر خیرہ تیرے شہیدان ستم ہون کس طرح ... خود لہو پانی ہوا ہے آب خنجر دیکھکر

آپکے دل تک پہونچیگا ہمارا نالہ اگر ... پھوٹ لینگے اپنی قسمت کو ہی پتھر دیکھکر

اے رگِ جان بھول یادِ جنبشِ مژگانِ یار
نوک کی لیتی ہین تیری نبض نشتر دیکھکر

آپ مین آتے ہین ہم بہی تیری رخصت کیلیے
اے دمِ آخر ہماری راہ دم بہر دیکھکر

میری سعیِ قتل کو جاتی تو ہی تو اے اجل
الاماں کہتی پہری گی اُنکے تیور دیکھکر

حالِ مرغِ نامہ بر کیا اُنسی پوچھون ای منیر
سُرخ آنکھین صورتِ خونِ کبوتر دیکھکر

یا بول بہی سکتے نہین اغیار کے منہ پر
یا ہنستے ہین زخم اُنکی تلوار کے منہ پر

ذرہ ہین غبارِ رہِ دلدار کے منہ پر
افشان ہے نئی رفتہ رفتار کے منہ پر

رکھا ہے جو منہ زخمِ دلِ زار کے منہ پر
پہولی ہے شفق آپ کی تلوار کے منہ پر

اے غیرتِ گل ضعف مین طاقت جو نہوتی
چڑہ سکتی نہ زردی ترے بیمار کے منہ پر

مطلع

کہاتے ہین جو زخم اُنکی تلوار کے منہ پر
سرخی ہے نئی عاشقِ ناچار کے منہ پر

آنکھ اُسکی کچہ اب پڑتی ہے اغیار کے منہ پر
شک ہو تو مین کہدون تری تلوار کے منہ پر

بوچھار ہمین پر جو ہوئی تیرِ نگہ کی
پہٹکار برسنے لگی اغیار کے منہ پر

کیا موتیو نہین آج تلا ہے عرقِ شرم
قطرے لیے ہین آبِ درِ شہوار کے منہ پر

اے شوخ تری حسنِ ملاحت کا ہی صدقہ
کب تہا یہ نمک زخمِ دلِ زار کے منہ پر

عشقِ خطِ نوخیز کا دعوی نہین آسان
کچہ زخم تو ہون نشترِ [illegible] کے منہ پر

آنکھون کے عوض کاش ہون ای حسرتِ دیدار
روزن کسی محبوب کی دیوار کے منہ پر

فرقت مین مرا دل مہِ کامل سی ہو گیا خون
ہے داغِ برص دیدۂ شب تار کے منہ پر

ہر دلق ورع جس سی گلابی ہوئی ساقی
سرخی وہ نہین اب ترے میخوار کے منہ پر

دیوانہ مجہے سایۂ دشمن نے کیا ہے
دم سورۂ جن پہونکتے بیمار کے منہ پر

باطن کی کدورت سی گئی رخ کی صفائی
[illegible] نظر آتے نہین یار کے منہ پر

مرض شوق شہادت کا ہے دشوار علاج
اب شمشیر مین بہکیں گی دوائیں کیونکر

سخت حیرت ہی کہ اس عالم ناپرسا نہیں
مجھکو ہی پوچھتی ہین انکی جفائیں کیونکر

نہ ستم ہین نہ عداوت ہی نہ کینہ نہ غبار
دل مین ہم مردم دنیا کے سمائیں کیونکر

پہلے ہی دب گئے پتھر کے تلے دست طلب
اب جو ہاتھ ہم اب تمسے اٹھائیں کیونکر

نعمتین خاک نشینون ہی کی حصہ مین ہین
جو ہوا پر ہین تری ٹھوکرین کھائیں کیونکر

لیچلے قبر مین عشاق ترا داغ فراق
پھر نہ اب بھی رہین گی یہ سرائیں کیونکر

مے پرستی ہو نہ لان عالم پیری مین کیا
ردائی مین آتش سوز انکو چھپائیں کیونکر

بہ سمجھتی ہین جو نیکو نا غیب کیا ہی مہر
عیب بینی نکو محاسن نظر آئیں کیونکر

پڑیگی آنکھ پھر کس کی ترے حسن نہانی پہ
نہیں ہے فرض گھر مین بیٹھنا اٹھتی جوانی پہ

مروت ہی نہیں ہم ہوئی قاصد سے خط لیکر
چھپا ہے ہو نہ ہو نقصان یہی پیغام زبانی پہ

بگاڑی عاشقوں سے تو نے یاری حضرت سن
کھلے گستے لگے ہین اب حسب اترین ترانی پہ

یہ اگر پھر نہیں جلتے وہ گل دو روز کی ہیمان
وفا ہے ختم پیری پہ جفا بازی جوانی پہ

اجل ہی خوب تھی مٹی تو دی تمنے پس مردن
عبث ہم عمر بھر کہتے تھی خاک اس زندگانی پہ

شکستہ حال ہی ٹوٹی ہین سینہ تا پسلیان تی
زیادہ اس سے کیا پتھر پڑینگی سخت جانی پہ

ہمارے نزع مین بیتا نہیں وہ شوخ دل ہماری
نصیب دشمنان کیا رحم آیا ناتوانی پہ

کبھی پھیری نہ رخ سے دلمین رہ بگکر کہسکتی ہے
کسیکا دانت ہی شاید ہماری خستہ جانی پہ

سرایا زرد ہو ہمین اس گل شاخ کا رنج ہے
بجا ہے ہر خند لیسے لباس زعفرانی پہ

اجل کی آنکھ پڑتی ہے وہ حسرت تکتی ہے
کہان سے آگیا جوبن ہماری ناتوانی پہ

تڑپ سے ہاتھ کی مہندی نظر شاید لگانی تھی
کہ پانی پھر گیا ہے چشم تر کی خونفشانی پہ

اسکی ساتھ آتا جو اسکی ساتھ جاتا ہے
ہمیشہ سی رہے حسن بیوفا عاشق جوانی پہ

منیر آخر بہ بین جنت مین نہرین شہد و شربت کی
ٹپکی رال جو رونکی مری شیرین بیانی پر

شب وصل مین گیسو لٹے نہ اُلجھہ نہ بلاکش زلف دوتا سے بگڑ
کہین خلوتِ خاص مین بڑہ نہ چلین سرِ شام ہی شرم و حیا سے بگڑ

نہ رقیبونکی مکر و دغا سے بگڑ نہ حسینونکی جور و جفا سے بگڑ
جو بگڑ بہی تو اپنی خطا سے بگڑ کہ طبیعت نا شنوا سے بگڑ

نظر آئینگی آئینہ مین بہی وہی تری شکل ہو جیسی بہلی کہ بری
دمِ قہر بگاڑ کے منہ نہ کبہی دلِ روشن اہل صفا سے بگڑ

نہ ستا مجہے ای دلِ ناشنوا کہ مین آپ ہون غرق سیلِ بلا
یہم دہر مین سر جو بہرا ہے ترا تو حباب کی طرح ہوا سے بگڑ

تری ناخنِ تیز کی دیکہ کے ضو مری زخم جگر مین خراش ہین سو
تجہے لاف اگر ہے تو اے مہ نو کسی شوخکی بند قبا سے بگڑ

دمِ رخصتِ حسن ہے پیش نظر مری آہ کو سنکر عتاب نکر
ترے رخ کا فروغ ہے شمع سحر دمِ صبح نہ بادِ صبا سے بگڑ

غم و رنج مین ڈہونڈہ نہ راحتِ دل دمِ عیش صبا کو جان مخل
شب ہجر مین ظلمت گور سے مل شب وصل مین ظلِ ہما سے بگڑ

رخ و زلف کو دیکہ نہ شام و سحر رہ و رسم تجلی غیب سے کر
اگر ایک ہی رنگ ہے مد نظر دو رنگی صبح و مسا سے بگڑ

نہ مقدر بے سروپا سے الجہ نہ طبیعت ناشنوا سے الجہ
کسی شوخ کی زلف رسا سے الجہ جو نہ الجہ تو میری بلا سے بگڑ

متوقع رحمت عام رہے ہم پرستش روز جزا سے بھی
کوئی رنگ امید کرم سے کہو کہ نہ چہرۂ اہل خطا سے بگڑ

نہیں قابل سنگ فقیر کا دل کہ ہے شیشہ سے نازک آبگینہ دل
تو دام میں پھنسا کے منیر کا دل نہ بلاکش بسر و پا سے بگڑ

ردیف زے

تہ آسمان نہ آیا بت بے حجاب ہرگز
گل نیلوفر نے نہ دیکھا نہ یہ آفتاب ہرگز

شب غم میں ہو نہ حاصل مزہ شتاب ہرگز
نظر آئے جاگتے میں نہ جو شبی کا خواب ہرگز

ترے نقش پا کا سکہ جو نہ اسیر زر ہی ہے
کوئی کوڑی کو نہ پوچھے زر آفتاب ہرگز

مجھے فیض بیخودی سے ہے وہاں رسائی او مہ
کہ جہاں تری خبر بھی نہ ہو باریاب ہرگز

سر سبو ساتھ دیتی غم و رنج کا جوانی
تو بہشت میں نہ رہتا ابد الشباب ہرگز

ترے روی جلوہ گر کو جو نہ زلف سے ہو صحبت
تو کبھی سے ہو نہ داغی گل آفتاب ہرگز

کوئی موج خون نہ پہنچی کبھی بڑھ کے تا بدن
پس قتل رنگ لایا نہ کچھ اضطراب ہرگز

ہوئی آشنا بھی عاجز مری بخت آز گونسی
نہ ہوا کسی سے سیدھا قدح حباب ہرگز

مری تیرہ روزیوں کا نکرے اگر تدارک
تو نہ دیکھوں حشر میں بھی رخ آفتاب ہرگز

سے عشق میں نہ پاتے جو سرور جاودانی
مرے خوش لیے ملتی نہ شراب ناب ہرگز

سے نیم خوردہ تیری مجھے بوسہ دینے آئی
ہوئی وعدہ کرکے جھوٹی نہ بھی شراب ہرگز

عرق بدن کی خوشبو جو مدد نہ کرتی اے گل
تو بنا یہ غش کو ڈوبا تا نہ کوئی گلاب ہرگز

ترے گیسوؤں میں پھنسکر جو کھاؤں پیچ نفشانی
سر شام پھر نہ پھولی شفق عتاب ہرگز

جو عرق میں تر نہ دیکھو ترے عارض منور
تو حریص آب شبنم نہ ہو آفتاب ہرگز

دل داغدار عاشق جو وہ نوجوان نہ توڑی
کھلے پھول کو نہ ترسی چمن شباب ہرگز

غم نہین ہیگو نہو تارِ کفن بسمل کے پاس
زخم دہن دار بس ہے خنجر قاتل کے پاس

کیون نہ بیٹھا ایکدم تو کشتۂ بیدل کے پاس
بیقراری کسطرح ٹھیری تری بسمل کے پاس

شوق سے آجائیو اب دستِ حنائی کا خیال
آنکھ اُسکی بند ہے جو آبلہ ہے دل کے پاس

رکھ نہ احسان ای ہوائی نجد ناحق قیس پہ
شرم کا پردہ نہین کیا لیلی محمل کے پاس

مہر تابان سے سوا شمع رخ پر نور سے
اُٹھ گئے پروانے پہنچینگی تری محفل کے پاس

لطف سے خالی نہین امید موہوم وصال
یاس اب آتی نہ میری سعی بیحاصل کے پاس

خون میرا کرکے تمنے سیکڑون کی جان لی
ہای کیا دم توڑتی ہین حسرتین بسمل کے پاس

شکر ہے نالہ نہ ٹہیرا اُس گلیمین کس پہر
پوچھ کر اُسسے جواب آئی لگا سائل کے پاس

باہر آکر بزم عشرت سے تماشا دیکھ لے
رقص بسمل بھی ہے ای قاتل تری محفل کے پاس

اشک چشم بوالہوس سے نکہ چھوٹے دامان یار
خون ناحق کا ہے دریا جوشزن قاتل کے پاس

جب یہان سنگ حوادث کی نہی چوٹین پڑین
رہ سکے درد کہن کسطرح میرے دل کے پاس

چہرے دار ہوا پکے خال سیہ سے سیکڑون
جا نہین تل رکھنے کی باقی ہمارے دل کے پاس

خاکسارونکو ملے کیا کشت حسن یار سے
خاک ہے ہین خوشہ چین خرمن ہر کامل کے پاس

پاسبان ناقہ لیلی نہین کیا آہ قیس
آئیگا جو نکلا ہوا کسطرح محمل کے پاس

نیند کیون شبہاے غم مین میرے گھر آتی نہین
چھاونی چھائی ہے شاید آخری منزل کے پاس

کرتے ہین عوض دیت کے کشتگان ناز کیون
ہے بجز الزام کیا دینے کو اس قاتل کے پاس

کیا ملکدر دل کوئی ڈوبا محیط عشق مین
خاکسی اُڑتی ہے اس دریا ہی کے ساحل کی پاس

آفتاب داغ کا تیر نگہ کو ڈر نہین
آبلہ کا خیمہ ہے اندرون میرے دل کی پاس

یاالٰہی دامن اُسپر تو نہو اغیار کا
میرے کہا نیکی ہین زخم اب خنجر قاتل کے پاس

یا تڑپ کر ہم مرین یا وہ بجھائین لپٹے گھر
یاالٰہی صبر لیسے ہین نہ آئی دل کے پاس

ذبح ہونیکا نہین غم پر ذرا دیکھوا دھر
شہیدی ہی ہوا اتنک لگا آخری بسمل کے پاس

تار خارِ عشق کو تلوے سے کچھ مطلب نہیں
کانٹے جسکو کھٹکتے ہیں وہ آبلے ہیں دل کے پاس

آرزوئیں نزع میں زندہ ہوئی جاتی ہیں کیون
کیا تمہاری چال سے موت آتی ہے بسمل کے پاس

ایک نگاہ ہو بہی تو از دیدہ نگہ کا تب ہو
بہیجے جب پیک کوئی آتا ہے میرے دل کے پاس

مژدہ عمر ابد صفرا ہے تلخ نزع کو
آج پہر قتل ہے بیٹھی چُہری قاتل کے پاس

کار بستہ سے میری منفعل تدبیر ہے
کند ہوتے ہیں ناخن بہی اگر عقدہ مشکل کے پاس

کیون حواس ہوش تکلیف اکر دیتے ہیں منیر
عقل کا کیا کام ہے مجنون لایعقل کے پاس

ردیف شین

جیسے مریض شوقِ شہادت ہیں فرش
شہ رگ کی نبض دیکہتے ہیں نشتر فروش

ان غمزدون سے ہو تو نگو کرین سر فروش
تیر انکو مول لینے لگا دو خنجر فروش

ملجائے ایک جا کوئی تیغ نظر فروش
تلوار مول لینے کو پہرتے ہیں سر فروش

مشکل صدف ہیں اہل سخن ہما سے مذاق
کہاتے ہیں موتیونکو تولے گہر فروش

آئینہ دیکہی چاندنی میں یار قند لب
منہ دہوئے جوئے شیر میں طفل شکر فروش

دانتونکی وصف کر کے رُلاتا ہے وہ حسین
تلتا ہے موتیون میں بیان گہر فروش

خال سیہ کے قبضے میں لبہائے یار ہیں
زنگی کے پاس رہن ہیں لعل شکر فروش

پیدا انشونکو دشمن ایمان سے کام ہے
دجال سے معاملہ رکہتے ہیں خر فروش

مدت سے کوچہ رگِ جان ہے کہلا ہوا
آنکلے اس طرف بہی کوئی نشتر فروش

عدن نذر نقدِ جان میں لیکر شب وصال
دو لڑا تیرے گلی کا ہون دستِ گہر فروش

دامِ فریب نفس میں نادان اسیر ہیں
زنجیرِ سگ میں قید نظر آئے خر فروش

ہو شونکو بستہ تنگ دہانونکو دیتے ہیں
انگشتری میں جڑتے ہیں لعل گہر فروش

لیتے ہین ابروی تہ دست مالدار — ہین مشتری گوہر نایاب زر فروش

قصر سفید یار سے پاتے ہین آبرو — موتی محل بنا ہے دکان گہر فروش

آنکھین نکالی غیر نے بوسہ کیواسطے — کیا کوڑی کوڑی ہو گئی لعل شکر فروش

دیکھی ہین جیسے آنسوونکی آبداریان — میرے گلے کی ہار ہین دست گہر فروش

دستار و تاج کا جسے سودا ہی رات دن — اُس در پہ سر کو بیچتے پہرتے ہین سر فروش

باتون پر اُسکی دہنت ہی شرش کلام کا — جپتے ہین ذکر یار کی سُمرن گہر فروش

شیرین ادا سے دہر طلبگار مال ہین — سبکی گرہ ٹٹولتے ہین نیشکر فروش

باتین چپک کے کرتے ہین پرانکو اُنکے ہونٹھ — کیا کرم شب چراغ ہین لعل گہر فروش

شیرین اداونسے نہ ملا جز جواب تلخ — ہڑتال ہے متاع دکان شکر فروش

اعمال نیک و بد کا سمجھ لے معاوضہ — جنت ہے گلفروش تو دوزخ شرر فروش

آسیب زندگی کوئی قاتل اوتار دے — دینگے ثواب سجدہ شکرانہ سر فروش

شیرین لبون نے انگلیونکی بوسے لئے — پورین تمہاری چوس گئے نیشکر فروش

لبہاے درفشان سے ہین سکتہ مین جوہری — انمول ہین حضور کے لعل گہر فروش

شیرینی سخن نہ ملی بدمذاق کو — حنظل فروش ہونسکا کاشکر فروش

حسد نے سُن لیا مزہ زخم تیغ یار — سینہ کی ڈھال بیچ رہی ہین سپر فروش

تیرے دہان تنگ مین قفل سکوت ہے — اک مہر پر گرو ہوی لعل گہر فروش

جیسے سُنا دماغ کو گہرے غرور کا — مٹی کے مول بیچتے پہرتے ہین عطر فروش

داغونکی بدلے زخمونکی انگور پاس ہین — ان روزون گلفروش ہوی ہین شکر فروش

شیرین مزاج ہوتی ہین آخر ترش مزاج — سرکہ فروش اصل مین ہین نیشکر فروش

اقرار صاف کرکے بہی بوسہ ندی سکے — جہوٹے ہوے حضور کے لعل گہر فروش

قاتل سے لطف داد ستد زخمیونکو ہے — خنجر فروش اُسکے ادا ہم جگر فروش

دیوان قیامت کی یہ ایک ورق مین ہے — لکہتا ہے اُسے جسنے کیا معرکہ آرا خط
ہر نامہ نیسان ہے دُرجِ گہرِ اُلفت — حق یہ ہے منیر اپنی پیاریکا ہے پیارا خط

ردیف ظ

منبر سے گو اُچہلکر تا عرش جائے واعظ — معراج خاکساری پہر بہی نہ پائے واعظ
ہرچند چاہ خم مین سو غوطے کہائے واعظ — پر نشہ کی جو نت ہے اُسکو نہ پائے واعظ
رقص جمل پر اُسکے دیکہو تو کب ہمنے سر ہلایا — بزم غنا مین ہم آکر کیون راگ لائے واعظ
پورے عدد ہوئے ہین جو قصد حج کیا ہے — نو سو سے کچہ اشارا کرتی ہے ظاے واعظ
مستونکا ابند اسے رحمت کے دلمین گہر ہی — اپنے ظلم اپنے سر پر رکہہ تو ہی پائے واعظ
رندان نوجون سے اُسوقت آکر اُلجہے — شیخی کو اپنے گہر مین جب چہوڑ آئے واعظ
یارب بہجوم حسرت اتنا ہو وقت مردن — دنیا سے جانیکا بہی رستہ نہ پائے واعظ
سوزن ریا سے رکہکر کیا کیا جتا رہا ہی — ڈر امتلا کا ہو تو قسمین نکہائے واعظ
مسجد سے اُسکا رتبہ عالی ہوا ہی موذن — بالا سے طاق نسیان خالی ہو جائے واعظ
دل توڑنا سوا ہے باخشت خم کا چہونا — ایک آئینہ کے لئے تو مسجد نڈہائے واعظ

لبریز کی اُسکو ہے ای منیر چاہت
کیا طفل شیرخوارہ ہی پیر راے واعظ

ردیف عین

کیا کرین ترک ملاقات کے عادت ہوئی مانع — اس سے بہی قطع نظر چشم مروت ہوئی مانع
زندگی ہمنے جو چاہی تپ فرقت ہوئی مانع — جان سے ہاتہ اُٹہانیکو شماتت ہوئی مانع
ضیق اوقات مین شرح غم دل نکر سکی ہی — بات کے پہیلنی کو تنگی فرصت ہوئی مانع

پسند نشہ مے کی مصاحبت اگر آئی ۔ حیا ہو بند گئے چشم نیم خواب سے فارغ

منیر اپنی تمنا یہ ہے کہ تا دم مردن
نہون مین وصف جناب ابو تراب سے فارغ

ردیف ف

جو بے زری سے ہوئے ہین سر شراب خوار ہر طرف ۔ وطن کو اپنے چھوڑ کے پھرے خمار ہر طرف
اڑے ہین پرزے جیب کے ہزار بار ہر طرف ۔ مرے جنون کی چاپ چکے ہین اشتہار ہر طرف
وہ شش جہت سے بھی جدا اپنا یگانہ کہین پتا ۔ تلاش کر رہے ہے کیا مرا غبار ہر طرف
نہ کوئی دلربا ملا نہ دل مرا کہین پھنسا ۔ شکار ہو نکو تاکتا پھرا شکار ہر طرف
حسین ظلم کرتے ہین دل حزین کا بس نہین ۔ غضب ہے جبر ایک سمت اختیار ہر طرف
سنی کے عیب جو بتان جتلیو نکو پسند ہین ۔ کہین گل ہین ہنستے ہین ہزارون خار ہر طرف
سواری انکی آئیگی کدہر سے قتل کو کیا ۔ اجل کے ساتھ دوڑتا ہے انتظار ہر طرف
جنون کے تار تار مین نہ آئی روح قیس بہی ۔ ہوا سے لٹنیکو کہڑے ہین نیزہ دار ہر طرف
خزان عشق کا گذر جو ہو ریاض دہر مین ۔ عدم کی راہ پوچھتی پھرے بہار ہر طرف
تہی دستان کے عشق مین رقیب سربلند ہوا ۔ ثمر کے منتظر کھڑے ہین نخل دار ہر طرف
تری شرر کی یاد مین جو رونین جہالی پھوٹ کر ۔ زبان درازیان کرین ہزار خار ہر طرف
جو گلستان سی کا سر ہو مثل خون کوہکن ۔ بڑہائین دامن سوال کوہسار ہر طرف
نظیر داغ عشق حق نہین ہے بزم دہر مین ۔ چراغ لیکے ڈہونڈہی لاکہہ لالہ زار ہر طرف
زمانہ کو نگاہ ہو جو فرق نور و نار کی ۔ ستارون پہ چشمکین کرین شرار ہر طرف
سراغ مرغ دل کوئی بتائے منیر ظلم کو ۔ کہ دوڑتی ہے دیر سے نگاہ یار ہر طرف

مقطع

حضور کو بجھیلا سے تیغ کعبہ سمت خدا ۔ منیر کہتے ہین دعا امیدوار ہر طرف

سواری آئی دہوم سے خوشی ہو رہی ہے یہان
فقیر لوٹتے پہرین زر نثار ہر طرف

ردیف قاف

وہ محوِ شوخی ہے بیتاب عاشق
معشوق بجلی سیماب عاشق

دل غرق خون ہے یا دیدہ مین
شاہین پر ہے سرخاب عاشق

سویا لپٹ کر تا صبح محشر +
تیشہ لب پر تہا خواب عاشق

جلوہ تمہارا تہا طالب دل
نکلا کمان پر بیتاب عاشق

کیا دخل غفلت ہو وصل کی شب
بیدار قسمت بیخواب عاشق -

موزون نکیون ہو قسمت کی گردش
اس بحر پر ہے گرداب عاشق

معشوق اپنا لیکر بغل مین
انکی کمر پر ہے ڈاب عاشق

آنکھین چھپا دن تو بھی نہ آئے
مخمل سے مانگے کمخواب عاشق

محوِ اجل ہے سرمایۂ جان
سب ہے راہزن پر اسباب عاشق

معدوم ہو کر عشق دہن مین
پارے مین ٹہیرا نایاب عاشق

زخم محبت عاشق جگر کا -
زخم جگر پر تیزاب عاشق

قد نخل سیدہ محوِ سجدہ ہے
اس طاق پر ہے محراب عاشق

آنکھون کو جوتین کیا اشک رنگین
ان زخمون پر ہو خوناب عاشق

آنسو روان ہین عشق مژہ مین
ان نشترون پر ہو آب عاشق

ہمسر اگر ہو ہونٹون تیرے
پیجا ہین خون عناب عاشق -

اے ناخن غم چھوڑا رگ جان
کس تار پر ہے مضراب عاشق -

دشمن ہے کسکے بیتابی دل
کانون مین بہر دی سیماب عاشق

بہرِ مدینہ یہ عیش چھوڑا + ہین نورِ حق کے نواب عاشق

دل مین میرا اب آمد ہے غم کی
ویرانہ پر ہے سیلاب عاشق

ردیف کاف

ہاتھ کیا پہونچے گیسوے خمدار تک
دور کھنچنے لگا دامن یار تک

بے نشان ضعف سے ہی تن زار تک
میرے جامہ مین باقی نہین تار تک

نالہ پہونچے جو سروِ قدِ یار تک
غش عصا تھام کر آئے بیمار تک

دم گھٹا آگ کے میرے سیہ خانہ مین
روشنی ڈھونڈھتی ہے شبِ تار تک

سخت جانی سے میری ہی دق نہ تھے
دہنت تک پیا کی غصہ مین تلوار تک

فوج عصیان نے گھیرا ہے ہر سمت سے
توبہ کسطرح پہونچے گنہگار تک

کوے جانان مین جاکر یہ وحشت کہان
ساتھ میرے یہ سودا ہی بازار تک

نشۂ مے کی ہے سفارش مری
اے نگہ شوق سے صورت یار تک

جلوہ کتنا نہین مانتا شرم کا
مجھسے آنکھین لڑاتا ہے دیوار تک

دشت مین بھی مین رسوا ہوا اے جنون
اب اٹھانے لگے انگلیان خار تک

پیچ کیا کرسکے کفر اوس زلف سے
ایک بل کو ترستی ہے زنار تک

اہل عبرت ہی تنتے ہین اس باغ مین
سر جھکاتے ہین نخل ثمردار تک

کیون نہ آنکھین دکھائین مجھے نقش پا
پاؤن پہیلاتی ہے انکی رفتار تک

دور کھینچا ہے اس ماہ نے آپ کو
کسطرح جاے میری خبر یار تک

آتی ہے بوے گل کی قفس مین خبر
ڈاک بیٹھی ہے نالون کی گلزار تک

اسکی افتادگی کی تعظیم کرے
جسکی مٹی کی اٹھتے نہ دیوار تک

دل جو ہوتا حرم کا کبوتر منیر
میری عرضی پہونچ جاتی سرکار تک

ردیف گاف

لائی نہ تمہاری سادگی رنگ
کیا باندھوں باندھتا کوئی رنگ

بدلے کس طرح مفلسی رنگ
چہرے سے ہوا ہے اجنبی رنگ

کیا پیر فلک کو درد سر ہے
اُڑتے ہیں سب کے صندلی رنگ

اُس گل کا پتا ہزار پوچھو
کھلتا نہیں باغ میں کوئی رنگ

بھونرا ہو دل سیاہ دشمن
یا رب جو ہوا اُسکا چمپئی رنگ

یا تھے نہیں جو آپ لیں گلابی
ہو عکس حنا سے قرمزی رنگ

تصویر کھچی جو بیکسی کی
پہلو کرے خوف سے تہی رنگ

مسک ہو جو آپ کا تامدان
نوروز بناے ایک ہی رنگ

رنگت جو بدلتے تو دم غیظ
کرتا مرے منہ سے سرخی رنگ

مہندی مرے خون گرم کی مل
پکے رنگوں میں ہے یہی رنگ

امید اذان صبح مجکو
فرقت کی شب کا سرمئی رنگ

بیمار فراق سرخرو ہے
اُڑتا نہیں ضعف سے کبھی رنگ

ہم مرگئے انکی سادگی پر
ٹھیرے کیا سوگ کا کوئی رنگ

ہے خون سفید ہمدموں کا
بے قرض کھلانے مفلسی رنگ

نیسان سے اگر خدا اٹھائے
اپنا ہو منیر پھر وہی رنگ

ردیف لام

دم بھر کی عید وصل سے کیا غم غلط کرے
برسوں نہیں عیش رفتہ کا ہی سوگوار دل

سیماب ہی کہ شعلہ ہی بسمل ہے یا کہ برق
اللہ کچھ تو ٹھہرے مرا بیقرار دل

خدمت ثواب جانتی ہیں اسکو درد و یاس
کس بزم نامراد کا ہے یادگار دل

نقد شکستہ حالی اہل صفا نپوچھ
ہیں ٹوٹے آئینہ کی بغل میں ہزار دل

کہتا ہے تو کہ میری بلا آئے تیرے گھر
آئے تری بلا تو کرے انتظار دل

اس پر عبث عبث غم دنیا کا دانت ہی
کیا جانتا نہیں کہ ہے کسکا شکار دل

دونوں کو اُسکے حسن نے پہنا دیا ہی منیر
تقصیر دار آنکھ نہ تقصیر دار دل

دل کا صلاح کار ہے سودائی خام دل
کچا سڑی ہوا ہے مدار المہام دل

لکھے دم غضب جو وہ سفاک نام دل
مانند زلف شاہد مردہ ہی لام دل

اسپہ میں لوٹتی ہیں ترا نامہ دیکھکر
شاید خط شکستہ میں لکھا ہی نام دل

رکھنا کمال تنگ ہی دشوار پھینکنا
غفلت میں پھوٹی آنکھ سے بدتر ہی جام دل

دنیا و دین کا خون کیا اسکو توڑ کر
تم سے ہی لینگے دونوں جہان انتقام دل

الٹی ہوئی ہے فاقہ کشی میں شراب عشق
خالی پڑا ہے پھر بھی چھلکتا ہے جام دل

گوش نمک میں خوش ہے بیضہ سحاب
اللہ رے شور نالہ محشر خرام دل

کچھ ظرف ہو تو ضبط کرے راز میکشی
پتھر کی چوٹ کھا کے بھی بولے نہ جام دل

کچھ خوف برق تیغ ستم کا نہیں مگر
پختہ اس آنچ میں نہو سودائی خام دل

سنتے ہی ہیں وسعت مشرب کی ساقیا
دریا بھی کوئی بھر دے تو خالی ہو جام دل

داغوں نے عشق کے نے سند اعتبار دی
کندہ ہوا ہے سیکڑوں مہر نگین نام دل

خالی رہے تو خانۂ مفلس کا طاق ہی
بھر جائے تو فساد کا گھر ہے مقام دل

چھپ جائے مرغ رنگ حنا کا نہ آشیان
رکھتا ہے شوق پنجۂ قاتل حمام دل

ہم مشربونکو فیض نہ کچھ ہمکو فائدہ / گویا کہ دستِ شل کے حوالے ہی جام دل
وہ شاہِ حسن آئے تو خارج ہون خشمگین / خلوت سرا سے خاص ہو دیوان عام دل
چمکی تو ہین وہ پیار سے بوسہ ندین ندین / بیٹھے ہی درد سے کہین شیرین ہو کام دل
ہردم لہو کے گہونٹ نہ پلوائے آسمان / واعظ اگر حرام ہو شرب مدام دل
محروم ہے اسکی دورنگی فروغ سے / خورشیدِ صبح دل نہ کوئی ماہِ شام دل-
بہر جائے اسکے کانومین سیماب جو سنے / تڑپے زبان لائی جو لب تک پیام دل-
جبہہ نگر نے جبر سے اسیرستان دہر / ہوتا اگر بہشت تومین دارالسلام دل
پہونچی کمندِ زلف سے کیونکر وہ ای منیر / تہا عرش کبریا سے بہی اعلیٰ مقام دل-

ردیف میم

گہر بیٹھے دیکھ لینگی پرآئی نظر سے ہم / لے لینگے آج آنکہین تری نامہ بر سے ہم
اس سے سوا ہماری مقدر مین ہی کجی / ڈرتے نہین ہین آپکی ترچھی نظر سے ہم
جی بہر کے برق طور سے آنکہین لڑائینگی / لڑ بہڑ کے سرمہ لینگے تری خاک در سے ہم
قسمت کا منہ کبہی تو سوی یار پہیر دی / اتنی امید رکہتے ہین دوران سر سے ہم
اکثر وہ دیکہتے ہین تماشائے بیخودی / اپنا مزاج پوچہینگے انکی نظر سے ہم
سر کے زمین بہی تو سرکنا محال ہے / بیٹھے ہین شرط بد کے ترے سنگ در سے ہم
صدقہ یہ آنسوونکا ہی وہ خون دلکا فیض / کیا اب بہ رنگ چہینا لین لعل و گہر سے ہم
چپ کر کسیکی دلمین رسائی کی ہی تلاش / پہرتے ہین راہ پوچہتے دیوار و در سے ہم
آزر نے جس سے تجکو تراشا ہی ای صنم / پتہر سے وہ ہی ملے تو بدل لین جگر سے ہم
جلوہ ہزار آپکا شوخی کیا کرے / دیکھینگے آنکہ اٹہا کے نہ چتون کی ڈر سے ہم

میرے رونے سی تمہاری گلی پانی دنی ہوئین
بیڑیان پہنائین کو بہی پر روا اکر یار نے
فصل بارش مین پڑھا ہے آہ سودا ان سی جلوس
تم چہٹی گنگا نہانے کیلیے جاؤ اگر
میکدہ ہی برشگال فقر مین پشت و پناہ
سبزہ پشت لب جو کی ہوئی سادہ منین ہم
آہ میری ساتہ طوفان حوادث مین رہی
ابر کے گل ترپہ چلتے ہر فصل کی پوشاک الگ
بہاگتا ہون میکدہ سی برشگال ہجر مین
مجمع مین بیٹہ کے میلہ ہین گل ہر رنگ کی
بہیکتا ہو بال کہولے کوئی طفل شعلہ رو
تہوڑلیسی آمد مین کم مایہ کو ہوتا ہے غرور
سلطنت کرتے ہین اس خیمہ مین مستان الست
مجلیونکی عکس سی نہر چمن مین لطف ہے
گرگ باران دیدہ ہی درخت مین دیوار و در
دی رہائی روح کو قالب سی تیغ یار نے
سوجہتی ہین موسم باران مین مضمون بلند
مشق گریہ مین کرے جسم گلی کیا سرکشی
آہ کہا کر عقدہ مین مجکو رلاتا ہے برا
خیمہ ابر سپہ کے پاس ہی ہے شفق
ندیان جہیلین شکل آئینہ حجاب غیب سے

خوب بالیدہ ہوئی شاخ زبان برسات مین
پڑ کے سیلین چڑہ گئین تا آسمان برسات مین
اودی مخمل کا ہی نمگیرہ دہوان برسات مین
پاؤن دہو دہو کے پیو آب روان برسات مین
چہاؤنی چہاتا ہی بہٹی کا دہوان برسات مین
بولتا ہی طوطی آب روان برسات مین
بنگیا درویش کی کملی دہوان برسات مین
گر رہی ہین شبنم اور آب روان برسات مین
بنگیا بیمار کا سایہ دہوان برسات مین
کوئی چہتری بنگیا آب روان برسات مین
آتش تر سے نہین اٹہتا دہوان برسات مین
پاؤن پہیلاتا ہی خضر آب روان برسات مین
صاف دل بادل ہی بٹی کا دہوان برسات مین
کامدانی بنگیا آب روان برسات مین
پہاڑ سی کہاتی ہی مجہی تنگی مکان برسات مین
آب آہن سی کٹی قید مکان برسات مین
جہولتی ہی عرش پر تیغ زبان برسات مین
بلبلے کو جہکتے ہین قصر و مکان برسات مین
ڈر ہے بہیکیگا بہت ایجان جان برسات مین
اطلس گلرنگ کا ہی سائبان برسات مین
آئینے سے چہٹ گئی آئینہ دان برسات مین

تیرے گھر اب ٹھہر نہین سکتے — سانس کیطرح ہم اُکھڑتے ہین

بندہ خانہ مین چل خدا کے لئے — مان جا تیرے پاؤن پڑتے ہین

صبحدم گل سے کہتی ہے شبنم — ملکے روتے ہین جب بچھڑتے ہین

نقش پا راہِ عشق مین شہ پڑے — اسلئے ایڑیان رگڑتے ہین

خار مژگان یار کیا نکلین + + — جی مین چبھتے ہین دلمین گڑتے ہین

باتین جاتی ہین ... اپنی + — نغمہ اُس ساز سے بچھڑتے ہین

کنگھی کرتی ہے اُنکے آنکھون سے — شانہ مشاطہ کی اکھڑتے ہین

بدزبانی سنگار ہین کیسی + — آپ بن بن کے کیون بگڑتے ہین

ٹھوکریں کھا اُٹھینگے حشر کے دن — درِ دولت پر آج اڑتے ہین

اے پری حسن کے وصف زیور گوش — کان لعل و گہر بگڑتے ہین

بلبل باغ عشق سے پوچھو — اُس کے بدلی چھری پر پڑتے ہین

بات کس نے بنائی آنکھون سے — تیور ایجان کیون بگڑتے ہین

بلبلو نکاسیوم نہین اے گل — کیون ترے منہ سے پھول جھڑتے ہین

جنگیا رنگ حنا مرقع ہین — اُنکے نقشے کہین بگڑتے ہین

دل ہو کس طرح عشق مین قایم — اس ہوا سے پہاڑ اُکھڑتے ہین

عرش سے ہے دماغ ادوہم اُنکا — ناک جنکے لئے رگڑتے ہین

کہا ہون وہ بوسہ دینے پر راضی — بات بنتی ہے منہ بگڑتے ہین

دل بیتاب کا خدا حافظ — آنکھین لڑتی ہین تیر پڑتے ہین

کیا کرون وصف بادۂ فرقت مین — گھونٹ میرا گلا پکڑتے ہین

نشہ مین پا گئے ہین لطف شباب — چور بہاگا ہوا پکڑتے ہین

مستی ملتے نہین ہین وہ منہ ہین — نیلم انگشتری مین جڑتے ہین

ملین مرقع دنیا مین سب کی تصویرین
تمہارے جیسے کی صورت اس انجمن مین نہین

تمہارے سامنے اک گل مین بو نہین باقی
ہزار ہے آج کہ دی اپنے پیرہن مین نہین

تمہاری بزم مین ساغر بدست ہین میخوار
بغیر پہول کے اک شاخ اس چمن مین نہین

نہین ہے داغ جگر سے کوئی محل خالی
چراغ گور غریبان کس انجمن مین نہین

نگاہ کرتی نہین دوستان رفتہ ادہر
جو نا ڈہونڈہتی ہین ہم کسی کفن مین نہین

صحیح باتین ہین انکار وصل کا ہے غلط
تری نہین مین ہے ہان ہے نہین سخن مین نہین

سبہونکو واسطے اقرار بوسہ ہے لیکن
ہماری کام کی بات اس لب دہن مین نہین

ہمارے دلمین دیا پاؤن آپ کیون آئے
کہوٹ کہ کہیلے پتا بہی اس چمن مین نہین

وہی ہے رونق محفل جو دل سے باہر ہے
وہی ہے خلوت دل جو انجمن مین نہین

داغ غنچہ کی خوشبو گل سے کہتی ہے
مہک ہے جسکی وہی پہول اس چمن مین نہین

بہار تخت جگر بادشاہ کیا جانین
یہ لعل وہ ہے کہ اسکے نورتن مین نہین

کبھی شفق ہوئی جیسے دری صبح رنگونکی
رواج صبح کا شہر یاسمن مین نہین

نہ ڈہونڈہیں زخم محبت کو آپ ظاہر مین
وہ میرے دل مین ہے جو داغ پیرہن مین نہین

عروس گل کی ہوا سے غرض نہین مجھکو
داغ عشق مین وہ بو ہے جو دلہن مین نہین

مری بغل مین ہو پر دونون آنکہین ہین محروم
حیا تمہاری اک راتکی دلہن مین نہین

کسیکی آنکھونکی گردش نظر مین پہرتی ہے
مری پسند کی شوخی کسی ہرن مین نہین

عبث غرور مین ہی خلوتی شب بیدار
وہ شمع رونق محفل کس انجمن مین نہین

سواد شام غریبی مین ہر جگہ ڈہونڈہا
نشان صبح قیامت کی ہی وطن مین نہین

صفائی رنگ کا باعث نظر نہین جمتی
نگاہ کا بہی ٹہکانا ترے بدن مین نہین

نشان بوسہ سے محروم ہین عقیق بتان
سہیل داغ مگر قسمت یمن مین نہین

تمہاری زلف کی گل کہائی کسطرح کوئی
جو چاہتا ہون وہ چہلا کسی شکن مین نہین

کبھی تو ہالۂ آغوش میں آجاتے تھے
پر کبھی یاں نہیں پرواز کی صورت افسوس
عرق شرم سمجھتے ہیں مری آنکھ کو
آبرو تھوڑی سی ہے میری نمایش کو بہت
میرے بستر کی کف دست سلیمان زمین
کوئی دل توڑ کہیں خانہ خرابی ہو میری

گھات میں ماہ جبینوں کی لگا رہتا ہوں
میں قفس میں صفت قبلہ نما رہتا ہوں
پاک گوہر ہوں کہ ہمراہ حیا رہتا ہوں
دانہ سان خاک میں ہر چند ملا رہتا ہوں
صورت مدعی لفظیہ میں پڑا رہتا ہوں
شیشہ و سنگ میں مانند صدا رہتا ہوں

قید ہوا ہوں پہ ستم غفلت جوہر سے منیر
[illegible] دل زنداں میں بھرا رہتا ہوں

جانباز تری عشق میں ہر وقت کڑے ہیں
دانا ہیں تو دیکھی غفلت میں پڑے ہیں
بانکی ہوں کہ کھینچتا ہوں تیغ کرتے نہیں پامال
تلوار جو کھینچی ہے تو اک وار ادھر بھی
آئین کرو تم نہیں [illegible] شب وصل
جو باتیں محل میں ہیں وہ چھپا ان کو نہیں ہمیں
شمشیر و گلو میں نہیں ہوتی ہے صفائی
ایسے مہر جبین [illegible] گیسو کشش
پامال ادا آپ کے ہو گئے پہلے سے
ثابت قدمی دیکھ لی جانبازوں کی اے شمع
خیال رخ قاتل کی محبت نہیں آسان
[illegible] سکتی نہیں [illegible] ہیں اسے سمجھ بیٹھے
سمجھے ہم [illegible] جو [illegible] ہیں گیسوؤں والے

جب غیر و لے بگڑی ہی نصیب انکی لڑے ہیں
چلتی ہوئی تلوار کے سایہ میں کھڑے ہیں
سو بار گرے اور چھری پاؤں پڑے ہیں
انگشت شہادت کی طرح کیسی کھڑے ہیں
وہ ہاتھ ہوں شل جو مری گردن میں پڑے ہیں
پھر الیس دیوار سے کان اپنے کھڑے ہیں
ہم چمن ان دونوں کو سو بار پڑے ہیں
سایہ کی طرح ایک ہی پہلو سے پڑے ہیں
چھاگل لئے کس واسطے سونے کی کھڑے ہیں
سر لوٹتی پھرتے ہیں مگر پاؤں گڑے ہیں
یہ دانہ وہ ہے جس کے لئے کھیت پڑے ہیں
پھر کیوں در دندان تری قیمت میں بڑے ہیں
سر پیچ مری وحشت میں بہت پیچ پڑے ہیں

بے شرم ہین ملتے ہین جنہین دغن قاز آپ
رو رو کے انھین جو کہتے ہین جھلکی کھڑی ہین

وہ مست جو آیا تو بہ ناظرت گلستان
جام گل تر ساغر گردون سے پڑے ہین

قایم بھی روان بھی صفت بنغ چشم
دن رات سفر مین ہون مگر پاؤن گڑے ہین

دل زلف کی تسبیح مین کسکا نہین ملتا
تنا دیکے پہیر مین کیون آپ پڑے ہین

نشہ مین کہی دیدۂ میگون کی جو بہتی +
ساغر تری آنکھونکے عوض مجھسے لڑے ہین

غصہ سی ترے ہوگئی سیدہی مری قسمت
تقدیر کے بل ہین جو تیوری مین پڑے ہین

چو لیتے ہین لبکے مہ رخسار کو ای چرخ
اللہ ہم اتنی قد و قامت مین بڑے ہین

معلوم ہوا ٹھیک نہین خیر و نسے پیدا
کسواسطے لٹکیا ہین تری جھول پڑے ہین

کیون پیاسونسی چپکے پیجلی شربت دیدار
چھتے ہین ڈکانٹے جو زبانونمین پڑے ہین

گہر سے جو نکلتے ہو تو دامن سے خبر دار
گستاخونکی لاشی ابھی کوچہ مین پڑے ہین

اُن مین سی مری حسرت کو دو کوئی مہینا
جس سال کی چاند آپنی ہنسلی مین جڑے ہین

آئے ہو تو لگراتے ہوے جاؤ لحد کو
آرام سی تنگ آئی ہین بیکار پڑے ہین

خیمہ فلک پیر کا آہون سنے اُڑایا
پردے تری غفلت کی اسیطرح پڑے ہین

اس قید مین ضامن ہین فقط حضرت ثامن
کیا غم ہے منیر آپ جو بیمار پڑے ہین

دولت وصل نصیب دل مضطر مین نہین
یہ رقم وہ ہی کہ تقدیر کے دفتر مین نہین

کیا عجب جلوۂ عارض جو مری گہر مین نہین
یہ وہ آئینہ ہی جو بخت سکندر مین نہین

تیرے ہاتھونمین خطا ای صید فگن کیا پہنچی
تیر کا پر کوئی بازوے کبوتر مین نہین

لوٹنے کے لیے اب آتی ہی کیا بربادی
کچھ اداسی کی سوا اور مری گہر مین نہین

تیری تلوار کا پانی ہو کہ ہو آب حیات
یہ خضر کے لیے وہ بخت سکندر مین نہین

اشک ہم مین جو مری دل تو دریا کو پہونچے
وہ شرارہ کسی آتشخانے کے پتھر مین نہین

خط دیا اُس صنم عرش نشین کو کیون کر
موت کو گھر شب غم مین جو دکھا دی میرا
آبرو دارونکو کیا بوسۂ لب ملنے کی امید
جلوۂ بادۂ دیدار کسان ڈہونڈہ مین مست
بحر عالم مین [illegible] سا جو ہرا [illegible] تر
زلف ساقی کی محبت سے جو معمور ہین دل
اصل انسان کی ہی ایک گدا ہو کہ غنی
قابل ذکر جو ہو ماضی و مستقبل مین
چھپ رہین آنکی چالونسے کہان طفل شرر
تن لاغر کو میری ڈہونڈہ کے تھکتے ہین طبیب
خلش نوک مژہ کو رگ جان سے پوچھو
نہین ہوتا کبھی اُس یوسف ثانی کا گذر
تجکو دم دیکے بلا لون کہ اجل کو شب ہجر
زخم شمشیر ستم کی نکلی ہے روتی صورت
سیل جو بہا تہو نکو سنگ در دلدار سے ہے
ذبح کرتے ہی نہ پہر آنکہہ ملاے [illegible]
کسطرح کشتی امید نہو طوفانی + +
دخل بیگانہ ہو کیا [illegible] حیرت مین
اُس پری حسن کو کیا دل کے تڑپنے کی خبر
پہوٹ دلواتی ہے اسد رنجہ [illegible] ہے
شوق جنت مین بہشت پہوٹتے ہین سرراہ

پر جبریل تو بازوے کبوتر مین نہین۔
ہاے اتنی بہی چمک بخت کی اختر مین نہین
ہاے اتنی بہی نما دانۂ گوہر مین نہین۔
دل مینا مین نہین دیدۂ ساغر مین نہین۔
ای حباب اتنی ہوا بہی تو ترے گہر مین نہین
بال بہر جای شکست اب کسی ساغر مین نہین
فرق کچہ بہی لب قطرۂ گوہر مین نہین
اس قدر حال ہمارے تن لاغر مین نہین
گوشۂ امن کہین دامن محشر مین نہین
کیا وہ تاراج کفن مین ہے جو بستر مین نہین
ہاے اس پہانس کی لذت کسی نشتر مین نہین
چشم یعقوب کا جالا تو مرے گہر مین نہین
جان اتنی بہی تو میرے تن لاغر مین نہین
اتنی چہوٹی بہی ہنسی میرے مقدر مین نہین
ربط ایسا کسی عاشق کی تن و سر مین نہین
جوہر چشم مروت ترے خنجر مین نہین
لہر جو آتی ہے دلمین وہ سمندر مین نہین
عکس کی راہ بہی آئینۂ ساغر مین نہین
ای خضر ماہی آب سمندر مین نہین
روز محشر بہی ملاقات تن و سر مین نہین
ان حبابونکا وطن چشمۂ کوثر مین نہین

مانند خواب عیش ہین پیش نظر تو کیا
آنکھون مین گھر کیا ہے مگر دل سے دور ہین

آتا ہے تعزیت کو سیہ پوش ہو کے بخت
ہم سوگوار مرگ نشاط و سرور ہین

کیا وصف گات کے ہون الم نشرح ہاتھ تو
غامض بہت مسائل شرح صدور ہین

افلاس سے ہے مردہ صد سالہ ہر شریف
پیراہنون کے چاک شگاف قبور ہین

سیر کتب مین نور معانی سے کام رکھ
نادان حروف دود چراغ شعور ہین

ممکن نہین کہ شام جوانی کو ہو ثبات
موے سیاہ سایۂ بال طیور ہین

آغاز زندگی ہے کہ روز الست سے
کہتے تو لب سے ہیں بغل مین حضور ہین

شہرت انہین سے باقی ہے اے شوخ تیری چال
نالے ہمارے رہبر شور نشور ہین

اگر ہے شو بچو کی صدا پوچھتی ہے حال
نزدیک دور باش ترے ہین جو دور ہین

کیون صبح مدعا سے عیان خط یار سے
کیا شرق روز نامچہ بین السطور ہین

اورون سے بڑھ کہین نکیرین قبر مین
ہم تیرہ بخت سرمۂ آواز صور ہین

تکرار کو نہین ہے تجلی کیو اسطے
پروانے پھر بھی منتظر شمع طور ہین

زاہد نہ عاصیون کی طرف چشم کم سے دیکھ
ہم لوگ خاص بندۂ رب غفور ہین

جو بد نصیب راندۂ درگاہ عجز تھے
وہ آج کل مصاحب خاص حضور ہین

لے بیٹھے دین و دل یہ بتون کی مجال تھی
اللہ اب کھلا کہ جو کچھ ہے حضور ہین

منصوص ہے جو نور سموات و ارض کا
لاریب وہ منیر وہی چودہ نور ہین

کیا لکھنو سے کام جناب منیر کو
زنار بند زلف بت رام پور ہین

صنعت آل تیرے جلوے کا نگہبان ہو نہین
جسمین یوسف ہین مقید وہی زندان ہو نہین

بیٹھے جی ہی کہ آشفتہ و حیران ہو نہین
دیدۂ قبر مین بھی خواب پریشان ہو نہین

ابتو چھپو نہی سے کم لے گردش دوران ہو نہین
کیا کہون خال کف دست سلیمان ہو نہین

کیا کرون جامہ دری بے سر و سامان ہون مین
شرم آتی تو کہان سر بگریبان ہون مین

گوش جان مین یہ لب گور سے آتی ہے صدا
جسمین سب بستے ہین وہ خانہ ویران ہون مین

کیون نہو عقل میری بیخودی پر قربان
جسنے پہچان لیا وہ نادان ہون مین

کہولی آغوش رہون شوق جنون یہ ہے تن
کاش سر تا بقدم چاک گریبان ہون مین

ایکدم ہنسکے پشیمانی اوٹھائی ہے یون
جو رہا دانت تلے وہ لب خندان ہون مین

موت دیتی ہے یہ مژدہ تیری بیمارون کو
نادر جان جہان را ہے سر جان ہون مین

گھر ڈبو ہمکو بنا خوش خبری سر تا پا
اپنے کشتی کے لئے مژدہ طوفان ہون مین

حسرتین میری نکلتی ہے نکل جائینگے
نگہ آخری اے دیدہ حیران ہون مین

سیر غربت صفت نکہت گل کرتا ہون مین
پیرہن جسکا وطن سے وہ عریان ہون مین

ہر گھڑی تمکو جو منظور ہے میری ہی شکست
عہد الفت مین تمہارا کوئی پیمان ہون مین

یہی کہتا ہے نکل کر نفس باز پسین
خضر قافلہ حسرت و ارمان ہون مین

ٹہوکرین کہا کے بھی کیون جی نہین بہرتا میرا
نقش پا ہون کہ کوئی گوشہ دامان ہون مین

کوئی دم بہر کی خوشی اسکے سر و بران کو
مدتون سے وطن حسرت و حرمان ہون مین

روح میری یہ لیے آئیگی کہان سے دم حشر
جا لگا عالم سے جفا جسکے وہ بیجان ہون مین

کیون ڈراتا ہے مجھے قبر کی وحشت سے منیر
اری نادان غلام شہ مردان ہون مین

دم گلگشت ہی پہر سے اگر ساقی پیالہ
برنگ خون فاسد جوش کہاے رنگ آہن مین

نشان مرگ اندہیری کا بسرا ہے اجالے مین
کفن کافور گور ہین شب فن ہے کالے مین

تجلی جلوہ بت کا ہے کس اندہیرے والے مین
کسے وہ موہنی صورت وہ کہان داس شوالے مین

چمک بجلی کی کیون پیدا ہوئی میری نالے مین
دل بیتاب ہے مچہلی کے بدلے کس بالے مین

کر جلوہ مستانہ آیا دے لگے چہالے مین
شراب عشق دی ساقی نے بڑو ٹے پیالے مین

خیال یار ہے آغوش حسرت مین نظر آیا
رہا خالی کا چاند ایدل ہمیشہ اپنے ہالے مین

پس مردن بھی مجھکو منہ لگائی کون اپنے سے
شکست دل بہری ہے میری ساقی کے پیالے مین

عبث دو ایک خوش پوشاکون پر غرہ دنیا سے
رہیگی فرد دفتر مین نہ روح ایکدن دو شالے مین

وہ آنکھین فاقہ مستی مین بھی ہونگی محو استغنا
بہری ہی سیر چشمی جنکی ہر خالی پیالے مین

تمہارے ہاتھ ہو نہین ساغر ہے تم حلقہ مین مستون کے
طلسم نشہ ہے ہین چاند سورج ایک ہالے مین

رسائی چاہتے ہین بت اگر بام محبت تک
کمند زلف کا باندہین سرا عاشق کے نالے مین

بہارستان نہ سمجھین عندلیبین نسخۂ گل کو
خزان ہے پہلی فصل ان غنچہ دہنون کے سالے مین

تیری ہم مشیر ہو نہین ہم غریق بحر فانی ہین
شریک اکدن تو کرلے ای حباب اپنے پیالے مین

ہمارے روح کو پہانسی ہو اوسکے تار کا پہندا
نہان تہا شاہد عرش جس کے گلے کی جالے مین

نجات اک شب کہا نکو بھی ہے دل نہ نکلے
قرا کیا کر اہین ہو جو شب کے نوالے مین

نہ ہوگا آبرو دل کبھی سیر اہل ہمت کا
جگہہ اک بوند کی باقی رہیگی ہے پیالے مین

عجب ہے صحبت پیری کو وسمے کی سیاہی کا
اندہیرا چہپکے کیونکر آگیا اپنے اوجالے مین

پناہ لے آتش غم تیری ہاتھ سے نہین ممکن
کلیجا ہوکے پانی جا چہپا ہے دل کے چہالے مین

فغان عاشقان یکسان نہ سمجھو سر پہ پہنچی دیکھو
لہو کی ندیان لہرا رہی ہین کسکے نالے مین

چہرا کر زخم دلسے ہمنے جس پیاسے کو پینا تہا
خدا کی شان سنکر داغ بیٹہا ہے دو شالے مین

تمہارے گیسوؤنکو دیکھا آنکھین بہر آئی مین
دیا ہے شاید آب اشک اس سنبل کے بالے مین

عبث ہے ہمسری کالا فیری تیرہ روزی سے
اندہیری کو کیئے دعوی کرے آکر اوجالے مین

دلیری پست قدرونکی فقیری جنگ غزنی کی
شجاعت شیر قالی مین ہے جست گربہ کے چالے مین

گذشتہ عیش کی مجموعۂ عالم مین تقلیبین ہین
پرانی شال کا شاید کہ ہے پیوند اسی دو شالے مین

شکستہ دل ہون اسیر اہل دنیا کہا آنچ ہین مین
نظر آتا نہین جنکی کا بال انکو نوالے مین

بت کشمیر کو جا ڈر نہین ہے ساتھ سکواے
لگا دی کوئی حسن عشق کا جوڑا دو شالے مین

شان و شوکت ہی مین ہمتیل سمجھا نہ منیر
شاعری مین ہی کوئی ہمسر نواب نہین

کیفیت انکلی سی یاران کہن مین کیون نہین
ہین ہی سب دست پر لطف انجمن مین کیون نہین

نکلی باتین یاد اون نگاہ پن مین کیون نہین
آج بوئے آشنائی پیرہن مین کیون نہین

تذکرہ اونکا حسن زلف پر شکن مین کیون نہین
دہوپ کی تیزی کم اس سج بن مین کیون نہین

لطف یارب صحبت انجمن مین کیون نہین
گرمی محفل مری دل کی جلن مین کیون نہین

پہر گئی شاید نگاہ لطف مجہ سے ثبت مرح
جو دیا تہا تمنے وہ داغ کفن مین کیون نہین

فرط حیرت سی تو آئینہ ہون پر اک شمع حسن
ایکصورت آشنا اس انجمن مین کیون نہین

کسلئے اونکو پسند آنے لگی بوئے کباب
ہائے انکا سا مزا دل کی جلن مین کیون نہین

اوسکے دیوان صباحت کی ہی یہی انتقال سنی
اک ورق ایسا بیاض یاسمن مین کیون نہین

کس لئے ہی آبرو الوںکا دشمن داغ عشق
آشنا شبنم سے سورج اس چمن مین کیون نہین

عشق شیرین کا اثر ایسا کیا کچہ بہی نہ تہا
ذائقہ شربت کا خون کوہکن مین کیون نہین

سر کے بالو نہین یہی ہے سر کی چہپا کی جگہ
چاند سورج دونون بے رونق گہن مین کیون نہین

کچہہ نشانی تہی ضرور اوس گلبدن کے بعد مرگ
ریشمی پیوند عاشق کی کفن مین کیون نہین

کر لیا ہے وصل مین کیا شرم بیحجابی ہی ہم
بیحجابی کی جگہ دولہ دولہن مین کیون نہین

بعد مردن کس سے پردہ ہی تبا ای تیغ یاس
لو مری خون تمنا کے کفن مین کیون نہین

آمد خط ہی مین شاید کم ہوئی قدر جمال
آفتاب حسن کی پوچہا گہن مین کیون نہین

غیر سے دامن چہڑا کر یار آیا کس طرح
جوڑ بے میل آج اوسکی پیرہن مین کیون نہین

کان تک پہونچی فغان غیر ای گل کس طرح
غل مچانیکو کوئی بیتا چمن مین کیون نہین

کیا سبب ضعفی کو چہوڑا تو نے ای نازک بدن
آج ہلکے رنگ کی تہہ پیرہن مین کیون نہین

دیکہکر بیکار سبکو اے فلک حیران ہون
کام کے ہاتہ اندنون اعضائے تن مین کیون نہین

یاالٰہی کونسے لاغر کا پر چہاوان پڑا
سکے پہرتی آج اوس نازک بدن مین کیون نہین

اے نزاکت غیر کا دل توڑنا ہے کیا محال
اتنی طاقت غمزۂ خاطر شکن مین کیون نہین

کیا ہوا جو قبر مین ہو دل وہ چشم سرمگین
اوسکی تیوری کی گرہ بند کفن مین کیون نہین

کس لئے آوارہ ہوتے ہین نکہتی ہی حسین
جو کہلے تہے پہول کل آج اس چمن مین کیون نہین

ہاتہہ ہی ایسے نہین جو ڈہونڈ کر پیدا کرین
ورنہ پہونچیگی کمر اونکے بدن مین کیون نہین

کیا سبب جاتے ہین سب بیٹہے ہوے سوے عدم
پاؤن کہینچنے کی جگہہ اوس وطن مین کیون نہین

چوسکر کس نے لب شیرین کو پہیکا کردیا
کہتی وہ پہلی حلاوت اب سخن مین کیون نہین

بس کیا کس کافر گستاخ نے ای حور وش
بوی جنت اندنون سیب ذقن مین کیون نہین

آنکہہ مین شوخی نہ غصہ مین ہو کچہہ خیر ہے
یہ چہلاوا شیر مین ہے پیرہن مین کیون نہین

دامن عشاق ہے مین لخت دل ہین کس لئے
ایسے ٹکڑے شیخ کی دلق کہن مین کیون نہین

شرم کی دیوار شاید کہینچ دی ہے روبرو
دخل نظارہ کو اونکی انجمن مین کیون نہین

پہنسکے زلفون مین ہوا ہون کج یہ حیرت ہے مجہے
میل میری خو کا مشک ختن مین کیون نہین

اونگلیان مجہپر اوٹہا کر طعنہ زن ہین یہ مجہے
ایسی ہون انگشت حیرت دہن مین کیون نہین

جانکی صورت تو ہی ساری بدن مین تو مگر
بو تیری نکہت کی پیراہن مین کیون نہین

بوسہ دینے کا کیا دشمن سے وعدہ کس لئے
تیرے دل مین جتنی تنگی ہے دہن مین کیون نہین

شاعرونکو جیس ڈالا سنگ غم سے کیا منیر
استخوان ریزہ کوئی مغز سخن مین کیون نہین

کوئی دیتا ہے راہ جنہین حسرت سے چلتے ہین
نہ ہین شہیدان اسیری مسک ہاتہ ملتے ہین

ہے افتادگی مین کوچہ گردی کی نکلتے ہین
پڑا ہی پاؤن تمہ ہم ٹہوکرین کہا کہا کے چلتے ہین

نظر دریا دلونکو کب ہے بازاری حسینون کی
اونہین قطرہ سمجہتے گوہر جو بستے ہین

مجہیم نزع مین روح رواں مجہسے کہتی ہے
ذرا سی سانس دم لے کہ ہم بہی ساتہ چلتے ہین

اجل کہ شوخ چشموں کی تمنا جسے بڑھ کر ہے
شکار شیر ہونیکو غزال دشت پلتے ہین

نہ سمجھے بے حقیقت گرمی عشق مجازی کو
یہی وہ شرر ہے سانون جہنم جس سے جلتے ہین

تمہاری گفتگو کی نقل کرلے کوئی کیا معنے
لب تقریر چکنی چکنی باتون پر پھسلتے ہین

برابر ہین گئے اعلے سے ادنے وحشت و حشمت مین
سہارے سے چھپائے پاؤنکو ٹوپی بدلتے ہین

کبھی کیہ نکر نمائگی چال اونکی میری قسمت سے
کمر کو ملتے ہین جو گیسو سے بل نکلتے ہین

جو مین اوس عہد مین ہوتا تو آزر کو یہ سمجھاتا
اونہین کے بت بنا جو آہ سے پتھر پگھلتے ہین

یہ بیٹھین حضرت معجز کی آگے نظم کین دم مین
منیر اب طرح پڑھنے کو اونہین کے ساتھ چلتے ہین

یہ نہین ممکن وہ غیرون پر خفا ہو مین نہون
جس جگہہ مین اسقدر لڑتا ہو مین نہون

ہائے تیرے دل مین پر اتنا بھرا ہو مین نہون
میری ہی دعوت کی جس گھر مین ٹھٹھا ہو مین نہون

کیا غضب ہے ناتوانی میری جا ہو مین نہون
میری قسمت مین مرا ہونا لکھا ہو مین نہون

شکوہ بیخوابی شب سنکے کہتا ہے وہ شوخ
کیون جی یون گھر مین تمہارے جاگتا ہو مین نہون

مونہہ لگانے سے میرے انکار ہے لیکن یہ کیا
لب بلب ہر وقت میرا ذکر ہو مین نہون

تم جو کہتے ہو کہ نقصون مین پھنسے تیری بلا
سرفراز اس پیچ مین میری بلا ہو مین نہون

وقت بد مین ساتھ چھوڑ وانی یکسون نے بھی
بخت برگشتہ اکیلا سو رہا ہو مین نہون

وہ شہ خوبان جو ملنے آئے تجھہ در پیش ہے
طالعے اے ناتوانی لو رہا ہو مین نہون

کیا غضب ہے دام الفت سے نہ نفرت ہو مجھکو
زلف کی پھانسی سے میرا دم خفا ہو مین نہون

سب کے کشتے ملاف رکھون و فرقت مین مرا
دت ... ب یہ بد مزا تجھہ ہوا ہو مین نہون

کیا برائی کی اگر تشبیہ خون دل سے دی
لال اتنی بات پر رنگ حنا ہو مین نہون

میری غیبت مین میرا بدلا عدو سے لین مگر
یا کہ سر پر غیر کے تیغ قضا ہو مین نہون

مجھکو باتین کرنی بھی ہو شناوری ناکے
نالہ میرا اندن گوش آشنا ہو مین نہون

یاد کوئی یار سے رو کون تو یون کہتا ہے دل
آنکھون پر بند ہستی سے ہے ٹی اسلیے ہنگامِ قتل
زخمین منہ پہ کھول کر مجکو نکلوائی ہو کیون
اے نزاکت کیون نہ شکوہ پہلوئی کا کرون
سب سے پہلے زہر میرے حصہ مین ہو واہ واہ
دیکھنا محروم رہجاؤن نہ شوقِ وصال
ہون وہ مین پر ناتوانی کو یہی منظور ہے
غیر اس بیگانہ واری پر ہے حاضر مدام
کیا میری افتادگی اس سے بھی کم ہے اے فلک
چھوڑ دون تنہا اوسے خلوت مین جا کے خوف ہے
مٹ گئے پر بھی مٹاتا ہے میرا بد نظر
جذب تیرا اب تجھے معلوم ہوگا شوقِ وصل
واہ ری قسمت تجھے صیدِ زبون سمجھے وہ شوخ
عین کثرت مین بھی مجھ پہ بیخودی طاری رہی
مر ہی جاؤن غیر کو تاکے نگاہِ پاک اگر
ہے غلط ہستی تو میرا ہی نہین کچھ اعتبار
جب تجلوہ عام ہو تب تک چھپون کیون آنکھ اہل
غنچہ دل کھل اٹھا بے سبب کلیونکے ساتھ
جو نگاہِ قہر سے بچ جائے میری جان جائے
نفی کردون اپنی ہستی زلف و قدِ عشق مین
پیچپال البتہ ہی استغنا تجھے درکار ہے

طایر تصویر تک قبلہ نما ہو مین نہون
تاکہ چشمِ زخم تک محوِ لقا ہو مین نہون
بادہ ہو خلوت ہو ایسا چلتا ہو مین نہون
تنگ ورزش کی تعلی سے قبا ہو مین نہون
جب شرابِ وصل پاتو دوسرا ہو مین نہون
شرم کے لبس مین بت نا آشنا ہو مین نہون
محفلِ جانان مین خالی میری جا ہو مین نہون
واے قسمت تیرے دلمین گھر ہوا ہو مین نہون
یار کے دروازے پر پردا پڑا ہو مین نہون
ہو کے عالم مین فقط وہ خود نما ہو مین نہون
کیا تعجب ہے کہ جب روزِ جزا ہو مین نہون
جب میرے جامہ مین وہ گلگون قبا ہو مین نہون
زاغِ شب تک وہ الم گیسو مین پہنا ہو مین نہون
واے محرومی کہ جب وہ جا بجا ہو مین نہون
جب تمہارے تیر سے سرزد خطا ہو مین نہون
حرفِ باطل میری قسمت کا لکھا ہو مین نہون
جس جگہ مین وہ عالمِ آشنا ہو مین نہون
تنگ مجھ سے خود ترا ہیر پانچا ہو مین نہون
تیر اونکا جس نشانہ سے خطا ہو مین نہون
کاف و نون کے قید مین اک حرف لا ہو مین نہون
میرے بدلے اک دلِ بیمدعا ہو مین نہون

دور رکھنا مجھکو بیدردونکی بزم عیش سے
کشور وحشت مین گم شکر کیون ہون بہتر یہ ہے
بیخودی مین ذبح کرنے سے یہ ہی اونکی غرض
شکوہ اونکے منہ سے سنکر کہتی ہی پوچھے جاہ
اوسکی کوچہ کو نہ کیونکر جاؤن اے آگاہ بیدلی
جسم کے ہمراہ تربت مین نجاؤن اے کریم
عشق سے باندہا ہی ہماری تیرہ روزی نے ہی
کیا جیون کہا کرو ہان ارزان جہان ہو عشق کر
پہر رقیب کو دل سے کیا ادا ہو صبح
اجنبی ہی مجھسے کیون چشم سخن گو کی نگاہ
اہی اجل دعوت شکست دل کی کرنے دے مجھے
زہر کہایا ہی مجہی پر تونے کیون اے رنگ زرد
میری تربت پر عرق آتا ہی اونکو شرم سے
قبر یارون ہی کا رستہا روکے لے شوق طلب
سیل گریہ کی ندیکہون پہر کیون اے بیخودی
خضر سے ہی یہ سخن اونکے لب جان بخش کا
کیا مزا ہو ہاتہ مین لیکر چراغ برق طور
لے شہادت پیر بیٹے جی [illegible]
ماسوا کے قید مین پہر مجھکو رکھنا کیا ضرور
یا الٰہی آپ آہن مین رہون ہاتہ موج
دیکہا دی ناتوانی ڈہونڈہتی ہی سکوت

درد دلکی جس جگہہ یارب دوا ہوں میں نہوں
جانشین قیس میرا نقش پا ہوں میں نہوں
ہمدم تیغ ادا میرا گلا ہوں میں نہوں
ہای میری ہی جگہہ میرا گلا ہوں میں نہوں
منتظر میری جہان نشو و نما ہوں میں نہوں
رہن جس دکان میں میری قبا ہوں میں نہوں
سایہ افگن جسجگہ بال ہما ہوں میں نہوں
رنج و غم کا قحط جس جا اے خدا ہوں میں نہوں
جب گداو رہیت اندہا آشنا ہوں میں نہوں
اس خبر کے تار مین عالم بندہا ہوں میں نہوں
میری ہی خاطر یہ درد لا دوا ہوں میں نہوں
زخم دل تک موسم گل میں ہرا ہوں میں نہوں
ہای جب مٹی سے ہو ل آب بقا ہوں میں نہوں
راہ مین شب باش جب قافلا ہوں میں نہوں
میری گھر خانہ خرابی کی بنا ہوں میں نہوں
کیون مسیحا تو نصارا کا خدا ہوں میں نہوں
اونکا جلوہ مجکو گھر ڈہونڈہتا ہوں میں نہوں
ہای جب تیغ و گلو میں فیصلا ہوں میں نہوں
تو اکیلا دونو عالم سے جدا ہوں میں نہوں
سر میرا شمشیر قاتل سے جدا ہوں میں نہوں
کوی بدنامی میں جو کہو یا گیا ہوں میں نہوں

اوس سی قند کا نہوگا وصل سے آقند دوتا — بہہ الف کہتا ہی جسم جا حرف لا ہو مین نہون
غیر کو عہدہ سفارت کا بندی ای شوخ شکل — درمیان خنجر و گردن قضا ہو مین نہون
یہ تمنا ہی کہ اس شرک خفی سے ہو نجات — ای انانیت تیرے دل مین خدا ہو مین نہون
اپنی مونہہ سے قتل کا دعوی کیا تو لطف کیا — بات یہ ہی خون میرا بولتا ہو مین نہون
سلسلے مین خاکساری کی یہ کیا اندھیر ہے — صاحب سجادہ نقش بوریا ہو مین نہون
یار میری بیکسی کی خود پسندی دیکہنا — کہہ رہی ہی جب کوئی تیرے سوا ہو مین نہون

تیرے شعر آئینہ رو پڑہتے ہون آپ کہہ منیر
حیف ہی میرا ہی طوطی بولتا ہو مین نہون

حباب سی ہو جو بزم حضور مین گردون — مدام رقص کرے اس سرور مین گردون
نہ پہونچے کوئی بت پر غرور مین گردون — پہرے جو عمر بہر اس اہ دور مین گردون
بلند ہو جو ترا دست ظلم اے سفاک — نہان ہو ڈرکے دل ناصبور مین گردون
دکہاؤن جلوہ گہ یار کی کسے وسعت — نہان ہی ہر شرر سنگ طور مین گردون
کہے نہ رخ سے تیرے آفتاب کو ہمسر — تمیز رکہے اگر نار و نور مین گردون
جو وہ کہین کہ ہم آئینگے بعد مر سونکے — نہ رکہے ربط سے بیش نشور مین گردون
گناہگار ونکو سن کے مستحق کرم — ہوا شریک ہماری قصور مین گردون
نہ لا سکا میری فریاد کا جواب اب تک — پہر التمص آواز صور مین گردون
تمہارے غمزہ کا شاگرد چال کا پیرو — زمانہ فتنہ گری مین فتور مین گردون
کسیکی زلف کا سودا دماغ عقل مین ہے — دہوان نہ سمجہے چراغ شعور مین گردون
بتونکے عشق مین سر پہوڑون یا کٹاؤن — خلل کری نہ ضروری امور مین گردون
گدا و شہ مین یہان اپنے اپنے حال مین مست — زمین عجز مین خوش ہی غرور مین گردون
بلا سے خاک مین ملجاؤن یا ہون سر گردان — کمی کرے نہ ستم کے وفور مین گردون

پس فنا جو کردن قصد بادہ نوشی کا
ملاے زہر شراب طہور مین گردون

برائے فاتحہ جنت سے قبر پر اگر آئے
برنگ آبلہ ہو پائے حور مین گردون

ہین اوسکے بزم مین حاضر ہون فضل خاص سے
نہ آئ رعب سے جسکے حضور مین گردون

جو چاہتا ہے کرے بوسہ درِ دولت
نکہاے منہ کی کہین اس غرور مین گردون

محیط صورت و معنی ہے ہمت نواب
حقا مین عرش معظم ظہور مین گردون

اگر تجلی خورشید نفس پا د سکے
زمین بنکے رہے پرا سپور مین گردون

جو اوسکے مطبخ احسان مین بار پا جائے
برنگ نان ہے آدے تنور مین گردون

منیر ہے جو غضب کم حضور گہیرا ہے
ستاتا ہے کوچہ مین اسطور مین گردون

پہیلا سکے جو آہ رسا کی حضور پاؤن
رکہے نہ پہونک پہونک کے محشر مین صور پاؤن

جمتے جو اوسکے جلوہ رخ کی حضور پاؤن
اتنک نکالتے تری اے برق طور پاؤن

رکہینگی کیسکے بزم مین اے رشک حور پاؤن
کوثر مین دہو رہی ہے شراب طہور پاؤن

پای ہین تو نے سجدہ گہ نار و نور پاؤن
پریان تو کیا بلا ہین پڑے آگی طور پاؤن

اے عجز جب سے خاک مین پامال ہو گئے
رکہتا نہین زمین پر اونکا غرور پاؤن

چوپکی چال کی جو نہوتی اوسے خبر
دیتے نہ دست غیر سے انکی حضور پاؤن

بیدست و پا ہی عشق مین پہنا صرور سنئے
تقصیر وار ہاتہہ ہون یا بے قصور پاؤن

اکثر طواف کوی بتان سر کے بل کیا
مجہ سے کبھی قدم رہے رستہ مین دور پاؤن

خامہ صفای دل کا جو مطلب رقم کرے
پہ سلامین جہان کوچہ بین السطور پاؤن

جبتک نہ روز حشر کی کہانی کے ٹہوکرین
بیٹہینگی توڑ کر نہ سنین قبور پاؤن

جالون سے پا یا لو تلے کرتے ہین فیصلے
ہو جاتے ہین تمام صدر الصدور پاؤن

دل بنکے دوڑتا ہون ہتہیلی پر ہین
پہرتے ہین مجہ سے پیچھے ہوی دور پاؤن

مجلس تنگ کی انجمن ہے جو میری فکر
غنچہ دل میں جگہ دیتے کو دو مجھکو

غرق خون ہوتے ہی تھی چاہ وہی سینے کی
کیا تنور میں دل نے جھکا دی قلزم مجھکو

سرمہ چشم ہوتی ہے اکدن میری خاک
غم نہیں دین جگہ آنکھہ میں مردم مجھکو

میری اوقات نے کیا چین ہی تلخی سے کی
سائل زہر سے افعی و کژدم مجھکو

جوش گریہ میں ہی ایجاب ہر دم تیرا
سانس لینے نہ دے جو دریا کا تلاطم مجھکو

ڈہونڈہتی پھرتی ہے اے بیخودی عشق کہاں
کر دیا تو نے خدا جانے کہاں گم مجھکو

ہنسکے کیون پوچھتے ہو میری خبر غیر سے
کسطرف ڈہونڈہتی ہے برق تبسم مجھکو

شہر خوبان میں نہیں پوچھتے عاشق کا حال
ہر جگہ بند ملا باب تکلم مجھکو

کھینچکر خنجر بیداد تامل کیا
قتل کرتا ہے بناوٹ کا تحکم مجھکو

بیوفاؤنکی ملاقات سے اللہ بچائے
حشر میں ڈہونڈہ نہ لی استی خود گم مجھکو

باعث کبر الٰہی نہو ملبوس حریر
رگ گردن نہ بنے تار بریشم مجھکو

درد سر ہے طلب بادہ میں اک ساقی سے
پہوڑوں قسمت جو ملے خشت سر خم مجھکو

تا نہ پاؤن کبہی سیلی حوادث سے نجات
خاک کرتا ہے فلک بہر تیمم مجھکو

چاک دل سے جو ہوئی کلبہ نونکو نفرت
نہ ملا بہر رفو تار بریشم مجھکو

حشر میں کشتہ تحیر م کی جب ہو تحقیق
دیکھنا دیکھکے ڈرنا نہ کہیں تم مجھکو

گھر میں چہپایا ہے آہونکا دہوان جسل کی
عیش میں دیکھ نہ لیں دیدۂ انجم مجھکو

حسن مغرور کو دو باتو نمیں کرلوں تسخیر
عاریت دیں اگر اپنا دو تکلم مجھکو

ذبح پر قمرے آمادہ کیا ہے اونکو
انکھلا دیکھ نہ لے چشم ترحم مجھکو

آخر عمر میں کی گرم بغل اوس بت نے
صبح پیری کی سفیدی ہوئی قاقم مجھکو

فرش داماں نگہ سے جو نہ کتا آدمی یار
آنکھہ پتلی نے دکھائی نہ ہر مردم مجھکو

غرقہ عیش ہوں پر کوئی نگاہ نہیں ...
بادہ کش ... درد تہ خم مجھکو

کہا کہوں ذبح کی لذت سے میں پھڑ تا دل
ہوگیا قتل مگر عشق کی غیرت ہے یہی
کرچکے قتل یہاں ایک نظر میں جسے
اہل زہاد ہیں مست مئے توحید ہیں
جزو و کل پر ہوگئی وسعت مشرب ظاہر
زخم شمشیر ادا کھاؤں ترا سے لیکر
یوں ملوں خاک میں ہیں آٹھ اطلس غسل ہو
مرنے کے واسطے بیٹھوں جو ترے کوچہ میں
آبرو کھوؤں اگر نام وضو سے بیٹھوں
پی تو لوں جام مئے عیش فلک سے لیکر
باغ فردوس میں بھی نالوں کی فرمائش ہے
چاہ میں ڈوب گیا پھر وہی ذوق طلب
شیشۂ دل جب سے ہوا سنگین خلل پڑتا ہے
دنیا یا سب ہوں ہمجنس کا احسان نہ لوں
اے بت شوخ ہیں آپ روا انکی ہوش کب
گالیاں سب کے سب اغیار اگر کھا جاتے
خنجر غمزہ بچا بھی پلکیں کا وہیں سے
ہوگئے وحشی ہیں رہا یار کی آنکھوں مگر
سب سے ملنا تو چھوڑا یا ہے مگر جب تک ہیں
جستجو دیکھئے راہ طلب رزق سے تنگ
لب خنداں کے احاطہ سے نہ نکلا باہر

ایک دم کے لئے دو عمر ابد کم مجھکو
خون بھی بولے تو ہو رشک تکلم مجھکو
حشر میں دیکھو گے اون آنکھوں سے پیہم مجھکو
جنت و حور مبارک ہو او نہیں غم مجھکو
قطرہ چشمہ کہیں چشمہ کہیں قلزم مجھکو
اسقدر دوستے نمک اسے شور تبسم مجھکو
جسکا قطرہ ہوں نہ پوچھے وہی قلزم مجھکو
نہ اوٹھائے کبھی عیسے کی بھی قم مجھکو
خاک اوڑ جائے جو ہو قصد تیمم مجھکو
خون حسرت سے جو بھرنا نہ پڑے خم مجھکو
ملگئی کیا ترے تاثیر ترنم مجھکو
تشنہ کامی ہے ابھی تک نہ قلزم مجھکو
لب لب ہنسئے دے او شوق تکلم مجھکو
چاہئے گرد یتیمی سے تیمم مجھکو
دیکھنا ہے مئے دریا میں تلاطم مجھکو
منہ سے پھر شیشے سوا لو تو کیا کم مجھکو
دیکھ مہلت نہ دے اے تیغ تبسم مجھکو
آدمی کرنہ سکی صحبت مردم مجھکو
بیکسی سے بھی اگر ملنے نہ دو تم مجھکو
ہر کلی ہوگئی چاک دل گندم مجھکو
نظر آیا نہ کہیں حسن تبسم مجھکو

مین آپ کو کھو کے تجکو پاؤن
یارب یہی لطف بیخودی ہو

کہتی ہے یار کی تجلی
اپنا شندہ ہے جو کوئی ہو

کہتے ہین ترک چشم قاتل
آگے آجائے جو کوئی ہو

تم بھی ہو اپنی وضع کے ایک
ہر رنگ مین ہو مگر وہی ہو

ہے عہد الست یاد اب تک
ہم بھی ہین وہی جو تم وہی ہو

قائم اک وضع پر تو ہو دیکھیے
تو طلب اگر سے ولی ہو

غصہ مین رہو ہے آگ ہو تک
لو ہوش مین آؤ آدمی ہو

دیکھو تو سنر دم تبسم
جیسے کوئی آؤ کھلی ہو

تم ہو تو سبھی اے مسیحان
یہ تو کہو کس کی زندگی ہو

او جانے والے بتکدے کے
میری بھی قبول بندگی ہو

کس کی قسمت مین سوز دل ہے
یہ آگ زمانہ مین لگی ہو

احسان سے جیوت اوٹھائے
مرنے سے جسکی زندگی ہو

منظور جو ہے مرا ستانا
نشتر سے دل مین گدگدی ہو

فرقت مین جو اکل و شرب چھوڑا
فرماتے ہین تم سے ٹھٹھے ولی ہو

سر ہے جو اٹھا تو دل مین رہ کر
کعبہ سکا جل کی کوٹھڑی ہو

تم چاہو تو بندگی ہو سہل
فرضی ہے حرام ہ اپنی ہو

میری تقدیر سے یہ ممکن
اتنی تری چال مین کجی ہو

یارب عشق بتان سے توبہ
کافر ہو جو اسنے ملتجی ہو

چھوٹی سنجب سے جاؤ اپنی
پیچھے کوئی بلا پڑی ہو

تجکو لقا ساتھ دے رہی ہے
دنیا ہو اور مفلسی ہو

نرگس نے آپ تجکو دیکھا
اندھا ہو جسے آنکھ ہی ہو

چھ سات برس ہین یہ حیات — تم بھی کوئی بیر ہوین صدی کا ہو
رونا لازم تمہین دم نزع — میری رخصت ہنسی خوشی کا ہو
کیا لطف دکھاے ای جوانی — اللہ کرے تو جنتی ہو

ان روز و شب سے پریشان
مشکل آسان یا علی ہو

سر کاٹنے کی تیغ ادا کو خبر نہو — یون جان دیجیے کہ قضا کو خبر نہو
کہتا ہے یون ملو کہ حیا کو خبر نہو — دو بت یہ چاہتا ہے خدا کو خبر نہو
دل پیجیے پر آہ رسا کو خبر نہو — یون شیشہ توڑیے کہ صدا کو خبر نہو
حکمت سے دور کیجیے پردہ لحاظ کا — پوشاک اوتارنے کی قبا کو خبر نہو
آہستہ مانگتا ہون خدا سے دعا کو دل — ڈرتا ہون میں کہ ناشنوا کو خبر نہو
دل سے سوال [illegible] — پوچھون جہان کہ نکہت صبا کو خبر نہو
بوسے کباب سے نہ لگا [illegible] — یون دل جلایے کہ ہوا کو خبر نہو
سب سے جدا ایسا ہون زمانہ میں [illegible] — پست و بلند ارض و سما کو خبر نہو
بہتر ہے دل ہی دل میں جو ہو معاملہ — چھپ کر پکارو حرف ندا کو خبر نہو
کیا اصل ہے ہوا کی اگر کچھ [illegible] — اے دل فرشتگان ہوا کو خبر نہو
کیا فائدہ جو [illegible] — یون نیست ہو کہ اصل فنا کو خبر نہو
چرچا اگر ہے لب جان بخش یار کا — چشمہ اثر کی آب بقا کو خبر نہو
منظور ہو جو چھپ کے ترقی [illegible] — یون بڑھ چلون کہ نشو و نما کو خبر نہو
بوسہ لیا ہے [illegible] — دیکھو مری خطا کی سزا کو خبر نہو
سرپا ہون میں رقیب ہے کہا تو غل نہ کر — للہ تیرے سے یہ سر و پا کو خبر نہو
فرصت نہیں ہے زلف کو [illegible] — مر جاؤن تو بھی اونکی بلا کو خبر نہو

رسوا نہو وہ پردہ نشین جیسے شہر مین
لے درد عشق دیکھہ دوا کو خبر نہو

تو نیست ہو کہ ہست پہ پہنچے لگاؤ رہ
ہو یا نہو بقا و فنا کو خبر نہو

گنجینہ شباب نہ لوٹین ہمکن رقیب
پا یا ہے مال حرص و ہوا کو خبر نہو

سب سی چھپا کے بیچدے ایجاب تو زلف
جاسوس ہرزہ گرد صبا کو خبر نہو

یارب بہار گلشن عارض ہوئی خزان
روشن رہے چراغ ہوا کو خبر نہو

شرماتے ہو تو چھپکے ملون تمسے اسطرح
دل کیا کہ دل کی فکر رسا کو خبر نہو

تیر نظر کے حال سے واقف ہو خوف دل
جب جانین اس نشانہ کو تا کو خبر نہو

درپردہ وصل کی تو ٹھہر جائے دیکھنا
لپٹون بدن سے یون کہ قبا کو خبر نہو

ہم پوستان دہر مین وہ کس مپرس ہین
ہون بوے گل تو باد صبا کو خبر نہو

میرے لہو کی ہاتھہ مین مہندی اگر لگاؤ
یون میل ہو کہ رنگ حنا کو خبر نہو

مستی بہی مطلع نہو مستی کی چال سے
نشہ مین دوڑ و لغزش پا کو خبر نہو

چپان جو دیکھلے تن لاغر کو یار سے
اپنی کشش کی کاہ ربا کو خبر نہو

بخشش کی آبرو نہین رہتی نمود سے
یون چھپکے دو کہ دست گدا کو خبر نہو

چھٹکی ہے چاندنی مہ داغ فراق کی
للہ میرے ماہ لقا کو خبر نہو

کہہ دو رو سے نصیبون کو اے اضطراب دل
ہم تڑپین اور ہمدم بلا کو خبر نہو

سب سی چھپا کے آپ اوٹھا ہین جا رہی لاش
پھر یہ نہو کہ اہل وفا کو خبر نہو

پردا اوٹھا کے دیکھنے کی التماس ہے
کیونکر کہون کہ اوس کی حیا کو خبر نہو

دلمین ہمارے رہکے نکالو غبار دل
یون صاف ہو کہ شاہ صفا کو خبر نہو

دیکھو پلک پلک سے دکھاتی ہو کیون لگا
کیا کہتے ہو کہ ان شعرا کو خبر نہو

عزت بڑھا کے آپ گھٹاتے ہین تو کیا
ایسا ہی ہے کہ شاہ و گدا کو خبر نہو

ایجاد انقلاب جو منظور ہو تمہین
جو رنگ بدلو صبح و مسا کو خبر نہو

چوری سے پاؤن چومنے کو کہہ تو دیکھئے
یون بوسے لون کہ دزد حنا کو خبر نہو

احسان اگر جتا کے کیا بھی تو لطف کیا
یون بخشش دو کہ اہل خطا کو خبر نہو

جسکے لگا لون کعبۂ مقصود کا پتا
یون ڈھونڈ لون کہ قبلہ نما کو خبر نہو

ہے کس حساب مین مری فریاد کی اثر
پھٹ جائے صور اونکی بلا کو خبر نہو

اوڑتی ہو تو سبو نشہ اوڑ کے پری جو
سایہ وہان پڑے کہ ہما کو خبر نہو

زلفین کرین جو بخت سیہ کا مقابلہ
نازل ہو وہ بلا کہ بلا کو خبر نہو

منظور ہو جو خواب مین آنا تو آئیے
پر اس طرح کہ اہل ریا کو خبر نہو

عیار یون نہین بڑہ کی ہون طراز پھبتے
جسکی بلائین لون تو بلا کو خبر نہو

تدبیر سے بھی چھپکے تپ عشق کھوئیے
صحت ہو اس طرح کہ دوا کو خبر نہو

کیا کام ہے کسیکو جو اونکو غرض نہین
سکی بلا سے اونکی بلا کو خبر نہو

ٹھکرا کی پائمال کیا بھی تو کیا مزا
یون پیسئے کہ رنگ حنا کو خبر نہو

بے پردہ چلمنون مین اوڑا تا ہمر وہ کیا
برباد یون کرو کہ ہوا کو خبر نہو

آنکھو نہین جان اٹکی سے وقت [illegible]
یون جلد آئیے کہ قضا کو خبر نہو

رو بہ فریب تجلو ستائین جو اے منیر
ممکن نہین کہ شیر خدا کو خبر نہو

ڈنکو نہ آؤ شب کو یہان جلوہ گر تو ہو
سو بچ کہین ہو مری خاطر تمہر تو ہو

آسیب عشق یار کی خاطر جگر تو ہو
پہیلائے سیل پاؤن کہان گھر کی گھر تو ہو

تر دامنو کے پاؤن پڑین زاہدان خشک
میخانہ پر کبہی کرم ابر تر تو ہو

بھیجے عروس تازہ سے بس ہی جکی باغ
ویران گھر مین نکہت گل کا گذر تو ہو

محبوب بے طمع کوئی لے آ ڈھونڈہ لا
جسکو ہوا لگی نہو ایسا شجر تو ہو

قبل وصال سونگھون شمیم لباس دوست
بوئے گل نچیدہ دم دوران سر تو ہو

پہندی ہین کیونکر انہین بتان غزال چشم
ہمدرد و نکو نہین دل صد چاک کی خبر
چپکے رہو گے عارف کامل ہے کس جگہہ
روز جزا زبان جو اپنی طرف سے ہے
جو بن گنوا کے بھیج ملی ہم سے اے خدا
حورین جمال دیکہین بتان ملیح کا
تیوری چڑہا کے پوچھتے ہو غش کیا کرین
جہانکو نہ جہانکو کوٹھے سے جلوہ قمر ہے
شیرین ادائیان ہین ترے بند بندمین
بک بک کے اپنے عیب نہ کہلوائیے ہر جگہہ
بہولے سے بھی نہ عاشقونکو داغ دیجئے
کیا منہ رقیب کا جو اوٹھائے تمہاری ناز
دنیا سے بیکسی ہین نجاؤ سوے عدم
پھبتی رقیب کہتے ہین منہ پر گلاب کی
بیخود شراب حسن سے ہو کیا گلہ کرین
ہم بھی کرینگے غیر و نکی صورت دیکہیان
آنکھو لئے جو نہان ہے وہ دلمین کہانی ہے
کیا منہ لگائین بادۂ رنگین کو ابادود
باد صبا سے کہلتی ہین غنچو نکی گٹہریان
دل کا پتا لگائیے کس طرح اے خدا
نادم تمہاری ہونٹ لئے کوئی نہ کہہ سکے

اے آہ مجھے پاس کمند اثر تو ہو
مہمان اس قفس مین کوئی مشت پر تو ہو
ہم راہ کر ہی لینگے کسی دلمین گہر تو ہو
اتنا تو ہم کہین گے کہ بیداد گر تو ہو
گذرے چراغ شام سے شمع سحر تو ہو
یارب کبھی زمانہ ادہر کا ادہر تو ہو
سوجھیگی دلکی بات کرم کی نظر تو ہو
سورج نہ سر پہ آئے مگر دوپہر تو ہو
اک پور سے مقابلہ نیشکر تو ہو
قفل درون خانۂ دل بے ہنر تو ہو
یارب تمام فتنۂ دور قمر تو ہو
یہ دل تو ہو یہ جان تو ہو یہ جگر تو ہو
کچھہ دور ساتھہ چلنے کو گرد سفر تو ہو
اللہ ہے حضور کو دوران سر تو ہو
میری خبر نہین تمہین اپنی خبر تو ہو
ایکی ریاض دہر مین رنگ دگر تو ہو
مجکو نصیب حلقۂ اہل نظر تو ہو
آب [illegible] مین لذت خون جگر تو ہو
اوٹھہ جائین پردے آہ مین اتنا اثر تو ہو
اس جبہ اسکے واسطے کوئی خبر تو ہو
پر خشک نام کو عرق نیشکر تو ہو

دو آنکھہ اوٹھاکر دیکھہ لین جا ضرہین اہل دل
ترکش ہین سینکڑون کوئی تیر نظر تو ہو

درگاہ ہو نہین اگر کچھ چڑہائین گے بتیان
اے گرد گار درد جگر ہین اثر تو ہو

پہر پہر کے گرد پٹکے کی حالت تباہ تو ہے
کس شی کو لا سے پیچ مین اوسکی کمر تو ہو

کیا جانین آپ حال مریضان عشق کا
درد جگر خدا نکرے درد سر تو ہو

اغیار کو کہلاتے ہین زخمونکی نعمتین
بیمار آرزو کی نظر کا اثر تو ہو

دل تہامے آپ آئینگے بدتا ہون جا جابن
مانی ہین منتین مجہے درد جگر تو ہو

خلوت نہین محال بہت شرمناک ہے
دور زمانہ حلقہ بیرون در تو ہو

جو پائے مصر قافلہ انتظار ہے
یوسف کی بو کہین خبر زاد بر تو ہو

تقدیر بہول جائے کجی گردش آسمان
بل سب کے نکلین آپ کی ترچھی نظر تو ہو

گہر مین نہ او سکے جائین نہ سر پر اوڑائین خاک
پر اپنے ہاتہہ پاؤن سے ہمکو سفر تو ہو

دو نو مین ایک تو نظر آجائیگی کبہی
چوٹی کے بوجہہ سے کہین ٹیڑہی کمر تو ہو

کوئی نہ ٹوکے آج وہ مہندی لگائینگے
مدت کے بعد عزت خون جگر تو ہو

دوربتان مین عقل چہپاتی ہے نقد جان
اندر ہے کہ راہ زنون کو خبر تو ہو

میخانہ کا دیوان نہو ہرباد اے کریم
چرخ بریں سبے نہ سبے ابر تر تو ہو

تابندہ ہوا دہر ہی کبہی اے سیل حسن
پایاب سیل گریہ شام و سحر تو ہو

کب سے کہڑے ہین خرمن ہستی لئے ہوئے
حاضر ہین ہم توجہہ برق نظر تو ہو

آنے وہی نظر جو کٹے قید ماسوا
ہوکے مکان مین کبہی اپنا گذر تو ہو

کیونکر نہ اے وہ بت محجوب بے حجاب
خالی ہوا ہے کوئی ترے پاس گہر تو ہو

اوستاد تجکو سب کہین لے زلف نابدار
شاگرد پیچ کرنے مین ہوئے کمر تو ہو

اے بت نماز عید شہادت کہان نصیب
خون جگر سے خشک ہمکہہ یا تمہہ سحر تو ہو

خاطر تمہاری چاہیے ہر طرح اے منیر

آئے تری آنکھوں مین اگر ای بت محبوب
نشہ بھی عروس شب اول کی حیا ہو

سنتا ہون کہ پہونچی کوئی فریاد اثر تک
لے پاس خبر لے کہین میری نہ دعا ہو

اے گل تری کانوں سے ہو محروم مری آہ
ہر غنچہ کا دل سیر گر باد صبا ہو

کیا تاب مری آہ کی لائے وہ گل تر
ہو جائے لہو خشک اگر تیز ہوا ہو

نقشے مین کسیکے نہین آنے کا وہ غنچہ
دم دے وہی خنجر کے تلے جسکا گلا ہو

اور دل کی فغان سنکے وہ آنکھین ترکہان
دو صاد کے قابل ہو تو میری ہی خطا ہو

میری نگہ عجز تو ہو راندہ درگاہ
گھبرگئے تری آنکھوں مین گستاخ حیا ہو

اے کاش مری ہستی موہوم ہو جتنی
اوٹھی ہی دل سخت ستمگر مین وفا ہو

نشے مین او نہین جاتی ندول گھر مین اپنے
ساقی مری گر پڑے اگر لغزش پا ہو

پہچانتی تو قتل ہی کر ! نہ سر
ورنہ نہین ممکن کہ یہ تیرا ود خطا ہو

سرکش نہین چھوکر تری قدمونکو مرا خون
بالائے زمین پاؤن نہ رکھے جو جتا ہو

مجبور نکو کیا گریہ عشاق کا ہو پاس
لاکھ ابر فرو ہے مگر قحط وفا ہو

اوس زخم کے صدقے جو ہو شمشیر نگہ کا
قربان مین اوس درد کے کم جسکی دوا ہو

ٹھکراین نہ اغیار مرے سنگ لحد کو
شاید یہی پتھر بھی بت شکے خدا ہو

ہو کاہی رہے زخم اگر کہا نیکی کا ہمیشہ
نقشہ جسے اوس تیر کے پیکان نے دیا ہو

تعظیم دے کیا اوٹھکے شہادت قدم
جب جان ہی میرا تری سر پر نہ چڑھا ہو

کسطرح نہ پہونچے وہ در جانان تک
اے عمر گریزان ترے پیچھے جو پڑا ہو

تلوار تک اوسکی تو لہو دوڑ گیا ہے
دو ہاتھ اگر اور بڑے خون حنا ہو

اغیار تمہین ڈرکے نہ چھیڑین تو نہ چھیڑین
وہ کیا کرے ان گالیوں کا جسکو مزا ہو

دین زہر تو احسان کرین آب بقا کا
بیدرد طبیبو تمسے نہ خواہان دوا ہو

کسطرح پھرین دن مرے اے خوبی تقدیر
جب کثرت اندوہ سے رستا نہ ذرا ہو

غیرونکے لئے گرم ہو تلوار کا پانی
اے آہ دم ذبح تو پہرو اسے ہوا ہو

کہتا نہ او سے اپنے شہیدونمین وفادار
تلوار کے پانی سے لہو جسکا جدا ہو

ہو ایک مرا عشق ترا حسن ہر افسوس
کہلنے مین ہو یہ عیب وہ چہپنے مین چہپا ہو

ہرچند کہ دم ناک مین ہے جور بتان سے
پر حکم وفا ہو تو منیر اور جیا ہو

کیا قدر تمہاری ہو منیر اہل جہان مین
لندن مین ہو اسلام حسینو نمین وفا ہو

پہلو مین اونکے دوست بہی بیٹھے تو غیر ہو
آئے ترس بہی دلمین کسی پر تو بیر ہو

کشتی مے کی سیر نہ میرے بغیر ہو
ساقی اودہر بہی لا تری بیڑے کی خیر ہو

کسطرح پہر رقیب سے امید خیر ہو
اپنا ہی حال جب تری صحبت مین غیر ہو

اللہ رے اہل درد کو لطف شکستہ دل
شیشے پکارتے ہین کہ پتہر کی خیر ہو

بہڑکائے جائے داغ جگر کو ہوائے شوق
جبتک ہر اک چراغ سے حرم کو بیر ہو

شکر صدای خندۂ گل باغ مین کہا
بس بس نہ کوئی توپ سلامی کی فیر ہو

بعد فنا بہی زخم کا کہانا خدا کرے
تازہ یونہین برنگ طعام عزیر ہو

آتی ہے صومعون سے صدا یا جمیل کی
ڈرتے کہاں ہو اندر کوئی باب دیر ہو

پہلو مین کسطرح نہ چبہے شہد کی چہری
جب تو ہو میرے دلمین تو دلمین غیر ہو

کمرنگ گو ہو آپکا بیجا ہوا اوگال
لیکن شریک خون تمنا سے غیر ہو

تا حشر گفتگو ہو نکیرین سے تیرے
اللہ قبر مین بہی یہی ذکر خیر ہو

دیکہی جو میرے طالع خفتہ کو برہمن
جاگیر خواب چشم نگہبان دیر ہو

معراج ہو جو بام پر اپنے بلائین آپ
دسوین فلک پر اختر طالع کی سیر ہو

دم بہر اگر ہو وصل بتان شریر کا
قسمت چمکتی ستے شرر سنگ دیر ہو

کیونکر پڑے نہ اونکی نظر سے بہار خلد
دوزخ کا دیکہتا بہی جن آنکہونکو سیر ہو

آنکھین بچھاے روح جو بسمل کی پیٹ پیٹ
چادر لہو کی چھوڑ کے ہی فرش زیر ہو

آجاے دو نشان عدم کی خبر نہین
پیغامبر جو روح جناب عزیز ہو

واماندگی دکھاے تماشاے بیخودی
جب پاؤن سوئین عالم رویا کی سیر ہو

کیا کھیلے وہ شکار جسے فرط ناز سے
آندھی سے بھی سوا نفس وحش و طیر ہو

ممکن نہین ہے یار سے خلوت کسی جگہ
جبتک نہ دو عالم امکان سے غیر ہو

پروانونکو چراغ حرم ڈھونڈھتے پھرین
دم بھر جو مہربان کوئی شمع دیر ہو

تا حشر گلا ہے ضعف کا اے قامت دوتا
اپنا ہی سر جب آبلہ پاے سیر ہو

نام ائمہ نزع مین لیتا رہے منیر
پروردگار خاتمہ اسکا بخیر ہو

روز فراق یار کی کسطرح شام ہو
عمر ابد ملے تو یہ دن پھر تمام ہو

غائب وہان تنگ ہو عنقا کا نام ہو
مستی تو پہلے آئکی مشہور شام ہو

کیونکر نہ قحط رزق سے وہ تلخکام ہو
جس جان بلب کو زہر بھی کھانا حرام ہو

اوس شوخ کو جو ایک روش پر قیام ہو
ہر نقش آشیانۂ کبک خرام ہو

جو بندۂ علی علیہ السلام ہو
ترک فلک بھی اوسکا اک ادنیٰ غلام ہو

چھوٹے جو تو ہما کو بھی زلفونکی قید سے
تنگ قفس ہو راندۂ درگاہ دام ہو

عشاق کو دو رنگی دنیا کی کیا خبر
روز سیہ مین ایک ہی شب ہے کہ شام ہو

پھرتے ہین کھاے بت نوخط کی ٹھوکرین
قرطاس صبح قابل مشق خرام ہو

اے دل خدانخواستہ گم ہو جو داغ عشق
دنیا مین اک چراغ کی محتاج شام ہو

زلفین اگر لپیٹ کے تحریر چھوڑ دین
دو سطر و تین نہ دفتر سودا تمام ہو

ٹھکراے سر نہ غیر کا یارب وہ بحر حسن
ناآشنا حباب سے موج خرام ہو

بہتر کہین مصیبت پیری سے ہو اگر
صبح کفن کا جوڑ جوانی کی شام ہو

تیغ و گلو میں لاگ رہے اے خدا جو حشر
ایسا ہو کہ آج یہ جھگڑا ہی تمام ہو

جوش و خروش چال کا وہ شوخ اگر دکھائے
طوفان نوح غرقۂ سیل خرام ہو

کب چمکے داغ دل ترے سایہ میں بیٹھکر
کس روز اس چراغ کی قسمت میں شام ہو

دم بھر جو میری آنکھ نہ دیکھیں تری طرف
ذروں کو آفتاب پرستی حرام ہو

اے شوخ پیر و طپش دل کہیں نہ ہو
بجلی میں اسقدر بھی نہ برق خرام ہو

دیکھے جو داغ عشق حقیقی کی روشنی
خورشید روز حشر طلبگار شام ہو

پہونچینگے اشک کوچۂ جاناں میں کس طرح
شبنم کو باغ خلد میں جانا حرام ہو

چلئے نہ چال ناز سے مقتل میں دیکھئے
آلودۂ خاک و خوں نہ تیغ خرام ہو

اے شیخ کیوں نہ ہو مجھے خون جگر حلال
جب زندگی ہی غم کی بدولت حرام ہو

ہمکو بجز فلک سے ملا کیا شراب عیش
روز سیہ آفتاب کا جیب ایک جام ہو

دیکھے جو حال روز شب ہجر کا کوئی
برسوں نہ دور قرق کا بار اتمام ہو

تا مچھنگے دل سے تیر وہی شوق درد
دشمن کے زخم کا بھی نہ انگور خام ہو

غم بھی جو کھائیے تو تکلف سے کھائیے
خون جگر کے واسطے سونے کا جام ہو

رنگ آفتیں دیکھو جو اوس طفل شوخ کا
جو بات پختگی نہ کبھی اسکی خام ہو

بہو بجز مراد کو نہ کوئی باغ دہر میں
نکلے نہ آفتاب سے بہبود جو کام ہو

سمجھے یہ عندلیب کہ قسمت چمک گئی
جب برق آہ روشنی چشم دام ہو

پہلے مجھکو دے مئے دیدار ساقیا
جو ٹھا نہ آفتاب قیامت کا جام ہو

حاشا نہیں وہ بندۂ صاحب کے میر
جسکا جناب مہدی دیں سا امام ہو

وہ دل ہو شاد جو خوش خوان زردکے ہو
وہ آنکھ پھوٹے جو محروم اس سے ہو

شب فراق بسر یا رب آبرو سے ہو
تمام صبح قیامت اسی وضو سے ہو

رسائی اوسکی ہو کیا جمیعۂ شہادت مین
بندہا ہوا جو طناب رگ گلو سے ہو

گلیمین ڈال کے پہانسی ہی اپنے ای بیدرد
اگر نہ ربط کسی زلف مشکبو سے ہو

مین خاکساری بے آبرو سے ہون ہزار
ملائے ہاتہ تیمم اگر وضو سے ہو

سناؤن غربت اطفال اشک کا جو حال
علیحدہ جو کوئی موج آبجو سے ہو

الٰہی آئے مرے سر پہ اور وہ نہ پہلے
بلا جو سلسلۂ زلف مشکبو سے ہو

شراب وصل سے ملجائیگا لہو میرا
معانقہ جو ترے شیشۂ گلو سے ہو

زیادہ حد سے ہے انروزون قدر کشتی کی
بہ ناؤ غرق نہ طوفان آبرو سے ہو

سپاہ غمزہ بہی ڈر کر پناہ مانگ اوٹھو
مقابلہ جو مری فوج آرزو سے ہو

زمانہ بہر سے ہو قطع تعلق اے قاتل
ملاپ اگر کوئی دم خنجر و گلو سے ہو

نہ دیکہ لے کہین خدمتگذار رسوائی
خدانخواستہ منت بہیر آبرو سے ہو

کہین نہ ہو لے بخبر شہر حسن اے گردون
شفق کی اصل جو عشاق کے لہو سے ہو

گناہ کیا جو بہرون مے سے شیشۂ ناموس
کہین سنا ہے کہ تر دامن آبرو سے ہو

ملا ہے کیون سر ہا تو نے خنجر خونخوار
حنا کہین نہ مشابہ مرے لہو سے ہو

بہرے نہ بوسۂ تیغ جفا سے دل تا حشر
کنارہ کش نہ لب خشک آبجو سے ہو

ہمارے ضبط سے قاتل ہون گالیان اونکی
مباحثہ جو خموشی و گفتگو سے ہو

سیاہی شب فرقت ہے آج دشمن جان
کشتی ہوی نہ رقیب سیاہ رو سے ہو

جو ترک چشم ترے ہون سخن شنوا ہے بت
زبان حال نہ آگاہ گفتگو سے ہو

ہزار مرتبہ دہو دیکہی آب خنجر پاس
سفید خون تمنا نہ شست و شو سے ہو

کہان تکلف تمکین مین لطف رسوائی
یہ کہیت سبز ہو تو تیغ آبرو سے ہو

جگر کو جہان کے ہیر التیام سے حاصل
علاج کیا دل صد پارہ کا رفو سے ہو

مین باغ دہر سے نا آشنا ہون اے ساقی
پلاؤ دو پہول جو ہیگا نہ رنگ بو سے ہو

مشتاق خلش خنجر مین کیون زخم جگر ہین
الماس گران ہے کہین مرہم سے زیادہ

لے تیرگی بخت قدم زلف دوتا کے
پہیلاے اگر پاؤن شب غم سے زیادہ

اوس گل سے جو ہو وصل تو اگریہ شادی
موتی ہین لٹاؤن ابہی شبنم سے زیادہ

جوہر تری تلوار کے ای ترک دم ذبح
روئینگے لہو دیدہ پر نم سے زیادہ

اے رشک مسیحا ترے خط لائیو ہی پیک
جو آمد و شد مین ہو مرے دم سے زیادہ

ہین داغ تو سینہ مین گل زخم کرون کیا
اس ڈہال کے ہین پہول سپر غم سے زیادہ

بہیگون عرق شرم گنہ مین جو پس مرگ
تربت مین ہو لدل گل آدم سے زیادہ

آنکہو نہین جو اوس غیرت یوسف کا گذر ہو
گہری نہ گہر ہے ہون قد آدم سے زیادہ

بشر نکہ ہے مہ عید سے سب کو رخ انور
پہر حق مین مرے ماہ محرم سے زیادہ

نظرون مین جو ہلکے ہون تو یہ نفع ہو فقر
خفت بہی سبکدوشی نہو ہم سے زیادہ

ممکن نہین جمعیت عشاق کسی طرح
بکہرے ہوے ہین گیسوے پرخم سے زیادہ

مرنے سے مرے سینہ زنی چہوٹے کہ خوش ہو
نعلین نہ بجائے کوئی ماتم سے زیادہ

چشمہ سے یہ قطرہ ہو تو قطر پسینے ہو کہی
آئینہ جو دیکہو نگہ سے کم سے زیادہ

کافور ترا لے سحر حشر کرے کیا
ہے حار مزاج آہ جہنم سے زیادہ

دستت ادب ایجان اگر پائین اجازت
جوبن کو اوبہارین تری محرم سے زیادہ

ہر ہم خو ہو ہو ہی سے تم آب روان کی
ہر چشمہ پراگندہ ہو شبنم سے زیادہ

اون چشمکیون کا نیل جو اسے چرخ دکہاؤن
آفاق مین چمکے ترے نیلم سے زیادہ

جس بزم مین ہو نام ترا شمع شبستان
حلقہ ہو سلیمان کی خاتم سے زیادہ

دنیا کی سخن تجہ سے ہو جائین برابر
ہم بہی جو کہین کوئی نہین ہم سے زیادہ

پیچ منزل پہ بیٹہے ہین وہ نعمت فریاد
اے آہ نہ لے دون کی شمیم سے زیادہ

ہر کیسہ کی جہولی ہی پہر دیتے ہین گرسی
کیون کہیئے بخیلون کو نہ حاتم سے زیادہ

پوشیدہ نہیں چھپا نیکا اس سے کچھ احوال — بھیدی نہیں کوئی تری محرم سے زیادہ
دنیا مین رسولونکا اولش ہے تو یہی ہے — کھانا کوئی پاکیزہ نہیں غم سے زیادہ

کم مرتبہ ہے کون منیر اہل سخن مین
سب جانتے ہین کوئی نہین ہم سے زیادہ

نشہ مین سنے کی تھی توبہ — ہوش مین آ کے کیسی توبہ
نشہ مین سہوا کرلی توبہ — ایسی بھول الٰہی توبہ
حج مین جب یاد آئین وہ آنکھین — طاق حرم پر رکھدی توبہ
نشہ مین کھل کھیل نہ اتنا — گانٹھ مین باندھ لے ستی توبہ
واعظ لیسے رندون مین آئی — پھرتی ہے بہکی بہکی توبہ
دیکھ کے مستون کو تر دامن — شرم سے ہوگئی گٹھری توبہ
قسمین کھا کر پھر سے پینا — منہ کا نوالہ ٹھہری توبہ
ٹوٹ چکی رندون مین آکر — کیونکر ثابت ہوگی توبہ
شرم گنہ سے غرق عرق مین — ساتھ اپنے لے ڈوبی توبہ
دیدۂ تر مین سوتا جس کا — ہے اوس بحر کی مچھلی توبہ
دختر رز کو دیکھ کے بھاگی — نامردون کی بودی توبہ
دام مین پھانسا موجون نے — اک جھٹکے مین ٹوٹی توبہ
بحر گنہ سے پار اتارا — کشتی رحمت ٹھہری توبہ
پھر سے پیکر ماتھا کوٹا — پھوٹی قسمت ٹوٹی توبہ

پیکے منیر آب بادۂ کوثر
مست ہوئی ہے میری توبہ

ردیف یا

ڈراتا ہو تُنہے بھی نیند کہین اوڑتی ہے
آج کیون چین سے سوتے نہین سونے والے

بیخلل قتل کیا پہر نہو تی یہی آنکھ
واہ وا ای ترے شرمندہ نہونے والے

وصل مین بہی کبہی کروٹ نہین لیتی تقدیر
صبح کر دیتے ہین منہ پہیر کے سونے والے

نازپروردہ ہین آفت مین گرفتار منیر
تارے گنتے ہین سرشام کے سونے والے

ڈولی آتی ہے او نکلے گوٹے کی
پہول تکتا ہے راہ دونے کی

خیر شکست او رکچھہ نہین حاصل
میری مٹی ہے کس کہلونے کی

خامہ لکھے تو وصف زلف دراز
لنبیان ہیکے چال بونے کی

ہر سے جہینپے ہلال ابرو کو
جہک گئے تسلیم ماہ نو نے کی

تم جو آؤ تو بتکدہ بچ جائے
جان ہے تم مین ہر کہلونے کی

دانہ کے بدلے پائیگا خرمن
کام آئیگی ایک جو سونے کی

جب سے دیکھی وہ بہی صورت
آنکہہ ٹہرائی ہر کہلونے کی

خاک عشاق کی بنی تسبیح
دست بوسی تمہاری سونے کی

تم جو آؤ تو جان شیرین دون
بانٹتا ہون مٹہائی گونے کی

یہ توکل کے ہے خلاف منیر
فکر ہو ڈیڑہ کی کہ پونے کی

تیری دیوانے جو لے زلف معنبر کیلیے
اٹہی زنجیر ساتہی پاؤن پر کہیلیے

گنجفہ مستے جو غم لے بندہ پرور کیلیے
بازیٔ شمشیر ہم بہی زیر خنجر کہیلیے

تم جو میری مرغ جان سے پر او ڈاکر کہیلیے
سب نے عنقا کہیل ہو دی کبوتر کہیلیے

رہنے دیتی آنسوؤن کو آنکھو مین قسمت اگر
روز و شب اطفال گہوارہ اندر کہیلیے

رنگ اگر جمتا شہادت کے قمار عشق کا
سب شہید آکر جلادو نکو سر پر کہیلیے

منحصر تھی عشق کے مذہب مین بازی نجات — کھیلنے کو یون زمانے مین بہتیر کھیلتے
بیدریغ مین طفال کی لائق نظر آئی بہتیر — کہنہ مشقان سخن کیا خاک بہتر کھیلتے

شترماکئے جو ڈنکو ہم اوسنے لپٹ گئے — سو بہیکے پتلے بنکئے لپیٹ سمٹ گئے
حسرت سے بیگناہ تو شرماکے ہٹ گئے — خنجر نے جو چنے وہ گنہگار چھٹ گئے
جب ضعف و بیخودی کی نگہبان ہٹ گئے — ہم آپ وقت کے لیئے نگاہو پلٹ گئے
سطرین صفوف بزم کی اشکوک ہو گئین — جب غیر مثل نقطہ شک کے ڈٹ گئے
اسباب اختلاط سے بہاگے جو بحو قد — سایہ بہی اپنے سرو سی ڈرکے ہٹ گئے
چوراونکو ٹھہرے جب سے دیا خط بندگی — اقرار نامہ لکہتے ہی ہاتھ ہی کٹ گئے
زلف بتان کے ساتھ بندہی شاعرونکی ہاتھ — طرار دین شمار ہوی ایسے لٹ گئے
نامونکی حرف ٹھہرے حروف مقطعات — رتبہ بڑہا جو عاشقونکے نام کٹ گئے
بیدست و پا نہ انکو جوانان بانغ ہین — نادان جانتے ہین کہ اتنجا چھٹ گئے
مجھسے غرض تھی خلق کو کیون کردیا تباہ — کشتی ڈبونے آئے تہے تختہ اولٹ گئے
اسید ین بہی نہ پاس رہین قتل گاہ تک — گہر سے جو ساتھ آئے وہ سینے مین کٹ گئے
ایکے کوئی نکالے تو کعبہ بہی ساتھ جاے — بیطرح پہر بہیجے دل عاشق مین اٹ گئے
تلوار آپکی نہ ہمارے سگلے لگی — سو حسرتین شہید کے جی مین کٹ گئے
کیون میرے دلسے تیر نظر اپنی پہیر لی — ایسے ہدف سے تیر تمہارے اچٹ گئے
درگاہ حسن سے جو سنا شور دور باش — برگشتہ طالعی سے ہمی ہم بہی ہٹ گئے
فریاد سنکے جہانک سے کوٹھے سے اے قمر — پہر کیا مزا جو پردہ افلاک ہٹ گئے
ہم مر گئے جو غیر کو اوسنے کیا شہید — دو تہ خم بہی نہ ہاتھ لگے الٹے کٹ گئے
تل بہر سی بہی سوا نہیں آنکہوں مین تول لو — اسد رجہ ہم تمہاری نگاہوں مین گھٹ گئے
مرنے سے سخت جانیون نے گر بچا لیا — پر موت اودہر پہری کہ یہان ہم اولٹ گئے

مہندی میں تہا لہو بہی کسی خاکسار کا
تالون سے اوج سدرہ و طوبا مٹا دیا
عمہای سابق آپ کے جاتی ہی آگئے
تہے خشک، و تر تہا پست حباب و شرابہ سے
وہ اوٹھ چلے تو میٹنے ادب سے نہ کچہہ کہا
پہندی کمند زلف کے سکو ہوے نصیب
ہونٹہونکے بوسے تمنے محرم مین کیون دے
کچہہ تو لگا و رہنے دو پردے کیواسطے
مشتاق اوچہے ہاتہونسے ہوتے کبہی نہ سیر
اب سمجہے ہم کہ عشق سے روپوش حسن تہا
دیدار یار نے جو بلایا تو وجد مین
دیوانہ ہمکو دعوت وحشت نے کردیا
اب انتظار کیا ہے کرو قتل شوق سے
پڑتا کبہی تو بہول کر پاسے نگاہ یار
امکان کیا ہی ٹہرین اگر آپ کر قدم
اہل سخن کی اپنے ہی دم سے تہی آبرو
آسے جو لین تیغ ادا کہینچ کر حضور
کہا کہا کے غوطہ یار سے پایا در مراد
تیغ ادا سے کون کہے اپنی بیکسی
ہر فصل مین حضور کے رخسار و زلف سے
کیا کر سکین گے موے کمر سے برابری

عطر حنا سے بال تمہارے چپٹ سے گئے
اس مطلع بلند کے سب لفظ الٹ گئے
کیا وقت زمانہ ماضی او لٹ گئے
سب سے ہم اپنی عمر کی مانند گہٹ گئے
گستاخ ہاتہ اوکی کمر سے لپٹ گئے
چوٹی کی پیچ آج سر دست ہٹ گئے
دل سینکے اس نیاز کی بیٹہے ہی پٹ گئے
پہر سکہ چہپ گئے جو دل تمسے پہٹ گئے
دہوکے مین تختہ زخم ہی خنجر ہی ہٹ گئے
پردے سب اوٹہ گئی جو گریبان پہٹ گئے
بیباک نگاہ سے جو ہی ہم آگے جہپٹ گئے
چارو نطرف کو ہوش و حواس اپنے بٹ گئے
رن بولتا ہے عاشق جانباز ڈٹ گئے
ہم لوگ نقش پا سی ہی تہ مین گہٹ گئے
ہل جائنگی زمین جو ہم لوگ ڈٹ گئے
دُرِ خوش آب گرد یتیمی مین اٹ گئے
پہرے تمام صبر و تحمل کے ہٹ گئے
ڈوبا ہوے تہے جمع مگر دام پٹ گئے
ساعی تہی جنکی موت وہ پہلی جہٹ گئے
ذرات شرط بد کے بڑے سے اگہٹ گئے
کب ہمسے بڑہ کے گیسوے خمدار لٹ گئے

کھینچا دیا نہ عقدۂ گیسو رقیب پر
ہوتی ہمارے ہاتھ نہ ہی بند و بست کی

بیٹھا ہی دل سے ربط نہ چھوڑیگی دیکھنا
جبتک نہو گی خوب درستی شکست کی

پیرزے گلشن کے کرتے ہیں مردے بہار پر
زیر زمین ہے عید گریبان و دست کی

یہ بال ہیں کہ آئینۂ دل میں آئی ہے
کیا عکس پہونچے تنگ گلی ہے شکست کی

بام بلند وحشت مجنون سے دیدنی
سیڑھی لگی ہے آہوی صحرا کے جست کی

ہمہم ہیں آسمان و زمین میری آہ سے
ٹھہری ہے بدلی آج بلند اور پست کی

ہر لوٹ میں شادیان ہوں تو جلسہ کرو اگر
بیٹھک ہو کوہ قاف میں تیری نشست کی

زلفیں کھلیں کہ دوڑ اوٹھی فوج پیچ و خم
ہر روز فتح پر ہے چڑھائی شکست کی

سمجھے کہ ہے یہی خضر راہ بیخودی
لغزش کے پاؤں پوچھتی ہے چال مست کی

اونکی کمر سے شیشۂ دل میں پڑے ہیں بال
موئے میان ہے راہ صراط شکست کی

غیروں نے تکیہ سنگ در یار پر کیا
جاگیر چھن گئی سر بالیں پرست کی

زاہد کی عقل مستوں میں بے آبرو ہوئی
بازار میں اوتر گئی چادر گرست کی

ہے خاندان بنت عنب بھی طرفہ ترا
مستانہ چھاؤں لوٹتی ہے والپست کی

چمکا دیا ہے موتیوں کے شوق بیدنے
ہے تکیہ گاہ بطن صدف پشت پست کی

بجلی کے پاؤں میں تو خرمن کی لی پناہ
گر کر بلند ڈھونڈتے ہیں آڑ پست کی

کیا بھول جائے تشنۂ عہد قدیم کو
دل خود ہے ایک بوند شراب الست کی

آتا ہے اک مسیح سلیمان سپاہ آج
نکلی نہ نبض جان ہو کسی زیر دست کی

سادی کتاب آنکی پھیرا و تری ہے
ہے بے سواد آنکھ ہرو پرست کی

بیہوش جسکے جلوے نے موسے کو کر دیا
تھی وہ بھی ایک موج شراب الست کی

ملتی نہیں پلک سے پلک چشم جام کی
تمسے لڑی ہے آنکھ کسی مے پرست کی

توڑو ہمارے آبلۂ سینہ شوق سے
اوپر کے دل سے کرتے ہیں خیال شکست کی

برق شباب شوخی طفلی سے جا ملی
تعلیم کس سے آپ نے لی الٹی جہت کی

نازک دلوں کو سنگ ستم بھیجتا ہے چرخ
دعوت ہے ور شیش محل مین شکست کی

بحر جہان کی مچھلیون مین ہم ہین اے فلک
عمر اپنی کوتہی و درازی ہے شست کی

خط دیکھتے ہی غیر کا مجھکو اوٹھا دیا
ہے کفر بندگی بت فرمان پرست کی

مانی نہین پلک سے پلک شوق دید مین
آئینہ آنکھ ہے کسی صورت پرست کی

مہندی منائے لائی مرے زنگ دستہ کو
سرخی ہوئی نصیب اثر ضرب دست کی

زنار بند شیشہ دل کو اگر کرے
تسبیح توڑوں زاہد کوثر پرست کی

آواز شیشہ دلمین جو ہی اہل درد کے
یاد آگئی زبان دیار شکست کی

چبھ جائے دلمین کوئی تو کیا خدا اگر
دلکا گداے چھیڑ کسی تیز دست کی

زندان مین بڑھ چلی ہوس نظم فارسی
مرضی جو دیکھی اک بت آتش پرست کی

بس دماغ پر یہ دلیل صریح ہے
ہر بات پوچ ہے مئی وحشت کی مست کی

ایسے کلام کی نکہ سے نقل جا بجا
کاٹو زبان خامہ کوتاہ دست کی

استاد اس زبان کا جبتک نہ ہاتھ آئے
شہرت نہین ضرور ان اشعار پست کی

زندان مین اسکے سال سبھی کہو منیر
مال روی ہے نظم یہ ماہ اگست کی

سنہ ۴۲

کیا دیکھوں مین جنبیوں کو خوف رقیب سے
روز وصال کم نہین یوم عصیب سے

کانپے پہاڑ نالۂ فرقت نصیب سے
الٹے ہے کھینچ خون کے صدمہ مہیب سے

بے جستجو ہوگی صفائی جبیب سے
محنت سے ہاتھ پاؤ کے دولت نصیب ہے

پیچ ہے تری جفا کو دل بد نصیب سے
ڈرتا ہون چھین نہ جائے یہ دولت غریب سے

آباد دل کیا ہے خیال حبیب سے
رکھا ہے شیشہ دل چھپا کر نصیب سے

کیا ضبط گریہ کیجئے خوف حبیب سے
آنسو ٹپکنے لگتے ہین ہونے نصیب سے

دلمین تمہارے وسپان ہر اکس مُرده ہے — پوچھو نشاط ہم وطنی اس غریب سے
اے حسن شام مشک کی کافور کی سحر — لایا ہے تو کہان کی طلسم عجیب سے
پنہان نہین ہے آئینہ دلسے عیب و حسن — ڈرتے رہو فقیر سکندر نصیب سے
ہم اور آسمان چلے کوے یار کو — وہ بھیر مین پڑا ہمین پہونچے قریب سے
کیا ہمکو دینگے آپ تو کہا لین وہ داغ عشق — پاتا نہین ہے کوئی کسیکے نصیب سے
غربت مین کس سے چشم کرم کی امید ہے — آنکھین چرا رہا ہے زمانہ غریب سے
بس بس طفیل غیر مین مجھپر نہو کرم — ملئے اوسی سے آئے ہو جسکے نصیب سے
غربت مین شکوہ سنگ و دربان ہے بجا — جو کوئی چاہے بول لے بڑھکر غریب سے
زور جنون و عقل کی ہین آزمائشین — کرتی ہے میری نبض کلائی طبیب سے
دنرات طوف کعبہ مقصود کیجئے — چکر فلک سے سیکھے ہین گردش نصیب سے
آوارگی مین کون کسیکا ہے آشنا — چلتی ہے سیدھی راہ ہی بچکر غریب سے
اسلام کے سوا نہین کوئی مرا رفیق — لازم پڑی غریب کو صحبت غریب سے
طفلی سے راہ بیہودہ کوئی نہین چلے — منہ سی چکے ہین تار نگاہ ادیب سے
جاتا رہا جنون جو زمانہ سے اے طبیب — فصل بہار آئیگی کسکے نصیب سے
اچھا نہین ہوا راز تب عشق فاش ہو — لے نبض دلکی بات نہ کہنا طبیب سے
ذیقعدہ سے شروع ہوا ہے مگر ہلال — خالی جواب پاتے ہین سائل مجیب سے
اے ابر زلف مشکفشان کیون ہے بیقرار — رحمت خدا کی آتی ہے سبکے نصیب سے
بیکس نہین ہے ہم وطنی مین کوئی بشر — دنیا کی آفتونکو ہے صحبت غریب سے
زانو سے غیر پر تو ہے تکیہ کلام کا — کیا فائدہ جو بیٹھے ہو ہٹکر رقیب سے
خوش ہو کے گالیان بھی جو دیتی ہو تو دیجے — جبر آسلام تک ہی نہ لینا غریب سے
زخمون کو بھی ترستے ہین ہم کیسی گالیان — پالا پڑا ہے عشق کو کس بے نصیب سے

فریاد ہو وطن کی بہی مٹی خراب ہے
ثابت یہ مدعا ہے حدیث غریب ہے

ترسا پسر کے قد کی محبت مین دیکہی جان
سولی تراشی جایگی عود الصلیب ہے

قسمت مین اپنی ہو تو میسر ہوے طبیب
کیون بہیک مانگتے ہین پرائے نصیب ہے

واجب پڑا ہے پردۂ ناموس درد عشق
بیماری اپنی کیون نہ چہپاوین طبیب ہے

کیسا فراق وصل مین بہوت مرتے ہین
بچ جائین صبح تک تو اجل کے نصیب ہے

پیشانی عرا لقش تہذیب کے لئے
مذات لی ہین چلین جبین ادیب ہے

نالہ سے میرے رنگ شب ہجر فق ہوا
بہاگا عذاب ڈر کے صدائے مہیب ہے

زلفین مری طرح ہین پریشان اندنون
دیکہو برابری نکرو کم نصیب ہے

چوب عصا سے عالم پیری کو نا تکیہ
اس قطعہ کو نجات ہوا اک حبیب ہے

دنیا کی سمت مہر فلک خاک تیغ کرے
منہ پہر گیا ہے ضربت سہت و تیب ہے

اب اپنی ہی قبا سے بغلگیر ہوتے ہو
آتی ہی آگے عید سہو نکے نصیب ہے

پلکو نکے منہ بہرے جو اصالت ہے
سر پہ بلائین ہوئین اک عجیب ہے

گہر سے نکالتا ہے تب عشق یار کو
کیونکر مرا مزاج نہ بگڑے طبیب ہے

اکدن پہرا ہوا نہین سایہ درخت کا
کیا فائدہ قریب کو پہونچا قریب ہے

دل دیکے سیر زلف معنبر کرینگے ہم
اک رات مول لینگے کسی خوش نصیب ہے

اتنی ہے خوف اوسکی سواریکے نام کا
اوانہ بھاگ نکلی وہان نقیب ہے

چشم نبی سے دیکھئے حیدر کی منزلت
نائب کی قدر پوچھئے قلب منیب ہے

زنجیرین ڈالتے ہین شہیدونکے پا مین
کشتون کے کہیت ناپ ہی ہین جریب ہے

رنگت اوڑی جو دست حنائی سحر ہو
مہندی شفق نے قرض لی کف خضیب ہے

مہمان آج دل مین تپ عشق یار ہے
دلواون ہاتہ آپ سرشک طبیب ہے

انسان مار کہا کے بہی پلتے ہو مفت ہے
پوشاک کار چوب کی دست ادیب ہے

روکے ہوئے ہے رشتہ بام وصال دوست
اوٹھیں گے آج ہم سر منبر خطیب سے

اوسکی رکاب میں جو نہ چلنے دیا ہمیں
ڈنکے کی چوٹ ہم بھی لڑینگے نقیب سے

عقبے میں کیا تلاش ہے اعمال نیک کی
پردیس میں نہ مانگیئے دولت غریب سے

پہونچائینگی فغان گل نادان کے کان تک
پوچھیں گے راہ زمزمۂ عندلیب سے

ٹوٹی ہوئی امیدونکو ہم باندھتے تو ہیں
اسپر بھی روز پڑتے ہیں جھٹکا نصیب سے

مردونکو ہے غرور اگر اپنی نیند کا
سوتیں تو شہر بد کے ہمارے نصیب سے

کم علم لطف شعر نیا ہیں تو کیا ضرر
مجھکو غرض ہے فہم رسائے لبیب سے

قید فرنگ سے ابھی چھٹتا ہوں اے منیر
امید ہے خدا کے حبیب سے

قید میں مثل خوشی صبر کیا غم کو بھی
عید کیا چیز ہے رو بیٹھے محرم کو بھی

سوز دلمیں نفس سرد جو کھینچا ہمنے
برد اطراف ہوا نار جہنم کو بھی

پائمالی تمنا میں پڑے ہیں کب سے
ایک ٹھوکر تو کبھی راہ خدا ہم کو بھی

زہر ہیرا پئے نہ مغرور رہو اے افعی زلف
کھا سے جاتے ہیں بلانوش یہ زہر غم کو بھی

شکل گل ہے بغل خار میں یکسان تا صبح
اس گلستان کی ہوا لگ گئی شبنم کو بھی

میری تقدیر میں بل ڈالدے بالکل ہی پیچ
پیچ ڈہونڈے نہ ملے گیسوئے پرخم کو بھی

جان شیرین کی تمنا میں لگا رہتا ہے
چاٹ اس تحفہ مٹھائی کی پڑی غم کو بھی

اے بت پردہ نشین گلشن عصمت ہے ترے
حسرت اک پہول کی ہے دامن مریم کو بھی

زہر پر تیز ہیں مجروحونکے دندان طمع
صلح الماس سے کرنی پڑی ہم کو بھی

سر ٹپکتا ہوں شب ہجر میں رونیکے لئے
پڑ گئی خوئے خوشامد طلبی غم کو بھی

کیا عقیق لب محبوب کی ہمت دیکھے
جستجوئے یمنی رہتی ہے خاتم کو بھی

ہفت خوان فلک پیر سے غصہ کیا یا
نعمت ایسی نہ میسر ہوئی رستم کو بھی

سینے میں خون جگر بیٹ نہیں بھرتا ہے　　کہا تھی تیرے ندیدہ نگہوں کی نظر غم کو بھی

سخت جانی کے شب ہجر کٹے میں پہرے　　پہلوؤں پر لئے ٹھہرا نہ پچھے دم کو بھی

تہنیت عید کی تو چاہئے جو لے خنجر تیغ　　حکم ہو لینے کا دردو مرہم کو بھی

چشم بد دور ہے پلکوں کی کٹاری ہتیار　　اسطرف دیکھئے اے زخم جگر ہم کو بھی

ہوئی زندان بنارس میں جو بیدفرمائش　　ق　　آگیا رحم دم فکر سخن غم کو بھی

اوس جزیرہ کو چلے ہند سے مجبور ہمیں　　کہ نہ تھی جسکی خبر آدم و عالم کو بھی

تیغ نگاہ آپکی ہر طرح قہر ہے　　بے لے کہاں جان جانی ہے کہاں ہیں لو زہر ہے

زندان غم کے حصہ میں ہیں او سال و ماہ　　آئی نہیں ہے عید جہاں یہ وہ شہر ہے

آبی لباس دیکھ کے دل کیوں نہ ڈوبجائے　　کشتی کے گو گہر و سے بلند آب لہر ہے

دنیا میں غیر شہر خموشان نہیں ہے کچھ　　اس ملک کے نصیب میں کل ایک شہر ہے

لیتی ہے میری جان سنگھا کر شمیم زلف　　موج نسیم سانپ کے کاٹے کی لہر ہے

عمداً کیا ہے قافیہ میں اختلاف قید　　تالوں میں ہم ہیں اور محیط آب بحر ہے

سینے میں خون تازہ ٹھہرنے میں آب صاف　　تلوار آپکی نہیں جادو کی نہر ہے

ڈرتا ہے کیوں عجوزۂ دنیا کو دے طلاق　　عاشق وہ تیری ہے نہ تجھے فکر مہر ہے

عاشورا اپنے وادی غربت میں ہے مدام　　اک روز سال بھر ہے جہاں یہ وہ شہر ہے

وجہ حلال سے کسی ملتی ہے دخت رز　　اس فاحشہ سے جو ہے طلبگار مہر ہے

اپنے لب و دہن سے نہ کہہ یار کا پتا　　ممنوع اس نماز میں اعلان و جہر ہے

سر کو حباب بادہ سمجھتے ہیں اہل ظرف　　ہر وقت تاگلو مے گلگون کی نہر ہے

ہر شعر تر ہے جلوۂ معنی سے موج برق　　دریائے نور جدول دیوان بحر ہے

ہم خود تو پی لو دشمنوں پر دانت پیسکے　　اتنا تو سمجھو سود و الماس زہر ہے

پیاسے ہیں ایک دوسرے کے آبرو کے لوگ　　کس درجہ خشک دیکھئے دریائے دہر ہے

بیہودہ صرف کرتے ہو کیون عمر مستعار
بازار عشق مین ہے خون جگر بہت

لے رحم میری سنتی نگر اپنے وقت مین
سب جانتے ہین اسکو مضارع بجائے ہجر

آمد تصوریت بیداد گر کی ہے
معمور دل ہے رنج سے حیرت نگر کی ہے

نزدیک صبح رخصت اہل نظر کی ہے
دنیا مین مثل کاغذ آتش زدہ ہین گو

استاد ہو گئی ہر چھٹے مین آج کل
پیری ہے صبح شام جوانی کیواسطے

چاروں طرف کو اوڑتے ہین ہوش اہل عقل
آنکھوں مین بچھی ہین خیال کر رستہ مین دور تک

تقدیر کی کجی ہو کہ ٹیڑھا ہوا آسمان
سنتے ہین پر وہ طفل پر پیر وا اوڑائیگا

اک بار تیر مار کے اتک خبر نہ لی
توڑے تمہارے ناچ کی چوری گئی مین کیا

مرہم کی چشم زخم سے یارب بچائیو
آباد دل کی خانہ خرابی سے سب ہوئی

گو رسم و راہ خنجر ابرو نے قطع کی
جب دیکھتے ہین خواب پریشان تو کہتے ہین

یہ رنگ و بو کہان گل تر کو نصیب تھا

اے غافلو عروس اجل کا یہ مہر ہے
ہرتال ہو گئین جو دکانین تو زہر ہے

خنجر کھچا ہے بر سر انصاف قہر ہے
دریائے شور اپنی نظر مین یہ بحر ہے

دل کی ہے لوٹ خانہ خرابی جگر کی ہے
مینائے دل مین میرے جگہ بال بھر کی ہے

اب حسن یار چاندنی پچھلے پہر کی ہے
مہلت ہزار آنکھونکو ایک آنکھ نظر کی ہے

شاگرد اگرچہ اونکی کلائی کمر کی ہے
مہمان شمع حسن بتان رات بھر کی ہے

یارب ہوا و یار جنون مین کدہر کی ہے
آمد قفس کی سمت یہ کس مشت پر کی ہے

یہ سب عنایت آپکی ترچھی نظر کی ہے
قسمت ہوا پر آج کسی مشت پر کی ہے

یارب نگاہ مست یہ کس بیخبر کی ہے
بجلی کی چال آج نسیم سحر کی ہے

دلمین نشانی اونکی خدنگ نظر کی ہے
بستی زمانہ مین اسی ویران گہر کی ہے

پر تھوڑی سی لگاوٹ ابھی تک نظر کی ہے
حالت یہ ہو نہ ہوا و ہی شوریدہ کی ہے

اوتری ہوئی قبا کسی رشک قمر کی ہے

غم غلط کرتا ہے وہ دیوانگی سے اندنون — جوش وحشت خانۂ عیش دل ناشاد ہے
جیسے اوسکے کان عشاق پیام یار ہین — آشیان گم کردہ مہر اطایر فریاد ہے
ہر گہڑی صورت نئی ہے کچھ نئے تصویر کیا — صورت انگشت حیرت خامۂ بہزاد ہے
تشنہ لب جسکو سمجہتے تہے صراحی نور کی — وہ گلا مشتاق آب خنجر فولاد ہے
صبح صادق کیطرح ہے چاک دامن جیب تک — شام غربت پر سواد زلف کی بنیاد ہے
نرگسی آنکہون مین حلقہ زرد رنگت ہو بہو — ہم قدم ضعف آہ ہمدم بیخودی ہمزاد ہے
ضعف سے چال اوسکی ہے رفتار کلک خوشنویس — بیڑیونکا سلسلہ سطر خط حداد ہے
ٹہوکر ونکو ہر قدم ہوتی ہے پابوسی نصیب — پاؤن پر گرتے ہین سنگ رہ نئی افتاد ہے
خاک ای یار کے سرمہ کی آنکہین منتظر — ہاتہ محتاج عصا ہے ناوک بیداد ہے
ایک شیرین لب کی خاطر زخم کا مشتاق ہے — ناخن کاوش حریف تیشۂ فرہاد ہے
ضعف کی ہاتہون نہین بل کہا کی ہوئی نازک کمر — مثل نبض ناتوان رفتار کی داد ہے
طاق نسیان پر کتاب دلربائی چہوڑکر — خود فراموشی نے جو بیٹہی پڑہائی یاد ہے
ہے گلے کا ہار اوسکے آنسوؤنکا سلسلہ — غازۂ رخسار گرد خاطر ناشاد ہے
جل رہا ہے آتش غم مین وہ کندن سا بدن — نرم سونا اب نصیب کورۂ حداد ہے
گو ہر پند و نصائح اسطرف ہین نذر کو — اوسطرف سنگ جواب ہر چہ بادا باد ہے
جس لب نازک کو تہا بار تبسم بہی گران — پائمال نالہ ہے جولانگہ فریاد ہے
عشق نے حسن کو ٹوٹا ہے پر باقی ہے شان — اب بہی رونق پاسبان خانہ برباد ہے
حسن عالمگیر کو سب گرد اپنا کرلیا — کان پکڑا چاہیے ای عشق تو استاد ہے
قافیہ بہی بحر بہی دونون بدلکر ای [illegible] — اوس سے کچہہ کہہ جو تری صیاد کا جلاد ہے
طبیعت میری گلی تیری زلفون نے پہنسائی ہے — ہما ایسا ملا ہے تیری طالع کی رسائی ہے
جلا گئی سکے چراغ ای شوخ کوہ طور پر جاکر — تجلی نور کی تیری گلی مین آج آئی ہے

مراتب سر جھکاتا ہی تری محراب ابرو مین
نماز شکر پڑھ اب تیری قبضہ مین خدائی ہے

مناسب رتجگا ہی آج تیری زلف شبگون کو
مرادین ہوینگی پوری دولت بیدار پائی ہے

بچھادی پاؤن نازک کے تلے چشم نیاز اپنی
سمجھ سرمہ جو گرد راہ اوسکے ساتھ آئی ہے

طبیعت اوسکی نازک ہے وہ گل ہی ناز پروردہ
دل اوسکا ہاتھ مین رکھنا جو مشتاق دلربائی ہے

درشک اوس پری پیکر کے بہر لا ہی دامن مین
غنیمت جان لی نادان یہ تیری رونمائی ہے

ہلال عید اپنی اوج قسمت کا سمجھ اوسکو
جو اوسنی شرم سی آگے تیرے گردن جھکائی ہے

دہان تنگ اوسکا دیکھہ کر مرہون جان بلب ہی
یہی مہر سلیمان ہی جو تیرے ہاتھ آئی ہے

تماشا ہی ملاقات آج حسن و عشق کی دیکھین
بہت مدت مین یہ تقدیر نی صورت دکھائی ہے

خموشی شرم کی ہے اوسکو کچھہ کہنا نہین آتا
وکالت کی نگاہ شوق نی تمہید اوٹھائی ہے

ادہر ہی کچھہ لگاوٹ ہی ادہر سی کچھہ کھچاوٹ ہے
ادہر سے آشنائی ہی ادہر سے کچھہ رکھائی ہے

ادہر ہی التجا کی شرح ہی نیچی نگاہ ہونین
ادہر ہی پاس استغنا خیال بیزائی ہے

ادہر طیار انداز و ادا مین دل پھنسانیکو
ہر اک کو دوسرے سے بڑھ کی لاف دلربائی ہے

شکار ایسا پری کیونکر حوالے کردی جوڑے کو
کمند زلف پیچان اسطرف کو کھینچ لائی ہے

نگہ کہتی ہی پہلے مین گئی ہون پیشوائی کو
صف مژگان نی بھی وردی سلامی کی بجائی ہے

لگایا مانگ نی راستہ پر زلف ہی پہلے
نکلی ہی کوچہ گیسوی پیچان سے نی جھکائی ہے

جگر کو خون کرنیکا اوٹھایا ہونٹھون نی بیڑا
لگاوٹ پوری کی دارو نی غمزی نی پائی ہے

کمر نے بال کا پھندا بنایا ہے پھنسانیکو
ادہر کرتی کی جالی نی بھی ہستی دکھائی ہے

ادہر ہی موہنی آنکھونکی اپنی بس مین لانیکو
نگاہ شرم کو اس سمت عذر نارسائی ہے

بھوونکی تیغ چھون پر بازو رکھدی ہی تیغ زنی نے
صف اپنی لشکر چین جبین نی بھی جمائی ہے

کبھی ہی سحر آنکھونکا کبھی اعجاز ہونٹھون کا
کبھی ہی قید گیسو ہے کبھی مشکل رہائی ہے

شراب جلوہ بہردی حسن نی مینائی گردن مین
پیالی نور کی ہر چشم میگون نی اوٹھائی ہے

رخ یار قابل جلوہ ہے مری مرگ میں نہیں شبہہ ہے
کہ چراغ تربت پنبہ ہے جو نمود صبح سحر کی ہے

گئے دن شباب کے مطلقاً ہوئے غفلتوں سے آشنا
کہ خضاب ریش سفید کا شب مرگ خواب سحر کی ہے

مرے دل میں کیا ہو غبار شک کہ یہاں نہیں گزر فلک
نہ پٹے جہاں نگہ فلک وہ زمین یار کے گھر کی ہے

رخ پاک یار ہے دیدنی کہ ہے عرش فرش میں روشنی
نہ کہ ایک پاٹ کی چاندنی جو بساط قمر کی ہے

کبھی آنسو گرتے ہیں راہ کی کبھی حال ہے گرد میں وہ
کوئی قبر نور نگاہ کی کوئی لاش لخت جگر کی ہے

یہی موشگافی نے ٹھانی ہے یہی عیب میں ہے کمائی
نئی آئیں بال کمانی ہے جو کمری تمہاری کمر کی ہے

نہیں زر بخیلوں کے قبضہ میں وہ ہے اہل فیض کے تصرف میں
جو ہے جمع دانوں کے کیسہ میں وہ متاع نخل ثمر کی ہے

جو چھپے نظر سے وہ ایکدم تو پتا لگا لیں یہ تا عدم
مری لاغری کو نہ سمجھو کم یہی جا ہے ان کی کمر کی ہے

ادھر آرسی ہے حضور کی ادھر انگلی شمع ظہور کی
یہ پیالی ہے مئے نور کی وہ صراحی آب گہر کی ہے

ہیں وہی اگرچہ منیر ہوں مگر اب ذلیل و حقیر ہوں
ستم فلک سے اسیر ہوں نہ خبر ہے اپنے نہ گھر کی ہے

دیکھی جو تری ایڑیوں تک نور کی چوٹی
لمبی ہوئی خجلت کے سبب طور کی چوٹی

کھل کھیلی جو جنت میں ترے نور کی چوٹی
اک بال برابر نہ ہوئی حور کی چوٹی

زنجیر جنوں پاؤں میں رندوں کے مبارک
دیندار وہ جنکے سر چڑھتی ہے حور کی چوٹی

پیری و جوانی کے یہی رنگ ہیں اب تک
تھی مشک کی چوٹی نہ ہے کافور کی چوٹی

فردوس میں کس طرح اڑے توسن وحشت
کوڑی کی نظر آئی نہ اک حور کی چوٹی

محفل میں جو بل کرنے لگیں اور وہ کی زلفیں
طرہ ہوئی سب پر بت مغرور کی چوٹی

اچھے جو ہوئے آبلہ ہائے دل زاہد
تر عطر حنا میں ہوئی کس حور کی چوٹی

کیا جال بناتی تھی کسی طائر جان پر
باندھی گئی کیوں شاہد مستور کی چوٹی

کیا بل میں ہی چڑھ گئی زنجیر جنوں کی
گندھتی ہے لب بام کسی حور کی چوٹی

چھو سکتی نہ تھی پنجہ مژگاں کی بھی کنگھی
مو باف نے کاٹی بت مغرور کی چوٹی

مو باف ترا سو گنے سے آتی ہے طاقت
کیا رکھتی ہے تاثیر مستور کی چوٹی

آجائے اگر تیغ سحر بازو پہ اپنے بہت
کٹ جائے بلائے شب دیجور کی چوٹی

وہ چھنے سے دیکھ کے دہوکے میں پیچ آیا
تر دیک کی ہے مار سیہ دوش کی چوٹی

دہیلا نکولی پیچ رہے موج سے کا
کچ کچے گندہی دختر انگور کی چوٹی

حق بات تری تجہ مسلسل نہیں بنتی
پہانسی ہے گلے گردن منصور کی چوٹی

دو دو دل سوزان سے ہوا ہے ہے تار کے
ہے آج دہواں دہار تری نور کی چوٹی

زنجیر جنون کی جو زیارت ہو میسر
سر سے ابہی دوڑے بت مغرور کی چوٹی

ڈرتا ہوں نہ چٹون میں ہے نیش زبونکے
ناگن نہ بنے خانہ زنبور کی چوٹی

اب سنبل و زنجیر سے تشبیہ غلط ہے
گندہوائے ہیں ہردم نئی دستور کی چوٹی

سینہ سے لپٹ جائے کہوے ہے نفین
بل کرتی ہے دو دو دل مجبور کی چوٹی

ارباب عمائم سے علاقہ ہو مبارک
عریانوں کے پہلے نہ بندہے حور کی چوٹی

ہر سال تر چینی میں ترے بال پٹے ہیں
لے لیگی چہرا کر سر فغفور کی چوٹی

سیدھے پچھپے لاکھہ بلائیں ہوئیں باہم
ان سب سے بنائی بت مغرور کی چوٹی

اوس پشت مصفا سے جدا ہو نہیں سکتی
ہے سطر نگہ صفحہ بلور کی چوٹی

کیا [illegible] بل کہا کے لگیں آپکی زلفیں
چہپتی ہے لپی پشت پر اک حور کی چوٹی

پیچ پر سمند [illegible] شمشیر آج
بہولے نہیں ابتک بت مغرور کی چوٹی

سر [illegible] ہیں ابرو خمدار کے ہوتے
ہے محو شہادت تری تلوار کے ہوتے

کیوں [illegible] دوں جان [illegible] کے ہوتے
دلال ہے کیا کام خریدار کے ہوتے

[illegible] شربت دیدار کے ہوتے
کر موت کی خاطر دل بیمار کے ہوتے

[illegible] یوسف کی گئے ڈہونڈہ رہی ہے
پہرتی ہے کہاں پیرہن یار کے ہوتے

[illegible] اٹہا [illegible]
ہم ٹہوکریں کہائیں تری تلوار کے ہوتے

[illegible] شیخ و برہمن
پہنے نہ کہیں سبحہ و زنار کے ہوتے

سرو قد جانان نے دیا رتبہ منصور | طوبے لک جھک نہ کبھو دار کے ہوتے
سر پھوڑتے ہمکو دونون برابر ہے جنون مین | بت ہوتے کہ پتھر کسی کہسار کے ہوتے
اک زخم ہی کھانیکو نہ میرے لئے بچتا | دو اور جو ہوتی تری تلوار کے ہوتے
حکمت سے جو لب جان بخش کے لیتا | شاگرد مسیحا ترے بیمار کے ہوتے
تاثیر اگر نالۂ فرہاد مین ہوتی | ثابت قدم اس طرح نہ کہسار کے ہوتے
غصہ مین جلاتے نہین میرا دل بیتاب | بیکار جہنم ہے گنہگار کے ہوتے
نکلا ہے مرے عقدۂ مشکل کے برابر | کیون دانت نہ کھٹے دہن یار کے ہوتے
پامال رہے ہم ہمہ تن آبلہ بن کر | سر ہوتے تو قابل کسی دستار کے ہوتے
انصاف پر آئے جو ہوا باغ جہان کی | گل ہنس نسکین زخم دل زار کے ہوتے
سن لیتے اگر شہرۂ اعجاز بیانی | بت بھی کلمہ گو تری گفتار کے ہوتے
ناحق ہوئے زخم جگر و دل گل فردوس | اے کاش کہ دو پھول ترے ہار کے ہوتے
طفلی ہی سے ہر بت کو لگا لیتے ہم اے شیخ | پروردہ اگر دامن کہسار کے ہوتے
لپٹے ہوئے رہتے مری گردن سے ابد تک | دو ہاتھ اگر آپ کی تلوار کے ہوتے
چکھتا جو مزا تو مری شیرین سخنی کا | لب بند ترے لعل شکربار کے ہوتے
اے یار تجھے اپنی نزاکت کی قسم ہے | تنکا کوئی ٹوٹے نہ دل زار کے ہوتے
عشاق کو اس عقدۂ لاحل سے غرض کیا | دل تنگ ہوا کیون دہن یار کے ہوتے
اک جلوہ سے بیتاب ہوئے اونہی موسیٰ | اے کاش نہ دیدہ ترے دیدار کے ہوتے
ہوتے ہی سے گر پڑتی کبھی برق تجلی | آنکھون مین گڑھے کوچۂ دلدار کے ہوتے
اقرار مرے قتل کا کرتا نہ اگر تو | بول اٹھتے جو منہ تری تلوار کے ہوتے
آوارگی اچھی نہین اے خون شہیدان | جاتا ہے کہان دامن دلدار کے ہوتے
ہوتا کہین برپا جو سیہ کارونکا ماتم | حلقہ مین ہمین زلف شب تار کے ہوتے

بل کرتے نہ یون آپکے گیسوے معنبر ۔۔۔ لٹکے ہین اگر طلبۂ عطار کے ہوتے

لاتے نہ شہیر آنکھون مین سرمہ نہ لگاتا
خاک قدم احمد مختار کے ہوتے

ترے بال ہوتے کمر تک نہ پہونچے ۔۔۔ چلے عمر بھر بال بھر تک نہ پہونچے

جلن جسکے دل سے جگر تک نہ پہونچے ۔۔۔ الٰہی وہ نالہ اثر تک نہ پہونچے

کیا زندہ در گور سبکو بتون نے ۔۔۔ ہمین جیتے جی اپنے گھر تک نہ پہونچے

وہان ہجر مین مرغ دل اوڑ رہا ہے ۔۔۔ جہان اونکے تیر نظر تک نہ پہونچے

بڑہاپے مین بجھتا ہوا اوس سے ۔۔۔ یہ جھونکا چراغ سحر تک نہ پہونچے

کٹاری سی کیون گدگداتے ہو دلکو ۔۔۔ ہنسی بڑہ کے زخم جگر تک نہ پہونچے

عوض نقش سرکش سے لیتا مین کیونکر ۔۔۔ مری ہاتھ میری کمر تک نہ پہونچے

اگر آفتاب قیامت بھی چمکے ۔۔۔ ترے جلوہ فتنہ گر تک نہ پہونچے

مرا نالہ اوس بام پر کیا رسا ہو ۔۔۔ کہ جسپر کمند اثر تک نہ پہونچے

جو اوس بت کے کوچہ سے مر کر بھی پہونچے ۔۔۔ وہ خانہ خراب اپنے گھر تک نہ پہونچے

ہوے جو کتابون سے دولت کو سائل ۔۔۔ وہی باب علم و ہنر تک نہ پہونچے

سماے ترے دلمین صدمے اوٹھاکر ۔۔۔ سلامت ہمین اپنے گھر تک نہ پہونچے

رہ شوق مین ہم اگر پاؤن رکھین ۔۔۔ ہوا اوڑکے گرد سفر تک نہ پہونچے

میرے دلمین سبکی رسائی ہو لیکن ۔۔۔ نگاہ بد اس اچھے گھر تک نہ پہونچے

نشانی ہے یہ اونکی تیغ ادا کی ۔۔۔ کوئی چور زخم جگر تک نہ پہونچے

اوٹھاتے ہو کیون چاند کی سمت اونگلی ۔۔۔ یہ لو بڑہ کے شمع قمر تک نہ پہونچے

گھٹے جسم لاغر سے ڈرتا ہے وہ بت ۔۔۔ کہ گم ہوتے ہو تو کمر تک نہ پہونچے

تری مانگ سب سے کرے راہ لیکن ۔۔۔ یہ کوچہ شگاف جگر تک نہ پہونچے

وہان دام گیسو وہ پہیلا رہے ہین
جہان اوڑکے مرغ نظر تک نہ پہونچے

شب غم کے ہم جن سے لیتے تہے بدلے
وہی ہاتہ جیب سحر تک نہ پہونچے

تجلی کی بیت اونکے ابرو نہ ٹہرین
یہ مطلع جو شمس و قمر تک نہ پہونچے

جو افسردہ حالی مین کامل ہو کوئی
اوداسی چراغ سحر تک نہ پہونچے

رسائی زمانے کی ہو تیرے گہر مین
نہ پہونچے تو میری خبر تک نہ پہونچے

اگر آبرو بہی سلے آنسوؤن کو
یتیمون کا رشتہ گہر تک نہ پہونچے

جلانے مین بہی نخل سے کہہ رہی ہین
کہین آگ دل سے جگر تک نہ پہونچے

نہ سمجہے دُرِ گوش وہ ایک دل کو
یہ قطرے مقام گہر تک نہ پہونچے

ندو باڑہ اگر تم اجل کی چہری کو
نسب اوسکا تیغ نظر تک نہ پہونچے

سبہون کے قدم لے مرا چاک دامن
مگر صحبت بخیہ گر تک نہ پہونچے

خطا بخت کج کی نہ چشم سیہ کی
ہمین اونکی سیدہی نظر تک نہ پہونچے

اگر رند مشرب ہے دوزخ سے بچنا
کہین آنچ دامان تر تک نہ پہونچے

نہ کہی کہ سنتا ہون فریاد سب کی
خبر نالۂ بے اثر تک نہ پہونچے

دکہاؤ جو غیرون کو شور ملاحت
نمک چہلنے زخم جگر تک نہ پہونچے

نہو خون اگر بوسہ کی آرزو کا
یہ سرخی ترے لعل تر تک نہ پہونچے

اگر زینہ دار منصور بہی ہو
کوئی سر ترے سنگ در تک نہ پہونچے

قیامت بہی آئے تو غفلت نجائے
صدا صور کی گوش کر تک نہ پہونچے

ہمیشہ ہو ڈنکا ترا اے شب غم
اگر اپنی نوبت سحر تک نہ پہونچے

جہکے بار ہا شاخ پر میوہ لیکن
کبہی دست کوتہ ثمر تک نہ پہونچے

مین اوس آشیانہ کو آپہی جلادون
جہان اوڑکے برق و شرر تک نہ پہونچے

نہین علم کیا کہتے ہین لوگ ہمکو
وہ ہم ہین کہ اپنی خبر تک نہ پہونچے

کفن دیکے احباب ہمکو نہ رو نین ‏ — کہین چھینٹ رخت سفر تک نہ پہونچے
ترے صندلی رنگ کا عشق ایکل ‏ — اگر سر چڑہے درد سر تک نہ پہونچے
ہوے دفن ہم وہ محل سے نہ نکلے ‏ — ہمین گہر مین پہونچے وہ در تک نہ پہونچے
سپہر اسعد سنگدل دیکھین ‏ — مگر کیا گرین جب خبر تک نہ پہونچے

نہایت آبرو ہاتہہ آئی نقش پائے حیدر سے ‏ — غدیر خم نے پیاس اپنی بجھائی آب کوثر سے
علاقہ کیا او نہین تصویر نقش پائے حیدر سے ‏ — ننگا لون جام گیتی و سے آئینہ سکندر سے
عروج اوسکا نظر آیا جو فیض پائے حیدر سے ‏ — نسب اپنا ملایا عرش کی کرسی نے منبر سے
چڑہایا اپنے کاندہے پر نبی نے عین کعبہ مین ‏ — قد آدم بڑہی معراج حیدر کی پیمبر سے
اگر اہل زمین سن لین علی سے خطبۂ رفعت ‏ — نئے دو سدرہ و طوبی تراشین چوب منبر سے
اوڑادین طیلسان مشتری کی دہجیان کیا کیا ‏ — جو دلدل کی پرانی گرد بھی ہاتہہ آئے قنبر سے
اذان قد آل من والاہ ہے ہر کعبۂ دل مین ‏ — زیارت آج مولا کی سوا ہے حج اکبر سے
یہی مطلب ہمین سمجھا دیا من کنت مولا نے ‏ — کہ شان نفس پیغمبر نہین کمتر پیمبر سے
علی کی خانہ زادی بیت حق مین خوب روشن تہی ‏ — چراغ لائے ہین یہ مضمون سب اللہ کے گہر سے
تجلی دیکہہ پائینگی جو حورین چشم باطن سے ‏ — ڈوپٹے اپنے بدلینگی گلیم رنگ قنبر سے
جو فقرہ ذو الفقار حیدری کا ہو وہ موزون تہا ‏ — ق — مگر ممکن نہین تقطیع اوسکی اک سخنور سے
اگر یہ سیف عالمتاب ظاہر ہوتی یا تمین ‏ — تو اک مصرع واحد کا ہو دیوان محشر سے
خدا کے ہاتہہ سے ضرب پڑی جب فتح خیبر مین ‏ — صدائے الامان آنے لگی جبریل کے پر سے
نہ ٹہرا اوسکے آگے زور موذی عہد طفلی مین ‏ — نکل جانیکا کوچہ ہاتہہ آیا حلق اژدر سے
لکہا جب دفتر ورید اللہی سے اک نکتہ ‏ — کتب خانہ ہوئے معمور شرح باب خیبر سے
عبث انکو جگہہ دیتے ہین نادان کعبۂ دل مین ‏ — نکالے ہین علی نے یہ صنم اللہ کے گہر سے
کہلے کسطرح سب پر یہ سر مخفی وصف حیدر کا ‏ — لب سلمان کو خلوت رہتی ہے گوش ابوذر سے

ممکن نہیں بچانے کوئی جوشِ صفا سے
آئینہ میں اوس شوخ کی صورت نہیں ملتی

بنجاؤ نہیں بالفرض اگر بادِ بہاری
دل کہول کے اوس گل کی طبیعت نہیں ملتی

ڈر کر تری ٹہوکر سے کہاں بہاگ گئی ہے
عقبیٰ میں بہی ڈہونڈا تو قیامت نہیں ملتی

تلواریں لگاتے ہیں جو غیرہ نکلے گہر سے
پانی سے مرے خون کی رنگت نہیں ملتی

شادی کے لئے گہر ہے نہ دولت کو ہے جا
جاگیر جو انکی تھی وہ صحبت نہیں ملتی

مرتے ہیں پڑے آرزوے فتح میں اکثر
تلوار کے گلے سے ہے دم رخصت نہیں ملتی

رفتار سے تیری یہ ہوا نام قیامت
دنیا میں نجومی کو بہی ساعت نہیں ملتی

بہولا کبہی چہرہ ہے کبہی منہ ہے پری کا
ہم جس سے ہوے قتل وہ صورت نہیں ملتی

اوس باغ سے آتی ہے ہوا گل مقصود
جنت سے اودہر راہ محبت نہیں ملتی

ہر عید ہے ماہ صیام اے دل نادان
بے بیچ اوٹھائے ہو مرادہ رحمت نہیں ملتی

پہولوں میں کہیں ہوتا نہیں تو گل کا
خوشبو تری تھی جس سے تو رنگت نہیں ملتی

پہولی ہے دل کشتہ کے ماتم کی سیاہی
سر پیٹنے کی ہاتہوں کو رخصت نہیں ملتی

جبتک وہ جدا رہتے تہے دل ہم سے ملا تہا
ہاتہ آئے تو چہونیکی اجازت نہیں ملتی

کیا ہاتہ میں پہونچینگے وہ دامان بتان تک
اپنے ہی گریبان سے فرصت نہیں ملتی

ڈہونڈے ہیں تصاویر خیالی کے مرقع
آنکہوں میں جو پہرتی ہے وہ صورت نہیں ملتی

نیسان و صدف کی حقیقت ہوئی [illegible]
اعلیٰ کو بہی ادنے سے امانت نہیں ملتی

لی ہیچنے زمانہ کی کئی بار تلاشی
دل ہمکو دیا جس میں وہ ساعت نہیں ملتی

اب تنگ تلون سے ہے جہانگیر یہ عالم
ملتی ہے تو سب [illegible] میں وہ صحبت نہیں ملتی

تقدیر میں ہو یاور تو ملے والله فقر
یوں بہیک بہی مانگو تو یہ نعمت نہیں ملتی

پہیری طرح طالب دار نجمی
تقدیر میں بہی حشر کی ساعت نہیں ملتی

ناکام رہے کس طرح وہ بہت سادہ دلوں کا
اس سوگ کے لائق کوئی تقدیر نہیں ملتی

اے ترک بہی ہاتہہ تمسے ہین بہی تلوار
رہتی ہے یہین اور شہادت نہین ملتی

گہر پہ نہین بہی ڈہونڈہا ہے نجومی سے بہی پوچہا
دنیا مین کہین وصل کی ساعت نہین ملتی

رہتی نہین تیری کف رنگین مین تیرولی
اس پنجہ مین انگشت شہادت نہین ملتی

کچہہ منہ کے نوالے نہین محبوبونکے بوسے
بے خون جگر کہائے یہ قیمت نہین ملتی

آئینہ کو دیتے ہیو عبث شربت دیدار
جو پیٹ بہرے ہین انہین لذت نہین ملتی

سرچڑہ کے وہ خورشید جبین گرم جفا ہے
پہر چہاتین بہی دنیا مین سلامت نہین ملتی

زلفونکو بہی دامن کو بہی جہاڑا ہے جنون نے
کہوئے گئے ایسے کہ طبیعت نہین ملتی

خست سے کبہی رہتی ہے ہمت کی بلندی
اگنائی سے دنیا مین کبہی چہت نہین ملتی

ہر چند ترے تشنہ دہن کہاتے ہین غوطے
تہ پاتونکی اے بحر لطافت نہین ملتی

اللہ رے اے بت تری رفتار کے فتنے
اس بہیڑ مین ڈہونڈہے ہی قیامت نہین ملتی

جہوٹے ہوے کیا ہاتہہ ترے قتل عدو سے
تلوار کے پہل مین ہمین لذت نہین ملتی

کیا شہد قناعت کی خبر ہو ہوس کو
دنیا مین چٹوروں کو یہ نعمت نہین ملتی

گلہائے چمن دیکہہ کے یاد آتے ہین احباب
جسکا یہ مرقع ہے وہ صحبت نہین ملتی

بن پڑتی ہے صحبت تو بگڑ جاتے ہین پیچہے
ملتا ہے دل اونکا تو طبیعت نہین ملتی

کسطرح دکہاؤن انہین روداد جدائی
وہ آئے تو ڈہونڈہے شب فرقت نہین ملتی

اللہ رے زور قلم صانع قدرت
تصویر ہے تصویر کی صورت نہین ملتی

دل خوش ہو گل تازہ دے اے باد صبا کیا
جسکا یہ نمونہ ہے وہ رنگت نہین ملتی

کچہہ [illegible] کو ہے کب سے مری آہ جہان سوز
مشعل سے بہی ڈہونڈہی شب خلوت نہین ملتی

جان آتش غم سے نہ بچے ہے نہ بچے گی
جو آگ کو سونپو وہ امانت نہین ملتی

لیتی ہے خموشی دہن تنگ کے بوسے
ہونٹونکو تری بات کی فرصت نہین ملتی

دل کو ہے وہین خاک مین ملنے کی تمنا
اے عیش گذشتہ تری تربت نہین ملتی

فرہاد کو دی کوہ کنی قیس کو گردش — سب ہے یہاں ملتی [illegible]
شداد طلبگار نہو باغ ارم کا — بیکار رہوں کو کام کی جرأت نہیں ملتی
آتی ہے یہ آواز لب نان جویں سے — اس خوانچہ میں کوئی نعمت نہیں ملتی
اک سمت اجل کھینچتی ہے ایک طرف زیست — دم لینے کی بھی نزع میں مہلت نہیں ملتی
کیوں جسم کو کرتی ہے سپرد اجل اے روح — رہزن سے کہیں ہو کے امانت نہیں ملتی
اک چھلے کے گل پہ دل پہ داغ نہ دیکھے — یہ باغ نہیں جس سے کہ لاگت نہیں ملتی
لپٹے ہوئے وہ پوچھتے ہیں دل کی تمنا — اس وقت کہاں کھو گئی جرأت نہیں ملتی

روداد منیر اپنی زمانہ سے جدا ہے — دنیا میں کسی سے مری قسمت نہیں ملتی

احسان میکدہ کا دل سے پوچھیے — کیا کیا دیا کریم نے سائل سے پوچھیے
دریائے خوں کے پاٹ کو قاتل سے پوچھیے — کتنا ہے ہاتھ آب تیغ بسمل سے پوچھیے
ہنگامہ ہیچ خواہش دل دل سے پوچھیے — حسرت دم اخیر کی بسمل سے پوچھیے
تیچھی نظر کے حال سے واقف نہیں کوئی — کس پر پڑی چھری ہے یہ بسمل سے پوچھیے
کیونکر بتاؤں آپ کے کوچہ کی آرزو — یہ شوق نارسیدۂ منزل سے پوچھیے
دو بوسے دیکے کہتے ہو پوری ہوئی مراد — کتنی ہیں حسرتیں یہ مرے دل سے پوچھیے
ناقہ کے پیچھے پیچھے اڑاتا ہے خاک کون — پردہ اٹھا کے صاحب محمل سے پوچھیے
میں کیا کہوں جو عشق میں صدمے گذر گئے — واقف مری زبان نہیں دل سے پوچھیے
گالی سوال بوسۂ لب کے عوض ملی — لذت جواب تلخ کی سائل سے پوچھیے
اسکا خیال سینہ میں ہے کچھ نہیں خبر — بیٹھا ہے کون آئینۂ دل سے پوچھیے
دو چار دن کی چاہ سے آگاہ ہیں سبھی — انجام عشق عاشق کامل سے پوچھیے
نشہ میں آپ آئے بہک کر تو ڈر نہیں — دولت سحر کی راہ بھٹکے دل سے پوچھیے
لاکھوں کو قتل کرکے ہے خاموش کس لیے — کیوں خون بولتا نہیں قاتل سے پوچھیے

کس مست کا خیال ہے باطن میں جلوہ گہ
اس پردہ میں ہے کون مرے دل سے پوچھیے

کھینچا ہے ہاتھ قتل سے کیون بیگناہ کے
دامن پکڑ کے آج یہ قاتل سے پوچھیے

لذت تڑپنے کی کوئی کیا جانے قاتلو
جو لوٹنے میں بات ہے بسمل سے پوچھیے

ہیں بے نصیب پاؤن کی آہٹ سے جاگ اوٹھے
سینہ میں کون آکے چھپا دل سے پوچھیے

کس زہرہ وش کے چاہ ذقن کا ہے مبتلا
یہ حال قیدئی چہ بابل سے پوچھیے

راز و نیاز عشق سے آگاہ میں نہیں
مجھسے نہ پوچھیے یہ مرے دل سے پوچھیے

مہندی سوا ہے لال کہ خون شہید ناز
ہتھین لہو کی دے کے یہ قاتل سے پوچھیے

کس بات پر حضور کی دیوانہ ہو گیا
مجھکو خبر نہیں یہ مرے دل سے پوچھیے

خنجر سے بازپرس ہے کیون میرے خون کی
یہ حال پوچھنا ہے تو قاتل سے پوچھیے

دیوانہ ہون مجھے سر و پا کی خبر نہیں
میری حقیقت آپ مرے دل سے پوچھیے

مارا تو ہاتھ آپ نے دشمن کے ہاتھ سے
کیسی لگی یہ چوٹ مرے دل سے پوچھیے

کس منہ سے التماس کرون آرزوے وصل
یہ بات پوچھیے تو مرے دل سے پوچھیے

ہم دیکھتے ہیں جاتی ہیں یارون کی کشتیان
یہ درد پا شکستہ ساحل سے پوچھیے

ٹھوکر کی قدر اور کوئی جانتا نہیں
یہ درد پوچھیے تو مرے دل سے پوچھیے

کھلا ہے گا کہ کسکے تصور میں مست ہے
آنکھیں ذرا دکھا کے مرے دل سے پوچھیے

شکر جفا کرون نہین بھلا کس زبان سے
جو آپ نے کیا ہے مرے دل سے پوچھیے

اندھیر ہے کہ گھر میں رہا چاندنی کہان
جیبین ہے چاک اوس مہ کامل سے پوچھیے

راز نہان حضور کے اس سے چھپے نہیں
شک ہے تو اپنے دل کی مرے دل سے پوچھیے

مجھکو تو اعتبار ہے عہد حضور کا
دیتا ہے کیا جواب ذرا دل سے پوچھیے

فریاد و عجز و ناشنوائی غرور کی
گوش گل و فغان عنادل سے پوچھیے

آسان باتونسے نہیں اگلا کچھ ضمیر
مشکل رکی بات حسب مشکل سے پوچھیے

شمعون نے سر اوٹھائے ہین پروانے کیا ہوے — پریان ہوا پر آتین ہین پولے کیا ہوے

جو پوچھتا ہے زلف کے دیوانے کیا ہوے — فرماتے ہین کہ میری بلا جانے کیا ہوے

ملتے نہین ہین قمری و بلبل کے آشیان — کوڑا پڑا ہے باغ مین خسخانے کیا ہوے

سب میکشون کے دیدہ و دل کون لیگیا — شیشے کہان ہین ہاے وہ پیمانے کیا ہوے

نادان بنگئے ہین شہیدون کے حال سے — کہتے ہین ہوے بنکے خدا جانے کیا ہوے

ہم مے پرست سینہ سوزان کو کیا کرین — جنکی یہ بھٹیان ہین وہ میخانے کیا ہوے

محروم ہین ستم سے بھی لطف و کرم کہان — اپنے اگر نہین ہین تو بیگانے کیا ہوے

ثابت تمام دامن صحرا ہے اے جنون — کانٹون نے سر اوٹھایا ہے دیوانے کیا ہوے

دیوار و در مین جنکے تجلی طور تھی — اے برہمن وہ نور کے بتخانے کیا ہوے

کہتا ہے سنگ غم یہ ترا حوصلہ نہین — اے ہنس اب وہ موتی کے دانے کیا ہوے

اب میکدہ مین بات نہین پوچھتا کوئی — جو لب بلب تھے ہمیشہ وہ پیمانے کیا ہوے

اب بتکدہ مین موہنی مورت نہین کوئی — کعبہ کے ضمن مین تھے وہ بتخانے کیا ہوے

دیوانے خاک اوڑاتے ہین ملتا نہین پتا — کیا آگئی بلا وہ پری خانے کیا ہوے

پریان ہزارون ہین دل وحشی کہین نہین — کثرت سے گنج حسن کی پروانے کیا ہوے

مٹی کے مول بکنے لگے شہر اے خدا — لٹکے ادھر وہ بسلیے تھے ہین ویرانے کیا ہوے

جلوہ کی سیر مفت کوئی دیکھتا نہین — شمعین اکیلی جلتی ہین پروانے کیا ہوے

ملتے تھے جام جم فقیرانکو جہان مدام — اے پیر میفروش وہ میخانے کیا ہوے

اللہ رے بیخودی کہ ٹھکانا کہین نہین — ہم آپ مین نہین ہین خدا جانے کیا ہوے

مٹی خراب حیرت عشق بتان کی ہے — بیدل ہین لوگ آئینہ خانے کیا ہوے

پھرتی ہے اب شراب محبت بہی بہی — عالی تھے جنکے ظرف وہ پیمانے کیا ہوے

قبرونکی جستجو مین ہین غمناک جان بلب — بیمار مر رہے ہین شفاخانے کیا ہوے

اب لوسے ہضم ہوتے ہین اہل غریب کو
جو جھوٹے منہ کو ریزے کہانے کیا ہوئے

جسموںکو روحین ڈہونڈہ رہی ہین پس فنا
ان خانماں خرابونکے ویرانے کیا ہوئے

ملتی نہین ہے شیشۂ انگور کی پری
یارب طلسم نور کے بیخانے کیا ہوئے

گردش تلاش کر کے نصیبون نے پائی ہے
یارب مۓ مراد کے پیمانے کیا ہوئے

شمس و قمر کو دیکھ کے کہتے ہین بادہ کش
سرپوش جنکے یہ ہین وہ پیمانے کیا ہوئے

مستونکی آنکھین ڈہونڈہتی ہین شیشے کے گلے
ان ساغرونکے ڈہلے ہوئے پیمانے کیا ہوئے

دامان و آستین کی تلاش آنسوؤنکو ہے
سیلاب روتے پہرتے ہین ویرانے کیا ہوئے

زندان بدون داغ جنون بیچراغ ہین
زنجیرین غل مچاتی ہین دیوانے کیا ہوئے

کیک بہشت بہوک سے مرتے ہین انکو تو
اے یار تیرے کہنگرونکے دانے کیا ہوئے

تیرونکے ساتہہ ساتہہ خطوط اجل نہین
خالی لفافے آئے ہین پروانے کیا ہوئے

زنجیر کا ہے غل نہ صدا چاک جیب کی
شہر جنون خراب ہے دیوانے کیا ہوئے

اب لینے اوسکو آپ سے جاتا نہین کوئی
فصل بہار آتی ہے دیوانے کیا ہوئے

ہے کشت تجرد تخم جنون کی امیدوار
اے پاے قیس آبلونکے دانے کیا ہوئے

آرام مثل طائر بے آشیانہ ہے
یارب وہ خواب عیش کے افسانے کیا ہوئے

دل ہے مرا نہ اختر تقدیر مدعی
تسبیح زلف یار کے وہ دانے کیا ہوئے

دولت جنونکی پاگئے کسطرح اہل ہوش
شہر وہ نہین خاک اوڑی ہے ویرانے کیا ہوئے

پہرتے ہین سجدے ٹہوکرین کہاتے جہان جہان
کعبہ ہے جنکی نقل وہ بتخانے کیا ہوئے

بیڑی گیسو ونکی نہ زخمون کی بیڑیان
اے پہلوان عشق ترے بانے کیا ہوئے

پوچھا جو اونسے حال جناب شہر کا
منہ پہیر کر کہا کہ خدا جانے کیا ہوئے

بس لیا جو من کا کسنے کس سے کسنا کیا
شربتی انگیا کی رنگت کسلئے پہیکی ہوئی

مصحف سے کیا بات نکلے جیسے ...
راہ کو روکے ہوئے آواز ہے بیٹھی ہوئی

کتنے ہاتھنا پانی کی بھر خدا فرماتے
کچھ نہ نظر آتی ہے کمر کی آپکی سمٹی ہوئی

بال کھولے تم جو لیٹے ہو نقیر حسن سے
سنبل گیسو کی کیاری ہے سراسر کھلی ہوئی

تیر سے لگے اے پری رو شوخی تل آنکھہ کا
اسقدر رسیلی نگاہ قیس میں پلکی ہوئی

روے روشن پر جو لٹکا پیچ جھکی سرو حسن
آپ کی پگڑی چراغ طور کی بتی ہوئی

ہاتھہ پر رکھکر جو گورا گال لیٹا وہ حسین
شمع بازو جیسے شمشیر صبح کی جھیلی ہوئی

پاسبانی میں حسینوں کے تھا تنگ حضور
غسل خانہ میں منقر چوروں کی چوکی ہوئی

ہالہ خورشید بنا ہی ہے تنگ اوسکے لیے
جو کوئی چوڑی ہے پہنا ہاتھہ کے پہونچی ہوئی

تاج میں پرتو کلائی کا جو مشعل پر پڑا
ساعد حور بہشتی آپکی دستی ہوئی

ہم فقیروں کو ملی کرتی کے پہندوں سے نجات
خط آزادی تمہارے پیٹ کی پسلی ہوئی

بادلے کے تھل جو ٹکوا لیے گئے سو بات میں
آپکے کوڑے کی چوٹی تاروں کی گچھی ہوئی

بانکپن کی وضع ہے پیراہن کے خلاف
تیغ ابرو سے تمہاری آنکھہ عشق کی ہوئی

کیا حلاوت ہے لب شیریں میں صدقے جائیے
صاف منہ میں گھلگئی بات اسقدر میٹھی ہوئی

عطر کھچواتے ہیں وہ غیروں کی مشت خاک کا
کچھ نہ کام آئی طبیعت میری کیوں مٹی ہوئی

حسب فرمائش منیر اس طرز کی کہدی غزل
کشتی فکر اب روان اس بحر میں ہی ہوئی

غش ہوئے کہ ترے سامنے الزام نہ لیتے
ہاتھ اپنے جو سمجھتے تو ہمیں تھام نہ لیتے

اے بت جو شب ہجر میں دل تھام نہ لیتے
کلمہ میں کبھی ہوتا تو ترا نام نہ لیتے

احسان ترا اے بت خودکام نہ لیتے
تھمتا دل مضطر تو ہمیں تھام نہ لیتے

صدمہ جو اگر آجاتے ہم اے رشک مسیحا
مرجاتے مگر منہ سے ترا نام نہ لیتے

فرصت کف افسوس کے ملنے سے جو ملتی
اس ہاتھ سے دل اوس سے جگر تھام نہ لیتے

پرہیز اگر کرتے ہم اے ساقی مغرور
گر دل ہی جو ہوتا تو ترا جام نہ لیتے

مقدور جو ہوتا تو بڑھاپے سے نہ جھکتے
گرتی ہوئی دیوار کو ہم تھام نہ لیتے

وہ دل ہے کہ آجائے اگر بات پہ اپنی
ہم صبح کو اوٹھکر بھی ترا نام نہ لیتے

ہم نشہ مین گر پڑتے تو سنہ کو جگر آتا
دل تھمنے نہ تھمتا جو ہمین تھام نہ لیتے

تو عاشقون کی قدر جو اے بت نہ سمجھتا
کافر بھی جو ہوتے تو ترا نام نہ لیتے

بے سبب جنون کی جو طلب ہمکو نہ ہوتی
پریون کی بلائین سحر و شام نہ لیتے

آسان نہ تھی چاہ محبت سے رہائی
لے گرتے ہم اونکو جو وہ تھام نہ لیتے

آجاتی قیامت بھی تو ہم یاد نہ کرتے
تا حشر بتون کے آگے ترا نام نہ لیتے

دل توڑ کے پچھتاتے ہو پہچان گئے ہم
بیدرد جو ہوتے تو جگر تھام نہ لیتے

کچھ کون ہے جو تسبیح پڑھی جاتی ہے پیہم
یون تو کبھی بھولون بھی ترا نام نہ لیتے

آئی تھی طبیعت طرف اشک فشانی
لے ڈوبتے دنیا کو جو وہ تھام نہ لیتے

کرتی جو مہ مصر کی تعریف زلیخا
تصویر دکھا دیتے ترا نام نہ لیتے

یاران عدم ہوتے تو کیون ٹھوکرین کھاتا
لغزش کی جگہ ہاتھ مرا تھام نہ لیتے

کیون حشر مین دیوانہ مجھے کہکے پکارا
نفرت تھی تو اب بھی مرا نام نہ لیتے

رفتار دکھانیکو وہ غصہ مین اوٹھے تھے
آجاتی قیامت جو اونہین تھام نہ لیتے

گھبراتے جو دیوانے تھے دیر و حرم سے
بت کیا ہین خدا کا بھی کبھی نام نہ لیتے

ہوتا جو بس اپنا نہ تڑپتے سر محفل
ٹوٹے ہوے ہاتھو نسے جگر تھام نہ لیتے

آسان نہ تھا ضبط نکیرین کے آگے
دل بول ہی اوٹھتا جو ترا نام نہ لیتے

دیتا اگر اونکو بھی ہوس ساغر جم دل
مٹی کے بھی مول اون وہ مرا جام نہ لیتے

ناکامی عشاق تھی منظور بتون کو
سو کام کے ہوتے تو اک کام نہ لیتے

منظور جو آزمائش تھی دل وصل طلب کی
کیون ٹھونک بجا کر وہ مرا جام نہ لیتے

کیون آپ نے انکار کیا بوسہ لب سے
قسمت سے زیادہ تو ہم انعام نہ لیتے

مرتے جو نہ ہوتی جو حسینون کی دورنگی
جھک جھک کے قدم ہم سحر و شام نہ لیتے

تو اونکی طرف ہوکے اگر ہمکو ستاتا — بدلا کبھی ہم اے دل ناکام نہ لیتے

وحشت کدۂ دہر مین چلتا جو بس اپنا — دشمن سے محبت کے سوا کام نہ لیتے

مرغوب تھی محنت سفر عشق مین ایسی — رستہ مین پڑا پاے تو آرام نہ لیتے

حاضر دل وجان سے ہے دربار بتان مین — بندہ جو سمجھتے تو کوئی کام نہ لیتے

عیب اپنے جو اللہ سے زاہد نہ چھپاتے — پردہ کے لیے جامۂ احرام نہ لیتے

ہم دور بتان مین کبھی بیکار نہ رہتے — کچھ کام کیے ہوتے تو کچھ کام نہ لیتے

کامل کوئی ملتا جو خریدار دل وجان — یہ جنس تو نہین بیچتے ہم دام نہ لیتے

قسمت سے جگہ بزم حسینان مین جو ملتی — آنکھون سے تقاضا کچھ سوا کام نہ لیتے

کیون دیکھتے ہم دیدۂ بے شرم بتون کے — کوڑی کو بھی ہم بیٹھے بادام نہ لیتے

کھلجاتی جو پہلے سے خبر جسم گلی کی — دم اسمین ذرا اے طمع خام نہ لیتے

دریاے محبت مین اگر غرق نہ ہوتے — لہرین تری دیوانہ تا کام نہ لیتے

ہوتی جو یہان خاک نشینون کی رسائی — بوسے ترے تلوون کے لب بام نہ لیتے

جاروب کشی ملتی اگر کرب و بلا کی — ہاتھو نسے منیر اور کوئی کام نہ لیتے

تیرے بغیر دشمن جان آہ سرد ہے — ٹھنڈی ہوا سے لوٹتے سینہ مین درد ہے

جو پوچھتا ہے عشق مین کیون رنگ زرد ہے — ہاتھون سے دل کو تھام کے کہتا ہون درد ہے

ہنستے ہین دیکھ دیکھ کے کیون اسقدر حضور — کچھ شاخ زعفران تو نہین جسم زرد ہے

کیا ہنس کے پوچھتے ہو خبر حال زار کی — پہچان لوگے نبض اگر دلمین درد ہے

کس ناتوان کا یہ لہو ہے بتا سہی — کیون دست دلربا مین رنگ حنا زرد ہے

سنگین دلی سے تیری دعا کا نہین قبول — نالی مین بھی اثر ہے اگر دلمین درد ہے

بیمار کیسے ہوئے مرض عشق مین حسین — سونے کی پتلیان ہین اگر رنگ زرد ہے

آب بقا ہے اپنی نگاہون مین زہر عشق — اے دل مسیح وقت ہے اپنا درد ہے

کہلتے ہے اونکے ہونٹونکی رنگت سکوت مین
کہتا ہے کون آتشِ خاموش سرد ہے

ٹوٹے کسیکی خاطرِ نازک مین رو دیا
شیشہ وہان گرا ہے یہان دلمین درد ہے

ہم صبح و شام ہجر مین یکسان جلا کئے
سنتے تہے مشک گرم ہے کافور سرد ہے

تشریف لائے ہو تو عنایت یہی چاہیے
پہلو دبا کے بیٹھو کہ دلمین درد ہے

آتی نہین بہادرونکو نفس پروری
کتے کو پالتا نہین جو شیر مرد ہے

کہیار و دن اپنے پہلوئے خالی کو یا نصیب
دل تہا کبھی یہان مگر اب جائے درد ہے

اپنی نظر مین طالبِ دنیا ہے زن مرید
اس پیرِ زال پر جو ہو غالب وہ مرد ہے

شکرِ خدا کہ رنج سے آباد ہے یہ گہر
مدت سے دل نہین ہے پہلو مین درد ہے

رستم کی دہاک سے نہین کم شورِ شاعری
سچ ہے کہ نام مرد سے از ذاتِ مرد ہے

ظاہر ہے بیقراریِ خاطر گہڑی گہڑی
کس مضطرب کے شیشۂ ساعت مین گرد ہے

برداشت کب ہوا اونکو گلابی کے نشہ کی
بادِ سموم جنکے لئے روح درد ہے

آمد ہے سیرِ باغ کو کس رشکِ حور کی
بوئے گل بہشت سواری کی گرد ہے

جلاد کی طرح نہ قضا نے بہی کی پسند
اے جسم ایسی جان سزاوار طرد ہے

اک رشک آفتاب نے برباد کر دیا
صبحِ قیامت اپنے بگولے کی گرد ہے

دیوانہ مارے پڑتے ہین اپنے ہی چال سے
جو آبلہ ہے پا ونمین چوپڑ کی نرد ہے

آنکہونکے عشق مین بہی ہے تقدیر کی کجی
دو صاد ہو چکے غلط اسپر یہ فرد ہے

رنج اور ہی شکستہ دلی کی بلا ہے اور
لاکہون شکستہ دل ہین پر اک اہل درد ہے

رکہتا ہے کائنات سے بیگانہ آسمان
دفتر سے خارج اپنے مقدر کی فرد ہے

ہے بے اثر سہ منزلہ پر اونکے میری آہ
تاثیرِ برق تیسرے درجہ مین سرد ہے

شوقِ سخن مین ہے شعرائے سلف سے عشق
ہے میرے دلمین سوز کلیجے مین درد ہے

برباد اسقدر ہون ہوائے جنون سے مین
سایہ مرا غزال بیابان نورد ہے

[illegible]

زینت ہے لوح دل کی ترے اختلاط سے
ایجاد نیل جھلکیوں کا لاجورد سے

تلوار سا نہ چلتی ہے جام شراب کی
ہر وقت حسن و عشق میں صلح نبرد ہے

رہتا ہے کون قصر نگارین دہر میں
کس کے محل کی چھت فلک لاجورد ہے

کس گلبدن کو شوق ہے مٹی کے عطر کا
بلبل پکارتی ہے کہ کیوں بو میں گرد ہے

دل ہارتے ہیں لوگ بساط حضور پر
ہر مہرۂ فرش اصل میں چوپڑ کی نرد ہے

آتا ہے کون نشہ کے پردے میں دیکھیے
ہوش پریدہ کس کی سواری کی گرد ہے

میزان میں تل رہا ہے وہ خورشید برج حسن
آب سرشک دیدۂ گریان میں سرد ہے

مشکل غلامی شہ مردان ہے اے منیر
اس معرکہ میں جو ہے قایم وہ مرد ہے

[illegible]

مقتل بھی مرے میکدہ سے گرد ہوا ہے
ہر شیشہ نظر میں دل بیدرد ہوا ہے

رعب رخ قاتل سے چمن زرد ہوا ہے
ہر پھول کا منہ چہرۂ نامرد ہوا ہے

خاک رہ محبوب ہے سرمایۂ گلشن
اکسیر سے طیار زر زرد ہوا ہے

گھبرائے نہ کیون جامۂ خاکی سے مری روح
وحشت میں بدن پیرہن گرد ہوا ہے

میخانہ میں شیشہ کوئی ٹوٹا ہے منیر
بیساختہ کیون دل میں مرے درد ہوا ہے

محتاجوں کو دیتا ہے زر داغ عموماً
پیر فلک ان روزوں جوانمرد ہوا ہے

ٹھنڈے ہوئے لاکھوں مرض عشق میں جلکر
یہ تپ ہے جسے آئی ہے بدن سرد ہوا ہے

دشمن کو بھی دل پکڑے ہوئے دیکھ رہا ہوں
بیدرد مری جان کو ہمدرد ہوا ہے

آبی کسی گلرو کو پسند آئی ہے پوشاک
پانی سے بھی پتلا عرق ورد ہوا ہے

دولت کے سبب ڈرتے ہیں صحبت سے متمول
اکسیر کے کھانے سے کوئی مرد ہوا ہے

کہتے اونھیں پہنائی ہے پوشاک گلابی
ہو اسطرح کیون سر میں مرے درد ہوا ہے

شب کی خنکی صبح کو بے لطف ہے اے جان
تھا گرم یہ کھانا مگر اب سرد ہوا ہے

سو رہتے ہیں ہم کوچۂ گیسو کی ہوا سے
گویا دم اژدر نفس سرد ہوا ہے

باتین مسی لگاکے کرتے ہین — شاخ نقرہ پر آبنوسی ہے
ہر چمن مین ہے وصلِ بلبل و گل — سنبلستان شب عروسی ہے
نیشکر زارِ حسن سے ہمنے — پور پور اونگلیونکی چوسی ہے
حسن لیلے کی مدح کیا اے قیس — ایک کٹ پتلی آبنوسی ہے
بوے بیگانگی ہے باتون مین — کہنے اونکی زبان چوسی ہے
ملکے دلہا سے سخت کہتے ہین — لوہے کے بہی چنے نہین چوسی ہے
کیا خزان نے مچادیا اندھیر — تختۂ باغ آبنوسی ہے
اپنے کاسیدون کا جو کھینچا پوست — ہنسکے بولے کہ جو کی بہوسی ہے
چال شطرنج کی ہے آپس مین — مین ہون رقیب روسی ہے
باغ کوڑا ہے اوسکی فرقت مین — خرمنِ گل بہی جو کی بہوسی ہے
گرد رہتا ہے آتش رخ کے — سپند و زلف بہی مجوسی ہے
کفر و اسلام کا ہے دشمن جان — کیا ترا ترک غمزہ روسی ہے
سانپ کو دیکھکر وہ کہتے ہین — کس کے یہ گنڈے آبنوسی ہے
تیری فرقت مین بہار ذلیل — مخمل سبزہ نیلی سوسی ہے
مرنے کا نام رکھدیا ہے وصال — یہ بہی ایک اونکی چاپلوسی ہے
ہین غلام شہ خراسان ہوان — زنگ رخت حیات طوسی ہے
تیرہ بختی سے بحر عالم مین — کشتی عمر آبنوسی ہے
مرکے عاشق مناتے ہین شادی — قبر بہی حجلۂ عروسی ہے
مردے جیتے ہین تیری لکنت سے — لب عیسٰی زبان موسٰی ہے
لکھتے ہین میرے قتل کی تاریخ — کسقدر مشقِ چاپلوسی ہے
نشہ لکہو ہوا شہادت کا — کیون مے لالہ گون لہوسی ہے

بوسے لیتے ہین وہ نہین کی جانب گو
سب نے اونکی زبان چوسی ہے
ضرر بد سے نفع نیکون کا
مرگ فرعون عمر موسیٰ ہے
بوسے پلکون کے لیے چلے ہین ہم
ہر زبان خدنگ چوسی ہے
گالیان قتل کرکے دیتے ہین
یہ تملق یہ چاپلوسی ہے

علم تجرید کا ہے شوق ظہیر
فیض روح نصیر طوسی ہے

بیٹھا اٹھا ہے سر تیغ ادا کسکی ہے
تنگی شمشیر زمانہ مین جفا کسکی ہے
مرض موت سے مایوس بقا کسکی ہے
نام تاثیر سے بیزار دوا کسکی ہے
زہر ہی دیوے مجھے وصل کے ساتھ اے چرخ
زندگانی ہے ہماری تو قضا کسکی ہے
جوہرون مین ہے چمک طالع اسکندر کی
میہمان آئینہ کے گھر مین صفا کسکی ہے
بلبل نغمہ سرا باغ مین پڑھتی ہے درود
بو گل تازہ مین لے باد صبا کسکی ہے
مژدہ زیست رقیبون کو مبارک یا رب
سر عاشق ہی سلامت تو قضا کسکی ہے
رنگ کس گل نے اوڑایا ہے ہر اک غنچہ نے
سیکڑون گٹھریون مین ایک قبا کسکی ہے
مفت بدنام ہے میخانہ عالم مین شراب
کوئی پوچھے تو نظر ہوش ربا کسکی ہے
چھپا بانہ رکھیو نہین ہوتا … ہے کون
ڈوب مرنے کے ارادہ مین حیا کسکی ہے
پوچھتے ہین یہ اطبا تجھے بیمارون سے
زہر سب کہتے ہین جسکو وہ دوا کسکی ہے
کب سے دل ٹکڑے ہے پیچھے پڑا ہے لیکن
پردہ ساز مین پوشیدہ صدا کسکی ہے
جامہ سے ہو نہین ہے مشہور تلون کسکا
سیکڑون رنگ جو بدلے وہ قبا کسکی ہے
کس گل تازہ کی خوشبو سے معطر ہے دماغ
ہے خلا جس سے محال ایسی ہوا کسکی ہے
ارجعی کا جو سنا ذکر چلی جسم سے روح
گوش رحلت ہوئی آج یہ صدا کسکی ہے
عشق ابرو کی خطا کس سے ہوئی ہے سرزد
تری تلوار کے قبضہ مین سزا کسکی ہے

یاد مجکو تو مجھے پیار سے فرماتے ہو | کوستے ہو جسے سنکر وہ دعا کسکی ہے
ہاتھ میں ہوگئے برباد ہزاروں اقبال | شامت بخت ہے اے یار خدا کسکی ہے

یوں تو خوش فکر ہیں اس معرکہ میں جمع ظہیر
عرش رس دیکھیے اب فکر رسا کسکی ہے

کہنے سننے کو تو اے یار میری یاد رہے | گالیاں منہ میں ہے کانوں میں فریاد ہے
پہونچہین گذر نالہ و فریاد رہے | نیستاں نعرہ شیرانہ سے آباد ہے
یہی انصاف ہے اے فصل بہاری تیرا | جال میں مرغ چمن باغ میں صیاد ہے
گل پژمردہ ہے بلبل کی محبت معلوم | ہم بہی دیوانے تھے جبتک شہ پریزاد ہے
چھوٹ کر اوسنے جلے آتش فرقت میں شہید | کشتے دوزخ میں ہے خلد میں جلاد ہے
ہوگئے چاروں طرف شہر خموشاں آباد | کس جگہ جا کے بہلا عالم ایجاد ہے
عقل پہلو میں ہو میخانہ میں نفس سرکش | دیو شیشہ میں ہے دل میں پریزاد ہے
طائر جان کو اوڑا لیگئی ٹھوکر اوسکی | ہاتہ ملنے کے لیے پنجہ صیاد ہے
توبہ پیری میں جوانی میں ہے بیباکی خوب | دن کو پابند ہے رات کو آزاد ہے
چاہیے انصاف کو خالی نہ بناتے کوئی | شوق سے خانہ دل میں تیرے بیداد ہے
کعبہ و دیر میں ناقوس و اذاں کا غل ہے | کس جگہ جا کے الٰہی مری فریاد ہے
خط لکھیں جو حشتی غمناک کسے فرقت میں | دل جو خالی ہو تو بہولے ہوئے کی یاد ہے
بھول جاینگی نہ پھر ہے شکایت کرنا | کس سے بدتے ہو فراموش ذرا یاد ہے
کوٹھے پہ نور کی ٹکری ہے گلی میں ہم ہیں | چاندنی آج کی اے ماہ لقا یاد ہے
جینے کے لالے ہیں تازہ گرفتاروں کو | چین سے قید میں مرغان قفس زاد ہے
خاکساری کی ہے منظور ترقی مجھکو | نحس سے بیچ ہے کوسے کی بنیاد ہے
دل سلامت ہے دلدار ہزاروں اے عشق | لاکھوں یوسف ہیں مگر مصر تو آباد ہے

بادشاہو نہین ہین محسوب درویشون مین
یا الٰہی تیری دنیا ہمین کیا یاد ہے

کیا بتاءین تجھے اے شوخ حقیقت اپنی
نامراد آئے تیرے کوچہ مین ناشاد ہے

کوئی پہچان نہ لے شیشۂ دل کی جھنکار
تیری پازیب سے ملکر مری فریاد ہے

آدمی بندہ کے بندہ ہے سبحان اللہ
سرو شمشاد تک اس باغمین آزاد ہے

ہیچکیو نہین بہی کبہی نام ہمارا نہ لیا
عمر بہر بہولے تہے آپ ذرا یاد ہے

گالیان مجکو ستمگر سے ادہر آئے پیغام
غیر کے صدقے مین میری بہی برباد ہے

داغ بہی تجنے دیے ناتہے ٹہکرا دیا بہی
پہر خفا ہو تو خوش اپنا دل ناشاد ہے

سامنا مصر مین ہے عہدہ جو پانیکا
ستم گرگ بہی یوسف کو ذرا یاد ہے

بیکسی مین نہ دیا ساتہ ہمارا لیکن
شاد و آباد الٰہی دل ناشاد ہے

کوئی دے حشر مین کس طرح حساب دنیا
پر سونکے خواب کی ہو دوا کسی یاد ہے

غیر کے گھر مین مری یاد عبث ہوتی ہے
آپکو کیا کوئی آباد کہ برباد ہے

خوف پیری سے نظر بہر کے نہ دیکہا تجکو
اے جوانی تری صورت ہمکہان یاد ہے

مذہب حسن پرستی کے ہیمبر ٹہرے
ایسے ہم معتقد حسن خداداد ہے

کوئی خنجر کے تلے رکہدے گلا کیا مٹئے
ہمسے جانباز نہ پاؤگے کہین یاد ہے

چاہیے مجکو ترا ناز اوٹہانے والا
جان جاتی ہے تو جائے دل ناشاد ہے

نگہ قہر توجہ نکرے دل کی طرف
جس جگہ رہتی ہین چہلیون مین بیداد ہے

چاندنی دیکہ لی او چاند سی صورت والی
ہم چلے نور کی محفل تری آباد ہے

رقص بسمل ہے ادہر ماتم عشاق ادہر
عید کشتون مین ہے سوگ مین جلاد ہے

یہین آرام ہے آفاق کے بربادونکو
اے خرابی تری بستی یو ہمین آباد ہے

گالیونگی ترے ہونٹون کو خدا دے توفیق
کب تک امید اثر مین بہی فریاد ہے

دل اگر مشورۂ رحم او نہین دیتا ہے
غمزے سمجہاتے ہین ہان ہان یہی بیداد ہے

تابکے گنج شہیدان مین وعدہ اے ترک
سر ہمارا ہے یا خنجر فولاد ہے

کوچہ یار سے کیا دشت جنون کو نسبت
تو ہی جا ہم تو نہین اے دل ناشاد ہے

پٹیان روز پڑھا جاتے ہین دلداری کی
جانکر بہولتے ہو تم یہ سبق یاد ہے

تاج یاقوت کے مشتاق ہین شیرین پرویز
کسکے سر دیکھتے خون سر فرہاد ہے

حسن آگاہ اگر مرتبہ فقر سے ہو
رہین کملی کے بدل لعف پہ بہزاد ہے

ق

خدمت حضرت نواب مین اعرض یہ ہے
تا ابد تیز یون یہ طبع خداداد ہے

ڈاک مین شفق کے ہمراہ جو غزلین آئین
تو نہین اصلاح کے جیلہ سری یاد ہے

کیون نہ ہم مرجع ارباب معانی ہون ظہیر
مدتون معتکف خدمت اوستاد ہے

نہین جسمین دلدار وہ دل ہی ہے
جدا اپنی لیلیٰ سے محمل ہی ہے

ازل سے جو زخمی ہے وہ دل ہی ہے
خدا سا نہ دنیا مین بسمل ہی ہے

نہین ہم بغل بلکہ قاتل ہی ہے
خدا اس سے سمجھے مرا دل ہی ہے

جسے عشق عارض ہے وہ دل ہی ہے
ترے مصحف رخ کی منزل ہی ہے

جو دل خوش ہو تو عیش کامل ہی ہے
نہین تو خرابی کی منزل ہی ہے

بنا بتکدہ مین جو شیشہ عجب کیا
عرب مین جو کعبہ ہے وہ دل ہی ہے

گلے کٹتے ہین نوکیلی ادا پہ
تری چال اے تیغ قاتل ہی ہے

غضب ہے اسے زندہ درگور دیکھون
جسے مر کے پالا ہے وہ دل ہی ہے

کوئی سر کٹ بیٹھکے اپنے کو دیکھے
مرا چشم بد دور قاتل ہی ہے

جو ملتا ہے شیشہ کوئی ٹکڑے ٹکڑے
سمجھتا ہون ٹوٹا ہوا دل ہی ہے

ادا اونکی کہتی ہے مین ہون مسیحا
قضا میری کہتی ہے قاتل ہی ہے

دھڑکتا نہین اب کلیجا بھی اونکا
فلک جس سے ملتے تھے وہ دل ہی ہے

سمجھکر رگ برق اس سے نہ مجھکو — ذرا دیکھ تو نبض بسمل بھی ہے

مزے قیس و فرہاد کے دیکھنے لگے — بڑی دل لگی ہے اگر دل بھی ہے

شب وصل بھی ہے اسے بیقراری — نرالا نہ مانند سے کیا دل بھی ہے

گئی برق سیماب اک دل سے ہے باقی — تڑپنے کو دنیا میں بسمل بھی ہے

ہر اک اپنے پہلو میں سمجھا ہے اسکو — سبھی اہل دل ہیں اگر دل بھی ہے

ہر اک گھر بنجاتے ہیں شمع محفل — وہ ہیں موم دل شمع محفل بھی ہے

پڑا ایسے خونخوار سے ہمکو پالا — پیا جو لہو سینکے وہ دل بھی ہے

اُدھر تا ہے زیر زمین ہر مسافر — کہیں کوئی جاتا ہو منزل بھی ہے

زمانے کے بچھڑے عدم میں ملینگے — کدھر جا رہینگے یہ منزل بھی ہے

ڈرے بے بہا جان کر یون نہ پھینکو — گرہ میں اسے باندہ لو دل بھی ہے

ترے کوچے میں ہم یہ کہتے ہیں واللہ — جو ٹھہرے طبیعت تو منزل بھی ہے

ترا عشق ہے زندگی کا خلاصہ — کلیجا بھی نشتر بھی دل بھی ہے

گلی آئی اوس بت کی تابوت رکھدو — یہیں ناؤ ٹھہراؤ ساحل بھی ہے

ترے سنگ در پر ہے مرقد ہمارا — کہ تکیہ سرہانے کے قابل بھی ہے

سرائے عدم میں ہے سچا ٹھکانا — کہاں جائینگے خضر منزل بھی ہے

کیا خون دل ہم نے [illegible] نے — تری تیغ ہو میں ہے بسمل بھی ہے

بڑھی آبرو میری آغوش میں گیا — نہیں جسمیں دریا وہ ساحل بھی ہے

فقیروں کو سب تکیے ہیں بستر — صدا ہے لب جام سائل بھی ہے

ہماری بغل سے کنارہ سے بیجا — اگر تم ہو دریا تو ساحل بھی ہے

نہ پامال کر دل کو اے لشکر غم — کسی کے گلے کی حمائل بھی ہے

پری سے مرا شیشہ خالی نہ ہوگا — وہ خود بول اٹھیگا ترا دل بھی ہے

رہین گرد کلفت مین اہل کدورت
زمین اس زمانہ کے قابل یہی ہے

عوض چاندنی کے چھپاتے ہین آنکھین
بساط اپنی اے ماہ کامل یہی ہے

تڑپنا ہمارا دکہاتے ہین سبکو
بناتے ہین وہ رقص بسمل یہی ہے

مرے دل سے بنتا ہے دلدار ہر بت
کہین کوئی لیلے ہو محمل یہی ہے

ذرا لالہ وگل کی بہی سیر دیکھو
تمہارے شہیدون کی محفل یہی ہے

گناہون کے کثرت کی قلت نہوگی
اگر عمر باقی ہے فاضل یہی ہے

اوسی گل خوشبو سے ہین مست عاشق
منادی شور عنادل یہی ہے

اشارہ ہے اون آنکھون کی ہونٹی کا
ادہر دیکہنا سحر بابل یہی ہے

جہجکتے ہین پہلوے خالی سے میرے
سمجھتے ہین وہ قبر بیدل یہی ہے

دل غیر سے کیون نکلتے نہین تم
مگر خانۂ نقش عامل یہی ہے

لحد درمیان ہے وجود و عدم مین
زمانہ سے شہر اک منزل یہی ہے

جوانون کو شوق جوانی مین پایا
تمنائے تحصیل حاصل یہی ہے

مرا نالہ طوبے سے بہی ہے رسا تر
تری قد سے تر مقابل یہی ہے

وہ آئے تو پہر قتل کرنے کی خاطر
سزا تیری اے جذبۂ دل یہی ہے

جدا ہوگیا تیغ قاتل سے ملکر
وفاداری اے خون بسمل یہی ہے

عبث روتی ہین آنکہین بدنام کرکے
سزائے گواہان باطل یہی ہے

شب قدر کملی کے سایہ سے نکلے
کرامات اے فقیر کامل یہی ہے

کسے آئینہ جان کر توڑتے ہو
مین پہچانتا ہون کہ دل یہی ہے

زمانہ مین ہے چاند تصویر اوسکی
مرقع ہین اک فرد کامل یہی ہے

یہ رنگت ملی اوسکو زہر بلا سے
زمرد سے نکلے مرا دل یہی ہے

طپش دیکہکر دل کی کہتے ہین ہنسکر
تڑپ تیری اے مرغ بسمل یہی ہے

اسی نے کیا سامنا فوج غم کا
کلیجا یہ جس کا ہے وہ دل یہی ہے

نئی چاندنی اہل دل دیکھتے ہین
ہر اک ماہ تابان کی منزل یہی ہے

نہ چھوڑو اسے صید لاغر سمجھکر
ارے زلفون والو مرا دل یہی ہے

لپٹ قد جانان سے اوٹھا یہ دل
درخت آشیانے کے قابل یہی ہے

اولجھتین جو زلفین تو سلجھاتے ایت
گرہ پڑگئی دل مین مشکل یہی ہے

فدا عشق پر ظاہر و باطن اپنا
بدن کا جگر جان کا دل یہی ہے

دل تنگ کی کوئی کیونکر خبر لے
نہین راہ جسکی وہ منزل یہی ہے

زمانہ کے یارون کو پہچانین کیونکر
اندھیرا جہان ہے وہ محفل یہی ہے

نصیب ایسے نالے کہان بلبلون کو
مین پہچانتا ہون مرا دل یہی ہے

رہا دل اکیلا گیا تیرا دن کا
رہ خدمت لے عشق کامل یہی ہے

لہو سے مشابہ ہے مہندی کسکی
سمجھ لے ترا چور لے دل یہی ہے

پھنسانا ہے تو دل نشتر سے چھیڑو
جگہ گدگدانے کے قابل یہی ہے

ادھر بھی کوئی ٹھوکر او جانے والے
ترے خانہ برباد کا دل یہی ہے

دل اپنا منیر اونکے کوچہ مین پونہچا
شہنشاہ فردوس منزل یہی ہے

دولت ہے بیخودی ہے جوانی کیواسطے
سونا ہے نیند نشہ غنانی کیواسطے

دل جل رہا ہے اشک فشانی کیواسطے
اس گھر مین آگ آئی ہے پانی کیواسطے

جنت سے قصر یار نہ لجائے حشر مین
چھاپے دئے لہو کے نشانی کیواسطے

بیخواب ہے زمانہ تمہارے فراق مین
آئے کہان سے نیند جوانی کیواسطے

کوئی لگائے نقد اشک کس مقام پر
کچھہ تو جگہ ہو تنگ دہانی کیواسطے

سجدہ جدا ہو سب سے اسیران عشق کا
ماتھے گھسے ہین نشانی کیواسطے

بچپن مین اسقدر خلشین ہے مری شو
رکہ چہوڑ دو کوئی نوک جوانی کیواسطے

منہ کا اد گال بہیجد و پیغامبر کے ہاتہ
کچہہ رنگ ہو پیام زبانی کیواسطے

کیونکر بدل لے آپکے میلے لباس سے
بوٹی ہے رخت گل مین نشانی کیواسطے

قدِ دوتا سے تنگ ہین پیرانِ مو رنگا
ملتے ہین سب جہک کے جوانی کیواسطے

رونا مرا سبک ہے نظر مین تو غم نہین
توقیر ٹلکے پن سے ہے پانی کیواسطے

اہلِ نظر کیواسطے ہے خاک کو سے یار
آنکہین ہون سرمہ صفہانی کیواسطے

معدوم سے مثال ہے موجود کی بجا
منہ چاہتے ہے غنچہ دہانی کیواسطے

انگیا کے بنگلے پر ہوئے شیدا شباب مین
پانی اودہ کی شام جوانی کیواسطے

سب داغ مین ہی لوٹ لوٹ پاکرین رقیب
چہلو نہین گل نچہوڑ دون نشانی کیواسطے

بازار کہنہ مین نہین توقیر جنسِ نو
مصرِ دیم ہو یوسف ثانی کیواسطے

کس طرح آتی پیاسون تک ایجان آب تیغ
لوہے کی قید سخت ہے پانی کیواسطے

طفلی مین کیون بڑہاتے ہو کثرت شراب کی
رہنے دو کچہہ تو نشہ جوانی کیواسطے

عاشق ہے راگ رنگ تمہے حسنِ سبز پر
ستویا ہی بیقرار ہے دہانی کیواسطے

روتے ہین تیرے ... خلافی سے نغمہ خوان
باقی نہین ہے جہوٹہ کہانی کیواسطے

بہاری ہوا ہون ضعف سے سب ناتوان
ہلکا کیا ہے غم نے گرانی کیواسطے

صحرا ے دلکو لشکرِ پیری نہ گہیر لے
کچہہ تو جگہ ہو داغِ جوانی کیواسطے

دل کے دہوئین تو ... فرد سے اڑ چکے
اب اور گل ہو نا دو خانی کیواسطے

پیری مین طفلہ ... گذشتہ کا ہے شرط
کس بل ہے کچہہ کٹری کے کہانی کیواسطے

کیون فصلِ گل مین کانونکلے پتے اوتر گئے
خدمت تہی یہ تو بادِ خزانی کیواسطے

بہیکی ادا نہ کوئی بتائے شعور کی
اتنا نمک ہو شور جوانی کیواسطے

اخبار دہر دیتے ہین یارانِ رفتہ کو
مرتے ہین لوگ نامہ رسانی کیواسطے

سمجھے نہ میری اصل تو دانا نہین حضور
کچھ مجکو جانتے ہمہ دانی کیواسطے

فرقت نے دی مجھے طپش دل جہانکی
فرزدہ ہی آج ہے خفقانی کیواسطے

سرمہ عبث کہلاتی ہے آنکہونکی موہنی
یہ پتلیان ہین سحر بیانی کیواسطے

ہاتہ اپنے دوڑنے لگے دامانِ یار تک
نبضون کے پاؤن نکلے روانی کیواسطے

پیشِ جنابِ رشکِ کمالِ علوم مین
رتبہ نہین معلم ثانی کیواسطے

شایان جو غنچہ نہین ہے تو ایجانِ دستِ چپ
بازوے راست حرز یمانی کیواسطے

کسطرح کوئی وصف دہان و کمر کرے
ہو علم غیب ہیچ مدانی کیواسطے

صورت کے خط و خال سے باطن کی سیر
ابجد یہی ہے علم معانی کیواسطے

زلفون کو آڑے ہاتہون لیا ہے تو کیا ہوا
جہاڑا ہے انگوشک خستانی کیواسطے

آئے تو معرکہ مین وہ تلوار کہینچکر
جانین بہت ہین دشمن جانی کیواسطے

لایا ہے ایسے واد سے بے آب ہین جنون
چہالونکی گا نہین کشتی ہین پانی کیواسطے

کیونکر منڈہے چڑہی تری بیل اے کمند آہ
موقع نہین ہے ریشہ دوانی کیواسطے

مہندی لگی ہوئی ہے ابہی جیسے خونکی
کیا ہاتہ اوٹہاتین فاتحہ خوانی کیواسطے

اس صید نیم جان کو ہے صیاد کی تلاش
دل لوٹتا ہے دشمن جانی کیواسطے

پیری کے لینے کے لیے طاقت تو جا چکی
حسرت رہی وداع جوانی کیواسطے

جی بہر کے آب تیغ پیئے جاتین زخم دل
پانی چرا تین اشک فشانی کیواسطے

کاٹون شباب آپکے چوٹی کے عشق مین
دے ڈالو ایک رات جوانی کیواسطے

آئینہ ہاتہ آئے جو کشفِ قبور کا
عینک ہو سیرِ عالمِ فانی کیواسطے

ہونٹہون سے رازِ عشق چہپانا ضرور ہے
دو جو رہین یہ گنج نہانی کیواسطے

مجکو جلا کے روتے گئے ہین عبث حضور
کیا آگ دیکے دوڑتے ہین پانی کیواسطے

دکان رنگ زرد کی رکہی ہے ضعف نے
پکہراج سے کے لیتے یرقانی کیواسطے

ہر چند مجھ سے دور ہے وہ سہل حسن — خوشبو تو پوست میں ہے نشانی کیواسطے
پیچک تو دل میں ادھر بھی کبھی کبھی — ہاں لے جوان اپنی جوانی کیواسطے
پہنایا نہیں جراحت دل پر وہ دیکھ کے — چیٹھی لگا گئے ہیں نشانی کیواسطے
آتی لباس والے سے ہے آرزوئے مرگ — دریا پری کی چاہ ہے پانی کیواسطے
پیری کے عیب نیکے پیر آئے اودھر سے — جتنے دیے بتون کو جوانی کیواسطے

فکر سخن میں ضبط فغان چاہیے منیر
رہنے دو کچھ تو بات فغانی کیواسطے

نہ تو کچھ فکر نہ تدبیر لئے پھرتی ہے — جا بجا گردش تقدیر لئے پھرتی ہے
جال وہ زلف گرہ گیر لئے پھرتی ہے — مسکن حسرت نخچیر لئے پھرتی ہے
عکس رخ حسن کی تنویر لئے پھرتی ہے — چاندنی نور کی تصویر لئے پھرتی ہے
تکیہ فقر سے دنے کے لیئے اوٹھتے ہیں — مفلسی گانٹھ میں اکسیر لئے پھرتی ہے
ہوتے ہیں اہل نظر آپ کی آمد میں غلام — گرد رہ سرمہ تسخیر لئے پھرتی ہے
زال دنیا نے مرقع یہ کہاں سے پایا — تیری ہر بیس کی تصویر لئے پھرتی ہے
کوئی ہما جوش اقبال سے ہے مشتاق اجل — ہر دو انہ ہر کی تاثیر لئے پھرتی ہے
ہر شب یہ زلف میں ہے چہرۂ انور کی ہوم — رات اک چاند سی تصویر لئے پھرتی ہے
وہی پیتے جو ہو شمشاد قد ونکا عاشق — فاختہ طوق گلو گیر لئے پھرتی ہے
کہیں ملتی نہیں ہیہات قسمت کی دوا — زندگی نسخہ تدبیر لئے پھرتی ہے
بلبلیں فصل چمن میں نہ ہوا پیراہن — بوئے گل ہاتھ میں زنجیر لئے پھرتی ہے
فتنہ پیا گو رنگ اللہ انہیں تو نہ اٹھے — یارون کو حسرت تعمیر لئے پھرتی ہے
اپنا محفل میں جگہ کسنے عنایت کی ہے — شمع پروانہ جاگیر لئے پھرتی ہے
کوئی جلاد تو مشکل مری آسان کرے — جان ملبب موت کی تاخیر لئے پھرتی ہے

نظم درود نہیں وظیفہ ہے کلام اقدس
ہر زبان آپ کی تقریر لیئے پھرتی ہے

کوچۂ یوسف ثانی میں ہیں جو یاے وصال
مصر میں خواب کی تعبیر لیئے پھرتی ہے

کون ہے شوخ کو سودا ہے تری زلفوں کا
بجلی اک سونے کی زنجیر لیئے پھرتی ہے

ہر جگہ آپکی باتوں نے حلاوت بخشی
کیا شکر طوطے تقریر لیئے پھرتی ہے

چرخ نے تیر و کمان پھینکدی تیرے ڈر سے
کہکشاں ترکش بے تیر لیئے پھرتی ہے

شبنم صبح نہیں خشکی سودا کو مفید
فصل گل کیوں عرق شیر لیئے پھرتی ہے

صید زخم خوردۂ دل کی ہے تمنا شاید
ہر نگاہ آپکی اک تیر لیئے پھرتی ہے

دست نازک سے جو مہندی نہ چھٹی ہے تو
ہاتھ باندھے ہوئے تقصیر لیئے پھرتی ہے

دیکھ قسمت نہیں ملتا کوئی چھٹنے والا
زال دنیا خط تقدیر لیئے پھرتی ہے

انکی گیسوے مشکیں کی بلا پیچھی سے ہے
صبح ناحق قدح شیر لیئے پھرتی ہے

ڈوب کر بحر مصیبت سے نکل بھاگا کون
موج کیسے لئے زنجیر لیئے پھرتی ہے

کیوں نہ مہندی کے طلبگار ہوں سب ہیں آدم
لال پیڑا پاؤں میں یہ اکسیر لیئے پھرتی ہے

پیچھے صحرائے جنوں میں نہ پھرا جائے گا
تری ہیبت ہی فلک پیر لیئے پھرتی ہے

نقل مجھ سے سوا جلتے ہیں مجھ سے ہم فراق
رات کیوں قرص طلا شیر لیئے پھرتی ہے

ڈھونڈھتی پھرتی ہے مجکو ہی مری ہمت شوق
مشعل نالہ شبگیر لیئے پھرتی ہے

دل بیتاب بھی نہیں ہے جستجو مقصد
ہاتھ پکڑے ہوئے تقدیر لیئے پھرتی ہے

کربلا ہے سفر گلشن جنت سے منیر
الفت حضرت شبیر لیئے پھرتی ہے

دشت حسرت میں جو آلے غریب نہ جاتے پھرتے
آپ نے تھوڑے سے پی کر نہ او جلتے پھرتے

دل پر خون جو نہیں پاؤں سے ملتے پھرتے
ڈال کر آنکھیں نظر آتے ہیں جلتے پھرتے

جامۂ آدم خاکی جو ہوتا مطبوع
آپ ننگے کی نہ پوشاک بنے پھرتے

منہ چھپائے ہوئے یون خواب مین آنا کیا ہے
جاگ مین ہم تو نظر آئے چلتے پھرتے

ملنے جلنے کو جو رنگین ڈوپٹے اوڑھکے
ہم بھی دنیا مین نئی رنگ بدلتے پھرتے

آپ کو لاکھ وہ مہ پارہ فلک پر کھینچے
دیکھ ہی لینگے کبھی دور سے چلتے پھرتے

ظرف کچھ بھی جو خدا محتسبون کو دیتا
شیشۂ بادہ سے دستا بدلتے پھرتے

کسی پروانہ دل کے جو ہوتے طالب
آپ گھر گھر صفتِ شمع نہ جلتے پھرتے

دل سے ہمکو جو ہوتی درِ مقصود کی چاہ
ہر جگہ ڈوبتے پھرتے نہ اوچھلتے پھرتے

سبزہ ہی کے مول نہ بکتا مین اگر خون جگر
کفِ افسوس مرے واسطے ملتے پھرتے

بل اگر گیسوے زنجیر سے کرتا ایجان
سانپ کاہین ترے دیوانہ کچلتے پھرتے

ابر و صبح قیامت کی نہ رہتی ایجان
غنچہ کا عطر جو پوشاک مین ملتے پھرتے

تم سواری مین جو حقہ مجھے دیتے اپنا
غیرِ خنجر کی طرح رنگ بدلتے پھرتے

شفقِ صبح شہید ونکے کفن سے کھلتی
کبھی مہندی جو لبِ بام وہ ملتے پھرتے

ناتوانون کو ہوا خواہ بناتے اپنا
خس کے پنکھے تمھین ہر کوچہ مین جھلتے پھرتے

سایۂ زلفِ سیہ سے جو مشرف ہوتے
ہر جگہ سانپ نیا زہر اوگلتے پھرتے

کسی پہلو جو حسینون مین ٹھہرنے پاتے
گل بازی کی طرح ہم نہ اوچھلتے پھرتے

جلبلے پن سے جو تم خواب مین لاتے تشریف
طفلِ اشک آنکھو لیے گر گر کے مچلتے پھرتے

زلفون سے کانکے موتی جو چمکتے ایجان
سانپ شرما کے نہ من اپنے اوگلتے پھرتے

ڈر اگر صاعقۂ آہ سے ہوتا اون کو
یون چھمک کر نہ مرے سامنے چلتے پھرتے

بوے گل دشتِ جنون مین جو کرم فرماتے
گرد بادونکے شجر ہو کے بہلتے پھرتے

ٹھوکرین کھاتے ہوئے آتے ترے کوچے مین
غیر کے پاون سے اس راہ مین چلتے پھرتے

آپکے صدقہ مین جھگڑا تن و جان کا چکجاتا
موت کے بھیس مین آ جاتے چلتے پھرتے

بیٹھے بیٹھے آنکھو نمین بغل مین دل مین
کون کہتا ہے نظر آتے ہیں چلتے پھرتے

پھاندے تھے یار کی دیوار جو اک رات میں
روز ہم جوش طبیعت سے اوچھلتے پھرتے

مژگان چشم سے حذر ابدال کئے ہوئے
دونون ہین ایک ایک پیالہ پئے ہوئے

پیرو ہمارے رہ گئے پوچھے عدم مین ہم
حرف ودی سے دو ہی قافیے ہوئے

عمر ابد لٹائینگے اب کس جہان مین
جاتے ہین نقد جان و عالم لئے ہوئے

نازک مزاجون نے نہ سنی داستان غم
بے لطف انکے سنو سے ہم رستے ہوئے

اتنے نرالے بلا ہین کہ زلفین الجھ پڑین
اے دست شوق آپکو تھوڑا لئے ہوئے

اس خاکدان مین ہم تنون کو پرکھ لیا
زر خاک سے جو پاک کیا نیا پئے ہوئے

ہستی ہماری کم نہین گونگے کی خواب سے
آنکھین ہمین وہ کھاتے ہین مے مست ہوئے

اکدن نہ تمنے حشر کیا اپنی چال سے
جتنے زمانے اسکے تھے سب مرے ہوئے

تلوارین ہمنے دست حوادث سے کھائی ہین
بیٹھے ہین گھاٹ گھاٹ کا پانی پئے ہوئے

اک بوسے کے عوض نہین لیتا کوئی حسین
بازار مین کھڑے ہین دل و جان لئے ہوئے

رو یا ستارے دیکھکے اوس مہ کے ہجر مین
برج فلک نظر مین ہین سے نعرے ہوئے

ہے دانت میرے یوسف دل پر خدا بچائے
انکے سگان کو صنم بھیڑیے ہوئے

ٹھیرے وہ سخت جان جو گزرتے ہین پیاسے
دم بھر مین جو شنا سمجھتے تو ٹھیرے ہوئے

اوس گل کے روز وصل خلاصل ہو
باد صبا نکا سے گئے تحائے ہوئے

عزت نہین لباس تکلف کیواسطے
اٹھو سے رخت اہل ہوس لوٹے ہوئے

شبنم گلی کو چھوڑکے رو دین نکل گئین
جب ہاتھ اجل نے قضا سے نقشے ہوئے

چھپنے کے گل کھلا کے انگوٹھا دکھاتے ہین
اللہ اللہ آپ بڑے گھاتے ہوئے

تار ریا سے باندھے بیٹھے ہین سگان نفس
زاہد جہان کے نہوٹے ڈورے ہوئے

پوچھا سے خط رقیب سیہ دل کو اسقدر
سارے کبوتر آپ کے گل پوستے ہوئے

بیٹھے رہے کنارے ہی اوس گل کے خارتن
اوس بوستان کے واسطے جاگتے ہوئے

تلوار تہی نہ تیر تہی شاید نگاہ یار
در وا رہے زخم جگر کے تڑپ لئے ہوئے

مدت ہوئی کہ نقد دل و جان لگا چکے
یوسف کو ہم خرید کے ٹٹ پونجیے ہوئے

اے گل تری رکاب مین پونہچے جو سیر باغ
داماں گل ہمارے لئے غاشئے ہوئے

بجلی کبہی بنی کبہی شمس و قمر بنے
نیرنگ حسن گرم ہے بہروپیئے ہوئے

آتا ذرا سمجہ کے ادہر اے شراب کش
بیٹھے ہین یار خون تمنا پیئے ہوئے

ہم ناتوان بہی دوڑ رہے ہین رکاب مین
اے بت ذرا عنان نگاہ روکے لئے ہوئے

ہر گہڑی انتظار ہے اے تیغ زن ترا
چہاتی سے بہی کواڑ ٹیکے دیئے ہوئے

ہونٹہو نکو چاٹ چاٹ کے لیتے ہین ہم مزا
رکہے ہوئے ہین رات کے بوسے لئے ہوئے

دل خون ہو گیا نہ ہلے ہونٹہ ضبط سے
مانند زخم تازہ رہے منہ سیئے ہوئے

جسم گلے پڑے رہے صندوق قبر مین
مٹی ہوئے حضور کے خلعت دیئے ہوئے

دل صاف ہے خیال مبارک کہ ہم کیے
بیٹھے ہین ہم مکان مین جہاڑو دیئے ہوئے

دست اجل سے ہین مہندی کو الحذر
مدت ہوئی ہے خون دل و جان کیے ہوئے

تاثیر فقر پاک کے قائل ہین خاکسار
جس گہر مین نقش بیٹہ گئے بوریئے ہوئے

مہمان داغ عشق کہین دل مین ہو چکے
برسون ہوئے مکان کو خالی کیے ہوئے

کیا انقلاب تجہ سے ہوا اے نگاہ یار
زندے ہوئے ہین نہ مُردے جئے ہوئے

پہیر اینٹون نے نقد دل و جان عتاب سے
لینے پڑے فقیر کو صدقے دیئے ہوئے

سیدہا کیا جو موجون کو چین عتاب سے
اے بحر حسن آب روان ڈوبیئے ہوئے

زخم دل و جگر کو مین کچہ کہا نہین گیا
رکہے ہوئے ہین آپکے تحفہ دیئے ہوئے

خدمت سے انجمن مین وہ تشریف لاتی ہین
دنیا و دین کے ساتہ بکہیڑے لئے ہوئے

منہ اس گزک کے واسطے پیدا کرے کوئی
حاضر ہین ہم کباب جگر کے لئے ہوئے

گو بیدلی سے تمنے غزل نظم کی منیر
پر عیب شایگان سے بری قافیے ہوئے

ترچھی نظرین ہو گئین اکبار جاتی آپ کی
بانکپن کہنے لگی سب سے جوانی آپ کی

پیار کی باتین بھی زخمون پر چھڑکتے ہین نمک
چٹکیان لیتی ہے دلپر خوش بیانی آپ کی

وصل مین بھر جاتے ہین میرے جگر کے زخم سب
مرہم زنگار ہے پوشاک دہانی آپ کی

رنگ نکھرا جوبن اوٹھا فتنے برپا ہو چلے
قابل تعظیم ہے اوٹھتی جوانی آپ کی

کس خوشی سے کہاتے ہین ہم سینہ پر چھلے کے گل
اپنی چھاتی سے لگاتی ہین نشانی آپ کی

زہر قاتل دونون ہین بیمار ہجران کے لئے
مہربانی آپ کی نامہربانی آپ کی

نور کے آئینہ سے لپٹا ہے سونے کا ورق
گورا گورا پیٹ کرتی زعفرانی آپ کی

پاے نازک پر جو سر رکھا تو کہا ٹھوکرین
یہ ہماری بندگی وہ قدردانی آپ کی

جان سے بھی دل سے بھی قربان رہتا ہے منیر
ہائے اسپر بھی وہی ہے بدگمانی آپ کی

پیری مین قید ضعف سے باہر بشر رہے
چھپ کر حباب مین نہ ہوائے سحر رہے

جنگل ہوا کہ باغ برنگ شجر رہے
مہمان جس جگہ ہے ہم عمر بھر رہے

کب تک وہ شوخ آئینہ مین جلوہ گر رہے
تا چند نور مہر میان قمر رہے

دل مین مرے خیال بت ہو کمر رہے
خالی جگہ اس آئینہ مین بال بھر رہے

سر پھوڑدون در سنگ ملامت اگر رہے
کاٹون گلا جو زخم سے خالی جگر رہے

غفلت ہزار دل مین تمہے لے قمر رہے
اتنی جگہ ہو جسمین ہماری خبر رہے

بیکار تا کجا گل داغ جگر رہے
دولہا کے سہرے مین ہے باثمر رہے

پہونچین اگر نصیب تو دل کس جگہ چھپائین
ٹھہرین تو جاکے کہان شیشہ گر رہے

تم جسکے دل مین ٹھہرے وہ بیخانمان ہوا
اپنا گہر اوسکو پہر نہ ملا جسکے گھر رہے

کیا باندہے تکلفی درِ بے فیض پرکوئی
قبضہ مین میری سلطنتِ نیمروز آئے
دیکھا نہ دور ہی سے بھی مجکو حضور نے
شوریدہ سر اوسکو سمجھتے ہین تاجدار
مانند وہم دوڑ گئے راہِ شوق مین
نکلے نہ اس کمند سے یارب گلوے حسن
غفلت ہے نام نشۂ فانی کی فکر کا
دلکو وہ پھیرے دیتے ہین لیتا نہین ہین
اوج نگاہ پست ہے قصرِ حضور مین
چوٹی سے اولجھے پیٹ کی پسلی سے بل کرے
سب ہین مجاز دوست حقیقت پسند مین
چونکا ہین خواب ضبط سے منہ کہولکر حضور
نیفہ مین انکے ایک شکن کو جگہ نہین
غفلت کی پتلی دہر مین تصویر حشر مین
کانٹونکے ساتھ بیٹھنے پائے نہ اے جنون
کہتے ہین عاشقون سے یہ اونکی پھبتیان
ہم صورت اونکی ہوگئی پوشیدہ خاک مین
ہمسایہ سے بگاڑ کے رہنا محال ہے
دانا بچائے صحبت منعم مین آبرو
وہ صبحدم چمن سے گئے مثل بوے گل
آگئے ہین نالۂ بلبل سے زلزلے

پنہان چشم کور مین کسکی نظر ہے
وہ آفتابِ حسن اگر دوپہر ہے
ترکش سے باہر آپ کے تیرِ نظر ہے
آشفتگی کے ہاتہ مین حسن کا چنور ہے
اپنی نظر سے چار قدم پیشتر ہے
پریان ادہر ہین جدہر اپنی نظر ہے
ہشیار اوسکو جانیے جو بیخبر ہے
یہ بدبلا ادہر نہ ادہر کدہر ہے
لگ جائین آنکہین چہت سے تو نیچی نظر ہے
پھر کہیے کسکے پٹون مین موتی کمر ہے
بندہ ادہر تمام زمانہ ادہر ہے
کب تک اچہوتی آنکہو مین کچہ ہی نظر ہے
اے وہم کسکے پردہ مین تارِ کمر ہے
ہر معرکہ مین پست ترے بیخبر ہے
بچکر جو شاہ رگ سے کوئی نیشتر ہے
دل پہ جو چوٹ آئے تو سینہ سپر ہے
بے سبیل روزگار مین شمس و قمر ہے
مو باف کی لپیٹ مین مہے کمر ہے
دریا مین اپنی اصل پہ آب گہر ہے
کیا خاک اوڑنیکے لئے بادِ سحر ہے
بگڑے ہوئی زمین گلستان شجر ہے

تا قبر جسم روح کے ہمراہ جا سکے
تابوت میں مرے سے سبکدوش ہو گئے

بجتی ہے یون شراب سے پیری کی آبرو
چمکین نصیب بہی جو اسیطرح جانیے

مٹی نہ کیون ہو جامہ ہستی مزار مین
کاجل نہ آنکھ مین ہے نہ مسی ہے ہونٹ مین

ہیری کی گرد ہنی مین اسے باندہ رکہین
باغ جہان کی سیر ہے اس نیت کیلئے

پنہان نہین ہے کوئی جگہ تجہسے اے صنم
دشت جنون مین جسم کی مٹی نہو خراب

نقل مکان ضرور ہے بیمارون کے لئے
دل مین مرے خیال وطن کو جگہ نہین

تیغ اجل سے بچکے ہے فکر جہاد نفس
محروم کوئی عضو نہو فیض عشق سے

عرش برین کے پار تو پہونچی ہماری آہ
انسان کو ہے رزق فقیرانہ سے قیام

ممکن نہو وضو کو اگر آبروے زہد
تنہا نہ چھوڑے معرکہ قتل مین انہین

جلنے کی آرزو ہین ہین یون ہم جلے ہوے
گہبر الباد عادتکی کثرت نے پہلے ہی

دل نے تو دب کے داغون سے کرلیا ہے آشنا

گہر تک تو ساتھ گرد و غبار سفر رہے
بیگانہ وار اوٹھا نیکے لئے شوریدہ سر رہے

سوتے نہ جیسے جیب کے تار سحر رہے
پتھر سے اوڑکے جیسے ہوا مین شرر رہے

ممکن نہین سفید لباس سفر رہے
دوراتین اور کہو تین جہان رات بھر رہے

پہلو تہی کرے تو عدم مین کمر رہے
سیر بہشت دعوت عمر دگر رہے

روپوش ہوکے بندۂ عاجی کدہر رہے
پیوند خاک ہونیکو رخت سفر رہے

سینے کو دل تو بائین طرف کو جگر رہے
پہیلا کے پاؤن چین سے گرد سفر رہے

ٹکڑے کرینگے اپنے سلامت اگر رہے
حصے مین سب کے دولت داغ جگر رہے

افسوس تیرے کان سے گیسو اُدہر رہے
معجون آب و گل نہ جو عمر بھر رہے

منہ پوچہنے کیواسطے دامان تر رہے
تلوار باندہے ساتھ جلو مین مگر رہے

مشتاق شام جیسے چراغ سحر رہے
سرکار حق مین جہکے نہ کیونکر اثر رہے

رہنا جو چاہیے نہ تجہو لیے ملک جگر رہے

اے بت عدم مین تارِ نگہ کو نہ دخل ہو
کیا ایسے دل کو پیشکش یار کرتے ہم

حیرت سے سرنگون ہین اشارے اونگلیان
ایمان تجھے حشر مین کیونکہ وہ صاف ہو

بوسہ عوض جو ایکے ہوا اونکے ہونٹھ پر
تمکو دلون مین ڈہونڈہ کے ہوتے ہین منفعل

ایسا نہو نظر یہ لگائین شبِ وصال
دنیا مین زندگی سخن اوسکے دم سے ہے

حکمِ جنون سے ہوگئے وحشی جلا وطن
مین وہ نہین کہ دل مین جگہ دون غبار کو

دو روز کے شباب پر اکڑے نہ اسقدر
نکلے نہ نیک و بد کبھی منہ سے خدا کرے

انگیا پر اونکے ہاتہ نہ ہاتہون سے اپنے ہاتہ
اوس او چھڑے کہ مین عاشق جہان کیونکر آنے پائے

آنکھین نہ پاک ہوسکین لوٹ مچا رہے
دنیا سے بچکے سوے عدم جاؤن کسطرح

کنجِ الیشن نقابِ شبِ وصل مین کہان
بیجا نہین ہے سوزشِ دل ہجرِ یار مین

دو بادشاہ ایک ولایت مین کب سماتے ہین
تہوڑی سی ہے میانِ وجود و عدم جگہ
پیکِ خیال سے نہ کہین چھپ سکے خضر

فرضی محل مین وہم رہے پاکمر رہے ہے
آفت مین جسکے ہاتہ سے شام و سحر رہے ہے

تم شش جہت سے چھپکے الٰہی کدہر رہے ہے
جو نام زندگی سے خفا عمر بھر رہے ہے

معنے کے بلبلے میری دعا مین اثر رہے ہے
سب بلبلین چہانکتے ہین کہان تم بھر رہے ہے

انسان اپنی آنکھونسے چھپ کر کدہر رہے ہے
اک عمر جسکی جانِ حزین ہونٹون پر رہے ہے

دیوانے اونکے شہر بدر عمر بھر رہے ہے
گھر خاک مین ملا دون کدورت اگر رہے ہے

سب سے جسکی ہوئی جو رہے تو کمر رہے ہے
مُہرِ سکوت قفلِ درِ خیر و شر رہے ہے

حصہ مین چار ڈالیون کے دو ثمر رہے ہے
دربان جسکی بیکسی آٹھون پہر رہے ہے

دونون یہ دہتے چھپ نہ سکے عمر بھر رہے ہے
یہ جوگنی سفر مین الٰہی کدہر رہے ہے

اب شرم کو جگہ نہین ملتی کدہر رہے ہے
مین آپ آگ دیدون جو محفوظ گھر رہے ہے

بے پردہ شب کو آپ رہین یا قمر رہے ہے
دیکھین تو اس دو عملہ مین کسکی گر رہے ہے

چورون نے راہ ڈہونڈہ نکالی جدہر رہے ہے

بیہودہ گو کو بہانے رہے دل میں رگِ عشق
رہتی ہے تو زبان سے بچکر خبر رہے

انبوہِ بیکسی میں نہ ٹھہرا کوئی رفیق
اپنے ہی دونوں ہاتھ ادہر اور ادہر رہے

مدت کے بعد چشم کرم اس طرف نہو
بس بس وہ بین ہیں نگہ بیخبر سے ہے

دنیا و دین میں دل کو کسی سے نہو لگاؤ
یہ شیشہ جس جگہ سے ہے یارب ادہر رہے

دنیا و آخرت میں ہو عزت منیر کی
سر پر ہمیشہ سایۂ خیر البشر رہے

شاگرد حضرت علی اوسط ہوئے منیر
بحکم خیر الامور اوسطہا نظر سے ہے

حال سابق نہ کہے اے دل دانا کوئی
اگلی باتوں سے پہر آتا ہے زمانا کوئی

نہ سنائے شب غم میں مجھے گانا کوئی
میرے کانوں میں امانت سے ترانا کوئی

عیب پوشی سے نہیں مردم دنیا آگاہ
پردۂ غیب سے لے آئیں نہ مانا کوئی

دخل زاہد انکو محفل میں عبث دیتا ہے
تیری تسبیح کے لائق نہیں دانا کوئی

اے فلک یاد ہیں طفلی و جوانی کے مزے
اگلے عہدوں میں سے بدلا زمانا کوئی

ہیں بگڑ کر جو اوٹھا غیر نے ارشاد کیا
نہ بلانا نہ بلانا نہ بلانا کوئی

دردِ دل خاک سنائیں کسی ہم صورت کو
راہ دیتا نہیں آئینہ کو خانا کوئی

غم عالم نے مرے دل میں جگہ کیونکر کی
ایک بستی میں سماتا ہے زمانا کوئی

خاک میں جب سے نگاہوں نے ملایا مجھکو
نہیں ملتا ترے تیروں کو نشانا کوئی

خوف سے جنبشِ مژگاں کی نہ ٹھہرو گے کبھی
کہتے ہیں راہ میں آنکھیں نہ بچھانا کوئی

شخص چون پیر شود حرص جوان میگردد
فعل بد کو نہیں مخصوص ہے مانا کوئی

غافلو منزلِ دنیا ہے مسافر خانہ
کوئی آتا ہے تو ہوتا ہے روانا کوئی

دل خاموش کسیکا نہ تجھے ٹھکراتا ہے
گھنگرو ہیں ترے بجتا نہیں انا کوئی

ناتواں ہیں ابھی جو رنگ کے قابل ہو کون
اتنے ٹھہرو کہ ہو طیار نشانا کوئی

جائے سجدہ تو ملے گوشۂ عزلت لاکہون
سیکڑون تکیے ہین پڑے ڈالے سرہانا کوئی

حرم و دیر کے ہین شیخ و برہمن پہرن
اس دوراہے مین بٹھانا نہین تہانا کوئی

اونسے لپٹی ہوئی تصویر کہچے ہے میری
رنگ مدت مین جما ہے نہ چھڑانا کوئی

استخارہ نے دکہائی رہِ توحید ہمین
جفت اس سبحہ مین ابدال نہین دانا کوئی

پاؤنکے بوسہ عبث دیتے ہو سردارونکو
پائنتی سے بہی ملاتا ہے سرہانا کوئی

حیلۂ غم کہانیکو ہم پوچہتے ہین روز یہی
موت سے سیکہو تم آنے کو بہانا کوئی

یار چہیڑے تو زر داغ سنائے احوال
آپ سے بہی کہین لیجاتا ہے خزانا کوئی

کبہی رو شنون کی گدڑی کو نہ پایا یکرنگ
خویش و پیوند مین دیکہا نہ یگانا کوئی

بدہی زخمونکی گلِ داغِ جنون کا طرہ
عشق بازی کے لئے چاہیئے بانا کوئی

دولتِ عمر کے سالگرہ سے کیونکر
باندہے گا نٹہہ مین کسطرح خزانا کوئی

تو نے ہاتہو نمین لیے پہرتے ہین ناحق درویش
کاٹہہ کی ہانڈی مین پکتا نہین کہانا کوئی

آپ گاتے ہین تو سو جاتی ہے میری قسمت
ساز کے پردہ مین کہتا ہے فسانا کوئی

جو گئے کا ہے مزا تارکِ دنیا ہم ہین
مجلس فقر مین گائے نہ شہانا کوئی

سر فروشون کو نہین خواہشِ مینا بازار
دخت رز ڈہونڈہ لے بازار زنانا کوئی

سر فدا کرنے مین ہین شمع صفت ہم تنہا
میرے ہمسایہ گردن نہین شانا کوئی

گہر نہین پاتے کسی دل مین ہماری فریاد
بات رہجائے جو ملجائے ٹہکانا کوئی

جوبن اگلا نہی انگیا سے نہین بہرنے کا
پان کی طرح پلٹتا ہے زمانا کوئی

اون پہ برباد ونکی مٹی ہے خراب اے گردون
جنکے تابوت کے لایق نہین شانا کوئی

آگ لگجائے زمانے مین کہ طوفان آجائے
حکم ہے دلکی لگی کو نہ بجہانا کوئی

روٹہہ کر بہاگی شب و روز جوانی جہسے
کاٹے گو ردن کو منالائے زمانا کوئی

گنتھو رہے دل مین منادی یہی چلاتے ہین
غم کے ہوتے نہ ہوئے کچہ اور نکہانا کوئی

ہستی آباد ہے زندونسے عدم مردونسے
ہجو دون کا بھی تو ٹھہرا ہے ٹھکانا کوئی

وائے غفلت نہ کسی رنگ مین پہچان سکے
تم تو سب کوئی بنے بیٹھے نجانا کوئی

قلقل شیشۂ مے ہجر مین موقوف ہے
چیز یہ اونکے گلے کی ہے نہ گانا کوئی

گرد اونکے جو مین پہرتا ہون تو فرماتے ہین
کس بلا نے مجھے گھیرا ادہر آنا کوئی

سیکڑون خام طمع زلف کے پہندونمین ہین
تیری زنجیر مین پختہ نہین دانا کوئی

حکم مفتی ادا شہر بتان مین یہ ہے
خون ناحق ہو تو مہندی نہ لگانا کوئی

وضع کرتا ہے فلک رزق سلیمانمین اوسے
دہن مور سے گرتا ہے جو دانا کوئی

سامنے آئے ذرا سوچ کے نیرنگ جہان
پھر رہا ہے مری آنکھونمین زمانا کوئی

ابکی زخمونکی سفارش سے ہنسی آتی ہے
ماتم دل ہے یہان منہ نہ لگانا کوئی

بھیس مین لیلی و مجنون کے رہین کیون ہم تم
ہے جو بیسے بدلنا ہے پرانا کوئی

بات کی اصل خموشی بھی نہ سمجھے باقی
بولنا کیا ہے کسیکو نہ بتانا کوئی

مضطر یون پر بھی نا امید ہے غربت مین ہمیش
دیس کی چیز مرے آگے نہ گانا کوئی

ترے سر دنی تری ہستی ہے ہر طرح سے گناہی ہے
اوبل پڑتا ہے سر کہنہ سنر جب عذر خواہی ہے

نہ دو کوسے حقمین غیر کو جہوٹی گواہی ہے
ذرا اندھیر ہو جانے دو اسکی روسیاہی ہے

اگر ہم ہوتے واقف ان بتونکی کم نگاہی سے
خط تقدیر لکھوا لاتے کاجل کی سیاہی سے

بتان دہر کی فریاد لازم ہے خدا ہی سے
یہان واقف نہین کوئی زبان داد خواہی سے

زوال حسن جانا نسے ہوئے افسردہ دل عاشق
او داسی بزم مین پہیلی چراغ صبح گاہی سے

گر دریا سے یوسف چاہ سے کب کے نکل آئے
نہ نکلی کشتی عشاق گرداب تباہی سے

بت بیگانہ خو کیا سیر کرتا ہے گلستان مین
الگ جاتی ہے بوئے گل نسیم صبحگاہی سے

لباس کہربا ہین زرد جیسے عاشق لاغر
ہے اوس صیاد کے کپڑونکو نفرت تنگ کاہی سے

شمر تقاضائے محبت سے تعلش پہ کہے اگر وہ گل
بت تو خیر شاید فرش گل پر شبکو سویا ہے
اولے الابصار سے خارج کیا مشتق تغافل نے
جوانی مین بھی ٹھنڈی ہی گرمیان ہین شمع جانکی
ڈبوکر اپنے دلسوزونکو خوش ہونا نہین ممکن
اگر ہے اعتراف جرم سے نفرت مروت کو
نہین ہے مشق استغنا سے اپنی بھی خبر اونکو
اجل بھی میرے تیور دیکہکر آنکھین چراتی ہے
لباس پر تکلف مانگ کر اہل ہنر پہنین
ہمارے مرثیے کی راہ دیکھین غیر ممکن ہے
تری ترچھی نظر غصہ مین کہودی میری حشمت نے
تکون یکہکر تیرا کبھی خالی نہین رہتے
یقین آجائے مجکو ترک عشق ریف شکوہ کا
ہمارے ضعف کی رنگت پسند آئی جو اس گل کو
بہار فقر عالی منزلت شاید نظر آئی
کسی بے خانمان سے اپنی بربادی نہین ملتی
خموشی حشر تک ثابت نہونے دیگی شکوہ کو
طریق عشق مین کس سے امید رہنمائی ہے
سپہر عالم افتادگی کی سیر اگر چاہے
رقیبوں نے سکر کولے کی الفت چھپ نہین سکتی
نکلتے ہی نہین اشک ندامت آنکھون سے باہر

ہر اک ستی کا چھالا ٹوٹ جائے خار راہی سے
نئی بوباس آتی ہے نسیم صبحگاہی سے
بتان ہرزہ گرم ہین ہوگئے ہین کم نگاہی سے
یہ شمعین کیا جلائی ہین چراغ صبحگاہی سے
رولاویگا دھوان اوٹھکر چراغ چشم ماہی سے
ترے غصہ کو تو ہے عشق میری عذر خواہی سے
مٹی جاتی ہے خودبینی بھی بے پروا نگاہی سے
لٹی ہین دیدۂ خونبار کس طفل سپاہی سے
چمکنا سیکھ لے قسمت اگر زرین کلاہی سے
یقین آتا نہین ہے اونکی بے پروا نگاہی سے
سروہی چھین لی پروانے جنگی سپاہی سے
لب عشاق شکوہ سے زبان عذر خواہی سے
مجھلکا بخت بد لکھدے اگر اپنی سیاہی سے
جناب خضر زردی قرض مانگین رنگ کاہی سے
اگر دیکھے کوئی بام غرور بادشاہی سے
ٹھکانا اپنے گھر کا پوچھین ہم کسکی تباہی سے
ہماری بات بنجائیگی گونگے کی گواہی سے
زمین آنکھین چرا لیتی ہے نقش پا کی راہی سے
گرادے آپکو بام شکوہ بادشاہی سے
سوا ہین پیٹ کی ہلکی ترسکی کی ناگاہی سے
ڈرے جاتے ہین یہ اطفال میری کج کلاہی سے

دبایا طرۂ طرار نے ابروے پرخم کو
یہ کالا چور بل کرتا ہے اس بانکی سپاہی سے

نہ چلائے موذن وصل کی شب وقت سے پہلے
سپیدۂ صبح کاذب بیچ گئی جہوٹی گواہی سے

دماغ بیخرد کو راست بازی سے تنفر ہے
سر بیمغز نے بدلی ہے ٹوپی کجکلاہی سے

ڈرے جاتے ہین جو ذرہ نظر سے بہی کہانے کو
وہی نقد دل و جان چہین لیتے ہین سپاہی سے

صباح وصل دم دیکر سلا رکہتے ہین اوس گلگو
یہ جادو ہمنے سیکہا ہے نسیم صبح گاہی سے

جسے مردار کہانا تیسرے فاقہ پسند آئے
فقیری کو وہی بے صبر بدلے بادشاہی سے

شجاعت سے فضولی اس زمانہ مین نہین بہتی
زبان بادہ گو لڑ پڑتی ہے جنگی سپاہی سے

عنایت ہوگئی جاگیر مین اقلیم استغنا
خدائی مانگ کے لایا مین درگاہ الٰہی سے

ہمارے خون پاکی پیاس کا سامان ہوتا ہے
زبان خار کانٹے مانگتی پہرتی ہے ساہی سے

گہٹی جاتی ہے اپنی شور بختی آج اے قاصد
جواب خط لکہا ہے اوسنے کیا ہی کی سیاہی سے

نہوتا کاش بیڑا پار بحر عشق سے یارب
گلے مل مل کے روتی ہے مری کشتی تباہی سے

بتاتے ہو عبث باتین کہین تو شب بسر کی تہی
کہ باسی پہول جہڑتے ہین زبان عذر خواہی سے

ندو بہر خدا الزام اونکو خون ناحق کا
گڑے جاتے ہین کشتے انفعال بیگناہی سے

شریعت عشق بازی کی ہے یا ہے کہیل لڑکونکا
زلیخا ٹہری مجرم طفل نادان کی گواہی سے

نظر آئے جو آتا سحر مجکو شب وصلت
مرے تیور بجہے پہلے چراغ صبحگاہی سے

جناب رشک و ناسخ کی تلمذ سے بڑہا رتبہ
منیر اوستاد کہلایا عنایات الٰہی سے

کیا مفلسی کی عاشقون مین ریل پیل ہے
آنکہون مین اشک ہین نہ چراغون مین تیل ہے

بیوقت نیند آئی کوئی یہ بہی کہیل ہے
اسوقت کچہہ نہ پوچہہ ترے سونے مین میل ہے

دود چراغ قبر مین آہونکا میل ہے
شاید حنا نے خون تمنا کا تیل ہے

بیقدر کیون نگاہ بتا مین پہلیل ہے
شاید کسی غریب کے پہولون کا تیل ہے

بے دیکھے مرغ دل کا نشانا اوڑا دیا
شاگرد کس کمان کی تیری غلیل ہے

کس دن کمند آہ گئی اونکے بام تک
برسون مین چڑھ منڈھے نہ چڑھیگی یہ بیل ہے

زلف سیہ کے سایہ مین ہتی ہے روشنی
روغن نہین ہے اونکی سپر کا پہلیل ہے

کیونکر دبے نہ سینہ پر داغ سے بہشت
زنجیر عرش بہی اسی کیاری کی بیل ہے

بدتر غبار سے ہے شب غم کی چاندنی
شاید چراغ ماہ مین مٹی کا تیل ہے

زندان مین بہی ہے سنبل سودا بہار پر
سرسبز میری سلسلۂ پا کی بیل ہے

موسیٰ کی آنکہین مانگتی ہین اس سے روشنی
یارب چراغ طور مین کاہے کا تیل ہے

سرسبز خاک ہو دل سوزان کا دود آہ
آتشکدہ مین جسکی ہے جڑ یہ وہ بیل ہے

روتے ہین دوست پر نہین عبرت پذیر دل
چکنے گہڑے کو بوند بہی پانیکی تیل ہے

سرگندہ چکا گر ہین تلون مزاجیان
پٹی جمی ہوئی ہے کہ سنے کی بیل ہے

راہ عدم مین چھوٹ گیا جسم و جان کا ساتھ
اک بہیڑ ہے مسافرونکی ریل پیل ہے

محروم ہو کے کیون نہ بہاؤن اشک سرخ
چوپان بانٹتے ہو تم اونکی یہ پیل ہے

ہر بات مین وہ طفل مغنی ہے سخت گیر
تونے سمجھا اوسکی ستارے مین بیل ہے

کیا جان ہار کے بہی نہ جیتین گے آپ کو
بازی یہ عشق کی ہے کہ لڑکونکا کہیل ہے

دشت جنونکے فیض سے زنجیر پا ہے سبز
انگور جسکے آبلے ہین یہ وہ بیل ہے

کیا تیرے خون بلبل شیدا سے خاک باغ
اے باغبان سرخ کف دست بیل ہے

پروانون کو بہڑاتے ہین آپسمین شمع رو
جتنے پتنگ لڑتے ہین اورونکا کہیل ہے

پہنسکر کمند زلف مین بہولے ہین بیوقوف
بے دانشی کا سلسلہ اب لے بیل ہے

بازے عشق مین نہین آسان ہار جیت
جو کہیل جائے جان پر اوسکا یہ کہیل ہے

مداح اہل ہند ہین صبح جمال کے
شاید تیری قبا مین بنارس کی بیل ہے

اے دل سر تیغ بازی قاتل کی سیر دیکھ
سر پر اجل جو کہیلتی ہے یہ وہ کہیل ہے

چار و طرف وان ہین جنازے ہزار ہا
ہے تلخ تر مزہ ثمرِ نخلِ حرص کا
بندوق سے صنوبر دل کو اڑا دیئے
اے چارہ ساز جلنے لگے زخم اور بھی
کیونکر نہ اشک مے تبو لسے کھیلین گولیان
روغن بجائے آتش دل ہے شمیم زلف
اوس بت نے راہ کی ہے جو اہلِ سلوک سے
کشتی مے مین بیٹھکے کی خشک و تر کی سیر
جام شراب مین عرق افشان ہے روے یار
نخلے ہماری مٹی کے ہین دستِ یار مین
دیتی ہے تار برق کہ آتی ہے فصل مے
کھائی ہوئی مٹھائی او گل دو نہین کسطرح
سوئے عدم جو ناقہ ہستی ہے گرم رو
دنیا مین صبح و شام کو یکجا نہین قیام
شمشیر یار دل مین مرے گھر بنائے گی
آتی ہین بیٹھرین ضعف کی جاتی ہین طاقتین
جانباز جیت جائینگے محشر مین آپ کو
تیرا ہی کلمہ پڑہتی ہے محشر مین ساری خلق
بیشک وہ دین کہ سرخ دوپٹہ مین منہ چھپائین
پوچھو نہین تمہارے منہ کے تلو نسے جو دیجے اب
کہتے ہو قصد ظلم تو ہو جاتی ہے خبر

پابند جو سڑک کی نہین یہ وہ ریل ہے
جو اسکی شاخ ہے وہ کریلے کی بیل ہے
یہ گولیان ہم آج کھیلین تو کھیل ہے
مرہم نہین ہے گرم مسالے کا تیل ہے
اطفال پاکباز کا پاکیزہ کھیل ہے
کیا سر مین شیشہ دل دشمن کا تیل ہے
ہر خانقاہ مین صنم آمد کا کھیل ہے
پانی مین آگ بوٹ ہے خشکی مین ریل ہے
اس آگ مین گلے ہوئے کندن کا میل ہے
اس وصل مختصر کی بھی دشمن غلیل ہے
کالی گھٹائین کیسی کہ پورب کی ریل ہے
بوسے تو آپ دے چکے اب کیا جھمیل ہے
دستِ اجل مین تا کفن کی نکیل ہے
ان دونون کالے گوردن کی شاید بیل ہے
جسکے نہین ہین پہلو و نیر داغ پیل ہے
پیری مین دم کی آمد و شد سے کہ ریل ہے
جو بعد مرگ کھیلتے ہین یہ وہ کھیل ہے
کیون ہم نہ کہتے تھے کہ تجھے سب سے میل ہے
اگر شہید ناز کا جانا بھی کھیل ہے
جسکی کھلی ہے مشک وہ کا ریکا تیل ہے
شاید تمہارے لکھو کے دل سے میل ہے

سرگشتہ رہا ہے وصل مین اونکا گھڑی گھڑی
شاید سپرد شیشۂ ساعت پہلیل ہے

خالِ سیہ کے عشق سے روشن ہین لگکے داغ
اس ایک تل کا لاکھ چراغون مین تیل ہے

کسطرح دم گھٹے نہ امید ضعیف کا
دل مین ہمارے حسرتونکی ریل پیل ہے

شب کو چمکتی ہے تری تصویر روغنی
کیا یاسمین یاسمین کو اکب کا تیل ہے

جانباز کیا کرین جو نہ پوچھین بتان شوخ
نادان نہین کھلونونکے بس مین جو کھیل ہے

کیون زرد چاندنی ہے ترے گھر بسنت مین
شاید چراغ ماہ مین سرسون کا تیل ہے

پھولونکا ہار چاہیے ساقی کے ہاتھ مین
زیبا کدوے مے کے لئے ایسی بیل ہے

خوشبو بھی رہیگی ترے سر مین حشر تک
خالص حنائے خون شہیدانکا تیل ہے

تلونسے لگ کے بجھتی ہے سر مین حسین کی آگ
چڑہ کر منڈھے ہے جو سوکھتی ہر بیڑہ بیل ہے

ہرجائی اختلاط ہے اغیار خوش رہین
بیگانگی یار کو ہمسے ہی سیل ہے

میلہ ہے بے نظیر کا نزدیک اے منیر
آتے ہین لوگ چار طرف ریل پیل ہے

پایاب اسکے جلوہ سے اشکونکے سیل ہے
ہیریکا سیس پھول تمہارا سہیل ہے

بینا کو کب عجوزۂ دنیا کا میل ہے
اندھون ہی کی نظر مین بڑھی یہ ٹہیل ہے

گھر مین ہمارے بوئے ہین کانٹے فراق نے
دامن اوٹھا کے آئے اگر قصد سیل ہے

وہ آبلہ ہین سینہ مین مہمان اے فلک
تو تیرے خیمہ کی سے جنکے طفیل ہے

رستہ مین پابگل نہو مستونکی عرضداشت
دامانِ تر کا تذکرہ مشروع ذیل ہے

استاد بھاگنے مین ہے اے پیک عمر تو
شاگرد تیری چال کی رفتار سیل ہے

ہم تیرہ روزونکے ہون عمل کسطرح رقم
دونون طرف سیہ ورقِ یوم ذیل ہے

کسطرح رحم کشتۂ الفت پر اونکو آئے
بسمل بھی کوئی تڑپے تو کہتے ہین فیل ہے

منعم کے آس پاس ہے ہر دم حریصِ زر
مثلِ مگس مصاحب خوانِ طفیل ہے

دلکی لگی بجہا ینگے کیا اشک بے اثر
جلتے توے کے بوند سے گھر مین سیل ہے

اے ضعف جوش گریہ کو بہی ہو نہین پالپسند
لاغر بدن مرا شکنِ فرشِ سیل ہے

مجنون کی دود آہ سے ہے ماہِ نو سیاہ
ممنون وسمہ ابرو سے لیلائے لیل ہے

پاؤ سحر کی ٹہوکرون سے دل ہوا خنک
کافورِ صبح کسکی کفِ پا کا میل ہے

دشوار آبرو کو جو روتے ہین اہلِ علم
نم دیدہ اندنون ورقِ یوم و لیل ہے

اب آبرو ہے مشربِ رندی کہان رہی
تردامنی کا نام ڈبونے کو سیل ہے

چمکا ہے داغِ دل لبِ رنگین کی عشق مین
مشہور اس عقیق سے نام سہیل ہے

غربت مین بہی نہین ہون مین تنہا کسی جگہہ
اوندوہ فوج فوج ہے غم خیل خیل ہے

تیرے سوا نہین کوئی محبوب بے رقیب
لے پاس تیری سمت ہے دلکو میل ہے

تیرے تلون کے عشق مین سرگشتہ ہے مدام
میرا غزال دل سے کہ تیلی کا بیل ہے

ہے آتشِ خضاب حنا کی طلب اوسے
اے شیخ جسکے نقرۂ پیری مین میل ہے

مسند جو دے خدا تو بہلے آدمی کو ٹے
پہولے جو گاؤ تکیے پر اپنے وہ بیل ہے

وہ سر خدا کے سامنے کیا حشر مین اوٹہے
جو کوہ کوہ بارِ گنہ کا دبیل ہے

دیتا ہے شست و شو کے لئے آبرو گدا
مالِ اہلِ دل کے آنکہون ہاتہون کا میل ہے

زر دارونکو سمجہتے تہے ہم دل مین آدمی
دیکہا تو سامری کا بہی گوسالہ بیل ہے

بنتے ہین کیون کہرے وہ زرِ قلب کیطرح
ظاہر مین پاک صاف ہین پر دلمین میل ہے

سر پر شرابِ کہنہ سے کیونکر ہو آدمی
جو دلکو پچہاڑے یہ وہ بٹہیل ہے

ناحق ہوئی ہے شامِ جوانی مسی فروش
لے کون کسکے دانتون پہ زرد و نیل ہے

ہر شب شبِ برات ہے اوس سے کے وصل سے
وردِ زبانِ حال دعائے کمیل ہے

اپنی نظر مین شاہدِ تقوے ہے بیحجاب
شیشہ کی بہی پری ہے تو ہو کیا چڑیل ہے

دیتا ہے خطِ عیش مین سرمایہ نشاط
پیمانہ کیا ہے حضرتِ یوسف کا کیل ہے

سائل مرام دل کا ہے یا صاحب الزمان
اشک منیر آپ کا محروم نیل ہے

گردونکی بے لبساطیو نسے دل اوچاٹ ہے
مہتاب کی بہی چاندنی مین ایک پاٹ ہے

سنتے ہین سبزہ رنگونکی شیرین زبانیان
میٹھے کی چکھیان ہین سلونے کی چاٹ ہے

مخمل سے بڑہ کے طبع ملایم ہے خوب تر
کہر امزاج اپنی نگاہون مین ٹاٹ ہے

شغل فسانہ لب شیرین ہے قوت روح
تریاکیان زہر محبت کی چاٹ ہے

فرقت مین دل اوچاٹ ہے سامان عیش سے
ہنگام خواب بستر مخمل بہی ٹاٹ ہے

امیدین قطع ہوگئین تیغ نگاہ سے
تلوار اوسکو کہتے ہین جسکا یہ کاٹ ہے

لکڑی کی طرح شیخ ہے اپنے عصا کے ساتہ
جوش خودی سے آپ ہی اپنا یہ بہاٹ ہے

انگیا پر اونکے دست حنائی ہین رات دن
دو چورونکے اجارہ مین شاید یہ گہاٹ ہے

مجروح جان دیتے ہین انداز و ناز کے
تیغ ادائے یار کے قبضہ مین کاٹ ہے

راہ فغان ہے پنبۂ داغ کہن سے بند
شاید تفنگ نالۂ دل کی یہ ڈاٹ ہے

لازم ہے سیر ساحل دریاے اشک کی
زیبا تمہاری تیغ نگہ کو یہ گہاٹ ہے

ہے فتح بہر تیور سے ہمسر کشود کار
سندور سے بخت تیر نگاہون مین چاٹ ہے

بحر جہان مین رک نہین سکتی ہے فنا
نا آشنا حباب کی کنٹر سی ڈاٹ ہے

کیا صحبت فراق گوارا ہوئی ہمین
نام وصال سے بہی طبیعت اوچاٹ ہے

کس طرح آدمی سے اوٹہے طعن بے محل
انگشت اعتراض ہتیوڑا کی لاٹ ہے

صحراے بیخود یکے ارادے ہین اندنون
دونون جہانسے دل وحشی اوچاٹ ہے

دامان حشر نذر کو لایا ہے داستان
تیرے ڈوپٹے کے لیے موزون یہ پاٹ ہے

اوس بت نے نیمچے سے کیا ہے مجہے شہید
واجب کفن کیواسطے آدہا ہی پاٹ ہے

محروم ہے جو بندگی ہشت و چار سے

دنیا مین اے منیر وہی بارہ باٹ ہے

کسطرف کوٹھے سے وہ مہ جلوہ گر ہونیکو ہے
عید کا چاند آج کیا جانے کدہر ہونیکو ہے

عشق مثلِ حسنِ جانان مشتہر ہونیکو ہے
لاغری سرتاپا نازک کمر ہونیکو ہے

عمر باقی راہ جانان مین بسر ہونیکو ہے
آج اپنی سختِ جانی سنگِ در ہونیکو ہے

شرم سے کوتہ نگاہِ فتنہ گر ہونیکو ہے
مژدہ اے شہرگ یہ برچھی نشتر ہونیکو ہے

کسطرف وہ ماہِ سیما جلوہ گر ہونیکو ہے
کونسے عالم مین اس شب کی سحر ہونیکو ہے

دل مین اک خورشیدِ روشن جلوہ گر ہونیکو ہے
چاند کا ٹکڑا سراک لختِ جگر ہونیکو ہے

پردہ عصمت مین خندائے قمر ہونیکو ہے
ابتو عالم آشنا تیری خبر ہونیکو ہے

جانشین مہرِ قاتل کی سپر ہونیکو ہے
چاند رات آفاق مین آٹھون پہر ہونیکو ہے

آہِ آتشبار یارب تیز تر ہونیکو ہے
آشنا یہ چشمہ شاگردِ شرر ہونیکو ہے

وصلِ جانان کا زمانہ مختصر ہونیکو ہے
کہینچے گیسو زلفِ شب کو کمر ہونیکو ہے

عشق کا اوس بت کے دل مین گذر ہونیکو ہے
آشنائے درد پتھر کا جگر ہونیکو ہے

عالم پیری مین ہے داغِ جوانی کا فروغ
یہ چراغِ شام خورشیدِ سحر ہونیکو ہے

دور دورِ سلطنت ہے بد دماغی کی دلیل
گردشِ چترِ زری دورانِ سر ہونیکو ہے

لاغری کو شرکتِ بارِ مصیبت ہے پسند
رشتۂ تنکا کو آفت کی کمر ہونیکو ہے

بال پکے عمر آخر ہو چلی اب آنکھ کھول
آفتاب آتا ہے سر پر دوپہر ہونیکو ہے

تیرہ روزونکی طرف مائل ہے قسمت کی چمک
ابتدا مدت صلحِ بارود شرر ہونیکو ہے

جان جائیگی پڑے رہجائینگے اعضائے جسم
قافلہ سے پہلے یوسف کا سفر ہونیکو ہے

دستِ رسوائی شہادت کو بہی لائین مین گشان
خنجرِ عریان نگاہ پردہ در ہونیکو ہے

تلخ گوئی پہر لبِ شیرین کو آئی ہے پسند
پہر نمکدانِ ہلال یہ شکر ہونیکو ہے

زلف سے رخ کسطرف مائل ہے دزدیدہ نگاہ
چور راتون سے جی نہین بہرتا سحر ہونیکو ہے

پست رتبہ بڑھتے ہین گھٹتے ہین عالی منزلت
دفتر ارض و سما زیر و زبر ہونیکو ہے

چھٹتی ہے اعضا سے پیری مین جوانی چہاپ
رخصت اہل بزم سے شمع سحر ہونیکو ہے

آمد پیری مین غفلت سے جوانی کی وہی
نیند سے آنکھین نہین کھلتین سحر ہونیکو ہے

اے جناب خضر لازم ہے دم آخر کی فکر
ہستی جاوید دم بھر مین بسر ہونیکو ہے

ہمکو رسوا کرکے رسوائی سے بچنا ہے محال
تو بھی تشہیر اے نگاہ فتنہ گر ہونیکو ہے

اے شب فرقت قیامت تک ہے اب تجھ سے فراق
شام جسکی پھر نہین کل وہ سحر ہونیکو ہے

گھٹ چلے فیاض عالم بڑھ چلے ہین مستفیض
اندنون خورشید محتاج قمر ہونیکو ہے

گرمی جوش جوانی ہو چلی کافور کیون
دست و پا ٹھنڈے ہین شاید سحر ہونیکو ہے

ٹھان دی تو نے تو آنکھونکی لڑائی یار سے
کچھ خبر بھی ہے شکست ایکدگر ہونیکو ہے

ہڈی ہڈی مین کریگا مادہ خونخوار سیر
کوچہ گرد نیستان یہ شیر نر ہونیکو ہے

حسن ڈھلکی جاتے ہی ہوئے سیہ ہونگے سفید
یہ اندھیری چاندنی سے ہمسفر ہونیکو ہے

بوسہ لب خواب مین لیجائیگا آکر کوئی
ہم کہے دیتے ہین چوری تیرے گھر ہونیکو ہے

ساتھ جائیگا نہ کچھ داغ ملامت کے سوا
ایک پیسا داخل جیب سفر ہونیکو ہے

کیون خفا ہین آپ زخم دل سے ہو جائینگے
پانی پانی شرم سے میرا جگر ہونیکو ہے

کس شہ خوبان کا سایہ پڑ گیا ہے خواب مین
افسر بال ہما پابوس سر ہونیکو ہے

ہین دل روشن کی خاطر ساری تیرہ روزیان
ہر گہن دنیا مین جاگیر قمر ہونیکو ہے

مرغ دلکی گھات مین ہے دست صیاد حسین
پنجہ مہر آشیان مشت پر ہونیکو ہے

عمر بھر کی آشنائی اے شب فرقت نچھوڑ
مجھکو موت آتی نہین ہے تو بسر ہونیکو ہے

دم چراتا ہے فلک شب غم کے حضور
کہکشان نظرون مین چوٹی کی کمر ہونیکو ہے

آمد شام ہے پیش لب لعلین یار
آج زہر تلخ مہمان شکر ہونیکو ہے

تیرہ روزی مین ملیگا دیکھنا اوجلا کفن
اس سیہ خانہ مین بھی اکدن سحر ہونیکو ہے

ابرو میں غصہ بیجا سے آئی ہے شکن ‌ ‌ بیت موزون ہیجل سکتہ کا گھر ہونیکو ہے

چشم استمداد سے نہنک کو لازم ہوئی ‌ ‌ واے قسمت نفع میں ضرر ہونیکو ہے

مسکرانے سے لب خنجر کے ثابت ہوگیا ‌ ‌ زخم خندان کچھ ہی مہمان جگر ہونیکو ہے

اے فقیرو لٹتے ہیں ہر روز زرداران ہند ‌ ‌ امتلا خود فاقہ کش شام و سحر ہونیکو ہے

زال دنیا کے ہیں طالب جو انان حسین ‌ ‌ ربط مشک شام و کافور سحر ہونیکو ہے

حفظ صحت کے عبث ہے تجکو اے نادان فکر ‌ ‌ ایکدن خالی یہ بیماری کا گھر ہونیکو ہے

ڈھونڈھتی ہیں ٹھوکرین اونکے نئے پامال کو ‌ ‌ جانشین سنگ در کسکا جگر ہونیکو ہے

حسن اسفل کیطرف مائل ہیں ٹھی رتبہ حسین ‌ ‌ کرمک شب تاب محبوب قمر ہونیکو ہے

گھر کبھی جسم بیجا نہیں سوائے کوئے دوست ‌ ‌ خاکی انڈا طایر سدرہ کا گھر ہونیکو ہے

بیخودی چھڑوا رہی ہے بخشی کے دونون پا ‌ ‌ درد دل کے ساتھ نالے کا سفر ہونیکو ہے

وصل کی شب کسلیئے سوئیں نکل سے ای فلک ‌ ‌ تاقیامت خواب کا آنکھیں میں گھر ہونیکو ہے

صبح فرقت کی اوڑینگے ہوش آہ گرم سے ‌ ‌ پنبہ حلاج بلور سحر ہونیکو ہے

فیض جاری روکنے کا نام ٹھہرا بندوبست ‌ ‌ آب دریا گھٹ کے محبوس گہر ہونیکو ہے

ڈھونڈھتی ہے آہ سوزان بزم خوبان فرنگ ‌ ‌ ناچ گھر میں محفل رقص شرر ہونیکو ہے

بینش چشم بیخودی آنیکو فرماتے ہیں آپ ‌ ‌ خواب میں بیدار تقدیر نظر ہونیکو ہے

غافلوں کی کان کھولا چاہتا ہے ذکر مرگ ‌ ‌ قفل گوش کر کی کنجی یہ خبر ہونیکو ہے

قالب خاکی میں ابدل آتی ہے سیل فنا ‌ ‌ بہرتی ہے جھاڑو صفائی کی گھر ہونیکو ہے

ہو رہی ہے تنگ دنیا میں رہ تفریح طبع ‌ ‌ ہمدم ضیق النفس باد سحر ہونیکو ہے

پاؤن بالائے زمین کہتے نہیں ٹھی راہرو ‌ ‌ خاک سے بچتا ہے جو قطرہ گہر ہونیکو ہے

ذکر بوسہ او خدا کو جا بجا چاہتا ہی یار تک ‌ ‌ جنبش لب شہپر مرغ خبر ہونیکو ہے

آبرو بڑھتی چلی دلمیں خدنگ ناز کے ‌ ‌ اس صدف میں قطرہ پیکان گہر ہونیکو ہے

بیخبر ممکن ہے دل آوارہ کا پائے سراغ
دوستی اندرون مکروہ طبایع ہو چلی
جلوہ گر ہین فرش رنگین پر حسینان صبیح
نہریان محکوم حاکم ناشنو ہونے لگی
چشم قاتل کرتی ہے مجھپر نگاہ التیام
نالش جور و جفا کا ہے یہی اخفا اگر
چشم مفلس ڈہونڈہتی ہے خوان عیش اغنیا
اونکے جوبن کے اوبہرنے سے یہ کہتی ہے کمر
انگلیان اوٹہنے لگی ہین عشق پنہان پر مرے
وصل مین ہے خودنمائی بہی حجاب ناز بہی
جہانکنے کی دو اجازت روزن دیوار سے
زخم پہر اوٹہوا رہا ہے خنجر قاتل کی سعی
جانیوالے خبر لیکر کیا چھوڑ جائینگے یہان
گل سنہری رنگ کے اس باغ مین مرجہا چلے
موت کو مجہسے سوا ہے فکر تابوت و کفن
گھر کریگی گوش جانان مین فغان بے اثر
گریہ خوف خدا نے راہ کی فردوس تک
دوستونکو اندنون تنکے سہارا دیتے ہین
چلیے اب مصر بدنیے سوے کنعان عدم
سرگشتہ اسکی نحوست گو زنک ہی ساتہ ساتہ
شیشہ مے نے دکان عیش کہولی ہے کہان

ہر گلی کوچمین سرگردان خبر ہونیکو ہے
رشتۂ الفت ندیدہ کی نظر ہونیکو ہے
باغ قالی یاسمن زار سحر ہونیکو ہے
کان بہرے ہونیکو گونگی خبر ہونیکو ہے
گنبد شاید خنجر قطع نظر ہونیکو ہے
دایم الحبس ایکدن بیک خبر ہونیکو ہے
ہر جگہ مہمان ناخواندہ نظر ہونیکو ہے
ہین نہونیکے لیے ہون تو اگر ہونیکو ہے
بیزبانون سے ہویدا یہ خبر ہونیکو ہے
اس دو عملی مین کدہر اونکی کمر ہونیکو ہے
قید چشم کور مین ذرد نظر ہونیکو ہے
یہ چھوڑا یہ نمک خوار جگر ہونیکو ہے
یادگار رفتگان گرد سفر ہونیکو ہے
ہند مین امسال قحط آب زر ہونیکو ہے
وحشت یہ سرن بار بردار سقر ہونیکو ہے
قاف مقصد جائے عنقا اثر ہونیکو ہے
چشمۂ کوثر شریک چشم تر ہونیکو ہے
عاجزی بیچارگی کے چارہ گر ہونیکو ہے
لیے یوسف کا انہین قیدون سفر ہونیکو ہے
سوچہل مین جہاڑو تارے کا اثر ہونیکو ہے
کس طرف سنگ ملامت کا سفر ہونیکو ہے

اے اوداسی رونق دنیا ہے اشک آہ تک
ہے تو تو ہی سوگوار بحر و بر ہونیکو ہے

داغ عصیاں اک طرف اشک ندامت اک طرف
نوح کے طوفان سے جنگ شرر ہونیکو ہے

روز بڑھتی جاتی ہے تخفیف رزق و عمر میں
دفتر تقدیر عالم مختصر ہونیکو ہے

تمازہ رخ چھوٹتے ہی آبرو اوڑ جائیگی
رطب و یابس جلد قرآں سے بدر ہونیکو ہے

خون حسرت نہیں ہے کچھ پانکے لاکھے کا رنگ
لخت دل گویا جواب لعل تر ہونیکو ہے

قبر سے ہے آگے بڑھنا جسم خاکی کا محال
ساتھ تھوڑی دور تک گرد سفر ہونیکو ہے

منہ نہیں لگتا کسی کے کوئی بے سختی سے
پہلے پتھر سے ملاقات شرر ہونیکو ہے

آبرو و غصہ سے پیدا کرتے ہیں ایک فقیر
کیا مزاج خاک عالم گرم و تر ہونیکو ہے

بے عمل بھی حصہ ایمان ہے مال مغفرت
مفلسی کے پاس ہیں اسباب زر ہونیکو ہے

جسم خاکی چھوڑ دیگی روح دامن جھاڑ کر
ایک جھٹکے میں جدا گرد سفر ہونیکو ہے

باغ عالم میں کمال طبع ہے آخر وبال
پختہ مغزی دشمن جان ثمر ہونیکو ہے

تو بھی عنقا ہو چلا ہے لیے ہاں یار کیا
ہر طرف تیرے نہونیکی خبر ہونیکو ہے

حرص نعمت کا قناعت ہی کریگی سامنا
نان خشک اس تیغ کے آگے سپر ہونیکو ہے

میں اگر حاضر نہیں ہوتا حضور میں تو کیا
دم میں مجرائی وہاں میری خبر ہونیکو ہے

موت میوہ فصل پیری میں ہے نخل جسم کا
بارہ تیشہ کے پھل سے یہ شجر ہونیکو ہے

دیتی ہے تر دامنی چھینٹے سرا سے دہر میں
بھیگتے ہیں ہم گران رخت سفر ہونیکو ہے

چھانتا ہے اونکی مہندی سے شفق پوشی فلک
لالہ خونیں کفن یہ نیلوفر ہونیکو ہے

پیروی کرنی پڑیگی نالہ زنجیر کی
مجھسے آگے اے جنوں میری خبر ہونیکو ہے

کونسی دھن ہوگی دیکھیں اہل صد پا شکو
یہ شکستہ ساز کس نغمہ کا گھر ہونیکو ہے

آبرو بڑھتی چلی ہے ضبط عشق پاک کی
جو گرہ دلمیں پڑی ہے وہ گہر ہونیکو ہے

کون جاگے گا شب وصل صنم میں اے خدا
یہ خدائی رات کس بندے کے گھر ہونیکو ہے

سرکش اپنے دور مین سونگہین گے کیونکر تو خلق — بدد ماغی مین نہ کام زر و روز ر ہونیکو ہے

وہ رہین گے میرے گہر نور وسے نور روز تک — عید اس ماتمکدہ مین یا الہٰی ہونیکو ہے

زلف پیچان ہے ابہی تک شانہ سے الجھی ہوئی — گیسوئے شب کی رسائی تا کمر ہونیکو ہے

سلطنت کیواسطے بڑہتی چلین خونریزیان — ایکدن دنیا مین قحط تاج و سر ہونیکو ہے

موت کے معنی سمجھنے ہی ہوئی بے لطف زیست — انتقال ذہن پر دل نوحہ گر ہونیکو ہے

میرے دلمین جیسے رکہتا ہے ذخیرہ رنج کا — قحطِ غم آفاق مین یارب کدہر ہونیکو ہے

ہر زہ گردی کیا رہیگی جب ہوا معدوم رزق — آسیا سے رخصت اب دوران سر ہونیکو ہے

خلوت و کثرت مین مجہسے پوچہتی ہے بیکسی — اوسطرف ہو جاؤ نہین بہی جدہر ہونیکو ہے

شب کو میرے پاس رہکر صبح جاتے ہو کہان — آج باسی عید دنیا مین کدہر ہونیکو ہے

تحقیقت سے رگ جان نزاکت بن چلے — ہیچ تہی یا کچہہ نہ تہی پہر اب کمر ہونیکو ہے

وہ وفا کرتے ہین ہستی بیوفائی کرتے ہے — دلمین اونکے گہر بنایا جب سفر ہونیکو ہے

عشق کیسا حسن تک سے ہے نزاکت کو حجاب — جنکی ہے اونسی ہی پنہان وہ کمر ہونیکو ہے

بال وحشت نے بڑہائے ضعف نے پہلائے پانو — جسم لاغر اب شریک موے سر ہونیکو ہے

نقد جان بینا پڑیگا کہانے پینے کے لئے — آب و دانہ ایک جا ہو کر گہر ہونیکو ہے

ساعت خواب اجل کا مول ہے نقد حیات — وہ گہڑی سونیکی ہے جسمین سفر ہونیکو ہے

یوسفِ مضمون کو لائے فکر کہنہ سے منیر
یہ زلیخا نوجوان بار دگر ہونیکو ہے

یار بے پردہ اگر گلشنِ عالم مین رہے — چہپکے ہر اشک مرا قطرۂ شبنم مین رہے

خاک ہو رہگذر گریۂ پیہم مین رہے — خشک و تر مین جو ہو بدنام ہی ہم مین رہے

نیشِ غم چبہین سے اک جانہ شب غم مین رہے — دل سوزان مین رہے دیدۂ پرنم مین رہے

کیا بتائین کہ کہان جا کے شب غم مین رہے — آپکی جان سے دور اور ہی عالم مین رہے

ڈر نہیں ضعف اگر عشق کے عالم میں رہے
جانتے ہاتہ اوٹھانیکی سکت ہم میں رہے

راست قد ہو کہ کجی گیسوے برہم میں رہے
پردہ عملہ نہ ترے حسن کی عالم میں رہے

ماتم صبر ہے ہر مجلس ماتم میں رہے
دل سے غم جائے اگر شہر محرم میں رہے

وصل کی رات اوجھنے کا ڈہونڈہو حیلہ
میری قسمت کے لکھے تو بل زلف شب غم میں رہے

نام اوس شوخ کا شکر یہ ملک کہتے ہیں
یہ بشر دیکھیے کیونکر گل آدم میں رہے

جمع کرلیں ہمیں اسباب پریشانی کا
تا نہ آشفتگی اوس گیسوے برہم میں رہے

دانت مدتسے خلش کا ہے دل زخمی پہ
دخل الماس کی کنیونکو بہی مرہم میں رہے

آبرو چاہیونکی ہے جو ترا چاہ ذقن
چلو بہر پانی نہ باقی چہ زمزم میں رہے

کیون چڑہی ہجر کی شب کشتے طوفانمیں
خواب راحت کی بلا دیدہ پرنم میں رہے

زندگی اپنی ہو قبضہ میں او نہیں ہونٹھونکی
جان مردونکی لب عیسی ہم میں رہے

آج دشمن کی گلی میں میں خدا کی قدرت
ملے وہ ہاتہ جو کل تک ترے ماتم میں رہے

بوسہ کے نیل سے ہو حسن لب اے تنگ دہن
یہ نئی رنگ کا نیلم ترے خاتم میں رہے

کیون نہ جوبن ہو لحد پر کہ مرے سینے میں
پہول وہ اوٹھے شگوفے ترے محرم میں رہے

منہ لگائے نہ اگر آئینہ کو خود بینی
کوئی تجسا نہ ترے حسن کے عالم میں رہے

ہے جو اعجاز کو دعوے تو ترے سامنے ہے
دم جو اگر نہ لب عیسی مریم میں رہے

غم کے کہانے کا جو حصہ ہو برابر تقسیم
امتلا ایک سی نفس بنی آدم میں رہے

تیرہ روزی نے بدلنے ندیا رخت سیاہ
عمر بہر ہم دل مرحوم کے ماتم میں رہے

نرہا فصل بہار میں کچہہ اسباب فرح
ٹوٹے دانہ تسبیح کے کف شبنم میں رہے

آبرو والونکے دل چھیدے تری پلکون نے
در نا سفتہ ہے تو کف شبنم میں رہے

سب سے چھوڑا رے زخمون نے تری تیغ کا ساتھ
مبتلا کشمکش بخیہ و مرہم میں رہے

قطع کرتے ہو تعلق تو پہنانا کیا
یا شکن زلف میں یا ابروے پر خم میں رہے

یاس آ آ کے دیا کی دیدِ دل پر دستک
جبتک اے عمرِ گذشتہ ترے ماتم مین ہے

گو حباب ہے گلگون کو ہے غفلت پر ناز
آنکھین کہلجاتین اگر دیدۂ پرنم مین ہے

باغِ جنت تو ازل سے ہے جوانی کا وطن
پہر کہان جائے جو پیری نہ جہنم مین ہے

نالہ کرنیسے پہر آئینگے نہ ایام شباب
کون اس قافلۂ رفتہ کے ماتم مین ہے

آج وہ صبح سے پہرتے ہین کلیجہ پکڑے
رات کو بہول کے کسکی دلِ پرغم مین ہے

کیا کہین حالِ وطن حشر مین اے بیخبری
تو ہی بتلائے کہ ہم کو نسے عالم مین ہے

کیا خطا کی ہے کہ فردوس مین مرکر جائین
جو بلاد وسعت تری کاکل برہم مین ہے

ڈہونڈہی لینگے تجہے خاک اوڑانیوالے
ای غریب الوطنی تو کسی عالم مین ہے

دولتِ وصل سے کمتر نہین یکجائی بہی
یہ غنیمت ہے کہ ہم آپ ایک ہی عالم مین ہے

یار کو کشتۂ مژگان کا نہ دہوکا ہو جائے
زخم آرہ کا الٰہی نہ سرِ جسم مین ہے

دلِ مضطر کی خبر لانے سے اے یاس نہ رک
آمد و رفت کی طاقت تو ذرا دم مین ہے

تری شوخی ہے کہ دلمین نہین رہتی یکسان
یا مری آس کہ دم مین نہ رہے دم مین ہے

جمعِ اسبابِ فراغت ہے جہان سب ہین ہین
فرد وہ ہے جو کسی دفترِ برہم مین ہے

مرگِ دشمن ہی مین جی بہر کے نہ رو دو صاحب
مرے حصہ کا بہی کچہہ دیدۂ پرنم مین ہے

تم نکالو جسے پہر اوسکے بلانے کی امید
ٹوٹے دلمین ہے یا اوکھڑے ہوئے دم مین ہے

سرخ پوشی کی ہے مشتاق عروسِ توبہ
خونِ دل کیون نہ دامانِ گلِ آدم مین ہے

جان لی نوعِ بشر کو جو بہایم سیرت
آدمیت نہ لباسِ بنی آدم مین ہے

پہلے ہر سیلِ غمِ دہر مین ہمنے کہائے
فردِ اول ہمین اس دفترِ برہم مین ہے

دیکہو اب کعبۂ ایمان کو نجف مین ہی منیر
بس بہت بارگہ قبلۂ عالم مین ہے

آئی خاک اوس کے رہگذر کی
یارب یہ ہوا چلی کدہر کی

کہنے دل زار کی خبر کی
مجکو قسم آہ بے اثر کی

حسرت جو بڑہی دل و جگر کی
رگ پٹھے کی ہر ایک نشتر کی

غیروں کی طرف عبث نظر کی
عاشق پہ چھری تھی اِن جگر کی

یارو نہیں ہنسی ہے چشم تر کی
اشکوں نے ڈبوئی عمر بھر کی

ساعی مری آہ کا ہے اوسے
شامت آئی ہے کچھ اثر کی

جب سے آنسوؤں میں بھیگی
کملی سے دکھی ہوا ابر تر کی

بابے تہ تیغ یار سے نکلے
حسرت دم بھر میں عمر بھر کی

دو زخم میں جو اشک گرم ٹپکے
پھر جائے دوہائی اس شرر کی

غفرے میں نگاکے لی ہی آیا
کیا بات مرے پیامبر کی

کی چھیڑ جو ترک نیش غم نے
نشتر میں چھوٹی ہیں رگ جگر کی

پھولوں کی جو بڑہی اوسنے پہونچی
تہا شور کہ خبر ہو کمر کی

مستسقی ہیں حریص دنیا
بجھتی نہیں پیاس آب زر کی

معدوم ہوتی ہے ساعت وصل
شاید ہے گھڑی ترے کمر کی

صاحب نگہ غضب سے لو کام
چھریاں نہیں قدر دان جگر کی

آئینہ مہ میں وصل کی شب
قلعی ہے سفیدۂ سحر کی

برپا ہوئی نالہ سے قیامت
ساعت رکھی ہی اثر کی

سیلی بھی تو پیٹ کی ہے باریک
کر لیگی نیابت اوس کمر کی

پھر شیشہ جب ہے میکدوں میں
قسمت پھوٹی ہے شیشہ گر کی

کیوں تیر نگاہ کے کھنچے ہیں
تقصیر بھی کچھ مرے جگر کی

ہر و بال کمانیاں ہیں اس میں
دیکھی ہے گھڑی تری کمر کی

مدفن کا پتا اجل سے پوچھو
بھولا ہوں میں راہ اپنے گھر کی

بہٹکے دے پاس نے دم نزع — ٹوٹی امید عمر بہر کی
خنجر جو بگڑ کر اوس نے کہینچا — بن آئی مرے دل و جگر کی
منہ ڈہانکو نہ وقت نزع الجان — رخصت ہے اب آخری نظر کی
کہتے ہین جو زندگی کو موہوم — پرچہائین ہے کیا ترے کمر کی
عصیان کے عوض جو دو شہادت — دے دو دن مین کمائی عمر بہر کی
کیون کہولین لحد پر اوسنے زلفین — کیا تہی شب گور دوپہر کی

چل دو طرف نجف مشیر اب
حاجت نہین خضر راہ بر کی

دم نظارہ جو دلچسپیون کی راہ ملے — چپک رہی جو نگہ سے تری نگاہ ملے
جو میرے نالون کو اوسکے چمن مین راہ ملے — تو گوشہ گل مین سر انگشت برگ کاہ ملے
تری گلی نہ اگر اے اجل پناہ ملے — مسافرونکو نہ ملک عدم کی راہ ملے
مری نگاہ سے ایسی کوئی نگاہ ملے — کہ سیر عالم معنی کی جس سے راہ ملے
لبس فسانہ جوانی روسیاہ ملے — بہشت مین تو نہ مشاطہ گناہ ملے
جو عشق زلف کو دلکی مرے نہ راہ ملے — زمانہ بہر کے بلا کو کہان پناہ ملے
تری گلی مین نہ ہر دم ہمین پناہ ملے — ہوا جو آئی تو اوٹھ اوٹھ کے گرد راہ ملے
نہ بہکے جلوہ ساقی جو شکوہ لے زاہد — چراغ بہی نہ کوئی بہر خانقاہ ملے
اوٹھا کے آنکہ وہ کوٹھے پر اونکو کیا دیکھے — شرر سے بہی جسے کوتاہ تر نگاہ ملے
جگر مین وک کے نالونکو مین نے جب دیکھا — لہو مین ڈوبی ہوئی جب تیر آہ ملے
لباس قامت دلدار مین اگر آئین — تو اوٹھ کے سدرہ و طوبی سے سر راہ ملے
نظر نہ آئے ہمین خواب مین بہی وہ رخسار — کبھی نہ عالم رویا کو مہر و ماہ ملے
گہرا ہوا ہے دہوان میرے گہر مین آہونکا — چراغ صبح کو کیونکہ عدم کی راہ ملے

جو ڈہونڈوں نقدِ دلِ گم شدہ کو روزِ حساب
عجب نہیں یہ رقم تحتِ مدِّ آہ ملے

چلا میں بچکے ملامت سے جب سوے غربت
زبان دراز نصیبوں سے خار براہ ملے

ہوئی جو حشر کے دن عیدِ مغفرت کی دہوم
گناہگاروں نے جہجہک کے بیگناہ ملے

کفن کو پارچہ یا صاحب الزمان بہیجو
فقیر کو کوئی ٹکڑا خدا کی راہ ملے

کہے نہ بامِ بلند اثر سے کوتاہی
جو زلفِ یار سے میری کمندِ آہ ملے

خوشی سے طالعِ بیدار میرے سو جائیں
تلاش سے بہی جو اوس بت کی خوابگاہ ملے

بتوں کا پڑہتے ہیں کلمہ دل و جگر دمِ حشر
زیادہ مدعیوں سے ہمیں گواہ ملے

جو مایہ دار دلکو ہو پاسِ آبروے سوال
اوبل کے پیاسونکے ہونٹوں سے آبِ چاہ ملے

کوئی جو اونسے کہے گالیاں کسیکو ندو
تو ہنسکے کہتے ہیں ایک آپ خیرخواہ ملے

خضر سمجہکے الاتہا ہیں سبزہ رنگوں سے
ڈبونے کے لئے سب آبِ زیرکاہ ملے

رہِ عدم کے مسافر ہیں جسطرح برباد
خدا کرے کہ یونہیں خاک میں براہ ملے

علاج کر مرضِ اتقا کا اسے زاہد
صحیح ذائقہ ہو لذتِ گناہ ملے

ہیں جان دیکے ترے قول کیلئے لے دون
جو منہ لگے مولوں بہی بکتا ہوا نباہ ملے

شکست توبہ کے ساتہ آئے تہنیت کو دوست
بڑے تپاک سے بچہڑے ہوئے گناہ ملے

سمجہ لو آپ مرض کو جو ہیں کراہ سکون
مزاجِ ضعف نہ پوچہو جو نبض آہ ملے

نہ آبرو کے ہیں پیاسے نہ مال کے بہوکے
تمہاری بحرِ محبت کی ہمکو تہاہ ملے

خدنگِ یار اگر نکلے قیدِ ترکش سے
سواے دل نہ کہیں گوشۂ پناہ ملے

اگر زمانہ میں انجامِ سرکشی دیکہے
تو گر کے آبلۂ پا سے ہر کلاہ ملے

کلیم کی یدِ بیضا سے ہو گیا روشن
چراغ لیکے جو ڈہونڈہو خدا کی راہ ملے

کہا [illegible] ابرِ لطف جا دیکہا
اگر تڑپتے ہوے میری برقِ آہ ملے

تمہارے [illegible] کو [illegible] چہپے سینہ میں
جگر کے داغوں سے چہپ چہپ کے مہر و ماہ ملے

جواب خشک جو سائل کو باغ دہر مین دے
زبان کے عوض ایسے کو برگ کاہ ملے

ہمارے دلکو بہی سمجہا کے ساتھ لے آئے
یم عمیق محبت کی جسکو تھاہ ملے

ملے امیر کو درویش بادشاہ مزاج
فقیر کو نہ گدا طبیع بادشاہ ملے

ہر ایک چاہے ہے کہ اپنا ہی خون پی جاوین
جو شیر مادر گیتی مین تیری چاہ ملے

فلک بہی پست ہے جنسے یم محبت مین
حباب سیکڑون ایسے دم شناہ ملے

تمہاری آنکہین تو دل لیکے ہو گئین منکر
مشاہدہ کا پہر اب کونسا گواہ ملے

رہی جو سبکے مقدر مین مشق بیکاری
لکہا ہوا نہ کوئی صفحہ جباہ ملے

بنائے سر کو ترے گوے بازئے طفلان
جو لے فلک تجھے اوس شوخ کی کلاہ ملے

تمہاری آنکھون کے لڑتے ہی ہوش اگر اڑ جاتین
عدم مین بہی نہ یہ بہاگی ہوئی سپاہ ملے

خدا کرے کہ مجہے خلعت وصال ہی دین
بلا سے غیر کو جاگیر قتلگاہ ملے

شرار طالع پروانہ کا یہان کیا ذکر
چراغ کو تو ہوا سے کہین پناہ ملے

خوشی عدم سے بہی اگر جو دہر مین ڈہونڈہے
براے نام جو شادی الٰہی نباہ ملے

تلاش رزق نہ بہٹکاے آدمی کو اگر
مزے سے زیست گذر جاے ایسی راہ ملے

بہشت کی ہے طلب آپ سے نہ حور و ملک
شہید جسنے کیا ہے وہی نگاہ ملے

جگہ دو دن پہلے ہی پہچان کر اوسی دلمین
کسی کے تیر و نمین چہپکر تری نگاہ ملے

کہٹک ہے اوسکے بدلتا ہون عمر بہر کی مزے
کسیکے دلمین جو وہ تیر بے پناہ ملے

خدا کے واسطے پامال کیجیو اے شوخ
کہین جو ٹہوکرین کہاتی مری نگاہ ملے

ہماری سوزش دل ہو اگر محیط جہان
سواے آب نہ پہر آگ کو پناہ ملے

دل ایسے بت کا نہ پروانہ ہو جو شمع صفت
چمک کی شب کو ملے دن کو روسیاہ ملے

یہ کہیو اوس سے کہ مل جل کے غیر ہی سے رہے
جو بعد قتل مری حالت تباہ ملے

ہمارے بعد کوئی نقد جان نہین دیتا
روان ہو آپ کا خنجر جو زاد راہ ملے

کمند ڈھونڈھو اگر بام ناتوانی کی
ہماری نبض سے تار رگ گیاہ ملے

دماغ اگر نہین ملتا تری توجہ کا
مزاج وجہ تغافل ہی گاہ گاہ ملے

ڈھلا نہ روز جدائی نہ آئی شام وصال
کبھی نہ گھر مین مرے دونو وقت آہ ملے

اگر نہ چرخ فلک سائلون سے روکھا ہو
ہر اک کو چپڑی ہوئی نان مہر و ماہ ملے

عدو کی ہوئی غرض کیا جو میرے پاس ہو
سمجھ لو کعبہ جو اوسکا دل سیاہ ملے

اوسی کا خون مین شربت سمجھ کے پی جاؤن
جگر مین جسکی تری لذت نگاہ ملے

ہوا مقابلہ کیا تیرے بانکپن سے کہین
شکست کھائی ہوئی گوشۂ کلاہ ملے

اسیر دام علایق نکل سکے کیونکر
کھلے ہون سیکڑون پھندے بہر راہ ملے

جو تیرے سامنے ہون اونکی آنکھین نیچی ہون
جسے تو دیکھے مجھی سے تری نگاہ ملے

ہمارے قبر کے تختون کو یاد رکھین دوست
کسی غریب کی کشتی اگر تباہ ملے

نہ پوچھ یہ کہ تری بات پوچھتا تھا کون
دکھا دون پھر جو وہی پیار کی نگاہ ملے

ہزارون قسمین کڑوڑون بہانے لاکھون عذر
ہٹے جلوس سے جو ٹھوکر کے بادشاہ ملے

الٰہی اپنے رسول کریم کا صدقہ
کہ بندہ غم سے رہائی کی جلد راہ ملے

ہمارے سر کو مدینہ کی ٹھوکرین ہون نصیب
کسی فقیر کو خیرات عز و جاہ ملے

منیر کو ہو نجف کی زمین مین معراج
جوار خاص شہ آسمان پناہ ملے

کیا فقط مین ہی ہون جفا کے لیئے
منہ نہ کھلوائیے خدا کے لیئے

حکم دو آہ نارسا کے لیئے
خاک اوڑاتے ہین سب ہوا کے لیئے

جب کیا عرض مدعا کے لیئے
دو ڑہی خاموشی التجا کے لیئے

دل و دین پہلے جفا کے لیئے
ایک تو رہنے دو خدا کے لیئے

کام چلتا ہے حسن سے اسکا
ہین بہت دست و پا حنا کے لیئے

دم وہ کیا دین کہ دل ہے غم سے بھرا
نہین ممکن خلا ہوا کے لیئے

بٹریان اپنی زلف کی بھیجو
میری عمر گریز پا کے لیئے

دم نکل کر حباب مے مین ٹوٹا ہے
یہی محبس ہوا اس ہوا کے لیئے

خار ہے میرے جسم لاغر کا
کسکی تیغ برہنہ پا کے لئے

لیتے ہین زلفون کی بلائین غیر
کہیے پہر ہم ہین کس بلا کے لئے

رہی میری حنا سے خون محروم
بوسے غیرون نے دست و پا کے لئے

کیا نحوست نے کر دیا اندھیر
سایہ سرگشتہ ہے ہما کے لئے

جب سے کہل کہیلے خاکسار اونکے
نہ رہا پردہ کیمیا کے لئے

میری آنکھون سے لیگئی حیرت
خوش خرام اپنے نقش پا کے لئے

بنگئے آسودہ حال لذت عشق
ترسین گے درد لا دوا کے لئے

بُت سبنے تیری راہ مین گر کر
تیلیان چشم نقش پا کے لئے

ہے پہٹے حالون آج پردہ شرم
کسنے لئے تیری قبا کے لئے

بہیجدے اے خدنگ ظلم عصا
میری ضعف شکستہ پا کے لئے

کف افسوس ملنے دو دیکھو
ہاتھ خالی نہون دعا کے لئے

تری خاطر ہوئے ذلیل اے ضعف
اب تو اوٹھانا پڑا عصا کے لئے

ٹھوکرین کھائین بہر پامالی
ایڑیان رگڑین نقش پا کے لئے

شب غم مین اجل نہین آتی
زیست ہے جان بلب قضا کے لئے

سُرخی خون ہے باسے زردی ضعف
رنگ دو ہین گل وفا کے لئے

بارہا ضبط سے شب فرقت
قدم آہ شکستہ پا کے لئے

وصل مین شام ہی سے نیند کا عذر
ہوش مین آئے خدا کے لئے

صندل ہے بار مفت نہ مانگ
درد پیدا کر اس دوا کے لئے

بے سر و پا ہوئے ترے غم میں
ہاتھ اوٹھا رکھے ہیں دعا کے لئے

ظلم میں اسقدر عرق ریزی
کچھ تو رکھ چھوڑئے حیا کے لئے

کربلا میں منیر کو مولا
جلد بلوائے خدا کے لئے

ہماری روح جو تیری گلی میں آئی ہے
اجل کے صدقہ میں یہ راہ دیکھ پائی ہے

جواب میں نہیں آتا تو پھر لڑائی ہے
تمہاری بات بگڑ جانے نے بنائی ہے

حنائی خون جگر مانگ کر لگائی ہے
بہت دنوں میں ملاقات تک لائی ہے

برابر آج تک اگلی سی آشنائی ہے
نہایت اہل وفا تیری بیوفائی ہے

کسی سے آنکھ ملائی نہیں ہو جب بی غرور
تری نظر میں جو بیگانگی سمائی ہے

تری گلی کے تجسس میں تھک گئے ہیں پاؤں
سوار ہو کے اجل میرے سر پر آئی ہے

کچھ آنکھیں تو ہے جو لیٹا ہی تو لپیٹ کے نس
مری نظر میں دوپٹہ ترا دولائی ہے

وہاں پہونچ نہیں سکتیں تمہاری زلفیں بھی
ہمارے دست طلب کی جہاں رسائی ہے

اجل سے کس کو ڈراتا ہے اب تو اے ناصح
ہماری جان تو بلبک کے توڑ کھائی ہے

جہاں ہے دود جہنم سے بڑھ کے نکہت گل
ہماری آہ نے دھونی وہاں رمائی ہے

بھوکا ترنی تلوار سے ملا ہے کیا
کہ ناگوار پس ذبح بھی جدائی ہے

اٹھیں جو آنکھیں تو دلمیں گھس آئے تیر نگاہ
یہ اختلاط زیادہ برآشنائی ہے

نہ پوچھیے کہ تو جلتا ہے کیوں رقیبوں سے
وہی یہ آگ ہے جو آپ نے لگائی ہے

اگرچہ اسکا بھروسا نہیں کسیکو بھی
مگر یہ عمر رواں دم میں سکو لائی ہے

یہاں تو دخل تکلف کو تھا نہ پردہ کو
تری حیا انہیں خلوت میں بیکر آئی ہے

تمہارے ہونٹھوں تک اقرار بوسہ کب آتا
شراب نشہ میں بہکا کر اسکو لائی ہے

کبھی مزاج مبارک سے بل نہیں جاتا
تمہاری زلف نے شاید کجی سکھائی ہے

غضب ہے بیٹھے سب آ کیا کیوں نہیں آتے
وہ روز کہتے ہیں کچھ تیری شامت آئی ہے

بھلا ہمارے گھر اقبال کس لیے آتا
شب وصال ہے اسکو لگا کے لائی ہے

مٹھائی بوسوں کی طیار ہو نہیں چکتی
دکان کب ہے لب یار نے لگائی ہے

ملا ہے کچھ تو بتا مجھکو جان شیرین کا
ترے لبوں نے حلاوت کہاں پائی ہے

مشیر ایکے جو مین لکھنؤ مین آیا ہوں
نگاہ لطف امیر کریم لائی ہے

نثار حضرت آغا علی حسن خان ہوں
زیادہ حد سے مری آبرو بڑھائی ہے

اجل اوس گلی میں پہنچ کے مری کردگار آئے
دم واپسین ہے شاید مجھے بوئے یار آئے

کبھی خوابمین خوشی سے جو وہ گلعذار آئے
تو بہشت ساتھ لیکر مرے گھر بہار آئے

مری بیکسی سحر تک یہ پکارتی تھی در پہ
کہ سوائے غش نہ کوئی شب انتظار آئے

دم ذبح کہ رہا ہے کہ نہ مجھسے پھیرو آنکھیں
ترے ایسے بھولے پن پہ مجھے کیوں نہ پیار آئے

رہی چین سے ابد تک مری خاک اے پری رو
ترے دلمیں مجھسے آئے تو مرا غبار آئے

جو رہ کرم سے سبقت نکرے چھری تمہاری
کبھی میرے دل سے باہر نہ لہو کی دھار آئے

وہ ملی خلش کی لذت کہ جنوں بھی چھٹ جائے
مرے آبلہ کے منہ میں جو زبان خار آئے

کروں آہ بھی نہ منہ سے جو اوڑائے کوئی پرزے
دل گم شدہ کسی پر اگر اب کی بار آئے

کوئی آرزو تو پوری دل بے نصیب کی ہو
وہ نہ آئیں تو اجل ہی شب انتظار آئے

ہمیں چاشت زہر غم کی تو پڑی مگر یہ ڈر ہے
کہ خدانکردہ تجکو ترس اے نگار آئے

کف دست مرگ مین ہو تمہے تیر کی نشانی
مجھے لینے کو جو آئے یہی چوبدار آئے

عمل ایسے بادشاہ کا ہے مرے حصار دلمین
ترے غم کے ہوتے کیونکر غم روزگار آئے

مرے تن میں جان جبتک نہ رہوگے تم ہمیشہ
کہو عہد زندگی کا کسے اعتبار آئے

دل جان بلب کی ہیگی نہ کسینے کی عیادت
ترے تیرونکے تصدق کہ یہ بار بار آئے

مجھے سر بکف جو دیکھا تو وہ ترک ہنس کے بولا
بڑے سرفروش آئے بڑے جان نثار آئے

اجل آئی ہو لگی کیوں غم ہجر میں وگرنہ
یہ وہ شب نہیں ہے جسمیں کوئی غمگسار آئے

نہ ملا ترا ٹھکانا کہیں اے منیر وحشی
در یار پر بھی اکثر تجھے ہم پکار آئے

جھلا کے جو ہونٹھ اوسنے چبائے مرے آگے
غصے نے ترے بوسونکے پائے مرے آگے

کس طرح وہ دشمن کو بلائے مرے آگے
کچھ مینے بدی کی ہو تو آئے مرے آگے

اے لذت آزار خدا را وہیں بجلی
جس بزم میں چھیتی نہ بنائے مرے آگے

تیور بھی نہ میلے ہوئے اللہ رے کلیجا
ٹکڑے جگر و دل کے اوڑائے مرے آگے

غیروں نے تمہیں آنکھ لڑاتے ہوئے دیکھا
غیرت ہو تو اب شرم نہ آئے مرے آگے

رکھو دل حیران کو اگر سامنے اپنے
آئینہ تمہیں منہ نہ دکھائے مرے آگے

آہوں سے وہ آزردہ ہیں اب وصل ہی حاصل
دل آگ لگا کر نہ بجھائے مرے آگے

میرا ہی جگر ہے نگہ قہر کے قابل
یہ تیر کہیں اور نہ جائے مرے آگے

جس کوچہ میں ابر مژہ تر کا وطن ہو
کیا ابر وہاں چھاؤنی چھائے مرے آگے

رکھی نہ جگہ عذر کی بھی بیدہنی نے
کیا منہ جو وہ بت بات بنائے مرے آگے

جتنا وہ ستائے دل سوزاں کی سزا ہے
جلتے ہوئے کو اور جلائے مرے آگے

دل صاف نہیں ہے تو تجمل ہو نسے کیا کام
کیوں آپ پسینے میں نہائے مرے آگے

میں خاک رہ یار کے سرمہ کو بھی ترسوں
نقش کف پا آنکھیں چھپائے مرے آگے

غصہ بھی رہا سا نہ حیا بھی رہی ہمراہ
تنہا کبھی خلوت میں نہ آئے مرے آگے

پہلے تمہی خنجر نے گلے مجھکو لگایا
تڑپا ہی کیے اپنے پرائے مرے آگے

خون آپ بحل کردو نہیں اے تیغ تبسم
بیڑا جو لب یار اوٹھائے مرے آگے

دعوے نہیں اپنے دل گم گشتہ کا مجھکو
چتون تری آنکھیں نہ چرائے مرے آگے

راضی ہون اگر پیک اجل لائے خط اونکا / قسمت ہی کا لکھا کہین آئے مرے آگے

کہتا ہے منیر اب چلن اوسکا علی الاعلان
دعوے ہو قیامت کو تو آئے مرے آگے

بت ہی عاشق ہوا اپنی صورت کے / اسے مین قربان تری قدرت کے
آپ خوگر ہین سب سے خلوت کے / ابھی پردے پڑے ہین غفلت کے
اختر اے چرخ شام فرقت کے / اشک ہین کسکی شمع تربت کے
شہرے ہین آتشون کی صنعت کے / بت تراشے ہین تیری صورت کے
حشر کے دن چلے جو تم یہی چال / پاؤن اوٹھ جاسینگے قیامت کے
جان شیرین کو تاکتے ہین وہ ہونٹھ / چور ہین زیست کے حلاوت کے
آئے جو رقعہ تیر دن مین بندہ کر / پارچے ٹھہرے میری خلعت کے
آتے ہی خون مین جو نہلادے / پاؤن دہو کر پیون شہادت کے
قبر بھی سونے کو نہین پاتے / ناز پروردہ خواب غفلت کے
لب شیرین کو مین نے جب چوسا / دانت کھٹے ہوئے حلاوت کے
انکھین کھولین گے قبر مین جاکر / دیکھنے والے خواب غفلت کے
سب سے یارب ٹپکتی ہے مستی / تر مرقع ہین تری قدرت کے
طپش دل سے ناچ ہے بے لطف / پاؤن جمتے نہین تری گت کے
آتی ہے چشم اہل دنیا مین / سو گئے پاؤن خواب غفلت کے
تیرے صدقے مین او ترے جواہربت / دہی پتلے ہین آدمیت کے
کسکی تیر اونگلیان اوٹھاتی ہین / گدگدی سے ہے دل مین حسرت کے
تیرے دل سے نہین نکلتے غیر / یہ بھی کہا ڈھیر ہین کدورت کے
میری داغون کی نقل کرتے ہین / شعلہ دوزخ کے پھول جنت کے

جوتے شوخی مین پرشک شعلۂ طور ۔ اب شرارے ہین سنگ تربت کے
کبھی تپلی دکہائی گہہ چہرہ ۔ ہین تماشے طلسم دولت کے
بوسے تصویر کے اگر لیلون ۔ نگہین تیور تمہاری صورت کے
پائی تجرید مین بھی کثرت غم ۔ کہاسے جھٹکے کمند وحدت کے
قتل نامہ مرا لکہو تو سہی ۔ مہر کردینگے داغ حسرت کے
لیگئے ہم بلائین زلفون کے ۔ غیر کیون منتظر ہین شامت کے
جیتے جی ہی نہ سینکے داغ جگر ۔ خاک ہو کے بنگے چراغ تربت کے
دور سے ہے بساط محمل پہ ۔ بل سب سامان خواب غفلت کے
ناز تیرے نکیون اوٹھائین حسین ۔ بار بردار ہین نزاکت کے
دامن تر اگر نچوڑین ہم ۔ بھر دین مشکیزہ ابر رحمت کے
تنگ ہے کشتگان غم کا وہی ۔ ہنستے ہون پہول جسکی تربت کے
خشک مغرورون کو اب نہ ٹہراؤ ۔ سوکہے جاتے ہین پانی رحمت کے
جسکو چاہا وہی ہوا معشوق ۔ بت ہین ممنون تیری چاہت کے
حسن تیرا ہر آنکہ مین ہے نیا ۔ لاکہون نقشے ہین ایک صورت کے
کوستا ہے وہ گلبدن دم نزع ۔ پہول جہڑتے ہین منہ سے تربت کے
عشق نے دیدیا ہے مجھے غم یار ۔ رو ہین دریوزہ گر اس آفت کے
وصل مین عمر رفتہ کیون آئی ۔ ابہی گذرے تہے دن مصیبت کے
فکر روزی مین پہوڑتے ہین سر ۔ ٹکڑے کہاتے ہین پہوٹی قسمت کے
دیکہکر عشق مین سیہ حالون ۔ سینے ہین چاک رخت وحشت کے
نگہ بد سے حشر مین بچنا ۔ سب ندیدے ہین تیری صورت کے

نہیں سنتا ہے اے منیر کوئی

ڈنکے بجتے ہیں کوس رحلت کے

آب خنجر سے وہ نیت نہیں بہرنیوالے ‌ ‌ پیاس کے ساتھ مرے جاتے ہیں مرنیوالے

جاؤ لے جان جہان ہم نہیں ڈرنیوالے ‌ ‌ جان سے بھی تو گذرتے ہیں گذرنیوالے

گذرے جائینگے یونہیں جیسے گذرنیوالے ‌ ‌ تم سلامت رہو جیتے رہیں مرنیوالے

بہت بیٹھے ہیں کسواسطے مرنیوالے ‌ ‌ کسکے صدقہ میں یہ بیٹھے ہیں اوترنیوالے

غرق الفت نہیں تلوار سے ڈرنیوالے ‌ ‌ آہنی پل سے گذرتے ہیں گذرنیوالے

بال بکھرائے ہوئے آتے ہوں کیوں مقتل میں ‌ ‌ اوٹھکے لیں نہ بلائیں کہیں مرنیوالے

قلزم عشق سے ہوگا نہ اگر بیڑا پار ‌ ‌ گہاٹ تلوار کا تاکیں گے اوترنیوالے

دفن ایک لحد میں ہوئے ستر ستر ‌ ‌ یہ گڑھے کونسی مٹی سے ہیں بہرنیوالے

خستگی میں بھی تری ملتی ہے ہمکو معراج ‌ ‌ دار پر چڑھتے ہیں نظروں سے اوترنیوالے

ڈاک انفاس گرامی کی رواں ہے ہردم ‌ ‌ زندگی بھر نہیں یہ ہیک ٹھہرنیوالے

غرت عشق نہیں دیتے تنہا عاشق ‌ ‌ ساتھ ہی پگڑیوں کے سر ہیں اوترنیوالے

موت نے چھین ہی لی اپنی امانت آخر ‌ ‌ عمر بھر جان چرایا کیے مرنیوالے

عرش پر چڑھتے ہیں کار کھتے ہیں ارادہ عشاق ‌ ‌ اور ہونگے وہ تیرے دل سے اوترنیوالے

وصل ہونے ندیا قبر کے تختوں کو بھی ‌ ‌ واہ رے تفرقہ پرداز بہرنیوالے

کچے سونیکی طرح زرد ہوئے ہیں اے ضعیف ‌ ‌ ہمسے بڑھ کر کبھی نکھرین تو نکھرنیوالے

حسن خوبان کو ترقی ہے تنزل کیسا ‌ ‌ بھی نقشے نہیں مانی سے اوترنیوالے

سر بکف بحر محبت میں ہیں ہم مثل حباب ‌ ‌ پھرتے ہیں سر سے کفن باندھکے مرنیوالے

زہر کے پیالے چڑھاؤ کہ لگاؤ ٹانکے ‌ ‌ ہونگے منہ اور بھی زخموں کے اوترنیوالے

آندہی آہونکی چلی خاک اوڑائیں نالے ‌ ‌ غیر کیواسطے نکہرین تو نکھرنیوالے

شب کو غنچے نکہرین رخصت گل ترکی ہوس ‌ ‌ صبحدم پیٹ کے یہ کپڑے ہیں اوترنیوالے

چاہتے ہین کہ ہو فقیر و نمین شہادت حاصل
تیری تلوار کو دم دیتے ہین مرنیوالے

ہنس پڑون کیون نمین زخم کف پا کیصورت
خار صحرا ہین غضب گدگدی کرنیوالے

تیرے خنجر کو بھی ہم خون مین لے ڈوبینگے
اور ہونگے وہ چھری مارکے مرنیوالے

وعدۂ بوسہ کیا تھا کہ نہین یاد تو کر
اور نہ بان اپنی سے تجھے ٹالکرنیوالے

عطر مجموعہ کی صحبت کا اثر کچھ تو ہوا
باسنے اب گندھنے لگے بال بکھرنیوالے

بارہ دنیا کسے منظور ہے جانباز ہین ہم
آج کس واسطے یاد آتے ہین مرنیوالے

امتحان اہل وفا کا نہ سواری مین لو
کیا سڑک چھڑ لینگے کچھ گھیٹے بھرنیوالے

جان لیتا ہے حقیقت مین ترا عشق ابدو
موت کو مفت لئے مرتے ہین مرنیوالے

کھینچکر آپکی تصویر نہ منکر ہو جاتین
کہین قرآن اوٹھا لین نہ مکرنیوالے

جان تم پر جو نہ دیتے ہون ہین جا کے بسین
جس جگہ رہتے ہون دنیا مین مکرنیوالے

بات بنتی نہین کیا داور محشر کے حضور
چھپتا ہین کیون لاکھ زبانون سے مکرنیوالے

میری آہون سے اوڑے جاتے ہین پرینکے حواس
کیا ہوا سے ہین تیرے بال بکھرنیوالے

نشہ جوبن سے تیرے آبگل تر ٹپکیگا
دو حباب مئے خوبی ہین ابھرنیوالے

دیکھتے آتے ہین کسوقت دو افشان اپنا
تارے گنوائین گے مقیش کترنیوالے

ایسے سوتے ہین کہ کروٹ نہین لیتے تا حشر
تیری تلوار کے سایہ مین ٹھہرنیوالے

اوڑکے تیر آپ گئے پار و نشے کہان جائینگے
پر فرشتون کے کترتے ہین کترنیوالے

سبکا سب ہے اجل عاشقو نہین صرف سوا
کہئے کیا کیا کے مرین غصہ مین مرنیوالے

ظلمت یار و ز فراق اونکو دکھا دون کیونکر
اپنی پرچھائین سے بھی ڈرتی ہین ڈرنیوالے

جوش کھاتا ہے لہو تن مین بہار آئی ہے
کیا بیچے باغ کی مہندی کے کترنیوالے

فصد کے نام سے گھبراتے ہین غش آتا ہے
خون ناحق سے نہین ڈرتے ہین ڈرنیوالے

حج مین ممکن نہین زہر غم دنیا کا علاج
آہوئے کعبہ یہ سبزہ نہین چرنیوالے

یون جہجک کر بغل غیر مین جسنا کیسا
اوسکے صاعقۂ آہ سے ڈرنیوالے

نہ مدد کرتے اگر تار کفن بنتے کمند
سر کے بہل گرتے ترے در سے اوترنیوالے

خون کس مست کا ساقی نے لیا ہے سر پر
سے بنے ابر شفقی بال بکہرنیوالے

پہر دو بارہ نکلا لقمۂ پیکان ستم
برسون منہ کہولے رہے زخم نہ بہرنیوالے

قحط عشاق نہین ظلم سے توبہ کیسی
چشم بد دور بہت ہین ابہی مرنیوالے

ہان مین ہان ہم بہی ملاوینگے شکایت کیسی
دے تو دین منہ مین زبان اپنی پکڑنیوالے

جو مشابہ ہین مرے دل کی پریشانی سے
اے پریرو نہین وہ بال سنورنیوالے

خط نوخیز کا بوسہ نہین لیتا کوئی
کیا ہے اب وہ ہری دوب کے چرنیوالے

مال و جان لیکے بہی دنیا نہین کرتی وفا
بہاگ او خانۂ رہزن مین ٹہرنیوالے

سرد مہری مین رہا سامنے وہ حسن شریر
آنکہین سینکا گئے جاڑے مین ٹہہرنیوالے

بیخودی نشۂ دولت کی کہین لے نہ گیے
راہ چل دیکہہ کے او حد سے گذرنیوالے

ہو گئین او نے لپٹ کر گہر افشان آنکہین
اب یہ دو لڑنے نہین گردن سے اوترنیوالے

کیون دبے پاؤن تمہے تیر چلے آتے ہین
کیا مرے دل سے ہین کچہ مشورہ کرنیوالے

فلک پیر کو ناہید جوان کی ہے تلاش
چاندنی مین کہین نکہرین نہ نکہرنیوالے

منزل گور مین آرام مسافر کو کہان
دم بہی لیتے نہین چاپتے ہین ٹہرنیوالے

کیون کیا شیخ نے وحشت سے گریبان عزیز
قابل انعام کے ہین جیب کترنیوالے

نہین معلوم کہ اب چین ہے کس عالم مین
جینے والے ہین خوش اندرون نہ مرنیوالے

پہاڑے کہاتے ہین وہی آج جو کل تہے پامال
شیر قالی سے بہی ڈرنے لگے ڈرنیوالے

کیا اوڑین ہوش رمیدہ سے ترے آہوے چشم
منہ تو دیکہو یہ اٹہے چوکڑی بہرنیوالے

خون ناحق نہ کہین بول اوٹہے محشر مین
سی تو دین منہ مرے زخمونکے مکرنیوالے

دل صد پارہ کہان لیکے چلے طفل سرشک
کسکی خدمت مین یہ بیجے ہین گذرنیوالے

ڈرے عشق لب جان بخش کے آتی نہین تو
کوستے ہین دم عیسے کو نہ مرنے والے

حشر کے دن تو چلے تیغ و گلو کا جھگڑا
بات دو ٹوک کہین فیصلہ کرنے والے

آبلہ پائے سخن کو ہوئی تعقید منیر
کیا کرین جادہ معنے سے گذرنے والے

آنکہ پہرتے ہی تری مجھسے خدائی پہر گئی
کیا مرے برگشتہ بختی کی دہائی پہر گئی

غم نہین اے بت جو چشم آشنائی پہر گئی
بخت سے گردش کیطرح خدائی پہر گئی

جان شیرین ہجر مین ہونٹون تک آئی پہر گئی
ناپسند مرگ ہو کر یہ مٹھائی پہر گئی

جان پہیری ساتہ لیکر جب وہ جانے کو ہوئے
مردنی منہ پر دم صبح جدائی پہر گئی

پاسبانی تیری دیکہی اے صف مژگان یار
سرمگین آنکہون مین سرمے کی سلائی پہر گئی

بل بے ضعف اوسنے چہڑایا ہاتہ جیسے ہاتہ سے
نبض کی سرعت سے جو نازک کلائی پہر گئی

در کہولا اوٹہکے جب وابستگان عشق نے
آگے نادروازہ زندان رہائی پہر گئی

گردش چشم خماری سے ہوا یہ انقلاب
مجھسے مستی زاہد و نسے پارسائی پہر گئی

ہوکے سیدہے پہر وہ اپنے دلکے کہنے پر چلے
دست چپ کی سمت راہ کج ادائی پہر گئی

کیا سکہایا شرم نے یارب بت بیباک کو
آئینہ سے بہی نگاہ خودنمائی پہر گئی

آگئی تہی وصل مین اوسکی طبیعت جنگ پر
صلح نے جب ہاتہ چہوڑے تب لڑائی پہر گئی

نیند کو اوڑگئی ہے لگائی کسنے مستی اے فلک
نبل کی چشم کو آلب مین سلائی پہر گئی

نارسائی کا ملا پہرا ور دلدار پر
پہونچے منزل پر تو تقدیر رسائی پہر گئی

یا تو وہ نفرت تہی یا اب غیر کا یہ پاس ہے
دیکہلی تجھسے بہی چشم بیوفائی پہر گئی

ایک نالہ بہی نہ کوچہ مین تیرے دو دن رہا
شہر ناپرسا نہین کس کی دہائی پہر گئی

شاید مسی نے کا نپا یا کوئی گا ہک مرہین
کیون عدم کو آئینہ لیکر صفائی پہر گئی

کی کفن پوشی رہ دیوار نے میری طرح
جب سفیدی تیری اے صبح جدائی پہر گئی

آئے تھے محروم جس کے کوچہ سے وہین
دولت دیدار کی خاطر گدائی پھر گئی

سبکو عبرت ہو گئی میری مصیبت دیکھکر
ہمسے اے بت تو پھرا تجھسے خدائی پھر گئی

مجکو لینے آئے تھے ہمبر عدو کو دیکھکر
شکوا ولٹے پاؤن تیری پیشوائی پھر گئی

اوڑ رہی ہے خاک جس دن سے وہ اوٹھکر چل دیے
خوب جھاڑو تیرے گھر مین اب صفائی پھر گئی

چاہتا تھا غیر تیری آنکھو مین سرمہ لگائے
بارگشتی تیر کی صورت سلائی پھر گئی

عمر بھر کا ساتھ چھوڑا زیست نے جب وقت نزع
میری آنکھو مین تری ناآشنائی پھر گئی

تیرے در سے سوے صحرا لے اوڑی وحشت مجھے
آ گئی آندھی ہوا سے جبہہ سائی پھر گئی

غیر نے ابکی بھی سر پھوڑا کیا رسوا مجھے
میرے ماتھے تہمت بخت آزمائی پھر گئی

خاک پا بھی اوسکے کوچے سے نہ ہاتھ آئی کبھی
بارہا آکر مری بیدست و پائی پھر گئی

تیرے گھر مین دخل اشک و آہ عاشق کا نہ تھا
روتی آئی خاک اوڑاتی نارسائی پھر گئی

واے قسمت آئے باری جب ہمارے قتل کی
ہاتھ کھینچا نیت تیغ آزمائی پھر گئی

کسکے پہلو سے جدا وہ یار ہرجائی رہا
کسکے گھر کی سمت دنیا بھر کے آئی پھر گئی

روتی صورت دیکھکر ہر بار شرمندہ ہوے
جب ہنسی ہنس دہان زخم آئی پھر گئی

کردیا بدنام اپنے ساتھ مجکو بھی منیر
اوسکے کوچے سے نکل کر بیحیائی پھر گئی

پتھر جنہو نہین آتے ہین تسلیم کے لیئے
اوٹھتی ہین اونگلیان ہی تعظیم کے لیئے

گردن ہماری تیغ کی تسلیم کے لیئے
سر سنگ در کے سجدۂ تعظیم کے لیئے

کہتی ہین حور دیکھکے اوس گل کی جہان نشان
ہون یہ حباب کوثر و تسنیم کے لیئے

دل ہی نہین ہے دین جو تجھے نذر الجنون
نقطے کا بھی ہے قحط ترے جیم کے لیئے

لطف عیان و قہر نہانی سے ہو گئین
آنکھین امید کے لیئے دل بیم کے لیئے

اس سال وعدۂ وصل کا ہے اے منجمو
ساعت کہان سے آئیگی تقویم کے لیئے

ہم آؤ ذبح کو تو جھکا دون سر نیاز
تلوار رگ ہو گردن تسلیم کے لیے

تقدیر کی نوشت دبستان دہر مین
بس ہے خط شکستہ کی تعلیم کے لیے

زنجیرین کیون نہ ٹوٹین شروع بہار مین
زیبا یہ سطرین ہین نئی تقویم کے لیے

آدم کا ارث لینے کب آئے ہین ہم یہان
جب مفلسی ہی رہگئی تقسیم کے لیے

پوچھین تمہارے ہونٹھ نہ حال مریض عشق
آتین اگر مسیح بھی تفہیم کے لیے

آذر جو پہنچا مرے مانند آہ گرم
سردی نکلتی نار ابراہیم کے لیے

ساقی دہان یار کے بوسونکے ہو گزک
جو کچھ نہین وہ چاہیے تقسیم کے لیے

تحقیر کے جو گھر مین شرفونکی بھیڑ ہے
خالی ذرا جگہ نہین تکریم کے لیے

کی روک ٹوک ضعف نے آغاز عشق مین
تاخیر نے قدم مری تقدیم کے لیے

شہرہ دنکے بعد ہمیشے ہین شیرین زبانیان
جھوٹی مٹھائی لائے ہو تقسیم کے لیے

رخت خرد ہے پنجہ وحشت سے چاک چاک
سیتے جنون سے جامہ تکریم کے لیے

تیر شکستہ دل ہدف سنگ و خشت ہین
اسباب خوب جمع ہین تہدیم کے لیے

اے بادشاہ اشک یتیم آبروے ہیر
موتی بہی ہاین زینت دیہیم کے لیے

منسوب کیون نہ کشور دل داغ ہمیشے ہو
ہے آٹھوان ستارہ اس اقلیم کے لیے

دنیا مین جب سے رنگ طلائی کا قحط ہے
سورج نہین ہے صبحگہ سیم کے لیے

حمد خدا سے پہلے درود نبی پڑہون
یہ تسملہ ہو سورہ حامیم کے لیے

دیتے ہین آبرو پہ مال جہان حریص
کھوتے ہین موتیون کو زر و سیم کے لیے

مرنے کا حکم دین لب شیرین سے آپ اگر
دنیا کے ہون مزے دہن بیم کے لیے

لکھکر سلام خط مین مرے قتل کی ہے فکر
تلوار چاہیے کمر میم کے لیے

آوارگی بھی قید بھی جلنا بھی ہے حریص
اتنے عذاب کیون ہین دو نیم کے لیے

کرتے ہین اسکے تنکو نیے شیرین دہن خلال
آدھی بھی تلخی اب نہ ہی نیم کے لیے

باتو تھے پہلے ہونٹ گئے اونکے کان تک
بوسے زبان نے لب تقدیم کے لیے

چاروں طرف شماقہ خروان سے ہے اندنون
ٹھرا یہ بند و بست اس اقلیم کے لیے

ق

تخفیف کے لیئے ہوئے نقطوں مین نقاط عیش
ناموں مین نام رزق ہی تحریر جیم کے لیے

تنکا جو ناک مین ہت مغرور کے پڑا
خود بینوں نے جھکے قدم نیم کے لیے

اشک غم حسین کی دہو دن ہین آمیر
یہ آبرو ہے کوثر و تسنیم کے لیے

نہ کھینچ جگر سے کٹاری ابھی
مزا لیتی ہے بیقراری ابھی

ہنسین گے مرے زخم کاری ابھی
ذرا گدگدا دے کٹاری ابھی

چمن مین ہے اونکی سواری ابھی
پلٹ جائے باد بہاری ابھی

شب غم مین ہے مرے رونے کی دیر
جو بہیگے تو کھلی ہو بہاری ابھی

نہ ہو یون دم نزع تسبیح زلف
مجھے کرتی ہے دم شماری ابھی

جو پہونچی مری شور بختی وہان
تمام آب کوثر ہو کھاری ابھی

فدا عشق مژگان کا او امتحان
کہو دل ٹٹوے کٹاری ابھی

ہنسی دیکھکر انکے ہنستے ہین وہ
نرو ئین لہو زخم کاری ابھی

ترا ساز کیا کم ہے نازک مزاج
جو چھیڑون تو بگڑے ستاری ابھی

دم نزع ہے اونکے آنے مین دیر
سسکتی ہے کیون دم شماری ابھی

نہ کیون توڑے پیمانہ کو محتسب
نہین دیکھے چشم خماری ابھی

نزاکت سے قاتل کو غش آنہ جائے
لہو ہو نہ زخمون سے جاری ابھی

کبھی اسطرح کا نہ تھا انقلاب
ہوئی دشمنی دوستداری ابھی

وہ کم سن ہین سر پر نہ لین سبکا خون
اوڑے گا نہ یہ بوجھ بھاری ابھی

نہین دور کچھ ہجر جانان کے دن
کرا ے یاس امیدواری ابھی

مری خاک اوٹھا اوٹھکے دیکھے نہ راہ — کہ ہے دور اونکی سواری ابھی
لگا لیتے ہین جتنو ہین سب کے دل — نگہ بھی ہے غافل تمہاری ابھی
چمن مین اگر دیکھے اونکا خرام — سے چنے ستنکے بادِ بہاری ابھی
ہنوز آرزو دونکا ہوتا ہے خون — بہت دور ہے میری باری ابھی
ہوا کچھ نہ حق محبت ادا — گئی جان سے ہے شرمساری ابھی
رولانے کو عاشق کے سمجھے ہین کھیل — نہین دیکھی ہے اشکباری ابھی
مجھے بھی وہ بسمل کرینگے ضرور — ذرا دم ملے اسے بیقراری ابھی
نہین ہے اگر آشنائی کی قدر — بہا دون یم اشکباری ابھی
اگر خوان یغما سے بنے تیغ ناز — سے لٹے نعمت زخم کاری ابھی
شب ہجر کے خوف سے بھاگ اوٹھے — اجل کالے کو سون ہماری ابھی
اس انعام کے بدلے کیا نذر دون — کہ لی ہین بلائین تمہاری ابھی
پریشانیون پر ہے جو بن نیا — نگر زلف اوسنے سنواری ابھی
اگر آپ کے حکم سے آتی ہے — تو آجائے شامت ہماری ابھی
نہ جا باہر اے آہوئے شام وصل — تری گھات مین ہین شکاری ابھی
لہو مین نہائے تو پھر دل مین آئے — نہین پاک اونکی کٹاری ابھی
ہوا حشر پھر بھی ہین وہ بدگمان — ق — سمجھتے نہین قدر یاری ابھی
وہی آزمائش ہے اونکی ہنوز — وہی میری ہے اعتباری ابھی

نہ بھول اے منیر اونکے اخلاق پر
سیادت کی ہے پاسداری ابھی

کہا اوسنے تمہاری ہے مدعا طلبی ہے — زبان بھی جو ترا نام چھوے بے ادبی ہے
نہ پوچھیے کہ کہان تیری آہ نیم شبی ہے — رقیب جلتے ہین جس سے ابھی وہ آگ دبی ہے

عدو سے سامنے میرے حدیث زیر لبی ہے | دبی ہے کچھ تو مجھی سے تمہاری بات دبی ہے
یہ کیا کہ ہو گئی خود بینی اونکی جامہ سے باہر | ابھی تو خانہ نشین آبگینہ حلبی ہے
بتان ہند جو کچھ بھی نہین سمجھتے حقیقت | زبان حال میری شاید اندنون عربی ہے
وہان نہ جائے دل صاف لیکے صبح قیامت | جہان شکست نصیب آبگینہ حلبی ہے
طریق حق سے جسے عار ہو چلے نہ وہ کیونکر | یہ آگ شعلہ تنور طبیع بولہبی ہے
حنا بھی بنکے نہ حاصل ہو جسکو قرب کف پا | وہ خون سر چڑھے اونکے یہ کیسی بوالعجبی ہے
گذر ہو خواب اجل کا ہمارے آنکھون مین کیونکر | عصا لیے ہوئے استادہ آہ نیم شبی ہے
خدا کرے کہ ابھی آب تیغ یار نہ برسے | دہان زخم کہن سیرگاہ تشنہ لبی ہے
سنا رہا ہے کہ جا نیز شراب ہے پس مردن | شراب شیخ کو درکار رقبہ عنبی ہے
چھپا جو اسکی نظر سے کبھی وہ یاد نہ آیا | تمام آئینہ روزگار ذہن غبی ہے
تلے ہوے ہین کھرے کھوٹے دونون اسکی نظر مین | زمانہ کفہ میزان حضرت ذہبی ہے
رقیب داغ محبت سے نیکنام ہے ناحق | نگاہ کیجے جعلی یہ مہر خوش لقبی ہے
تمہاری تیغ سے سیراب ہوکے پہونچے ہین لاکھون | اسی سے شہر خموشان مین قحط تشنہ لبی ہے
نگاہ گرم سے جو نازنین پسینے مین تر ہو | رہے مرے دل سوزان مین وہ یہ بوالعجبی ہے
عروس بادہ کوئی تاکنے کوئی ششش محل مین | کہ تنگ تر دل ممسک سے حجلہ عنبی ہے
ستم کا مادہ ہے دولت و شباب حکومت | یہی تو نسخہ معجون قوت غضبی ہے
کس آفتاب کے پرتو سے جام جاند بنے ہین | فلک کو شیشون سے آج ادعائی ہم نسبی ہے
اوسی کے ہاتھ لگے جو ذرا ہوا متمول | ہمارے عہد مین مفلس شرافت نسبی ہے
مرے جگر سے حرارت کے تیرے لب مین مرے | ملی ہے جو ہر کوثر مین یہ وہ تشنہ لبی ہے
نکلی ہوئی لب شیرین کے وصف گذری ہے مدت | زبان خامہ پہ اب تک حلاوت رطبی ہے
سفید پوشو نکا سر حلقہ ہے وہ شعلہ آتش | نصیب خاتم فضی نگینہ ذہبی ہے

سفید آتش شمشیر شوق ذبح کو کیا ہو
کہ جارہا بس آتی مزاج تشنہ لبی ہے

صفا کدہ سے دل آیا کدورتوں کی محل میں
وطن اس آبلہ کا آبگینہ حلبی ہے

عطائے خاص ہے یہ اسمیں غیر کا نہیں حصہ
ہمارے واسطے نعمت عتاب بے سببی ہے

سوال بوسے کی جرأت کرو نہیں یا نہ کرو نہیں
نگاہ قہر کے ہمراہ خندہ زیر لبی ہے

بلا کے کیوں ہے جاتی ہے موت شہر عدم میں
ہمیشہ محکمۂ کس میرس میں طلبی ہے

لحاظ والوں میں ماتم ہے مدعا تو دلی کا
نعرے اڑاتے ہیں گستاخ جشن بے ادبی ہے

زہے نصیب جو اپنا گناہگار کہیں وہ
یہی شریعت رحمت میں عید خوش لقبی ہے

ادب اگر نہو مانع تو عرض حال کریں ہم
ابھی تو چھپاتی کے بیتہر کے نیچے بات دبی ہے

حیا نے آج مجھے تیسری کا چاند دکھایا
تری جھکی ہوئی گردن ہلال یکدو شنبی ہے

عذاب برزخ و عقبیٰ سے دے نجات الٰہی
منیر دل سے غلام نبی و آل نبی ہے

ہیں اب کی طائران قفس بیدماغ سے
کس جا رہیگی نکہت گل اڑکے باغ سے

رکھتا ہے ننگ جو کف موسیٰ کو داغ سے
پروانے ڈھونڈھتے ہیں وہ جلوہ چراغ سے

جاتا ہے لطف کیف جوانی دماغ سے
پہلے پہل یہ پھول بچھڑتا ہے باغ سے

دنیا پرستیوں کے سبب نرخ دین گھٹا
ارزان یہ جنس ہو گئی قحط فراغ سے

بگڑے بناو سے بھی وہ برہم ہیں بیسبب وصلی
لوٹی ہوئی بہار کی رخصت ہے باغ سے

عزلت گزین نہ بدلیں گے اے بادشاہ عہد
گوشہ تری گناہ کا گنج فراغ سے

اوجڑے ہوئے ہیں آپ شگفتہ مزاج ہے
آئی تھی کیا نسیم سحر باغ و راغ سے

دست تہی سے ہو گئے ہم لوگ فاقہ مست
نیت ہماری پھر گئی خالی ایاغ سے

روز سوم کفن سے جو آئے وہ اس کی بو
مجھ کو پھول آئے ہیں کس گل کے باغ سے

آٹھوں پہر ہیں وصل سے محروم دل جلے
ملتا ہے روز شام کو شعلہ چراغ سے

تا ساغرِ مراد نہ دست طلب گیا — واقف کبہی ہوا نہ یہ تنکا چراغ سے

آکر عدم سے جاتے ہین پہر کیون سوئے عدم — ملتے نہین ہین ٹوٹ کے پہول باغ سے

سودا جو میری طرح ہو فصل بہار کو — خونِ سیہ کا جوش ہو لالا کے داغ سے

رونا چلا ہون صحبتِ احباب سے مین کیون — ہنسکر وداع ہوتے ہین پہول اپنے باغ سے

کیا مرغ دل کے صید کو آتا ہے تیر یار — آتی ہے بوے خون مجہے آوازِ زاغ سے

شادی نے وصل مین بہی اوداسی ہی کی کیا — مرجہائے پہول جہڑتے ہین گہر کو چراغ سے

کیا پائین ایسے شاہدِ گم گشتہ کا پتا — پردہ کرے جو چشم نشان سراغ سے

منکر نکیر چرب زبانی کرینگے کیا — اس گہر مین آشنا نہین روغن چراغ سے

ایوانِ عقل و ہوش مین کیا آگ لگ گئی — سر کہولے کیون دہوان نکل آیا دماغ سے

چہید والے کان سننے لگے ذکر سوز دل — تنکا لیا ہے کیا مرے گہر کے چراغ سے

پہر لکہنؤ مین آئی دوبارہ نہ آج تک — جنت مین کیا بہار گئی عیش باغ سے

کہویا ہے داغ عشق نے دونون جگہ کا حسن — اندہیر دیر و کعبہ مین ہے اس چراغ سے

ذلبین بہی کچہہ کہون تو گلہ درد سر کا ہے — پالا پڑا ہے اس بت نازک دماغ سے

وہ شعلہ رو جو عاشق کا ہمیدہ کی بیٹہے — سرگوشیان کرے بہی تنکا چراغ سے

انسان کیون ڈرے کسی مغرور سے منیر
دبتے رہین سگانِ دنی خر دماغ سے

تم اگر خوش ہو تو فرقت ہی سہی — عیش جانے دو مصیبت ہی سہی

وصل کا روز قیامت ہی سہی — نہو دن بہر کوئی ساعت ہی سہی

کبہی آؤ دم رحلت ہی سہی — جان دینا تمہین شوت ہی سہی

بیکسی کا تو کہین نام مٹے — کوئی تو آئے قیامت ہی سہی

حسن کا م بھی ہے پردہ دری — سب سے چھپنا تری شہادت ہی سہی

تمکو ٹھکرانے مین کیون ہے انکار — جسم خاکی مری تربت ہی سہی

پوچھتے تو لب جان بخش سے حال — زندگی سے مجھے نفرت ہی سہی

آئے تو حکم سے اونکے آئے — نہو قاصد مری شامت ہی سہی

کبھی مجھپر بھی تو ہو سایہ فگن — زلف پیچان شب قربت ہی سہی

کیا بتا لین گے بگڑ کر مجھسے — تیر سے تیور مری قسمت ہی سہی

خوش ہو نہین پاس بٹھا کر وہ جلائین — تپ غم گر سے تہمت ہی سہی

تجھسے اے فقر نہین مجھکو گریز — مفلسی میری نجابت ہی سہی

مرض ہجر مین آجا اک دن — ز سے اجل پھر عیادت ہی سہی

کوئی جھگڑا تو مٹا دو دم سے — جنگ ہفتاد و دو ملت ہی سہی

مجھکو الزام دو سب سے لیکن — نئی تحویل کی خدمت ہی سہی

وصل مین کچھ تو تماشا دیکھو — کشتی ضعف و نزاکت ہی سہی

رخ کرینگے نہ ترے کوچے کا — چشم سے بھی مروت ہی سہی

وہ دل شام وطن بھول گیا — غم کے سب عالم غربت ہی سہی

مہربانی جو نہین ہے دل مین — قتل عشاق کی نیت ہی سہی

جان دے کر نہین ملنا منظور — وہ پری حور کی صورت ہی سہی

تیرے بیمار کے حق مین تو ہے جینا ستم — شکر ہستی بڑی نعمت ہی سہی

کچھ نہو حسن تو کچھ بھی نہین — آدم اللہ کی صورت ہی سہی

خوش رہو صحبت اغیار مین تم — بیکسی سے مجھے خلوت ہی سہی

کسی صورت سے نہین پرسش چشم — بے نصیبی کی بدولت ہی سہی

اوٹھنے دیتے نہین دنیا سے جو تم — آپ سے جانے کی رخصت ہی سہی

کسی لائق تو وہ سمجھیں مجھکو
قابلِ طعن و ملامت ہی سہی

نزع میں تم تو کرو جان بخشی
موت سے مجھکو ندامت ہی سہی

تو نہیں ہے تو ہے برقِ سرِ طور
تیری تصویر شرارت ہی سہی

ناز سے چال سے چلے جاتے آپ
میری قسمت سے قیامت ہی سہی

بوسے لینے کا اگر حکم نہیں
جان دینے کی اجازت ہی سہی

اب جلاتا ہے تو رسوا نکریں
خیر میں ننگ قیامت ہی سہی

ریل تو جائیگی کبھی جیب کی داد
کچھہ نہ کہنا مری عادت ہی سہی

عیش سے گذری جوانی تو منیر
عہد پیری میں مصیبت ہی سہی

بات اپنی عشقِ طفل سپاہی میں رہگئی
ثابت زبان تیغ گواہی میں رہگئی

جاکر دعا جناب الٰہی میں رہگئی
عرضی پہنچ کے دفتر شاہی میں رہگئی

وجہہ قوی ثبوت تباہی میں رہگئی
ساکت زبان حال گواہی میں رہگئی

بیکس سمجھہ کے غیب سے آئی نہ میرے ساتھہ
تقدیر بارگاہ الٰہی میں رہگئی

قبر ملک پر آج نہیں سایہ ہما
وہ چھاؤں قصر ظل الٰہی میں رہگئی

عمر رواں سے ترک نہ کی دہر نے خلش
یہ پھانس تھر کی دل راہی میں رہگئی

پیکان دل نے چھین لیا تیر یار سے
کانٹے کی نوک سینۂ ماہی میں رہگئی

جسم گلی بھی ساتھہ نہ لائے کفن تو کیا
گدڑی بھی اپنی خلعت شاہی میں رہگئی

خط لکھتے لکھتے روک دیا فرط ضعف نے
کچھہ کچھہ روانی آکے سیاہی میں رہگئی

نزدیک ہے کہ لوٹ لے موت آکے قافلہ زیست
دوری ذرا سی رہزن راہی میں رہگئی

اتنا تو پوچھہ یار وتیسے اے ساحل نجات
کشتی وہ کسکی تھی جو تباہی میں رہگئی

جلتا رہا شباب میں دل اونکے سامنے
شب بھر یہ شمع محفل شاہی میں رہگئی

پیری مین بہی ہین اگلی سیہ کاریان پسند
وہ شب سمٹ کے دلکی سیاہی مین رہگئی

پہرکر نہ آئی پیٹ سے اونکی نگاہ شوق
اک تار سے بنکے کرتی کی لاہی مین رہگئی

دم بہر دکہا کے جلوۂ دیدار کہتے ہین
اب کتنی دیر حوصلہ کاہی مین رہگئی

اے بخت ہاتہہ آکے بہی ٹہری نہ زلف یار
کچھہ بوے مشک تیری سیاہی مین رہگئی

اصلی چمک رہی نہ ترے حسن کی مگر
جلوہ کی نقل برق نگاہی مین رہگئی

شہرونمین میرے حق مین عدو کانٹے بوچکے
قوت خلش کی دشت کی سیاہی مین رہگئی

تاج و سریر پاکے ہین مغرور بادشاہ
شاہی رہی تو تخت کلاہی مین رہگئی

شوخی کے دور دورہین اے طفل وحشی
سستی کہانسے چپکے جماہی مین رہگئی

میرے لہو سے پاک ہے گو دامن نگاہ
سرخی تو چشم طفل سپاہی مین رہگئی

تکرار تیرے جلوہ کے حصہ مین آپڑی
وحدت تجلیات الٰہی مین رہگئی

کہوئی ترے عتاب نے شیرینی ادا
کچھہ چاشنی سی تلخ نگاہی مین رہگئی

کملی کا عجز بڑہ کے گیا بام عرش تک
شیخی دبک کے خلعت شاہی مین رہگئی

دانندگی کا محو ذقن نے لکہا جو حال
عمر خضر بہی کبہو تہ چاہی مین رہگئی

رستا جہاد نفس کا طے کس سے ہو سکے
تلوار چپل سے نہ راہ الٰہی مین رہگئی

اولجہی دوبارہ اشک رواں سے نہ آستین
اک چوٹ چلکے رہزن و راہی مین رہگئی

صدقہ اوترتے سر اسی چوراہے پر دام
کیون آیکے راہ تیری تراہی مین رہگئی

سب زہر یاس کہا گئے ہم بحر عشق مین
تلخی سے بچکے گو زہرۂ ماہی مین رہگئی

اونکی ہی تیغ نے جو کہی وقت باز پرس
باہر زبان منہ سے گواہی مین رہگئی

محضر جو دل نے پیش کیا اپنے ضعف کا
اوٹھنے سے میری مہر گواہی مین رہگئی

اے یاس تیرے عہد مین کیا کام امید کا
کیونکر یہ بندگان الٰہی مین رہگئی

جانے نپائے آب دم تیغ یار تک
مچھلی تڑپ کے سکۂ شاہی مین رہگئی

دنکو بھی ہے بلا سے شب غم کا سامنا
کیا چھپکے بخت بد کی سیاہی مین رہگئی

دیکھا جو خوفناک بہت جادۂ عدم
ڈر کر نگاہ دیدۂ راہی مین رہگئی

کشت امل تک آئے نکیون قوت نمو
کیا باڑہ اونکی تیغ جفا ہی مین رہگئی

آنکھونکا حسن غصہ مین کم ہوگیا مگر
پلکون کی نوک تیر نگاہی مین رہگئی

سستی مین بڑہ گئی دہن تنگ کی بہا
کچی کلی سی کہل کے جماہی مین رہگئی

سب سے لڑا کر آنکھ لے سے بھی جواب دے
آدہی حیا تو نیم نگاہی مین رہگئی

تنہائی آئی شہر مصائب مین بے نصیب
قسمت بگڑ کے راہ تباہی مین رہگئی

بو باس لے پڑی تمہے صندل سے پیٹ کی
رنگت کے ساتھ کرتی کی لاہی مین رہگئی

کیونکہ ہو اہل کبر مین افتادگی کی قدر
گر پڑکے خود یہ کشور شاہی مین رہگئی

بہول آئے اپنے سرکو بھی ہم قتلگاہ مین
گٹہری وہ گرکے راہ وفا ہی مین رہگئی

گو زہر یاس ضعف مین پنہان کیا مگر
تہ سبز رنگ کی رخ کاہی مین رہگئی

تیرے لباس پر تو نٹہری کبہی نگاہ
کیونکہ شکن دوپٹے کی لاہی مین رہگئی

دی آبرو سے کیا خلش عشق کو غرض
اس خار کی ہوس دل ماہی مین رہگئی

بحر جہان مین نام ڈبوکر مین بچ رہا
دولت مری جہاز تباہی مین رہگئی

شاید دم خمار کیا میکشون نے یاد
ہچکی سی مجھکو آکے جماہی مین رہگئی

جب تمنے اپنے نور کی صورت نکال لی
سادی جگہہ کتاب الٰہی مین رہگئی

سب داغ عشق لٹ گئے جز آفتاب چرخ
اک اشرفی خزانۂ شاہی مین رہگئی

دم بھر سکے نہ خضر تری تیغ ناز کا
یہ سانس عمر ناقتا ہی مین رہگئی

کہتا ہے شوق کرب و بلا دیکھے امیر
اب کتنی دیر فضل الٰہی مین رہگئی

عصیان ہی پر جو رال ٹپکتی ہے اے امیر
کیا لذت ارتکاب مناہی مین رہگئی

رباعیات

این رباعی درجواب مولانا لطف اللہ نیشاپوری است کہ دران التزام چہار چیز در ہر مصرع فرمودہ و درین چہار صد سال و کسرے بعض اساتذہ کرام و لاسیما خان آرزو جوابہاے خوب گفتہ اند اینک آن رباعی بر حاشیہ مرقوم است فقیر ہیچمدان لنگان لنگان این وادی را طے نمودہ از رہ درستی معنی نیز بوید گردید

رباعی

ہے لالہ مہر دن کو آتش مین کباب ۔ پھر شام کو نیلوفر کیوان ہے آب
ٹھری شب غم مین چاندنی خاک نشین ۔ برباد ہے صبح یاسمین مہتاب

رباعی

ہم بزم تھے یاران الہ آبادی ۔ ہم شمع شبستان الہ آبادی
اب جمع ہین رآم پور مین گوہر اشک ۔ اے فرقت نیسان الہ آبادی

رباعیات خارش

طالع کی کمال نارسائی ٹھری ۔ خارش کی بدن سے آشنائی ٹھری
ان دو نو نہین صلح سخت مشکل ہے منیر ۔ ناخن کی گوشت سے لڑائی ٹھری

رباعی

تحریر کیہری سے تو نسخہ سی ہے ۔ کہجلا سے تنگ خارش کو ابرو ہین ہے
کیونکر سکہنے مین جسم کہجلاؤن منیر ۔ افسوس انگشت خامہ بے ناخن ہے

رباعی

پوچھے جو کوئی اسیر و بندہ کہنا ۔ بار غربت سے سر فگندہ کہنا
اے قاصد کہکے مجمل احوال منیر ۔ خارش کا حال پوست کندہ کہنا

رباعی ۔ در مہر دو پیر لالہ آتش انگیخت ۔ وز دی نیلوفر بہ تیغ در آب گریخت ۔ در خاک نشاپور گل امروز شگفت ۔ فردا بہرے با دشمن خواہد آمیخت

در فراق حکیم محمد حسن خان طبیب

غارتش کے ہاتھہ سے جو دکھہ پائے ہین
الطاف طبیب ہمکو یاد آتے ہین
ابتک ہے تلاش راہ مقصد کی منیر
تلوے پائے طلب کے کہجلاتے ہین

رباعی

مرتا ہون مصائب کی فراوانی سے
صدمے ہین رنج جسمی و جانی سے
افسوس ہے اوس مریض کی حالت پہ
جو دور رہے طبیب روحانی سے

رباعیات در سامان مفلسی زندان در پائے شور

جسنے مرے بچھنے کی سنک تاڑی ہے
کہتا ہے کہ جنگل کی جلی جہاڑی ہے
کپڑا تہین اور بیچ باقی ہین منیر
گویا ناگن نے کیچلی جہاڑی ہے

رباعی

دم ناک مین عسرت سے ہو میرا کبتک
حقہ نہ ملے پینے کو اچھا کبتک
تا چند لپیٹون دہجیان نیچہ پر
بدلا کرون پوست استخوان کا کب تک

رباعی

پامال ہوے زمانے کی چالون سے
کیا ملے سفید پیرہن والون سے
بوسیدہ ہوی ہین لنگیان جیسے منیر
پھرتی ہے برہنگی سے پھٹے حالون سے

رباعی

افلاس مین سبکو ہمسے کینا ٹھہرا
داغ غم و رنج کہا کے جینا ٹھہرا
ٹوٹے کئی بار کوزۂ آب منیر
آنسو آنکھون مین بہر کے پینا ٹھہرا

رباعی

غم سوزن ہے اشکبار اندرون
ہے جامۂ صبر تار تار اندرون
پیر کے ٹانکے توڑ کر ہاے منیر
سیتے ہین پائجامہ یار اندرون

رباعی

دل آتش مطبخ سے جلانا ٹھہرا
ہم کھانے سے بھی سوا یہ کھانا ٹھہرا
کیونکر طمع خام کی پھر دال گلے
اپنے ہاتھون سے جب پکانا ٹھہرا

رباعی

ہر چند کہ ہم دل کے کڑے ہوتے ہین
جاڑے کے مگر صدمے بڑے ہوتے ہین
سردی کا خوف دیکھو عریانی مین
کمل کے بھی رونگٹے کھڑے ہوتے ہین

رباعی

ہر خار سر رہ کو نشتر سمجھو
پھرتے ہو جو ننگے پاؤن بہتر سمجھو
نالش نکرو برہنہ پائی کی منیر
ہر آبلہ موزہ کے برابر سمجھو

رباعی

لذت کی زبان سے جدائی ٹھہری
روکھے کھانے سے آشنائی ٹھہری
گھی کی صورت نظر نہین آتی منیر
شیر گنجشک کی ملائی ٹھہری

رباعی

پڑتی نہین کانون مین مزے کی باتین
اب سنتے ہین تجھسے روکھی روکھی باتین
کہتا ہے منیر اے لب نان یہ بتا
کیا ہو گئین تیری چکنی چپڑی باتین

رباعی

ہر طرح سے ہے راحت مین خلل اندرون
بے حقہ کے پڑتی نہین کل اندرون
ہمدم ہو نہین ددو آہ سوزان سے منیر
بجتا نہ لب سے ہے ناریل اندرون

رباعی

تمباکو بھی ہوا ہے کڑوا ہم سے
رک رک کر بولتا ہے حقا ہم سے
برسات مین کس غضب کی گرمی ہے منیر
جھلوانے لگی آگ بھی پنکھا ہم سے

رباعی

شعرا ورونکو تو میسر ہے بیان
پر دو جگر کام و زبان پر ہے بیان
دیکھو یہ غضب ایک جلم تنہا کو
ایک نافۂ مشک کے برابر ہے بیان

در عالم اسیری

غربت مین وطن خانہ بدوشونکو ملا
زہر غربت شکر فروشون کو ملا
جب لخت جگر کہا کے لگی پیاس منیر
کالا پانی سفید پوشون کو ملا

رباعی

زندان مین تو ہم اسیر مجہول آئے
دستور ہے نیند حسب معمول آئے
گہر سے نکلے جو بچہوا اسی مین منیر
خواب راحت پلنگ پر بہول آئے

رباعی

ہین ضعف سے ہڈیان عیان سرتاپا
سونے سے زمین کے بہت ہے ایذا
اکسیر ہے فرش خواب زندان مین منیر
سونا ہے پلنگ کا نصیب اعدا

رباعی

پہلے تو برہنہ تن پہرایا ہمکو
کپڑا اٹہا لو مین اب دکہایا ہمکو
کیا پانچے پہنین چوڑیون وار منیر
دنیا نے سہاگ کیون چتایا ہمکو

رباعی

زندان مین جو بڑہ چلنے کے آہنگ ہوئے
کپڑے ہی ہمسے عازم جنگ ہوئے
ملبوس خلاف وضع کے شکوے ہین
کچہہ عرض کیا تو پانچے تنگ ہوئے

رباعی

ہر چند کہ زندان مین جگر جلتا ہے
پر چہوڑ کے ضعف کب ہمین ٹلتا ہے
اوٹہتے ہین عصا کے زور سے پاؤن منیر
ٹٹولا ٹہی کے خوف سے چلتا ہے

رباعی

پہلے ہوے چھ روپے ہماری تنخواہ پھر آٹھ سے دس ہوے خدا ہے آگاہ
ننانوے ۹۹ کا پھیر رہا قید مین بھی لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ

رباعی

ہر چند محاسبون مین کم دقعت ہین پر قیدیون کے کفیل کیفیت ہین
لکھتے ہین رہائی و اسیری سبکی ہم نقلنویس دفتر قسمت ہین

رباعی

تنہا بیٹھو تو ہمدم کامل ہے مجمع ہو اگر تو زینت محفل ہے
آسیب ملال اسکے دہوئین سے بہاگا حقہ نکہو فتیلۂ عامل ہے

رباعی

مکتوب بت آینہ سیما ہے یہ با غنچۂ گلزار تمنا ہے یہ
پیچیدہ لفافہ مین ہین لاکہون مضمون نامہ نکہو باتون کی پڑیا ہے یہ

رباعی در تتبع حکیم ارزقی و حکیم انوری رح

طوبے بلواے عرش سایت ماند خورشید فلک بنقش پایت ماند
صبح ازلی بنور رایت ماند تسبیح ملایک بثنایت ماند

این رباعی در عالم خواب گفتہ شد اما مصرع سوم مین در بیداری نظم گردید کفے باللہ شہیدا

رہ آل محمدی کے غم مین غمگین تعریف کرا ونکی کہ ہو تیری تحسین
یون اونکے وسیلہ سے دعا مانگ منیر عجل فرجی الہنا لکل دین

در تجویز تخلص

ہو فن سخن مین سبکو دانا کہنا الطاف حسین کو ہے زیبا کہنا
درخواست تخلص کی وہ کرتے ہین منیر تجویز کرو او نہین ثریا کہنا

رباعیات قحط سنہ ۱۲۹۴ ہجری و فقر خود و ماہ رمضان

رباعی

ہے قحط مین فکر قوت او سیر روزہ — شب بہر فاقہ ہے اگلی ن بہر روزہ
دیتا نہین ابر رحمت اک جرعہ آب — افطار کرے زمین کیونکر روزہ

رباعی

غلہ سے ہے ہر کشت تمنا خالی — ہاتہون کی طرح پیٹ ہے سبکا خالی
سب بہوک کے مارے قحط مین مرتے ہین — دوزخ نہ بہرا ہوگئی دنیا خالی

ایضاً

کیا قحط مین آگئی تباہی اس سال — پیاسے مرتے ہین مرغ و ماہی اس سال
شبنم سے بہی ہے باغ جوانی محروم — کیونکر بہیگین مسین الٰہی اس سال

ایضاً

جب قحط سے جان بلب خدائی ہوجائے — کیون رنگ زمرد نہ طلائی ہو جائے
کپڑا بہی تو نام کو نہ ٹہہرے سرسبز — کاہی رنگوا کے کہربائی ہو جائے

ایضاً

ہے قحط مین مشکل اک نوالا کہانا — رکہتا ہے نہ گہی نہ کچہ مسالا کہانا
ہر لقمۂ خشک حلق مین پہنستا ہے — طیار ہوا ہے کیا اوبالا کہانا

ایضاً

ہے قحط بہی اگلی تنگدستی بہی ہے — ماہ رمضان بہی فاقہ مستی بہی ہے
روزہ مین ہمیشہ کیون نہ افیون ہو کم — انہی روزون حرام کیف ہستی بہی ہے

ایضاً

ہ رمضان مین فاقہ بہمات ہوئے — گہی گوشت سے محروم بدفعات ہوئے
ری بہی نہ خرچ کے بنے زاہد خشک — کیا مفت مین ہم تارک لذات ہوئے

ایضاً

روزہ نہیں ہے خون دل بجائے شربت
افطار کو کیسے گھر سے آئے شربت
دل ڈھونڈھ رہا ہے اندنون میٹھا دو
تا گھول کر اشکون مین بنائے شربت

ایضاً

افلاس مین روز یان پاؤن کیونکر
آنکھو نسے نہ خون دل بہاؤن کیونکر
بیڑا بھی تو قتل کا اوٹھاتے ہین حبیب
مین چھین کر اے ہمشیر کھاؤن کیونکر

ایضاً

اس قحط مین روز پان کھانا معلوم
عادت جب پڑ گئی تو چلنا معلوم
روکھی ہر شے ہوئی ہوا کھی جو گران
چکنی ڈلیون کا ہاتھہ آنا معلوم

ایضاً

ہر چند نہین خوب دیکھی بہالی دا لینا
اب رکھنے لگین دماغ عالی دا لین
تسیخی جو بگھاری مینے ہوے ہمشیر
روکھی ہو سنے لگین او بالی دا لین

ایضاً

اس قحط مین کب چھٹے ہوئے ملتے ہین
مشکل سے بہت گھلے ہوئے ملتے ہین
افطار کو بخت سوختہ خرمن سے
دس پانچ چنے بھنے ہوئے ملتے ہین

ایضاً

اس قحط مین مستحق تعظیم ہے گوشت
ہمکاسہ ہر صاحب دیہیم ہے گوشت
گوسالۂ سامری ذبحہ ہین کیا
قیمت مین جو ہمسنگ زر و سیم ہے گوشت

ایضاً

بادل کو ہے میری چشم پرنم کی تلاش
حجاج کو جیسے آب زمزم کی تلاش
پانی کا زمین سے جو خواہان ہو فلک
خورشید سحر کو بھی ہے شبنم کی تلاش

ایضاً

ہے دشمن جان نرخ گران گندم
خورشید فلک اگر خریا جائے
سب ڈہونڈہتے پہرتے ہین بستان گندم
بدلے ابہی قرض زر سے نان گندم

ایضاً

پامال جہان سرآمد دنبین ٹہرے
اشراف جینے کے لیے مرتے ہین
جو نیک تہے قحط سے بد و نبین ٹہرے
عالی گہر اب دانہ زدون مین ٹہرے

ایضاً

ہے تشنہ لبی مین بحر و طوفان اک بوند
ہم سے ہو زمین گرم تر کیا معنے
اسوقت مین ہین محیط و عمان اک بوند
ہے جلتے توے پرا برباران اک بوند

ایضاً

اس قحط کے مارے زخم خنجر کہا لین
بچہ بہی یہ چاہتے ہین ہوجائین ادہر
تلوار کے پہل سب اہل جوہر کہا لین
کہچڑی جو ہون اپنے بال چنکر کہا لین

ایضاً

بہرتا نہین پیٹ گو غم اپنا کہاؤ
کہانیکو وہ دوڑ اٹہے اشارہ کو سنکر
اس قحط مین پہر کسکا کلیجا کہاؤ
کہئے جس سے کہ جاؤ خشکا کہاؤ

ایضاً

گو نان جو ہین کو بے لبی سے کہاؤ
کم اصل کو منہ لگاکے بچنا دشوار
کہاؤ لیکن خرد وری سے کہاؤ
جوتی کہتی ہے مجہکو بہی سے کہاؤ

ایضاً

خوش ہون تو خوشی کی راہ پائین کیونکر
جب روغن زر دہی نہ دنیا مین ملے
شادی اس قحط مین منائین کیونکر
پہر گہی کے چراغ جلائین کیونکر

ایضاً

بتی سے کسی چراغ کو میل نہین — سر کے لئے ہاتھ آئی کہلی کہیل نہین
آنکھون کے تلون کو تاکتے تھے مردم — اب سنتے ہین اون تلون مین بہی تیل نہین

ایضاً

ہر شام چراغ کا جلانا مشکل — ہر رات کو روشنی کا پانا مشکل
سرسون بہی ہتھیلی پر جمانا آسان — پر تیل کا اپنے ہاتھ آنا مشکل

ایضاً

کم زور اگلی اشتہا ہو جاے — تا قوت نفس کبہی تو فائدا ہو جاے
ہو جاے جو سو کہہ کر حیاتی ساپیٹ — اس بہوک مین کچہ تو ناشتا ہو جاے

ایضاً

دانہ کی تلاش مرغ دل کرتے ہین — آہوے حرم کشت عدم چرتے ہین
بے آب ہوئی جو کشت امید تو لوگ — تلوار کے کہیت پر کٹے مرتے ہین

ایضاً

قایل کرے لاکہ پور سپنا تجہکو — مطبوع ہو سبکا خون پینا تجہکو
اے ابر لب امید تر ہون کیا خاک — آتا نہین شرم سے پسینا تجہکو

ایضاً

لذت رمضان مین نپائی اسکے — ملتی نہین نام کو مٹھائی اسکے
معدوم ہے اے منیر افیونکی چاٹ — چربی عنقا کی ہے ملائی اسکے

ایضاً

گو ڈہونڈہ رہی ہے فکر عالی بہی پلاؤ — پاتے نہین فرضی و مثالی بہی پلاؤ
کیا خاک تصور مین مزا پائین منیر — پکتا نہین اندرون خیالی بہی پلاؤ

ایضاً

کافور ہوئے تمام دنیا کے پان
مرجھا چلے کشت حسن خوبان کے ساتھ
گویا پر بنگئے ہین عنقا کے پان
کانونکے تئیے ہوں کہ انگیا کے پان

ایضاً

سونیکے ورق بہان لوچیان ٹھہرین
روزونمین جو نیستی سے ہون شیرو شکر
آو بر سے زمرد کے تو رتیان ٹھہرین
موسے کم بیتان سونیان ٹھہرین

ایضاً

فاقہ سے کسی دن نہ ڈری بہوک اپنی
اس سال بہی مانگتی ہے اچہا کہانا
بیجان ہوئے ہم پر نہ مری بہوک اپنی
ہے قحط مین بہی پیٹ بہری بہوک اپنی

ایضاً

بہولے ہی سے دودہ یاد ہی یاد آجائے
صدمہ جو پڑے تو کچہہ تو حاصل ہو مزا
روزونمین خوشیکی سے کوئی یاد آجائے
ایکاش چہٹی کا دودہ ہی یاد آجائے

ایضاً

شکر بہی نہین ہے ذکر کیا مصری کا
بوسے ترے لب کے لیجئے خواب مین ہم
روزونمین سنبہالنا ہے مشکل جی کا
چوری کا گڑ بہی اب کے پایا ہی کا

ایضاً

اس قحط مین مفلسی سے مجبور ہوئے
کہو یا دہی رابڑی ملائی و لمہ
روزون مین رہے سہری دو دور ہوئے
صورت جو ہے شیر کا فور ہوئے

ایضاً

برسات تو بہ ہوئے سوا بانجہہ ہوئی
پیدا نہین ہوتی خاک سے کوئی شے
پُروائی ہوا کالی گہٹا بانجہہ ہوئی
جنتی نہین کیون زمین کیا بانجہہ ہوئی

ایضاً

کس قہر کا ایک سال خشک آیا ہے — اک بوند سے کھیتوں کو ترسایا ہے
بادل کو اوہر عارضۂ حبس البول — امساک اودہر آسمان نے کہایا ہے

ایضاً

غل قحط کا سن رہا ہوں بحر و بر سے — کیوں آگ نہ برسے نیر اکبر سے
ممکن نہیں آسمان سے بارش ابر — برسے بھی تو رانڈن اوداسی برسے

ایضاً

اشکوں نے مرے ہیں شرم خوردہ بادل — پانی سے بھی ہوا ہیں دل فسردہ بادل
اب کھینچتے ہیں زمین کا پانی بھی — اندر وزن بنے ہیں ابر مردہ بادل

ایضاً

بے آب ہوئے برسنے والے بادل — ہیں گنبد آسمان میں چھالے بادل
دنیا کی ہوا کے ڈر سے اندر وزن میں — اوڑتے ہیں دھوئیں کی طرح کالے بادل

ایضاً

گو قحط دکھائے زور بڑھ کر اپنا — کیوں ہر دم سے ہے معصیت پر اپنا
سوکھے دریا کنوؤں میں پانی نہ رہا — پر خشک ہوا نہ دامن تر اپنا

ایضاً

کھیتوں میں نہیں قحط سے دانے کی جگہ — ہے یہ بھی تو ہوا کے خاک اوڑانے کی جگہ
پھیلا ہے تمام ابر سیہ کارئے خلق — بادل کے نہ آنے کی نہ چھانے کی جگہ

ایضاً

مستغرق بحر معصیت ہیں ہم حیف — ڈرتے نہیں اوسکے خوف سے کم ہم حیف
اس قحط میں وحش و طیر بھی مرتے ہیں — اے شامت اعمال بنی آدم حیف

ایضاً

سب قحط مین ڈہونڈتے ہین فضل رب کو — تسکین نہ دن کو ہے نہ راحت شب کو
بے آب ہین جان بلب وحوش و طیور — لے ڈوبی ہماری معصیت اون سب کو

ایضاً

کیون قحط مین ہون نہ چارپائے بیجان — ملتا نہین گہاس کا کہین نام و نشان
عشاق کو انکی خشک سالی مین ہے قحط — بس بنکے بکے نہ سبزۂ خط بتان

ایضاً

نایاب ہے آب گوہر آسا پانی — شبنم سے بہی محروم ہین کیسا پانی
یارب عطش حسین کی تجہکو قسم — ہم سب کو جو نافع ہو وہ برسا پانی

ایضاً

ہون کہیت ہرے سحاب قدرت برسے — باران تفضلات و نعمت برسے
یارب شہداے کربلا کا صدقہ — دے حکم کہ جلد ابر رحمت برسے

تاریخ

بیتاب ہین مسلمین و گبر و ترسا — پانی کیلئے نہایت زیادہ ترسا
تاریخ دعاے منیر کی سن یارب — یہ قحط بلا ہے ابر رحمت برسا
سنہ ۱۲۹۴

تاریخ تعمیر محلسراے سرکاری بلفظ عمدہ حسب الحکم

خلوتسراے خاص جو طیار ہو چکی — ہر ذرہ سے نمود ہوئی برق طور حسن
سال بنا منیر سے ہاتف نے کہدیا — دیکہا محل عمدہ و بیت السرور حسن
سنہ ۱۲۷

ایضاً

بنی عمارت دلچسپ حکم والا سے — محال ہے کہ کوئی اسکی کرسکے تعریف
بناے قصر کی تاریخ اے منیر یہ ہے — محل عمدہ و بیت السرور پاک و لطیف
سنہ ۱۲۷۰

ایضاً

حضور نے جو مکان رفیع بنوایا — بہشت دیدۂ حیرت ہے اسکو تکتا ہے
منیر نے کہی تاریخ تحفہ کوٹھی کی — محل عمدہ و بیت الشرف یہ زیبا ہے

تاریخ تولد فرزند شاہ کریمی صاحب

سنہ ۱۲۷ھ

چون شاہ محمد حسن آن عارف کامل — درویش نکو مطلع انوار کرامات
مقبول خدا عابد و محتاط و مقدس — ہم سید و ہم واقف اسرار کرامات
از فضل خدا یافتہ فرزند ہمایون — تابندہ شد این نجم ضیابار کرامات
تاریخ رقم کرد منیر از کرم حق — نادر گل پاکیزۂ گلزار کرامات

تاریخ تقرر نیابت سرکار حضور بنام مرزا ولایت حسین صاحب و[illegible]

سنہ ۱۲[illegible]ھ

بہ لطف مرزا ولایت حسین — دی اونکو حضور نے حکومت کی عیش
ہوے اب وہ دیوان نواب کے — ملی انتظام ریاست کی عیش
کہی سن مین تاریخ تازہ منیر — مبارک حصول نیابت کی عیش

تاریخ سرسبز شدن مقدمہ سرکار بر سیٹھ باندہ

سنہ ۱۲[illegible]ھ

ہوئی اب دوسری نالش بھی باطل — فلک سے سیٹھ کا بیڑہ ہے پانی
ہوئے ماتم بھی اعدا کے گھر مین — گھٹا کے بدلے ہے اب نوحہ خوانی
کیا جشن ظفر نواب نے آج — ہر اک جانب ہے بزم شادمانی
مبارکبادی ہے دھوم تا عرش — دکھا دون مین طبیعت کی روانی
منیر اس جشن کی تاریخ یہ ہے — ہمایون ہے یہ عہد فتح ثانی

تاریخ رحلت میر وزیر علی صبا لکھنوی

سنہ ۱۲۷۱ھ

بے سبب ایدل نہین ہے گلشن ہستی اداس — بلبل گلزار خوش فکری گیا فردوس مین
رسم اخلاق و محبت اوٹھ گئی آفاق سے — مسند آرائے محبت چل بسا فردوس مین

مجھسے رضوان نے کہی تاریخ رحلت اے منیر — مثل بوئے گل اجی پہونچے صبا فردوس مین

تاریخ انتقال جناب آغا علیخان رئیس باندہ سنہ ۱۲۷۱ھ

شد روان سوے جنان آغا علیخان نیکنام — آسمان نیکوی را ماہ کامل حیف ہائے

عاشقِ نامِ حسین و مرجع خورد و بزرگ — صاحبِ ایمان و تقوی مرد عاقل حیف ہائے

دستِ جودش بودہ دربانده معین مفلسان — ہم در اخلاق و مروت بودہ کامل حیف ہائے

در غمش نواب ہم از چشم گریان خون گریست — شد تمامی شہر از تیغ شہر بسمل حیف ہائے

مصرعِ تاریخ مرگش نظم کردم اے منیر — افسر اہل مروت صاحب دل حیف ہائے

۱۲۷۳ھ

ایضاً

قیامت ہے آغا علیخان کی موت — ہوے اس مصیبت مین صدمے نئے

کہی دوسری مینے تاریخ اور — حضور جناب نبی مین گئے

تاریخ عطاے لبادہ زرین سنہ ۱۲۷۳ھ

نواب میرے بنگلہ مین آئے قریب شام — تحفانہ فقیر کو عشرت سرا کیا

اصرار کرکے ساتھ چوپٹ پر بٹھا لیا — قسمت نے تا بہ تخت سلیمان رسا کیا

ملبوس خاص دیکے زیادہ بڑہائی قدر — ہم چشم آفتاب سے سر تا بپا کیا

تاریخ اے منیر یہ کی نظم حسب حال — زربفت کا لبادہ پئے زر عطا کیا

تاریخ مرگ نواب حسین علیخان بہادر نہر جنگ خلف الرشید نواب امین الدولہ بہادر رئیس فرخ آباد

نہر جنگ امیر کبیر کے غم مین — ہوے ہین پنجۂ ماتم سے نیلگون سر و صد

تمام امیر و نمین اسطرح اونکی شوکت تہی — گلاب پہولو نمین جیسے ستارو نمین ہویدا

منیر اونکی یہ تاریخ انتقال کہی — اوٹہا جہان دنی سے امیر عالی قدر

تاریخ مرگ حسین علی خان سنہ ۱۲۷۳ھ

حسین علیخان امیر گرامی ۔۔ کہ در بزم دنیا نبودش نظیرے
چو فرمود رحلت ازین دار فانی ۔۔ خلیدہ بدل خار غم ہمچو تیرے
رقم زد منیر حزین سال رحلت ۔۔ بفردوس جا کرد یکتا امیرے
سنہ ۱۲۵۲ھ

ایضاً

فرخ آباد مین ہے سوگ امیر الدولہ ۔۔ فاتحہ کیلیے روتے ہوئے سب پہونچے ہین
اونکی رحلت کی یہ تاریخ کہی ہے منیر ۔۔ صحبت پنجتن پاک مین اب پہونچے ہین

تاریخ تعمیر مسجد در نواح باندہ ۱۲۷۳

الٰہی بخش خان پاک طینت ۔۔ کہ کار او بود راحت رسانی
بہ ہر دو ئی بنا فرمود مسجد ۔۔ برائے اہل دین از مہربانی
منیر این مصرع تاریخ بنوشت ۔۔ بنائے صاف بیت اللہ ثانی
۱۲۷۳ھ

تاریخ عطائے جائزہ قصیدہ نذر عید

نواب کے دربار مین پڑھتا ہون قصیدہ ۔۔ اک دہوم ہے نذر سحر عید یہی ہے
دی جائزہ مین بیش بہا خاتم الماس ۔۔ اقبال فلک اوج کی تمہید یہی ہے
خلعت بہی ملا اور ملین اشرفیان بہی ۔۔ خالق کا کرم بخت کی تائید یہی ہے
ہیرے کی انگوٹھی ہے مگر سب سے زیادہ ۔۔ کہتی ہے صفا آئینہ دید یہی ہے
ہاتھ آئی منیر اسکی یہہ تاریخ منور ۔۔ انگشتر الماس مہ عید یہی ہے

تاریخ عطائے خلعت از سرکار کمپنی بحضور در صنعت لف و نشر دو مادہ برے آید اول منقوط و مادہ ثانی غیر منقوط

با لمید ازین مسرت تو ۔۔ جنت گردید منظر دہر
شوکت زین خلعت گران یافت ۔۔ نواب سخی غضنفر دہر
زرہا بخشید گنج در گنج ۔۔ یک یک گشتہ تونگر دہر

نجم اقبال گشت طالع — تابان گردید اختر دهر
تکمیل مدارج طرب شد — نورانی گشت افسر دهر
مے ریخت بجام عشرت دل — ساقی گردید دلبر دهر
راحت بخشید غمکشان را — دائی فیض گستر دهر
روز عید است هر شب ایجب — کامل شده ماه انور دهر
من گفتم اے منیر تاریخ — ارشاد نمود رهبر دهر
لطف تازه فزود توشیح — سر داد نوا نواگر دهر
زنگ منقوط و مهمل است این — وجه تزئین دلبر دهر
رد یافت دو ماده بیک شعر — دولت بخشید داور دهر
هاتف بسویم ز مطلع غیب — رو کرد که اے سخنور دهر

برخوان که بجشن زینت تین
هر دو کمال سرور دهر

تاریخ انتقال زوجه بنده علی بیگ در بانده

زوجه بنده علی بیگ که بود — سر لبر خان شان گشت تباه
بود او مومنه پاکیزه سرشت — باد شمع لحدش لطف اله
زد رقم مصرع تاریخ منیر — نیز در سیر الجنان در رفت آه

تاریخ رحلت جناب بیگم صاحبه والده حضرت ملاذنا مولانا احمد حسن خان بہادر عروج

فلک قدر احمد حسن خان عروج — بعلم و بفضل و هنر منتهی
بشعر و سخن کامل بے بدیل — خطش کحل چشم خفی و جلی
بخلق و بفیض و کرم مشتهر — باحکام دین عارف و متقی
بداغ غم مادرش مبتلا — شد از گردش چرخ نیلوفری

وفات چنین مومنے وا دریغ — فدائے نبی و بتول و علی
بتاریخ این حادثہ اے منیر — شدم از سروش فلک ملتجی
کہ فرمود ہاتف بآن مومنے — الا صالحہ او خلیلی جنتی

قطعۂ تاریخ رحلت سید العلماء السید حسین مجتہد علیین مکان

ہے جنکے فوائد سے زمانہ مستفید — وہ مقتدیٔ رہروان ملک عقبی کیا ہوا
تھی وجیز الرائق اور جنکی ہر دو النہج ہے ہما (نام کتاب) — ملجائے شیعہ و علم و ہدایت کا وہ کیا ہوا
گل ہے سلطانی حدیقہ جسکے باغ طبع کا — وہ دریائے دین حق کا رونق افزا کیا ہوا
نکتے مشارق سے سوا جسکے قلم سے ہر سند — الغرض دنیا سے وہ سرگروہ علما کیا ہوا
وہ حجت کا قول طرد ہر معاند کے لئے — مصحف برہان و حجت کا وہ طغرا کیا ہوا
عرض کر سال وفات مجتہد باذن آہ منیر — رہ صفت الاحکام دین کا آہ طوبا کیا ہوا

ایضاً

رفتی و بہار باغ دین گشت خزان — اے سرو گلستان شریعت ہے ہے
بے روئے تو مصر شرع ویران گردید — اے یوسف کنعان شریعت ہے ہے
در مرگ تو صد قافلہ اشک روان — اے خضر بیابان شریعت ہے ہے
شد مسند اجتہاد چون کہنہ حصیر — اے زینت ایوان شریعت ہے ہے
تفسیر و حدیث و فقہ ابتر بے تو — اے حافظ قرآن شریعت ہے ہے
شد علم و عمل چو مردہ صد سالہ — اے قالب جان شریعت ہے ہے
تاریخ ماتم تو بنوشت منیر — اے شیشۂ ایمان شریعت ہے ہے

سنہ ۱۲۷۳ھ

تاریخ قتل مرزا عباس بیگ صاحب متخلص بہ نادر ملازم نواب باندہ

یار روحانی من عباس بیگ — نیک نیت نیک طینت نیک نام
صاحب علم و حلم پاکیزہ ذہن — شاعر ذی جرأت و عالی مقام

درغزل نادر تخلص سے نمود — نظم او مقبول طبع خاص و عام
اصلش از ایران خودش ہندی نژاد — مونسِ ارباب شوکت صبح و شام
وادریغا گشت در باندا شہید — از کفِ ساقی کوثر خوردہ جام
سینہ ام در ماتمش شد چاک چاک — ریختم از چشم اشک لالہ فام
مصرع تاریخ گفتم اے منیر — بود ہے ہے شاعر شیرین کلام
سنہ ۱۲۷ھ

ایضاً

گئے جہان سے عباس بیگ نادر آہ — بریلی کے متوطن سخن رس شاعر
کمال فارسی و انگریزی و اردو — عروض و قافیہ و فن شعر سے ماہر
ندیم نادر شاہی کے تھے یہ ابن الابن — یہی تھی وجہ وجیہہ تخلص نادر
شنا نہین ہے کوئی دوست اسقدر غمخوار — طبیعت اونکی تھی یکرنگ باطن و ظاہر
وہی ثبات وہی صبر وہی تھے حواس — وہی نظر وہی تیور تھے تا دم آخر
نہاکے آب دم تیغ مرگ سے افسوس — ریاض خلد مین جا پہونچے طیب و طاہر
منیر ہاتف غیبی نے یون کہی تاریخ — ہوا شہید بہ حیف آج شاعر نادر

تاریخ انتقال شیخ محمد ابراہیم سنہ ۱۲۶۹ ہجری متخلص بہ ذوق شاعر دہلی

رحلتِ ذوق سخن پیرا سے — ہے بلند آہ و فغان دہلی مین
واقعی شاعر خوش گو تھا وہ — روتے ہین پیر و جوان دہلی مین
نظم کی مینے یہ تاریخ منیر — نہ رہا ذوق زبان دہلی مین

تاریخ رحلت مرزا محمد رضا خان بہادر مخاطب بہ فتح الدولہ برق لکھنوی

جناب محمد رضا خان برق — کہ بودند استاد دلخواہ واے
بہر علم و در شعر یکتا ے عصر — ز رمز کمالات آگاہ واے
بتہذیب اخلاق و تکمیل وضع — بعز و شرف صاحب جاہ واے

بہادر چو رستم دلاور چو سام
مقرب ترین شہنشاہ وائے

عزادار خاص حسین شہید
غلام جناب ید اللہ وائے

بہ کلکتہ پیمود راہ بہشت
بدلہا زدہ داغ جانکاہ وائے

چنین گفت تاریخ رحلت منیر
کجا برق طور سخن آہ وائے
۱۲۷۴ھ

تاریخ دوم فتح الدولہ بہادر برق

چو فتح الدولہ برق طور معنی
ازین عالم روان شد سوے جنت

منیر انشا نمودہ سال مرگش
فسردہ برق زیب ابر رحمت
۱۲۷۴ھ

تاریخ تولد فرزند نواب صاحب بہادر

حضرت نواب کو یارب مبارک ہو مدام
زینت مہد فلک زیبا پسر پیدا ہوا

آج گلزار تمنا بادہ کیونکر نہو
شاخ نخل عمر سے عمدہ ثمر پیدا ہوا

آرزوے قلزم دوران زیادہ ہو گئی
معدن اقبال کا والا گہر پیدا ہوا

مشتری طالع قمر تصویر خورشید احتشام
کوکب تابندہ بخت ہنر پیدا ہوا

قرۃ العین تمنا مردم چشم کرم
آنکھیں روشن ہو گئیں نور نظر پیدا ہوا

زرفشانی ہو رہی ہے عیش کا سامان ہے
زیب آغوش ید لخت جگر پیدا ہوا

اسکی تاریخ ولادت نظم کی ہے منیر
مہر سیما واہ یہ رشک قمر پیدا ہوا
۱۲۷۴ھ

تاریخ تولد فرزند بلند اقبال نواب رئیس بہادر پائندہ دام اقبالہ بحر منقوطہ

ہوا دلادلہ مہر طالع و مہ رو
سرو گاہ ہوا ہر محل سر دو دہر

منیر مصرع سال گل کمال لکھو
طلوع مہر مراد کرم و گوہر دہر
۱۲۷۴ھ

تاریخ ولادت پسر لالہ مادہو رام جوہر فرخ آبادی

لالہ مادہو رام جوہر شاعر شیرین بیان
گوہر دریاے ہمت ماہ والا جاہ بزم

شاد ہیں پیدائش نور نظر سے اسقدر
سرمہ چشم تحیر ہے غبار راہ بزم

خوب ہے یہ مصرع سال ولادت اے منیر — جوہر آئینہ اقبال و حشمت ماہ نرم
سنہ ۱۲۷۰ھ

ایضاً

بشگفت چو این گل تمنا — در گلشن احتشام دولت
بنوشت منیر سال تاریخ — ماہ اوج سمائے ثروت
سنہ ۱۲۷۰ھ

ایضاً

گل حدیقۂ اجبا و لالہ ہا دہو رام — جہان خلق و مروت سپہر مہر و وفا
خدائے داد بالشان قمر لقا پسرے — شگفتہ غنچۂ دلہائے اہل صدق و صفا
منیر گفت دو سال مسیحی و ہجری — ضیائے مشتری نیک و اوج بخت رسا
۱۸۵۴ — ۱۲۷۰ھ

تاریخ تولد مرشدزادہ از بطن نواب فخر النسا بیگم صاحبہ

مرشدزادہ کی عید میلاد ہے آج — ہین زمزمہ سنج تہنیت خرد و کلان
سال میلاد عرض کرتا ہے منیر — شمشیر بہادر ہے مہ ماہ جہان
سنہ ۱۲۷۰ھ

ایضاً

شمشیر بہادر کی ولادت کی ہے دہوم — ہر ایک طرف خوشی ہے اللہ اللہ
سال میلاد اور کہتا ہون منیر — لخت دل نواب ہے یہ عالیجاہ
سنہ ۱۲۷۰ھ

ایضاً

حق نے دیا حضور کو فرزند مہ جبین — زینت فزائے انجمن و بدر بخت ہند
کیونکر نہ فکر سال ولادت بہار دے — یہ گل ہے رونق چمن و بدر بخت ہند
تاریخین دو ہین مصرع واحد مین اے منیر — خورشید مشرق زمن و بدر بخت ہند

ایضاً

جیسے یہ صاحب اقبال ہوا ہے پیدا — ذرہ ذرہ سے عیان روشنی کوکب ہے
کہی اس جشن کی تاریخ یہ ہاتف نے منیر — لیلۃ القدر ہے آج چھٹی کی شب ہے
سنہ ۱۲۷۰ھ

تاریخ فتح جنگ بوندیلہ

چو فوج بوندیلہ بپاندار رسید ۔ ز حصن اجیگڈہ برای فساد
بر ایشان ظفر یافت نواب ما ۔ دل اہل انصاف گردیدہ شاد
چنین گفت تاریخ نصرت منیر ۔ خدا فتح عالی بنواب داد

سنہ ۱۲۷۴ھ

ایضاً

عجب فتح دی میرے آقا کو حق نے ۔ جبین ارادت ہے زیب مصلے
منیر اسکی تاریخ مینے رقم کی ۔ ہے یہ فتح مفتاح کنز معلے

سنہ ۱۲۷۴ھ

تاریخ اسیر آمدن سردار بوندیلہ کہ نامش رن جور دوا بود

ہوا محبوس دوا یانہ مین اکر اجیگڈہ سے ۔ پہنسا دام مصیبت مین یانہ گرچہ کوا ہے
تہی مقدار کچہہ اسکی نگاہ اہل بینش مین ۔ جو کودک طبع تھے وہ اسکو کہتے تہی کہ حوا ہے
بوندیلی جانتے تہے سرخرو اسکو شجاعت مین ۔ و فور خوف سے اب رنگ زرد اسکا ہوا ہے
خدا دے پستہ و بادام کیونکر اسکے کہانیکو ۔ مقدر مین ازل سے جسکے تیندوا اور مہوا ہے
منیر اسکی اسیری کی کہی تاریخ یہ مینے ۔ اسیر مرگ مجبور ابد رن جور دوا ہے

سنہ ۱۲۷۴ ہجری

تاریخ انتزاع توپ از بوندیلہ

رستم دین علی بہادر نے ۔ جو ہین نام خدا سمی علی
مار کر لشکر اجیگڈہ کو ۔ تو ہین چہنین بہمت ازلی
خوب پائی منیر نے تاریخ ۔ توپ یہ جنگ فتح کر کے لی

۱۲۷۴ھ

تاریخ صحت یافتن غلام حیدر خان از زخم

ہوے زخمی غلام حیدر خان ۔ فکر نواب کو عجیب ہوئی
فضل خالق سے ہوگئی صحت ۔ کارگر محنت طبیب ہوئی
لکہی فوراً منیر نے تاریخ ۔ اب شفا زخم سے نصیب ہوئی

۱۲۷۴ھ

تاریخ پھانسی یافتن نواب اقبالمند خان بہادر و نواب غضنفر حسین خان بہادر رئیسان فرخ آباد

اقبالمند خان و غضنفر حسین خان
دونون دُر محیط عطا آہ آہ سے ہائے

دونون جوان نیک امیران ذی حشم
مقتول تیغ تیز قضا آہ آہ ہائے

تاریخ اونکے قتل کی کافی ہے یہ منیر
دونون شہید راہ خدا آہ آہ ہائے
۱۲۷۵ھ

تاریخ پھانسی یافتن نواب سخاوت حسین خان بہادر برادر رکوچک نواب تفضل حسین خان مسندنشین فرخ آباد

ریاض خلق سخاوت حسین خان نواب
نہال باغ کرم زیب مسند شوکت

جوان قابل و فرزند خاص نصرت جنگ
غلام آل نبی سرور قمر طلعت

سخاوت اور مروت مین بینظیر جہان
ریاست اور امارت کیواسطے زینت

ہر ایک دلمین جگہ اوسکی جانسے بڑھکر
ہر اک زبان پر اوسکا وظیفہ مدحت

زمانہ اوسکی مروت پہ اسطرح شیدا
مشام روح ہو جسطرح عاشق نکہت

وہ بیگناہ ہوا تیغ مرگ سے مقتول
عنایت اوسکو کیا حق نے گلشن جنت

منیر نے یہ لکھی اوسکے قتل کی تاریخ
ہوا شہید امیر دلیر باہمت

تاریخ رحلت منشی رحمۃ اللہ صاحب در باندہ ۱۲۷۴ھ

دنیا سے جو شیخ رحمت اللہ اوٹھے
سیدھے گئے بوستان جنت کیطرف

تاریخ منیر نے یہ لکھدی سر قبر
نامی ہے مزار عاشق شاہ نجف
۱۲۷۴ھ

ایضا

موے جو منشی ذیجاہ رحمت اللہ آج
بلند باندہ مین تھا آہ و نالۂ جمہور

منیر نے لکھی تاریخ بہر لوح مزار
مقام رحمت اللہ و گنج جلوۂ نور
۱۲۷۴ھ

تاریخ شہادت مرزا محمد باقر دہلوی

جناب فاضل کامل محمد باقر — سپہر علم و فضیلت کے اختر تابان

شہیر عالم ایجاد دہلوی مولد — بزرگ اصل مین اونکی تھی ساکن ہمدان

حدیث و فقہ و کلام و مناظرہ مین وحید — مصنفات سے اونکی ہی مثل شمس عیان

خلیق و ناصر آل رسول و تعزیہ دار — فدائے نام نبی عاشق شہ مردان

حلیم و قابل و محتاط و مجمع حسنات — جہان دانش و فضل و مروت و احسان

خدا کی راہ مین مقتول ہوکے آخر کار — گئے جہان سے وہ سوئے روضۂ رضوان

کہی منیر نے یہ اونکی مرگ کی تاریخ — شہید و متقی و عالم علوم نہان

تاریخ رحلت نواب منور الدولہ مرزا احمد علیخان بہادر وزیر سلطان ملک اودھ

وزیر خسرو عالم منور الدولہ — که از ستایش وی عاجز آمده ادراک

جلال و دبدبه و جاه و شوکت و حشمت — شکوه و حلم برو ختم کرد ایزد پاک

بکربلا و نجف رفت باندها صل کرد — طواف کعبه و قبر شهنشه لولاک

ز لکهنو طرف جنت نعیم شتافت — صدای نوحه بلند ست در ته افلاک

منیر مصرع تاریخ در صفاتش گفت — امیر و حاجی و زائر وزیر گشته پاک

تاریخ تشریف آوری بسوہسوہ نگاری والا نواب محمد واجد علیخان صاحب بہادر متخلص بہ رضوان نبیرۂ نواب محمد خان بہادر غضنفر جنگ بانی [illegible] فرمانروای فرخ آباد

در دریای امارت گوہر طبع — یعنی آن نواب پاکیزه نهاد

اہل علم و شاعر سنجیده وضع — شعر او سروی بود فردوس زاد

مشفقی واجد علیخان نکته سنج — اوست رضوان بهشت اتحاد

انجمنہائے نثر و شعر بدیع — در کنار کام امیدم نهاد

[illegible] لطیف — خوشتر از شفتالو نخل مراد

انبہ ہاے ہند اکثر خوردہ ام — مثل اینہا ہر گزم نامد بیاد
در دعا تاریخ گفتم اے منیر — نخل جاہش جاودانہ بر دہاد

تاریخ رہائی یافتن لالہ صاحب گوہر دریای سخندانی لالہ مادہو رام متخلص جوہر

مہر سپہر لطف و کرم لالہ مادہو رام — گر جلوۂ رخش بنظر آمد آفتاب
چون از حجاب کلفت و اندوہ شد عیان — گویا بجلوہ بار دگر آمد آفتاب
شکر خدا کہ ظلمت شبہاے غم نماند — بر جاے خویش وقت سحر آمد آفتاب
فوج کسوف سوے حصار عدم گریخت — چون با سپاہ فتح و ظفر آمد آفتاب
خوش جلوہ کرد مصرع تاریخ ای منیر — از ابر یخ و یاس بدر آمد آفتاب

سنہ ۱۲۷۶ ہجری

تاریخ وفات آغا حیدر صاحب فیض آبادی

جب دلیر الدولہ آغا حیدر عالی مقام — ہو گئے دنیا سے عازم سوے جنت ہاے ہاے
اوٹھ گیا دنیا سے اخلاق و مروت کا نشان — خاک بر سر کیون نہون فیض و سخاوت ہاے ہاے
شاعر و شاعر نواز و قدردان ہر کمال — دُرِ دریاے کرم بحر مروت ہاے ہاے
قدردان اہل جوہر اوٹھ گیا وا حسرتا — ہو گئی خاموش شمع بزم رفعت ہاے ہاے
صد دریغا افتخار اہل افضال و کرم — آبروے مسند تمکین و عزت ہاے ہاے
صاحب ایمان کامل افسر ارباب وضع — پاک دل محتاط پابند شریعت ہاے ہاے
مصرع تاریخ رحلت رو کے یہ کہتا ہے منیر — کعبۂ جود آفتاب برج ہمت ہاے ہاے

سنہ ۱۲۷۶ ہجری

ایضاً

از رحلت حضرت دلیر الدولہ — دلہا خون شد از بلا یا ہاے
صد حیف کشید رخت از دار فنا — در باغ جنان آن عقدہ کشاے
تاریخ وفات آن ہمایون ہمت — بنوشت منیر واویلا ہاے

محشر برپاست در تمامی عالم — ...
آن قبلۂ اغنیا و فخر حاتم — ...
ہمثل امیر کعبۂ جاہ و کرم — ...

سنہ ۱۲۷۶

ایضاً

نواب سخی دلاور الملک | یکتا سے جہان امیر فیاض
زین دار فنا نمود رحلت | افسوس جنان امیر فیاض
ہنگامہ شست منیر سال رحلت | زیبا ے جنان امیر فیاض
سنہ ۱۲۷۶ھ

ایضاً

زیب جنت ہوئے نواب امیر الدولہ | ہوگئی ہمت و اخلاق و مروت بیکس
وہ امیر الامرا سید نیشاپوری | ہمہ فیض و ہمہ حلم و ہمہ عقل و ہمہ رس
لکھنو کیا کہ نہیں ہند میں سردار ایسا | آسمان مرتبہ خورشید ضیا صبح نفس
اونکے ماتم میں سیہ پوش ہے سارا عالم | نیلگون پوش نہ کسطرح ہو چرخ اطلس
خدمت حیدر کرار میں پائی تو قیر | تا دم مرگ جو تھی دلمین یا رنکی ہوس
آشیان گلشن فردوس میں بخشا حق نے | طایر جان نے کیا ترک جو یہ تنگ قفس
سال تعمیر لحد نظم کیا یہ منیر | جلوہ گلشن فردوس ہے قبر اقدس
سنہ ۱۲۷۶ھ

ایضاً

نواب فلک جناب آغا حیدر | از عالم بے ثبات رحلت فرمود
آزآتش غم گداخت دلہاے جہان | زین رنج و الم روان عالم فرسود
دنیاست سیہ بدیدۂ شاہ و گدا | شد منکسف آفتاب برج مقصود
جاروب کش مزار پاکش حوران | رضوان زرہ خلوص میسوزد عود
ہاتف تاریخ رحلتش گفت منیر | در بزم بہشت پاک حیدر آسود
سنہ ۱۲۷۶ھ

تاریخ رہائی نواب دولہ بہادر شمس آبادی

از چاہ غم و رنج بصد جاہ بر آمد | نواب فلک مرتبہ چون یوسف کنعان
دلہا شدہ مسرور از ین مژدہ جان بخش | گردیدہ جہان تازہ و تر ہمچو گلستان
تاریخ چنین گفت منیر سخن آرا | بر آمدہ از ابر محن نیر تابان
۱۲۷۵ھ

تاریخ شہادت تلمیذی امجد علیخان بہادر

حیف نور دیدهٔ اعظم علیخان کشته شد — وادریغا آنکه مارا بود شاگرد سعید
سال قتل این امیر نوجوان گفتم منیر — ہای اہل دل جوان امجد علیخان شہید

تاریخ رہائی نواب معین الدولہ باقر علیخان بہادر سنہ ۱۲۷ھ

جب ہوئے آپ جدا گوشۂ تنہائی سے — غل ہوا یوسف تو چاہ محن سے نکلا
میرے دل نے یہ کہا مصرع تاریخ منیر — ہو گئی آج خوشی چاند گہن سے نکلا

سنہ ۱۲۷۵ھ

ایضاً

از زمین تا بفلک غلغلۂ عید بپاست — بتو این شوکت و اجلال مبارک بادا
نذر آورده چنین مصرع تاریخ منیر — دائم این حشمت و اقبال مبارک بادا

سنہ ۱۲۷۵ھ

تاریخ طیاری بیاض اشعار

نواب خوش محاوره باقر حسین خان — شہرت ہے اہل فہم میں جنکے شعور کی
اشعار اونہون نے جمع کیے ہین بیاض مین — ہر صفحہ اے منیر ہے تصویر حور کی
تاریخ مینے جلد کے بندہتے ہی یہ کہی — زیبنده اب بیاض مطلا ہے نور کی

سنہ ۱۲..

ایضاً

فرمائش اس بیاض کی تاریخ کی ہوئی — صاحب تو نہین اب یہی گفت و شنید ہے
مین کیا کہون کہ رنج و بلا مین ہون مبتلا — فکر سخن دماغ سے کوسون بعید ہے
یہ ہے یہ اوسکی دوسری تاریخ اے منیر — حسن بیاض صبح بہار عید ہے

۱۲۷۵

تاریخ ولادت قیصر جہان دختر نیک اختر نواب واجد علیخان بہادر رضوان

یافت نواب خوش القاب من از فضل خدا — دختر نیک سیر شمع شبستان عہد
مولدش بر اب و جدش ہمہ فرخ بادا — باد بانوی سراپردهٔ ایوان عہد

سال ہجری و مسیحی بقلم وادمنیر   اختر روشن ایمان ۱۸۵۹ء   مہر رخشان عید ۱۲۷۵ھ

ایضاً

چو نواب واجد علیخان بہادر   ہمایون سگالے انگلستان رفعت
زمیلادِ دختر چو گل گشت خندان   خداشِ باقبال دارد سلامت
منیر اینچنین گفت تاریخ مولد   معلی در بحر عالی عصمت ۱۲۷۵ھ

قطعہ تاریخ مصائب قید و حالات زندان از باندا و الہ آباد تا کلکتہ

فرخ آباد و یاران شفیق   چھٹگئے سب گردشِ تقدیر سے
آئے باندہ مین مقید ہوکے ہم   سو طرح کی ذلت و تحقیر سے
اک مرا شاگرد تھا اوس شہر مین   پہلی وہ پائے گلشن توقیر سے
لفظ خان کا جزو اول کر وزیر   نام اوس کا جان اس تقریر سے
کہین سعادتمند یان اوسنے بہت   رہ گیا عاجز مری تقدیر سے
جسقدر احباب خالص تھے وہان   درگذر کرتے نہ تھے تدبیر سے
پر کہون کیا کاوشِ اہل نفاق   تھے وہ خونریزی مین ہا تکبیر سے
شمر کا خنجر زبانین اونکی تھین   قتل کرتے تھے مجھے تزویر سے
مصطفےٰ بیگ ایک صاحب اونمین تھا   بجز ونمین بڑھکے چرخ پیر سے
کرکے خونِ ناحق نواب جان   مجھکو بھی پہنوا دیا تزویر سے
خون بیرادہ سمجھتے تھے حلال   تھا جو مین ذریتِ شبیر سے
کچھ شدا یدِ قید کے کہہ دون اگر   خون ٹپکے ہر لبِ تقریر سے
باندہ کے زندان مین لاکھون ستم   سہتے تھے ہم گردشِ تقدیر سے
کوٹھری تاریک پائی مثلِ قبر   تنگ تر تھی حلقۂ زنجیر سے
بول و غائط کی جگہہ بستر کے پاس   تھی نجس تر خانہ خنزیر سے

پانی تھا نایاب مثلِ آبرو
مثلِ گوہر جانتے تھے اوسکو عزیز
کیا تیمم کیا وضو ممکن نہ تھا
ترک اشنیون سے اذیت جو ہوئی
سختی نزع یہودی و مجوس
گالیان تھین کھانیکو بار غم و داغ
روٹیان گوبر کی گویا ملتی تھین
گھاس ترکاری کے بدلے تھی نصیب
بھینس کی سانی سے بدتر دال تھی
کرکری بدبو کثیف و بے نمک
تھا بچھونا ٹاٹ کمبل اوڑھنا
کوٹھری گرمی مین دوزخ سے فزون
کانپتے تھے موسم سرما مین یون
محنت و مزدوری و تکلیف و رنج
اس جہنم کے موکل سب کے سب
قاتلِ اشراف و اہلِ علم تھے
بے مروت بیحیا اہلِ دغا
اونکے ہونٹھون نے خلش کیواسطے
جبل مین ٹھک بدیا مین بے بدل
گاہ سے اوٹھوائین وہ کوہ گران
پھر الہ آباد مین بھجوا دیا

چاہتے تھے خنجر و شمشیر سے
قطرۂ پیکان جو ملتا تیر سے
کیجے ظاہر سے تکلیف تدبیر سے
ہے فزون اندازۂ تحریر سے
سہل تھی اوس سختیٔ تقدیر سے
تھا یہ حاصل مطبخ تقدیر سے
نانِ گندم تھی سوا اکسیر سے
خشک تر تھی سبزۂ شمشیر سے
سخت دانہ دانہ زنجیر سے
سرد تر وہ بھی مزاج پیر سے
گرم تر پشمینۂ کشمیر سے
دست و پا بدتر تھے آتشگیر سے
جیسے عریان سردئ کشمیر سے
تھا زیادہ حیطۂ تحریر سے
دشمنی رکھتے تھے بے تقصیر سے
رنج پہونچاتے تھے ہر تدبیر سے
کج طبیعت ہر جوان و پیر سے
باتین سیکھی تھین زبانِ تیر سے
نقد جان تک چھین لین تزویر سے
ورنہ گذرین کودک بے شیر سے
ظلم سے تلبیس سے تزویر سے

تھی کی تلوارین کبھی تھین گرد پیش — نوکین سنگینون کی بد تر تیر سے
جو الہ آباد مین گذرے ستم — ہین فزون تقریر سے تحریر سے

پھر ہوئے کلکتہ کو پیدل روانہ — گرتے پڑتے پاؤن کی زنجیر سے
ہتکڑی ہاتھونمین بیڑی پاؤنمین — ناتوان تر قیس کی تصویر سے

راستے مین ظلم اعدا بیشمار — پھر گڑی تھی شامت تقدیر سے
بیحواس و بے لباس و بے دیار — دلگرفتہ جور چرخ پیر سے

سوی مشرق لائے مغرب سے مجھے — تھی غرض تقدیر کو تشہیر سے
نقشہ کلکتہ مین کھچوایا مرا — رنگ اسکا اوڑ گیا تصویر سے

کالے پانی مین جو پہونچے یک بیک — کٹ گئی قید ستم تقدیر سے

یہ کہی تاریخ ہمنے اے منیر — صاف نکلے خانہ زنجیر سے ۱۲۷۶

قطعات تاریخ اتمام کتاب مسمی انڈین

تصنیف کی جناب خوشی رام نے بیان — جان خرد کتاب ہے تاریخ انڈین
روداد ہے جزائر دریاے شور کے — مطبوع شیخ و شاب ہے تاریخ انڈین
موزون کیے منیر نے یون سال عیسوی — یکتا و لاجواب ہے تاریخ انڈین
سنہ ۱۸۷۱ء

ایضا

خوب کی تصنیف تاریخ جدید — جسکے لاکھون مدح خوان طالب کرین
نظم کر سال مسیحی اے منیر — ہے یہ بہتر تحفہ دریاے شور
سنہ ۱۸۷۱ء

ایضا

میری آنکھون مین یہ نسخہ ہے تمام — بیمثال و بے نظیر و منتخب
ہمنے یہ تاریخ موزون کی منیر — نسخہ دانش فزاے دل عجب

ایضا

کہی نور کی یہ کتاب نفیس ... فروغ نہانی ہویدا ہوا
منیر اسکی تاریخ تازہ یہ ہے ... کمالِ خوشی رام پیدا ہوا
۱۲۷۷ھ

ایضاً

ہر آنکہ دید منیر این رسالۂ نورا ... ز جلوہ نگہش مہر مستنیر بود
اگر بدیدۂ انصاف غور فرمایند ... بچشم اہلِ دل این نسخہ بےنظیر بود
بسالِ ہندی موزون نمودم این تاریخ ... نسبے کتاب خوشی رام دلپذیر بود
۱۹۱۶ بکرمی

قطعہ تاریخ کتاب بحکم میجر جان ہاٹن بہادر کمشنر جزائر دریائے شور یعنی تاریخ مراصد الاطلاع

کمشنر صاحبِ والا مراتب عالم نامی ... کہ جنکا فیض ہوسے منزلِ آرام ہر جا ہے
ہوا منظور اونکو ترجمہ اس تحفہ نسخہ کا ... زبان صاف اردو میں کہ جو آسان ہر جا ہے
مترجم مولوی مظہر کریم اسکے ہوے دل سے ... فضیلت جنکی روشن تر مثالِ مہر انور ہے
اسیری اور غربت میں پہنسے ہیں دونی بپتا بھی ... گھڑی بہر کا بھی کٹ جانا یہاں مانند خنجر ہے
منیر اسکی کہی تاریخ یون بسال مسیحی میں ... یہی سیرِ جدید بوستانِ ہفت کشور ہے

قطعہ تاریخ ہذا در حال سرقت لباس ہای شفیق ۱۸۶۶ء

اسیر ہو کے جو ہم آئے کالی پانی میں ... ہوئی مصائب و آلام کی فراوانی
محال شرح ہے اذیت ہی مصیبت کی ... اگر بیان کرین سے ملکے انسی و جانی
برہنگی میں مگر سب سے تہی سوا تکلیف ... وبال دوش ہوا تہا لباس انسانی
شفیق بندہ ولایت حسین مرزا نے ... کہ ہیں وہ دوست قدیمی برادر جانی
بنا دے مجھے کپڑے بڑے تردد سے ... چھپا دیے مرے بالکل عیوب جسمانی
ہنوز صرف میں بھی اسقدر نہ آئے تھے ... چرا کے لیگئے غارت گران زندانی
یہان کے چور وہ شاطر ہیں فن دزدی میں ... چرالیں آنکھ نہ سمجھے نگاہ انسانی

جو دست برد دکہائین وہ اپنی ہمت کی
اجل نہ پائے کبھی نقد جان قربانی

کمند و جست کی ہو احتیاج اگر اونکو
اوڑا ہی لائین رم آہوے بیابانی

تونگری جو وہ پائین کسیکی قسمت مین
چرالین غیب سے مضمون خط پیشانی

تراش لائین نقاط نجوم دم بھر مین
نہ رہنے پائے بیاض سپہر افشانی

گہر سے آنسو ونکو اب ندے کوئی تشبیہ
یہ لوگ آنکھہ چرا لینے مین ہین لاثانی

سحاب تیرہ نہین یا کسوف بنجائین
جو جام مہر مین سن پائین سونے کا پانی

برہنہ مثل بہائم بنا دیا سبکو
اوتار لینگے بالکل لباس انسانی

یہ اونکی چوری کی تاریخ کہدی ہاتف نے
وہ کہنہ دزد چرا لینگے ثوب عریانی

۱۲۷۹ھ

تاریخ انتقال رونق جہان بیگم صبیہ رضیہ نواب واجد علیخان بہادر رضوان فرخ آبادی

ہزار افسوس دنیا سے گئی رونق جہان بیگم
کنار دایہ سے پائی جگہہ آغوش تربت مین

لٹک کر ڈوریان جھولے کی اپنی جان دیتی ہین
مقام گردش قسمت ہے اوسکی مہد راحت مین

ستم ہے حسرت طفلان ہمسن اوسکے کہلونے ہین
غضب ہے جا چھپا ہے شیر دایہ ہر حسرت مین

دل نواب رضوان مین غم لخت جگر ٹھہرا
فروکش کاروان رنج ہے ایوان عشرت مین

ہماری دولت مال فصاحت کا جو خواہان ہے
زر داغ جگر اوسکو ملا اندوہ آفت مین

زبان پاک جسکی حق سنے دیتی آگے تر
ہمیشہ اب صرف ہے وہ مرثیہ ہائے مصیبت مین

خدا نعم البدل اونکا عطا فرمائے جلدی سے
دل اوسکا خوش ہو فرزند نرینہ کی ولادت مین

الٰہی بیت عیش و طرب ہر دم شگفتہ ہو
نہ پائے دخل خار صدمہ داماں طبیعت مین

یہ سال رحلت رونق جہان بیگم کہا ہاتف نے
ہوا ہے مسکن جلوہ کنار حور جنت مین

۱۲۷۹ھ

قطعہ تاریخ حالات تلامذہ مصنف

رہا جبتک کہ مین ہندوستان مین
سبھی شاگرد تہے میرے ثنا خوان

رضا جوئی مین تہے سرگرم دن رات — اطاعت جانتے تہے جزو ایمان
ہوا جسوقت برپا فتنۂ عام — ستم سے مین ہوا پابند زندان
جفائین سیکڑون سہہ کر یہان کی — سمندر مین چلا افتان و خیزان
اوتارا کالے پانی مین فلک نے — جہان سے بحر آفت صرف طوفان
خطوط آیا کیے بعضون سے اکثر — نہ تہا آرام کا کچہہ ساز و سامان
شکایت اقربا کی مین کرون کیا — کہ اونسے آپ ہون سر در گریبان
سلوک اونسے کبہی کرتا اگر مین — عوض مین اوسکے رکہتا چشم احسان
مگر شاگردون مین اونسے ہے شکوہ — جو ہین سرمایہ دولت سے شادان
اگر نواب کا شکوہ کرون مین — تو کہتا ہے ادب خاموش ہان ہان
وہ آقا تہے مرے مین تہا ملازم — نہین ہے یہ نمک خواری کی شایان
کیا اس فتنہ نے اونکو بہی تاراج — ہوے مانند گیسوے پریشان
مگر شاگرد بہی بندہ کے وہ تہے — کہ اسکو جانتے ہین سب سخندان
کبہی خالی ہی شقہ بہیجدیتے — تو یون مجہکو نہو تاریخ حرمان
بہت سے مستفیدون نے بہلایا — سوائے ہمت نواب رضوان
معانی بین سخن سنج و سخن فہم — رفیع المنزلت واجد علیخان
حقوق تربیت میرے نہ بہولے — کیا اس بعد پر لطف نمایان
کیا نواب حیدر جنگ نے بہی — اونہین کی سعی سے ممنون احسان
حمید الدین نے بہی ظاہر کیا وہ — سعادتمندیون کے تہا جو شایان
وزیر نیک خو نے باندہ سے پہر — اعانت مین کیا جہد فراوان
مددگاری مری تسلیم نے کی — کہ زاد راہ مین ہو صرف سامان
رہین یہ دوستان فرخ آباد — ہمیشہ خرم و آباد و خندان

شمیم لطف رضوان سے سراسر — ملی دو سال تک آسمانی جان
دعائیہ کہی تاریخ سے بینے — رہین زیب جہان بکنیت ہمی شادان

سنہ ۱۲۷۹ھ

قطعہ تاریخ مرگ ہمشیرۂ مؤلف

خبر اخت عظمی کے مرنے کی پائی — سوا موت سے کیون نہ یہ سانحہ ہو
منیر اسکی تاریخ سے بینے یہ لکھی — کنیزان فضہ مین وہ صالحہ ہو

سنہ ۱۲۷۹ھ

تاریخ مرگ منکوحۂ مصنف

بودم از غربت و آلام اسیری بعذاب — اندران یوم که واقع شده در خارج دنیا
خبرم آمد ز اصحاب وطن مولم و موحش — که دلم سوخت جگر چاک شد از خنده سرابا
زوجه ام مرد ز آلام اسیری من اینک — خانه ویران شده و برباد شد اسباب دریغا
رحمت حق کندش عفو بجنت برساند — باد در خلد برین خادمهٔ حضرت زهرا
سال مرگش بقلم داد منیر الم آگین — مرده از رنج اسیری من ان دلبر علیا

سنہ ۱۲۷۹ھ

تاریخ

سردار نیک رحم علی خان نامور — جرات سوا ہے جنکی بل شیر گیر سے
زندان ہند مین وہ میرے ہے کفیل — باقی ہے ربط خاص یہان بھی حقیر سے
نایاب شیر خالص و بے آب ہے یہان — ممکن نہین کہ پاسکے مصرف کثیر سے
یہ نعمت لطیف وہی کرتے ہین عطا — یہ چاٹ آشنا ہے زبان منیر سے
تاریخ اس مزے کی نہ کیونکر کہے منیر — شیرین زبان ہے آج لب جوئے شیر سے

سنہ ۱۲۷۹ھ

تاریخ

مدراس مین غلام نبی جب ہوے اسیر — گھر اونکو گنج خانہ آفت مین ملگیا
از بسکہ ہین وہ اہل مروت مین نامدار — یہ زہر تلخ عیش کے شربت مین ملگیا
سب دوستو نکو رنج ہوا انکی قید کا — لطف سرور خاک مصیبت مین ملگیا

مدراس سے وہ آگئے جب انڈیا مین — گویا مقام گوشۂ راحت مین ملگیا
والد تھے اونکے مرد خدا شیخ محی دین — یہ رنج اونکو ضعف کی کثرت مین ملگیا
بیٹے کے دیکھنے کو وہ آئے جہاز پر — فرزند اونہین جزیرۂ غربت مین ملگیا
اس غم مین جب بہانہ گئے مولمین کو — جسم لطیف خاک کدورت مین ملگیا
فرط غم و الم مین گئے جانب عدم — آرام اونکو گوشۂ تربت مین ملگیا
تاریخ اونکی مرگ کی کہدی منیر نے — دیکھو مقام گلشن جنت مین ملگیا
۱۲۸۰ھ

تاریخ

جا مین عدم کی سمت کو جب شیخ محی دین — کیونکہ نہ دوست انکو رنج عظیم ہو
غربت کی موت اور لحد مولمین مین — حالت نکیون غلام نبی کی سقیم ہو
لوح مزار کی ہے یہ تاریخ اے منیر — اس قبر پر توجہ رب حلیم ہو
۱۲۸۰ھ

تاریخ

مع پسر کہ طرفہ ز ساسانیان — لعل جواہر است جہانگیر نام
نکتہ رس زمزم و استاد ژند — فرخ و فرخ گہر و شادکام
ہندوی و فارسی و انگلش — آمدہ زین ہر سہ بپایش بدام
تازہ اسیر آمدہ از بمبئی — یافت درین قید ہمایون مقام
خود برس آمدہ دانش پژوہ — دادمش از بادۂ فرہنگ جام
پوششش و سرمایۂ آسودگی — داد بمن گشتم ازو شادکام
سال دعائیہ نوشتم منیر — بادۂ شوق و سرورش بجام
۱۲۸۱ھ

تاریخ مرگ نواب عالیجاہ بہادر لکھنوی

حضرت نواب عالیجاہ کہ دولی منش — آنکہ در راہ خدا با خاطر آگاہ رفت
چون دوبارہ بست احرام طواف کربلا — از دیار لکھنؤ تا بمبئی دلخواہ رفت

ناگہان برکند دل زین ہستی ناپایدار … جانب فردوس با توفیق حق ہمراہ رفت
گفت تاریخ وفاتش ہاتف غیبی منیر … در جنان نواب صاحب خود عالیجاہ رفت
سنہ ۱۲۸۱ ہجری

ایضاً

منجھلے صاحب حضرت نواب عالیجاہ تھے … لکھنؤ کے سب امیروں مین بہت حسنا نمود
میرزا حیدر بہادر کے تھے فرزند و سبط … خلق کا اونکے نمونہ ہے شمیم مشک و عود
شاعر و شاعر نواز و فاضل و علامۂ عصر … صالح و محتاط و محو طاعت رب ودود
لکھنؤ سے پھر زیارت کے ارادے سے چلے … بمبئی سے باغ جنت مین کیا جا کر ورود
وصف لکھنے نظم مین تاریخ رحلت مین منیر … حاجی و زائر امیر متقی دریائے جود
سنہ ۱۲۸۱ ہجری

تاریخ رہائی خود

آج مینے قید سے پائی رہائی ای منیر … فضل حق سے یہ خوشی کی دوپہر مسعود ہو
اس جزیرہ سے سوے کلکتہ ہوتا ہون روان … الحمد اہندوستان کا اب سفر مسعود ہو
آکے بیٹھا ہون جہاز تیز رو پر شکر ہے … لنگر اوٹھا ساعت فتح و ظفر مسعود ہو
مادہ منظور ہے کہنا دعائیہ مجھے … نیک ساعت ہو کواکب کی نظر مسعود ہو
آج کے دن کی ہے یہ تاریخ صوری معنوی … روز شنبہ نیمۂ ماہ صفر مسعود ہو
سنہ ۱۲۸۲ ہجری

تاریخ غسل صحت خود و سپاس منشی غلام عباس صاحب

ہم آئے بعد رہائی سوے الہ آباد … ہماری راہبری طالع رسا نے کی
حضور حضرت منشی غلام عباس آج … ملازمت دل مشتاق بیریا نے کی
نظر اونھین کی برادر نوازیون پر تھی … جو ایسی راہبری طالع رسا نے کی
اونھین کی ہمت عالی کے سامنے تسلیم … جھکا کے سر فلک عالم سخا نے کی
زیارت شہدا سے بھی وہ ہوے ممتاز … کشش جو فیض شہنشاہ کربلا نے کی
اونھین سے رونق بزم عزا ہے مولا کی … اونھین نے کسب سعادت ہم اک بہانے کی

مین اونکی خدمتِ عالی مین خوش رہا لیکن
مصاحبت مری امراض جانگزا نے کی
مرافقت کے لئے بیخودی کبھی آئی
معاونت کبھی ضعفِ شکستہ پا نے کی
اگرچہ یاس مجھے زندگی سے تھی مطلق
مگر حیات دوبارہ عطا خدا نے کی
وحیدِ عصر حکیمِ جہان خلیل الدین
اونہین کی مدح اشارا تھین شفا نے کی
کیا اونہون نے مجھے اپنے لطف سے ممنون
بجا ہے اونکی جو خدمت مری عبا نے کی
یہ اونکے لطف و عنایات نے کیا ممتاز
کہ آکے میری ملاقات پھر شفا نے کی
منیر نے کہی تاریخ غسلِ صحت کی
شفا کمال ہی زیبا عطا خدا نے کی
سنہ ۱۲۸۲ھ

تاریخ رسیدن خود در ہندوستان

تھے قید ہم جزیرۂ دریائے شور مین
نیرنگ گردشِ فلکِ نیلہ رنگ سے
منشی سے تھے محکمہ مین کمشنر کے ہم وہان
محفوظ تھے مشقتِ بیل و کلنگ سے
انعام مین معاف ہوئے ہمکو دو برس
شکر خدا رہا ہوئے کامِ نہنگ سے
ہندوستان مین آکے رہے ہم پراگ مین
اب کانپور جاتے ہین دل کی امنگ سے
مشتاق ہین لقائے جنابِ عروج کے
طے راہِ شوق کرتے ہین جیسے پلنگ سے
کرتے ہین صید آہوئے مضمون کو راہ مین
پایا فراغ صحبتِ گرگ و پلنگ سے
فضلِ خدا سے سال رہائی کہو منیر
اب ہم گھر آئے چھوٹ کے قیدِ فرنگ سے
سنہ ۱۲۸۲ھ

ایضاً

ڈپٹی عہد گوہرِ دریائے برتری
یکتائے روزگار غلام حسین خان
خورسند ہین ولادتِ فرزند سے کمال
اللہ رکھے شوکت و رحمت سے کامران
تجویزِ نام کے لئے فرما گئے تھے وہ
یعنی وہ نام جس سے ہو تاریخ بھی عیان
جوہر دکھاؤن آئینۂ فکرِ صاف کے
مشہور ہو روانیِ کلکِ گہر فشان
تاریخ نام کی سبھی تھی فکر اے منیر
دل نے کہا محمد شایق حسین خان
۱۲۸۲ھ

ایضاً

دکھاؤن پھر طبیعت کی روانی — منیر اب موجزن ہے بحر فیضان
نئے دو نام تاریخی لکھوں اور — ہدایت یار خان — شاکر علیخان
سنہ ۱۲۸۴ھ — سنہ ۱۲۸۴ھ

تاریخ جلوس فرمانروائے رامپور در صنعت غیر منقوطہ

حاکم عالم ہوا الحمد للہ الودود — رحم دل والا ہمم ماہ سما مہر کرم
او دعا گو اسطرح لکھہ مصرع سال مراد — ہو مساعد دورہ دو حکم سرور دار اعلم
سنہ ۱۲۸۴ھ

تاریخ تالیف رسالہ عروض مخدومی جناب مرزا محمد جعفر صاحب اوج خلف جناب مرزا دبیر صاحب

جناب اوج نے لکھا جو اصول عروض — کہ جسکی مدح مین طیب اللسان ہین اہل زبان
منیر نے کہی ہجری و عیسوی تاریخ — اصول نظم معلے ہے — خضر راہ جہان
سنہ ۱۲۸۲ھ — سنہ ۱۸۶۵ع

ایضاً

غسل صحت سے ملا حضرت ذوالقدر جنگ — روح و قالب مین صفائی مصدر کی ہے
کہون اک شعر مین ہجری و مسیحی تاریخ — یہی بہان منیر اپنی تحریر کی ہے
ہوی عشرۂ ابدی عہد سرور و راحت — دہوم یہ صحت ذوالقدر بہادر کی ہے
سنہ ۱۲۸۳ھ — سنہ ۱۸۶۶ع

ایضاً

نامۂ دوستی طراز آیا — ہوئی تسکین دل کو سر تا سر
دو نون بیٹون کے نام تاریخی — ہین جو مطلوب خاطر انور
منتخب ایسا منیر لکھتا ہے — اک غنی حیدر — اک غنی اکبر
سنہ ۱۲۸۴ھ — سنہ ۱۲۸۴ھ

ایضاً

تسلیم کی مرگ نے کیا سینہ فگار — کیونکر نہ کہون نہین آہ ہر ہے افسوس
خوش گو خوش وضع خوش بیان نیک نہاد — ذی علم خدا گواہ ہر ہے افسوس
برباد ہوئی تمام محنت صد حیف — حالت سے مری تباہ ہر ہے افسوس

تاریخہاے مرگ سید ناصر علیخان بہادر ذوالقدر

حضرت ناصر علیخان سید عالی نسب — داغ حسرت بر دل اہل جہان بنہادہ ای
گشت برہم دفتر اقبال و دولت ناگہان — شد بیاض پیکرش از نقش ہستی سادہ ای
شاعری شد وا دریغا آفتاب علم و فضل — شخص رفعت از فلک زیر زمین جا دادہ ای
در غم اوشان ز شفق گردون گریبان چاک گریست — یاد ایام گیسو در غمش بکشادہ ای
مصرع سال وفاتش نظم کردم ای منیر — آسمان رای صاحب زیر زمین افتادہ ای

سنہ ۱۲[illegible]ھ

ایضاً

از واقعۂ حضرت ذوالقدر بہادر — شد تیرہ زمان در نگہ اہل زمن ہا
ذوالقدر خطاب و متخلص برزین بود — آن تازہ بہار چمن شعر و سخن ہا
بنوشت منیر آہ چنین سال وفاتش — افسوس رزین الشعرای زمن ہا

سنہ ۱۲۸۳ھ

ایضاً

منیر خستہ سراپاست در الہ آباد — رسید تا بفلک شور نالہ و فریاد
زمانہ از غم ذوالقدر در خروش آمد — ز غیب سال وفاتش چنین بگوش آمد
کجاست آن دل ایجاد و لفظ [illegible] — سر جلالت و فیض و ریاست و غیرت

سنہ ۱۲۸۳ھ

ایضاً

ز مرگ حضرت ناصر علیخان — کہ بودہ فرش راہش چرخ اطلس
رسیدہ چاک دامن تا بلبہا — الف ہا میکشد بر سینہ ہر کس
نوشتم مصرعی بر لوح قبرش — مزار اشرف میر مقدس

ایضاً

بماتم حضرت ڈپٹی صاحب — شد سیہ رخت مہ و خور ہی ہی
چہ شد آن عدل و حکومت افسوس — چہ شد آن علم و تبحر ہی ہی

سال مرگش جو زدل پرسیدم ۔۔۔ گفت ذوالقدر بہادر ہے ہے
۱۲۸۵ھ

الیضاً

حضرت ناصر علیخان سرور الاحباب ۔۔۔ جلوہ اونکا آج صحن باغ رضوان ہوگیا
تھا دل و جان سے منیر بے ہنر اونکو عزیز ۔۔۔ جان جسم قدردانی ہائے بیجان ہوگیا
ظلمت شام مصیبت کی ہے تاریخ ای منیر ۔۔۔ آفتاب برج دولت آج پنہان ہوگیا
۱۲۸۳ھ

الیضاً

بہر ذوالقدر باغ جنت مین ۔۔۔ لطف سیر چمن مبارک ہے
عوض رخت کہنۂ ہستی ۔۔۔ کربلا کا کفن مبارک ہے
جرعۂ شہد مرگ کے بدلے ۔۔۔ جام شہد لبن مبارک ہے
عالم بے ثبات کے بدلے ۔۔۔ وہ قدیمی وطن مبارک ہے
سال رحلت منیر نے یہ کہا ۔۔۔ صحبت پنجتن مبارک ہے
۱۲۸۳ھ

تاریخ مرگ خورشید علیخان صدر اعلے

رفت خورشید علیخان زینا بہشت ۔۔۔ صدر اعلے سرو سردار دیارنامی
مصرع سال بنائے لحدش گفت منیر ۔۔۔ قطعۂ گلشن فردوس مزار نامی
۱۲۸۴ھ

تاریخ چاہ

تازہ بنا ہے موضع کہرامین یہ کنوان ۔۔۔ پیش نگاہ خم سے ہے شراب طہور کا
ہے یہ بنائے خیر ولایت حسین کی ۔۔۔ پہونچا ہے تشنہ کامونکو مژدہ سرور کا
تاریخ اے منیر ہے اسکے بنا کی ہے ۔۔۔ تا باب چاہ چشمہ شیرین ہے نور کا
۱۲۸۴ھ

الیضاً

ہے ولایت حسین کا یہ کنوان ۔۔۔ موجزن اس مین آب گوہر ہے
اے خدا دیدۂ تمنا مین ۔۔۔ چاہ زمزم سے خوشنما تر ہے

رحلت نواب مستقلہ جنگ غالب جاہ
حشر برپا ہو گیا گھر گھر میں ماتم ہے یہی

مصرع واحد میں دو تاریخیں ہیں نظم میں
جوہر آئینۂ فکر مسلم ہے یہی

پہلے میں سال مسیحی بعد اس کے ہجری منیر
ہر بشر غمناک ہے انکی بڑا غم ہے یہی
۱۲۸

تاریخ الضاد در صنعت غیر منقوطہ کہ قابل غور اذکیا است و ہو ہذا

صدمۂ مرگ وہ اس سرور عالم کا ہوا
کہ ہوا درد و الم کو وہ ہمارا دل گاہ

سال اس حال کا اس طرح لکھا رو رو کر
آہ اس درد سا سرور اہل اسلام آہ
۱۲۸۳

تاریخ الضاد در صنعت ذو بحرین

ظلمت قبر میں وہ مہر چھپا
سینۂ ماہ میں ہے داغ ملال

باغ فردوس میں ہیں اب نواب
سبزہ سان ہو رہے ہیں دل پامال

ہائے اس سانحہ کے ہونے سے
ہو گئی زندگی عیش محال

کہوں تاریخ کوئی ذو بحرین
تاکہ ہو تیر لبوں پر اپنی دال

سال اس واقعہ کا ہے یہ منیر
چھپ گیا مشتری بہشت نوال
۱۲۸۳

تاریخ ذو بحرین بنائے مسجد در بحر متقارب مثمن سالم و بحر مسدس محذوف

بنا خوب اس کی یہ بقعہ ہمایوں
جسے دیکھ کر شاد ہیں زاہد

منیر اسکا یہ سال اچھا ہے لکھ دو
نمود ارب ہے یہ خیر المساجد

تاریخ رحلت سلطان العلما برہان الفقہا سید المتکلمین سند المجتہدین
مجتہد العصر و الزمان طاب ثراہ

حضرت سید محمد نائب جد ہدیٰ دین
رفت از دنیائے فانی شد بجنت جاگیر

بے بدل در فقہ و تفسیر و احادیث و داد
حجۃ الحق آیۃ اللہ مقتدائے بے نظیر

در الٰہی و طبیعی و ریاضی و کلام
بود فیض عام او مانند خورشید منیر

متقی و عادل و مسند نشین اجتہاد
وارث علم نبی علامۂ روشن ضمیر

ذی التصانیف الکثیرہ سید عالی نسب
دیگر باری کف پر نور او ابر مطیر

منہدم شد و ادریغا کعبہ ایمان و شرع
نیلگون پوش است اندر ماتمش گردون پیر

آنکہ بحر حفظ جانش آمد اندر قتل عام
لشکر زنبور از حکم خدا و تقدیر

زائران روضہ اش کرد بیان آسمان
مرقد پاکش مطاف ہر صغیر و ہر کبیر

خامہ معجز نگارش بہر قتل منکران
بود گویا ذو الفقار ضیغم رب قدیر

بہر تاریخ وفات آن ملاذ الاصفیا
سال ہجری و مسیحی فکر کردم اے منیر

یافتم در مصرع واحد دو تاریخ اینچنین
وائے خضر عقل کل ہے ہے امام بے نظیر

ایضاً

قبلہ و کعبہ و ہمنام رسول عربی
زیں جہان رفت و بجنت شدہ داخل ہے ہے

حیف گردید شبستان شریعت تاریک
منخسف گشت وریغا مہ کامل ہے ہے

آہ کز مسند فیضان و افادت برخاست
بادشاہ علما صدر افاضل ہے ہے

فلک علم و ہدایت شدہ بے نور و ضیا
جوہر قدسی و پرچیس شمائل ہے ہے

مصرع سال وفاتش بقلم داد منیر
اشرف المجتہدین اوحد عاقل ہے ہے

ایضاً

بگذشت جامع مجتہد العصر و الزمان
کردند سینہ چاک اولی الاحترام عصر

تاریخ در فضائل او گفتم اے منیر
حامی خاص و نائب پاک امام عصر

ایضاً

رفت چون مجتہد العصر بفردوس برین
دفتر دین و شریعت شدہ برہم افسوس

یافت این مصرع تاریخ منیر از ہاتف
عقل حاوی عشر و قبلہ عالم افسوس

ایضاً

جناب قبلہ و کعبہ رہ عدم پیمود
رسید تا فلک آہ و نالہ جمہور

مجدد و مائۂ ثالثہ پس عشر آہ — معین دین نبی خاصۂ خدا کے عفو
بخفت در لحد و چشم از جہان بربست — بسان روح قدس شد ز دیدہ ہا مستور
بزیر خاک سپید و چہ سرتابان را — جہان دین نبی شد ز دیدہ ہا بےنور
زہے مزار شریفش مطاف عالم قدس — خوشا حریم جنابش فروغ جلوۂ طور
زمین روضۂ پاکش بدیدۂ حق بین — بہ رنگ سینۂ عارف ز نور حق معمور
منیر سال بنائے حریم پاکش گفت — جناب مرشد کل مرجع ملائک حور ۱۲۹۸ھ

ایضاً

سفر دنیا سے جس دم قبلہ و کعبہ نے فرمایا — ہوئے فردوس میں داخل بنا ہے خوش گزین
ملائک بہر استقبال آئے عرش اعظم سے — جگہ اللہ نے دی سایۂ دامان حیدر میں
منیر اسکی خبر تاریخ میں یہی مجکو ہاتف نے — ہمایوں رتبۂ کامل ملازم پیغمبر میں

تاریخ بنائے مسجد

ہوئی طیار عجب مسجد پاکیزہ بنا — جس سے ہے دیدۂ اسلام و عبادت پرنور
اے منیر اسکی یہ تاریخ بنا ہاتھ آئی — کعبۂ اہل ورع سایۂ بیت المعمور

ایضاً

چہ مسجد خجستہ بنا — کامل دین را بود عبادت گاہ
زبان منارہ سے گوید — انہ لا الہ الا اللہ
فیض سے بارد از در و بامش — ہمچو ابر مطیر شام و پگاہ
بانیش باد از عنایت حق — در جہان کامیاب خاطر خواہ
سال تعمیرش اے منیر بگو — منزل حق مثال بیت اللہ ۱۲۹۳ھ

تاریخ

بخدام جناب منشی عصر — حصول شادی راحت مبارک

جناب رشک خداوند کشور معنی — خدیو ملک بیان و شہ جہان سخن
کلیم طور فصاحت خلیل کعبہ علم — فروغ طبع منیرش چو وادی ایمن
ز کربلائے معلی سوئے بہشت شتافت — بصحن روضہ شبیر یافتہ مدفن
به بزم پنجتن پاک جائے او بادا — بنور آل نبی شمع تربتش روشن
منیر سال وفاتش حنین شنید از غیب — کہ واے مردہ ملاذ ائمہ این فن

قطعہ تاریخ رحلت افتخار الدولہ ہدایت علیخان بہادر عرف مہراج میوا رام اصلہ اللہ دار السلام

افتخار الدولہ میوا رام مہراج زمن — والہٰ نام علی و تابع شرع نبی
مسند آرائے امارت مہر برج احتشام — ابر جود و قلزم فیاضی و دریا دلی
آبروے زہد و تقوے گوہر بحر ورع — صائم ہر روز و شب زندہ دار دائمی
گنجہائے شائگان صرف عزاداری نمود — کس ندیدم ہمچو او در لکھنؤ راد و سخی
اکتساب دولت حج و زیارتہا نمود — شد مقیم کربلا در خدمت سبط نبی
شہرہ شد اوصاف حسنے در ہند و ایران و عرب — ذکر خیرش بر زبانہا ہم خفی و ہم جلی
در ثبات و صبر و تسلیم و رضا و احتیاط — از میان اہل ایمان بردہ گوئے فوقی
عالیا رخت سفر بربست در کرب و بلا — ساکن گلزار جنت گشت چون سرو سہی

سال مرگ اند صفاتش نظم کردم اے منیر
دین پناہ و صالح و زردار امیر و متقی

تاریخ ولادت فرزند نواب آغا سید علی حسن خان بہادر لکھنوی دام اقبالہ

پسر آغا حسن علی خان است — جلوہ گر ہمچو مطلع خورشید
صدر آرائے بزم فیضان است — خضر را ہست حب جاوید
سرو بستان سرور است مگر — از تواضع خمیدہ صف بید

پسرے یافت از عنایت حق ۔۔ خانه اش گشت مطلع خورشید
یا الٰہی مبارکش بادا ۔۔ با ہزاران مسرت جاوید
مثل من جمله آرزومندان ۔۔ شاد گشتند ازین خجسته نوید
سال میلاد نظم کرد منیر ۔۔ شمس برج شرف مه امید ۱۲۸۵

تاریخ ولادت فرزند مخدومی جناب حافظ مقبول حسن خان صاحب

خالق نے دیا حضرت مقبول حسن کو ۔۔ فرزند نہ یہ گوہر درج سعادت
کہتا ہوں منیر اوسکی مین تاریخ تولد ۔۔ مسعود ہے اوج قمر برج سعادت ۱۲۸۵

تاریخ ذوبحرین براے نواب دوله صاحب بہادر کانپوری

طبع نواب کو یہ رنج ہوا ۔۔ جلگیا دشمنوں کا ادلٹا ہاتھ
بیٹھے تاریخ لکھی ذوبحرین ۔۔ ید بیضا ہوا یہ زیبا ہاتھ

قطعهٔ تاریخ کتخدائی مرزا ہادی حسین صاحب عطارد خلف اصغر جناب استادی و ملاذی مرزا دبیر صاحب مدظله

مدام باد مبارک بقبلهٔ فصحا ۔۔ سرور و عشرت فرخنده طوی پور سعید
گل ریاض مراد جناب پاک دبیر ۔۔ که قفل باب سخن را زبان او ست کلید
فروغ اختر ہادی حسین را نازم ۔۔ که سر ز جیب چنین آفتاب نور کشید
کلیم طور معانی است والد پاکش ۔۔ بس است این شرف نام و فخر جاوید
پدر به پروده علم و کمال ابو الاباست ۔۔ روا ست ناز کند گر به پسر بخت سعید
زهی که روز همایون و ساعت مسعود ۔۔ بعون ایزد وهاب کدخدا گردید
[illegible] بهار ریاحین [illegible] بزم [illegible] ۔۔ که آسمان گل خورشید [illegible] چید
[illegible] این خجسته انجمن بزم ۔۔ [illegible] بحجت [illegible] فشان گردید
[illegible] است عطارد تخلص عالیشان ۔۔ [illegible] الهی [illegible] حمید

منیر مصرع تاریخ این عروسی گفت
نشاط روح قران عطارد و ناہید

قطعہ تاریخ ختم افسانہ تصنیف حیدر علیخان بہادر

بحکم فیض حیدر علی خان بہادر ۔۔۔ امیر معظم وحید زمانہ
چو تصنیف فرمود این قصہ نو ۔۔۔ کہ در آب و تاب است دُر یگانہ
معانی نایاب الفاظ شستہ ۔۔۔ بہر نکتہ صد شوخئ آسوانہ
ز من خواست تاریخ ختم کتابش ۔۔۔ زدم غوطہ در قلزم بیکرانہ
منیر آمد این گوہر نو بدستم ۔۔۔ پریخانہ حسن نامی فسانہ
سنہ ۱۲۷۵ھ

ایضاً

چو گردید ختم این کتاب ہمایون ۔۔۔ کہ اکسیر بود جان جسم فصاحت
منیر اینچنین سال ختمش نوشتم ۔۔۔ زہے شمع مجلس طلسم فصاحت
۱۲۸۴ھ

ایضاً

قصہ یہ بے نظیر ہے افسانہ لاجواب ۔۔۔ دشوار وصف خامۂ معجز نگار ہے
فقروں سے آشکار ہیں بجلی کی شوخیاں ۔۔۔ ہر سطر نشتر رگ ابر بہار ہے
کہتا ہوں اس طلسم کی تاریخ اے منیر ۔۔۔ یہ داستان ہوش ربائے ہزار ہے

تاریخ وفات مرزا اسد اللہ خان غالب دہلوی سامحہ اللہ بالمغفرہ

آن غالب دہلوی کلیم دوران ۔۔۔ سلطان سخن غلام آل یٰسین
در نظم و زبان فارسی داشتے دہیم ۔۔۔ در نثر بمسند افادات تمکین
بر داشتہ رخت ازین سرائے فانی ۔۔۔ یارب برسانیش بفردوس برین
دنیاست سیہ بدیدۂ اہل سخن ۔۔۔ در برج لحد چو رفت آن مہر مبین
تاریخ وفات او چنین گفت منیر ۔۔۔ آہ افصح عصر و حیف ثانی حسنین
سنہ ۱۲۸۵ھ

بنا بر تہنیت میلاد فرزند جناب نواب آغا حسن خان صاحب بہادر دام اقبالہ غیر منقوطہ

سرور والا گہر دہر یدا — داور عالم ولد سعد داد
مصرع مسعود سرودہ منیر — مدح سرور آمدہ عمر مراد
۱۲۸۵ھ

ایضاً

مسعود بود این ولادت — ہر جان و دل حضور پر نور
منقوط و بے نقط پے نذر — نظم تاریخ ہست منظور
گفتم پے جشن فیض خیزے — گردد سرور مدام مسرور
۱۲۸۵ھ

تاریخ غیر منقوط غسل صحت نواب دولہ بہادر در کانپور

سرکار کا ہر درد و الم دور ہوا — آرام و سرور داور عصر کو ہو
ممدوح کا دور عام ہو عہد مدام — عمر فلک اس دادگر عصر کو ہو
لکھ کلک منیر مصرع سال مراد — مسعود آرام سرور عصر کو ہو
۱۲۸۵ھ

قطعات تاریخ انتقال جناب منشی رجب علیخان ارسطو جاہ بہادر

جناب قبلۂ ایمان رجب علیخان مرد — سپہر عالم تقوے مقدس و عادل
امیر و سید عالی نسب محقق عصر — خلیق و زائر و حاجی و عالم و فاضل
معین مذہب حق ناصر ائمۂ دین — مدام قالع بنیان شبہ باطل
گل ریاض ہدایت بہار علم کلام — سپہر فقہ و احادیث راہ کامل
بشوق کوثر و تسنیم و باغ جنت گشت — غریق رحمت حق آن محیط بے ساحل
ز مرگ او عمل و علم و فضل و دین بیکس — ز ماتمش خرد و ہوش بیخود و بیدل
منیر مصرع تاریخ رحلتش بنوشت — بزم مہدی دین رفت ناصر کامل
۱۲۸۶ھ

ایضاً

سید پاک چو رفت از دنیا — یافت خوش مسکن پاک فردوس
کرد سال سفرش نظم منیر — شده در گلشن پاک فردوس
۱۲۸۶ھ

ایضاً

رونق ایوان ایمان ناصر آل نبی — داد دنیا رخت خود بربست از این حشمت سرا
سال ہجری ہر دو گفتم اے منیر — اختر شرق حکم ۱۲۸۶ھ — خورشید اوج علم ما ۱۲۸۶ھ

ایضاً

در عزا سے تشنہ لب تشنہ و مذبوح قفا — عمر این سید التقی بسر آمد اینک
خواند ہاتف ز فلک مصرع تاریخ منیر — بدر گلشن فردوس در آمد اینک
۱۲۸۶ھ

تاریخ بے نقط ارسطو جاہ مذکور

علامۂ والا گہر و سرور ادرم — مہر کرم و ماہ ہمہ را مطلع
در دار عدم در آمدہ داور دا — آسودہ در محل عمدہ اوسع
دل مصرع سال مرگ ممدوح سرود — راس علما سرور اعلم ادرع
۱۲۸۶ھ

ایضاً ذو بحرین

مرد این جعفرے دین پرور — خضر پیروی احمد د آل
قطعۂ تازہ تر ذو بحرین — شد منیر آبروے شخص کمال
سال این تیرگیٔ غم گفتم — ہاے آن مشتری برج جلال
۱۲۸۶ھ

ایضاً

افسوس کہ آن قبلۂ دین کعبۂ شرع — بگذاشت جہان و در تہ خاک آسود
تاریخ وفاتش اینچنین گفت منیر — در گلشن جنت بود آن مجمع جود
۱۲۸۶ھ

ایضاً

چون ارسطو جاہ لقمان عقل یکتاے زمن — سید عالی نسب پاکیزہ طینت دین پناہ

فصل علم و اتقا توام بذات پاک او
جلوه گر ایمان ز سیمایش چو نور مهر و ماه

بارجب لفظ علی و خان اگر یکجا کنی
نام پاکش نقش لوح دل شود بر اشتباه

کرد در برج لحد آن نیر ایمان غروب
شد زمین و آسمان در چشم اهل حق سیاه

در شبستان غم آن ماهتاب برج دین
بر کف هر کس چراغ داغ دل با دود آه

شد بنا چون روضهٔ مرحوم علیین مآب
قدسیان را در طوافش یافتم شام و پگاه

گفت تاریخ بنائے قبر آنحضرت منیر
این مزار جنت آسا مسکن نور الله
١٢٨٦ھ

ایضاً

روز ما شد سیه درین ماتم
رفت آن مهر برج ایمان حیف

آن هما جنت آشیان گردید
طائر علم گشت نالان حیف

شام در ماتمش پریشان مو
چاک زد صبح جیب و دامان حیف

مثل تو ذر غریب شد ایمان
رفت چون آن نظیر سلمان حیف

سال مرگش چگویم آه منیر
اعلم الکل رجب علی خان حیف
١٢٨٦ھ

رحلت ارسطو جاه

حاجی و زائر کریم و فاضل نامی کبیر
قطع جس پر جامۂ فضل و سیادت ہو گیا

فیض میں ابر بہاری خلق میں عطر بہشت
رہبری میں خضر صحرائے ہدایت ہو گیا

قافلے اشکوں کے ہر سو خاک اڑاتی پھر رہی
ہائے گم وہ یوسف مصر مروت ہو گیا

ناصر آل پیمبر جان نثار اہلبیت
کشت اہل دین کی خاطر ہجرت ہو گیا

شصت و سہ سالہ جو اوس مقبول حق کا سن ہوا
مقتدائے عصر سلطان رسالت ہو گیا

جس مہینے میں گئیں دنیا سے جنت کو بتول
وہ مہینا اس تقی کا ماہ رحلت ہو گیا

تھا اسی تاریخ کو دنیا سے حیدر کا سفر
بیسویں کو یہ بھی عازم سوئے جنت ہو گیا

جان نکلی یوم اثنین و قریب نیم روز — پیر و خاص شہنشاہ نبوت ہو گیا

مرتبہ عالی ملا اتنی شرف حاصل ہوئی — کامیاب خدمت شاہ ولایت ہو گیا

جب گیا درگاہ خالق میں وہ علیین مآب — تاج نور و خلعت رضوان عنایت ہو گیا

اس شب تاریک غم کی ہے یہ تاریخ اے منیر — ولے مہمان مہر تابان ہدایت ہو گیا

سنہ ۱۲۹۶ھ

تاریخ رحلت سید فرزند علیخان فرخ

سید عالی فرزند علی خان خوش سیر — متقی و زاہد و ذی جاہ عالی خاندان

شاعر کامل و حمید الدہر ممدوح زمن — گوہر بحر فصاحت افصح معجز بیان

علم دین میں تو ارسطو جاہ کے شاگرد تھے — میرزا سرخوش سے فن شاعری میں کامران

کون سرخوش خاص قاآنی کے شاگرد رشید — کون سرخوش شاعر عیسی نفس معجز بیان

کردیا فرخ تخلص سید ممدوح کا — دیکھکر استاد نے اسکے سخن میں سحر بیکران

ہند سے سوے خراسان جب زیارت کو گئے — صحبت سرخوش میں کہلی خوب تکمیل زبان

اور شاگردونکو بہی اصلاح دیتے تھے بہی — نور استادی عیان تہا مثل ماہ آسمان

فارسی میں نظم کی اک مثنوی بے نظیر — چار فصل سال کے ہیں جسمین اسرار نہان

ملک میں کے وزن پر اک مثنوی پہر نظم کی — جسمین حسن و عشق کی موزون ہوئی ہے داستان

سالہا ایران میں رہ کر چلے سوے عرب — کرکے دورہ کی زیارت پائی فیض جاودان

مثنوی کی اس سفر کے حال میں پہر اک نظم — جسکی ہر اک بیت ہے ہم پہلوے قصر جنان

نظم کر دی حدیث پاک اعجاز البساط — مخزن اسرار کی ہے طرز اوسکی بیگمان

قصہ تہا بحر تقارب میں کہین اک مثنوی — اہل اعجاز ائمہ جسمین ہو گوہر فشان

تاکہ یہ خمسہ ہو مانند نظامی جلوہ گر — ہو گیا کوتاہ لیکن رشتہ عمر روان

چہپ چکے جو ان کے قصائد ہو گئے ہیں مشتہر — اے منیر اوس جلد کو میں جانتا ہون حرز جان

ہر قصیدہ بلکہ ہر اک شعر ہے سحر حلال — سحر کیا آیۂ اعجاز ہے وہ بیگمان

کیا فصاحت کیا بلاغت کیا مضامین بلند ... کیا سلاست کیا متانت کیا شفاقت ہے عیان
اصطلاحات وکنایات استعارات بدیع ... جلوہ گر ہر حرف سے حسن معانی و بیان
لہجۂ اہل عجم کے کیون نہ جوہر ہون نمود ... ہے زبان فارسی مانند تیغ اصفہان
ہائے ایسا جامع تقوے و زہد و علم و فضل ... ہوگیا دنیا سے عازم جانب باغ جنان
اسطرف شرح فضائل مین ہے قاصر ہر زبان فکر ... اوسطرف طول سخن ہے طبع سامع پر گران
اشک خون جاری ہین چشم اہل علم و فضل سے ... چاک دامان و گریبان کر رہے ہین نکتہ دان

مصرع تاریخ ہاتف نے کہا یون سے منیر
آہ مداح ائمہ ناظم معجز بیان
۱۲۹۶ھ

ایضاً

آہ مولانائے نامی قبلۂ ارباب فضل ... آنکہ ہمچون مہر تابان بود در ہند و عجم
بے نظیر عہد فرزند علیخان عرش قدر ... رخت بربست از جہان و رفت در باغ ارم
در صفاتش مصرع تاریخ گفتم اے منیر ... شاعر و علامہ و زوار و سید با کرم
۱۲۸۶ھ

ایضاً

رفت چون حضرت فرزند علیخان بہشت ... گشت گلزار جہان وادی وحشت ہے ہے
سفر علم و عمل فضل و خرد ویران است ... چہ شد آن یوسف کنعان فضیلت ہے ہے
سر واین مصرع بیساختہ گل کرد منیر ... اہل دین بلبل بستان فصاحت ہے ہے
سنہ ۱۲۸۶ھ

ایضاً

جناب شاعر بیمثل مولوی فرخ ... ہمیشہ سے کتب علم و فضل کے بانی
گئے جہان دنی سے سوئے بہشت برین ... برنگ غنچہ معطر ہے قبر کا بانی
منیر نے یہ کہا سال مرگ رو رو کر ... جوار رحمت حق مین ہوئے ہین اب ساکن
سنہ ۱۲۸۶ھ

ایضاً

رفت از باغ جہان جانب گلزار جنان / سرو بستان ہدی آہ جناب فرخ
در ہر مصرع طوبی چو معانی جا کرد / افتخار شعرا آہ جناب فرخ
بہوائے چمن خلد برین بال کشاد / زینجہان ہیچ ہما آہ جناب فرخ
جائے خود دید بہ نزہت کدۂ محمد حسین / مادح آل عبا آہ جناب فرخ
طائف کعبۂ رضوان الہی گردید / خضر راہ خدا آہ جناب فرخ
ماند در ماتم آن سید عالی وجاہت / بر زبان و دل ما آہ جناب فرخ

چون نگویم عوض مصرع تاریخ مشیر
قبلۂ اہل صفا آہ جناب فرخ
١٢٨٦ھ

ایضاً

مسند آرائے فصاحت آج دنیا سے گیا / کشور معنی ہے مثل دشت ویران ہائے ہائے
کیوں نہ ہو تاریک عالم دیدۂ انصاف میں / ہو گیا پنہان وہ خورشید درخشان ہائے ہائے
عالم و فاضل زباندان محقق اٹھ گیا / چاک ہے صاحبدلوں کا جیب و دامان ہائے ہائے
دفتر دل غم میں اوس مجموعۂ اوصاف کے / منتشر ہے مثل اوراق پریشان ہائے ہائے
مصرع تاریخ ہاتف نے کہا نظم اے مشیر / ہادیٔ اسلام فرزند علی خان ہائے ہائے
١٢٨٦ھ

ایضاً

داور لقا محمد حضرت فرخ اینست / مدفن قبلۂ ارباب فضیلت ہے یہ
آہ فرزند علی خان ملائک اوصاف / جامہ بگذاشت پئے حلۂ جنت ہے یہ
عیسوی سال رقم کرد سر لوح مشیر / مدفن عیسیٔ اعجاز بلاغت ہے یہ

تاریخ طوی ولیعہد بہادر ریاست رامپور

از نوید طوی محمود ولیعہد حضور / غرفۂ ایوان عشرت گشت گوش آسمان
جمع کونین در یک سقف نورانی نگر / رامپور امروز باشد مرجع ہر دو جہان

یہ مصرع تاریخ منیر اور کہا ہے
نقش قدم شاہ امم سجدہ گہ دہر

سنہ ۱۲۸۶ھ

ایضاً

سبحان اللہ گنبد عرش نظیر
سجدہ میں ہے جسکے زائر ان پر فلک
تاریخ بنا منیر نے موزون کی
نقش قدم شریف مسجود ملک

سنہ ۱۲۸۶ھ

ایضاً

حبذا گنبد عالی وز سے تنویرش
از پئے کعبۂ دین رکن رشید اینجاست
مصرع سال بناہم از غیب منیر
گنبد نقش کف پای محمد اینجاست

سنہ ۱۲۸۶ھ

ایضاً

خوشا تعمیر این برج ہمایون
در ایام خوشش و اوقات محمود
منیر از بہر تاریخش نوشتم
زیارتگاہ نقش پای مسعود

قطعہ تاریخ ولادت فرزند منشی آغا سخاوت علی خان صاحب خلف الرشید جناب میرزا حاتم علی صاحب مہر داماد میر وزیر علی صاحب صبا

جناب مہر درخشندۂ سپہر شرف
کہ ہست بخت سخن را از و زمانہ اوج
شد از ولادت فرزند پور خود مسرور
رسید تازہ گل باغ جاودانہ اوج
سنین ہجری و ہم عیسوی نوشت منیر
بہار باغ نوید و چراغ خانہ اوج

۱۲۸۶ھ — ۱۸۷۰ع

ایضاً

میرزا حاتم علی تابندہ مہر
قرۂ راہ شہ بدر و حنین
دید از فضل خدا و ند کریم
جلوۂ نور نگاہ و نور عین
نام تاریخی ز من جست اے منیر
گفتمش آغا حمید الدین حسین

ایضاً غیر منقوطہ

آمدہ مولود عطا رد کمال
طالع او مطلع مہر و ماہ

مادۂ سال دل ما سرود | در و سرور گل عمر مراد

ایضاً — سنہ ۱۳۱۶ھ

حضرت مہر ہیں پوتہ کی ولادت سے شاد | مطلع فضل خدا سے مہ انور نکلا
عمر و اقبال و سعادت میں ہو یارب ہمیشہ | سب کہیں جد و پدر سے بھی یہ بہتر نکلا
ساتھ اس مژدہ کے فرمایش تاریخ ہوئی | دل میں ارمان جو تھا نظم سے اندر نکلا
عیسوی مادہ ہے ریختہ کلک منیر | مہر کے چاند سے کیا عمدہ یہ اختر نکلا

قطعہ تاریخ تعمیر امام باڑہ میر خادم حسین صاحب زمیندار مخدوم پور

میر خادم حسین نیک سیر | باشدش [illegible] مخدوم پور مقام
جا بسادات [illegible] باشد | ہست صرف امور خیر مدام
ساخت در وے امام باڑہ تو | تا دہد ماتم حسین نظام
خواست تاریخ ای منیر از من | شدم از شہد فکر شیرین کام
سال آغاز این بنا گفتم | تعزیہ خانۂ جناب امام

ایضاً

جو ساخت سید خادم حسین فی ہمت | امام باڑہ مستحکم و وسیع و جدید
منیر مصرع تاریخ این عمارت گفت | لطیف پاک عزاخانۂ امام شہید

قطعہ تاریخ مثنوی فقیر محمد خاں صاحب فقیر ساکن شاہجہان پور

اس نسخہ کو دیکھا جو منیر اہل سخن نے | تعویذ شفا سے دل رنجور بنایا
ہاتف نے کہا مصرع تاریخ بھی | ہمشکل پری خانہ معمور بنایا

ایضاً مثنوی اندر سبھا فقیر محمد خاں

جب فقیر خوش بیان نے نظم کی اندر سبھا | ہو گیا یہ بولتی محفل میں تجلے طور کا
شعر یاں غزلیں جھلکتی ہیں شراب [illegible] | کیف چشم و گوش نے پایا مئے انگور کا

قبلۂ عالم و اسلام پناہ ۔۔۔ آسمان اوج و کواکب خدام

گفت تاریخ منیر از پئے نذر
کہ زہے اسپ جوان برق خرام
۱۲۸۹ھ

قطعہ تاریخ عطیہ انبہا

نواب سخی کلب علیخان کے کرم سے ۔۔۔ دنیا میں غنی خاص سے تا عام ہوئے ہیں
ہر چند کہ ناچیز ہوں لیکن میرے حق میں ۔۔۔ افضال فراوان سحر و شام ہوئے ہیں
ان روز و نمین کھلوائے ہیں وہ آم کہ جنکی ۔۔۔ گٹھلی سے خجل پستہ و بادام ہوئے ہیں
تاریخ سہ و مہر انہیں آموں کے آگے ۔۔۔ بد رنگ برنگ ثمر خام ہوئے ہیں
ہاتھ آ گئی اس میوہ کی تاریخ منیر آج ۔۔۔ سیب ذقن حور یہی آم ہوئے ہیں

سنہ ۱۲۸۹ھ

ایضاً

حضور نے مجھے کھلوائے ایسے شیرین آم ۔۔۔ کہ ہے حلاوت جان ذائقہ پر اونکے نثار
یہ وصف اونکا ہے تاریخ میوہ ہیں منیر ۔۔۔ بجا یہ پھل ہیں ترنج طلائے دست افشار
۱۲۸۹ھ

تاریخ

الحق جناب سید محمد حسین ہیں ۔۔۔ برج سپہر علم و فضیلت کے آفتاب
ہے یہ کتاب اونکے افادات خاص سے ۔۔۔ ممدوح اہل علم ہے مطبوع شیخ و شاب
تاریخ اختتام کی اوسکی کہی منیر ۔۔۔ اخلاق کی کتاب ہے پاکیزہ لاجواب
۱۲۸۹ھ

ایضاً

چون یافت حسن اتمام این نسخہ لطیفہ ۔۔۔ ہر لفظ و معنیش شد ہر نکتہ سنج مائل
گفت ای منیر ہاتف تاریخ اختتامش ۔۔۔ باب پسند دلہا این جامع الفضائل

تاریخ رحلت بیگم صاحبہ محل نواب والاجاہ بہادر لکھنوی ۱۲۹۰ھ

بانوی نواب والا جاہ جنت کو گئیں ۔۔۔ جو رضا سے حق کی ہیں نہیں ہمیشہ طالب

ملاذ الاعاظم قبلہ اکابر و رفاحم حضرت مہدی علی خان صاحب بہادر رامپور طاب ثراہ

حضرت مہدی علی خان بہادر کوہ علم — اوج بخشش صدر رفعت ہمچو مہر آسمان
گوہر دریائے دانش بحر زخار کرم — قدر دان ہر سخنور شاعر شیرین بیان
بود خلقش روح پرور چون نسیم باغ خلد — دست فیضش در ریاض دہر ابر گلفشان
آہ و اویلا کہ آن سر دفتر اہل ہمم — رخت بربست از جہان و سوئے جنت شد روان
سال تاریخ وفاتش نظم کردم اے منیر — ہمنشین پنجتن ممدوح حق زیب جنان

ایضا — ۱۳۰۹ ہجری

بمرگ حضرت مہدی علی خان — ز ہر دل نالہ خیزد پیاپے
چو بوئے گل ازین گلشن برون رفت — بہار بوستان فیض شد طے
دریغ آن شوکت و شان امارت — دریغ آن حلم و خلق و ہمت وے
عزادار حسین ابن علی بود — ازین رہ سوگوارش ہست ہر شے
منیر این مصرع تاریخ گفتم — امیر عالی و فیاض ــــ ہے

ایضا — ۱۳۰۹ ہجری

قیامت ہے سر سے یہ ہوا ہم — بجا ہے جو ہو سب کی حالت تباہ
کہ مہدی علی خان بہادر نے حیف — زمانہ سے کی باغ جنت کی راہ
اٹھا ہائے ایسا امیر سخی — کرم دستگاہ و مروت پناہ
ہوئے خونفشاں دیدۂ ماہ و مہر — زمانہ ہے چشم فلک میں سیاہ
سر لوح تربت رقم کر منیر — امیر سخی کی ہے یہ قبر آہ ۱۳۰۹ھ

تاریخ رحلت مجتہد العصر حضرۃ العلما مولانا حضرت سید محمد تقی لکھنوی طاب ثراہ

سید تقی آنکہ مجتہد عصر بود — سیلان دو گوہر ــــ [illegible]

نورِ افتادِ علم و زہد منش — قندیل درون کعبہ رفتہ
آباد از وے مدینۂ شرع — زو بود سکون کعبہ رفتہ
لبیک بداعیِ اجل گفت — آن راہ نمون کعبہ رفتہ
بنوشت منیر سالِ فوتش — افتادہ ستون کعبہ رفتہ

تاریخ انتقال جناب نواب والاجاہ بہادر لکھنوی

تیغِ مرگِ حضرت نواب والاجاہ سے — ہر جگہ بیتاب مثل طائر بسمل ہے آہ
حاجی و زوار و فیاض و امیر ابن امیر — جلوہ فرمائے لحد ایسا کامل ہے آہ
علم میں بے مثل اخلاق و کرم میں بے نظیر — صدق خود میرے سخن کا شاہد عادل ہے آہ
متقی و شاعر و شاعر نواز و کوہ حلم — آج زیر خاک وہ علامہ فاضل ہے آہ
مصرع تاریخ کہتا ہوں یہی حق حق سے منیر — ماتم نواب والاجاہ زخم دل ہے آہ

ایضاً تاریخ مرگ نواب والاجاہ بہادر مرحوم

حضرت نواب والاجاہ ما — سرور و ہم سید نیکو سرشت
چون نظر بر جلوہ فردوس کرد — دامن ہستی ز دست خود بہشت

گفت تاریخ دعا سید منیر
یا الٰہی باد جایش در بہشت

تاریخ رحلت مرزا محمد اخباری لکھنوی

فاضل اخباری و ہم زینت بزم عزا — حضرت مرزا محمد آنکہ بد شیوا زبان
زین جہان بشتافت تا گلشن جنت بجنان — در فراقش خون فشان گردید چشم دوستان
سال مرگش [illegible] نظم کردم ای منیر — عالم اخباری و زوار و پاکیزہ بیان

تاریخ رحلت جناب حجۃ الاسلام حضرت مرزا علی نقی حائری کربلائی مجتہد عراق طاب ثراہ

ایضاً

شان و شکوہ این در عالی چو گوئیت — از حشمت فزون ز حد قیاس و خرد بود
سال بنا بطرز دعا گفتم اے منیر — این آستانہ مرجع عیش ابد بود

١٢٩٠ ہجری — ایضاً

ہمایون باد این دروازۂ نو — کہ بادا حشمش پیوند ارباب ہمت
منیر از من شنو سال بنایش — در عالی و فتح الباب ہمت

١٢٩٠ ہجری — ایضاً

دلکشا بازار زیبا ہے دکانیں خوب تر — بام پیکر و مکین زہرہ پیکران خوش جمال
نظم کی اس چوک کی تاریخ بنا اے منیر — جلوۂ بازار نورانی دکانیں بے مثال

١٢٩٠ ہجری — ایضاً

چار سوے دہر میں کی سیر ہم نے جابجا — ایسی رونق پر نہیں دیکھی کبھی بازار میں
مصرع تاریخ کیا دلچسپ پایا اے منیر — جنس عیش عالم ارزان ہے اسی بازار میں

قطعات تاریخ وفات نواب واجد علی خان رضوان کہ از ارشد تلامذہ بود

چو نواب واجد علی خان رضوان — کہ بود است فخر سخن طبع پاکش
بیان و معانی و الفاظ مضمون — ہمہ بندۂ طبع اعجاز ناکش
بسر پنجۂ طبع خود بود دائم — چو شانہ بزلف سخن در کشاکش
گذشت از سر جان بعیش جوانی — سپردند چون گنج در زیر خاکش
ز بس در تلا سید من بود ناحی — بلا کم نمود آہ رنج ہلاکش
منیر این چنین سال مرگش نوشتم — مجلد برین دایما جاے پاکش

١٢٩١ ہجری — ایضاً

مرگ واجد علیخان رضوان سے ہے — میری نظروں میں اندھیرا ہے تمام جہان
شاعری کا عزا خاک میں مل گیا — ہائے دنیا سے ایسا اٹھا نکتہ دان
جب ہوئی مشق کامل تو آئی قضا — میری تیس سالہ محنت ہوئی رائیگان
حیف ایسا سخن سنج عالی نسب — ذی کمال و شرف صاحب عز و شان
کی دعا سے تاریخ نظم سے منیر — واہ بیا جائے رضوان ہو خرم جنان

قطعہ تاریخ بناے عیدگاہ — ١٢٩١ ہجری

حضرت کلب علیخان بہادر جم شکوہ — سرور حاتم سخاوت رستم دشمن گداز
حامی دین ناصر اسلام و خاقان احتشام — داور دارا حشم اسکندر عالم نواز
عیدگاہ نو بحکمش تعمیر شد — گشت ابواب مسرت بر رخ اسلام باز
بر فضاے آسمان ہر ذرہ اش چشمک زند — دامن صحنش کند بر چاہ و مہتاب ناز
مصرع تاریخ تعمیرش چنین گفتم منیر — عیدگاہ خسرو اسلام دین جاے نماز

ایضاً — ١٢٩٠ ہجری

بنواب کلب علی خان بہادر — مبارک بود جشن عید خجستہ
زہے عیدگاہے کہ معمار حکمش — بکلک بدایع رقم نقش بستہ
چہ نقشش ہمایون کہ از بس بلندی — ز کرسی نہ چرخ برتر نشستہ
ازین عیدگہ پایۂ شرع محکم — دل کفر چون پشت کافر شکستہ

منیر این چنین گفت سال بنایش
پئے اہل دین عیدگاہ خجستہ
١٢٩٠ ہجری

تاریخ ولادت پسر لالہ بجی بہادر فتحپوری

بجے بہادر مخلص نواز کو یا رب — ولادت پسر نامور مبارک ہو
لکھا ہے نامہ جو تاریخ بھی طلب کی ہے — مجھے بھی اب یہ خوشی کی خبر مبارک ہو

چھٹی میں شوق ملاقات سے بلایا ہے
یہ شوق و ولولہ اے نامہ بر مبارک ہو

سلام شوق افضال حق تعالے سے
طلوع نیر درخشاں گہر مبارک ہو

تو یاد و عمر ہو ہر روز عز و جاہ افزوں
ولادت اوسکی سب احباب پر مبارک ہو

پھر ایک مصرع موزوں میں جسکی ہے تاریخ
اسیکے بعد سے دو شیر تر مبارک ہو

چھٹی کی رات ہے یہ دیکھو ناچ کا جلسہ
زمان عیش و گرامی پسر مبارک ہو

کہا یہ سال ولادت نشر وش غنچی لے ۱۲۹۱
ہلال اوج شرف کا قمر مبارک ہو ۱۲۹۱

یہ چھٹی کے جلسہ کی تاریخ دوسری سن لو
یہ جشن نامی نور نصیب مبارک ہو

ریاض طبع میں پھولا یہ اور غنچہ سال
نہال جان کا یہ کافی ثمر مبارک ہو ۱۲۹۱

منیر قطعہ کی آخر میں کہہ چکی سال
یہ ماہ حسن یہ نور نظر مبارک ہو ۱۲۹۱

ایضاً — ۱۸۷۴ء

اے شفیق ہائے بچے بہادر من
شہرہ لطف گشت چار طرف

حق چو پور سعید داد ترا
آمدت گوہر مراد بکف

سال میلاد نظم کرد منیر
کہ زہے آفتاب برج شرف

ایضاً — ۱۲۹۱ ہجری

بزم آفاق ہو گئی روشن
جب یہ نور نظر ہوا پیدا

کہی حیرت سے میں نے یوں تاریخ
کہ یہ خورشید صبح اوج سے کیا

ایضاً — ۱۲۹۱ ہجری

چون یافت بچے بہادر دوست پسر
زیبا پسرے کہ ہست ماہش پرتو

از بزم نشاط مولدش ہست شرمندہ
بزم شیرین و عیشگاہ خسرو

تاریخ ولادتش چنین گفت منیر
زیبا شگفتہ در چمن این گل نو

ایضاً — ۱۲۹۱ ہجری

منیر اس نسخہ کی چھپنے کی یہ تاریخ ہاتھ آئی ‏— مبارک آرسی مصحف عروس طبع نامی کا

ایضاً ۱۲۹۱ ہجری

زہے نسخہ بلند نیر یا — کہ فردوس از بہار اوست گلچین
شمیمے از بہار نکہتش آمد — شگفت از چار سو گلہائے تحسین
منیر از بہر سن شد تاریخ طبعش — کہ عمدہ نسخہ مطبوع رنگین

تاریخ ۱۲۹۱ ہجری

سیب و انگور رطب سے بہتر — وہ ہیں نواب کے آم اُنکی بہار
دانت کھٹے ہوں ندامت کے سبب — اونکو دیکھیں جو ولایت کے انار

خوب ہاتھ آگئے تاریخ منیر
پا گیا آج زردست افشار
۱۲۹۱ ہجری

تاریخ

تحفہ یاقوت خریدے کے نواب نے آج — رنگ و تنویر میں خورشید صفت ہیں رخشاں
یہ وہ لخت دل معدن ہیں کہ جنکے آگے — خوں میں غرق ہے لالہ گلزار جہاں
انکی تاریخ کہی ہاتف غیبی نے منیر — شعلہ طور گل عمدہ جگر پارہ کاں

تاریخ ۱۲۹۱ ہجری

سرکار میں جو لعل بدخشاں سے آگئے — لعل لب بتاں ہیں کہے حسرت سے داغ داغ
وہ دن انکے رنگ سرخ سے تشبیہ ہوں اگر — بالائے عرش ہو شفق چرخ کا دماغ
ہے اے منیر انکی یہ تاریخ عیسوی — ہیں انجم امید ہی لعل شب چراغ
۱۸۷۴ع

تاریخ رحلت اخترے جناب منشی غلام عباس

منشی و سید و یکانہ غلام عباس — شرف و قدر میں سب سے تھے وہ یکتا سرتاج
عاشق سبط نبی زاہد و فیاض غیور — تھے شب تعزیہ داری کے سراج وہاج

تاریخہائے رحلت حضرت استادی مرزا دبیر صاحب طاب ثراہ

اوج اوج آسمان بنشاند علم و فضل او	در عزای آفتاب کشور دانش دبیر
آنکہ حاضر در افاد نگاہ طبعش روز و شب	بود ہمچون طفل ابجد خوان و پیر چرخ پیر
رفت در خلد برین و جبہ بہار طبع او	شد گلستان معانی زرد مانند زریر
الحق او خلاق مضمون بود چون او دیگری	آسمان ہرگز نخواہد دید در دوران نظیر
بے قدومش بزم ماتم بے نگاہش ہیچ ہیچ	گو تہیا مصر ہست بے یوسف فلک بے ماہ و مہر
گفت تاریخ وفاتش را منیر ناشکیبا	عقل بیدل سر بسر و بے خبر بلبل منبر دبیر

۱۲۹۳ ہجری	ایضاً	

وحید عصر جناب دبیر معجز دم	کہ سر عطارد گردون بپای او سودہ
ازین سرای سپنجی چو رخت خود بربست	بنزد آل نبی در بہشت آسودہ
منیر سال و مہ و روز و وقت و تاریخش	پگاہ و پنج و شنبہ مہ غرا بودہ

۱۲۹۲ ہجری	ایضاً	

آہ زین پست جہان جانب باغ نعیم	با دل شادان گرفت راہ جناب دبیر
مرثیہ گوئی از دولت معراج یافت	بود درین مملکت شاہ جناب دبیر
سال وفاتش چنین گفت منیر حزین	ذاکر آل نبی آہ جناب دبیر

۱۲۹۳ ہجری	ایضاً	

دریغ ذاکر یکتا محقق بے مثل	فرید عصر خداوند کاملان فن آہ
بہیچ اوج بلاغت جناب پاک دبیر	کلیم طور سنا بر خدیو انجمن آہ
منیر سوگ نشین نظم کرد تاریخش	بلند فکر مفید ایمہ سخن آہ

۱۲۹۲ ہجری	ایضاً	

بے اجل مردم ز مرگ حضرت مرزا دبیر	میرسد تا آسمان فریاد ہا ہا ہای من

در حریم رحمت و غفران و رضوان آمدید — قبلۂ ایمان معنی و خداوند سخن
سال ہجری و مسیحی نظم کردم اے منیر — بے نظیر دہر یکتا بود آن استاد فن

ایضاً ۱۸۷۵ء ۱۲۹۲ھ

گشت خاموش آہ شمع ہستی مرزا دبیر — حیف بسیار است از نطق فصیح بے نظیر
مصرع پرواز روحش نظم کردم اے منیر — بود گویا طوطی خلد آشیان طیب مقام

ایضاً ۱۲۹۲ ہجری

بشد زہے زمین دبیر معجز گفتار — آن افصح ہند مادح آل عبا
ہاتف تاریخ رحلتش گفت منیر — سحبان سخن فسرد و فتاح الوا

ایضاً ۱۲۹۲ ہجری

آہ واویلا وفات حضرت مرزا دبیر — جامع فضل و کمال دین و دنیا ہائے ہائے
ہو گیا پنہاں وہ جہاں بخش معانی و بیان — مصحف آیات اعجاز مسیحا ہائے ہائے
آج وہ ہے قصر نور افشاں جنت میں مکین — جس سے حاصل تھا قلم کو اوج طوبیٰ ہائے ہائے
مرثیہ پر نور کہہ کر کون اب لکھوائے گا — چاک کر ڈالو بیاض دست موسیٰ ہائے ہائے
بذل و ایثار و مروت استطاعت سے سوا — تابع احکام یزدانی سراپا ہائے ہائے
عابد و محتاط و پابند ورع پرہیزگار — ناظم قدسی نفس بے مثل و یکتا ہائے ہائے
مصرع تاریخ رحلت مجھ سے سن لے اے منیر — صاحب جود آفتاب علم و تقویٰ ہائے ہائے

ایضاً ۱۲۹۲ ہجری

اے پاک دل اے دبیر معجز تحریر — اے گلشن الہام کے گلچیں اے ہے
تعریف تری بیاں کو ڈھونڈتی ہے — اے مرجع ہر سپاس و تحسیں اے ہے
گلگشت جناں میں جب سے تو نے بسر کی — پژمردہ ہے باغ فکر رنگیں اے ہے
رلواتی ہے تری غیبت جاوید — اے عاشق پاک مہدی دیں اے ہے

کہتا ہے سنین عیسوی رو کے منیر — خلاق معانی و مضامین لے سے ہے

ایضاً ۱۸۷۵ء

دل کیون نہ شق ہو مرگ جناب دبیر سے — ہے ماتم محقق بے مثل و مستند
انسان اس کمال کا جاتا نہ پائیگا — گو چرخ پیر گشت کئے جائے تا ابد
تاریخ اے منیر یہ لکھدے سر فراز — عرش الکمال عہد ہوا زینت لحد

ایضاً ۱۲۹۲ھ

سپہر عالم معنے خداوند سخن سنجی — دبیر پاک دین جو تھی ثناے عرش منبر کے
حضور مصطفے پہونچے بہشت میں حق بین — صلے و تنخواہ پاے مدحت شبیر و شبر کے
منیر نالہ کش سے یون کہی تاریخ ہاتف نے — تھے ہین خلد مین آل پیمبر کے

ایضاً ۱۲۹۲ھ

دو روز ہوے مرگ دبیر ہمدان کو — آج اوس مہ برج ہمدانی کا سوم ہے
جو زندہ جاوید ہے ارباب سخن مین — اوس عیسی اعجاز بیانی کا سوم ہے
تجھ کی یہی تاریخ منیر آئی میرے ہاتھ — روح القدس عرش معانی کا سوم ہے

ایضاً ۱۲۹۲ھ

نور بزم عزا زینت منبر دبیر — دنیا سے ہو گئے جانب جنت روان
سال رحلت کہا بیٹھ یہ رو کر منیر — زیب طوبےٰ دبیر طوطی خلد آشیان

تاریخ رحلت کلب حسن خان بہادر ۱۲۹۰

صاحب ہمت و اخلاق امیر نامی — نوجوان کلب حسن خان بہادر صد حیف
سال مرگش بقلم داد منیر محزون — ہاے آن کلب حسن خان بہادر صد حیف

تاریخ رحلت مظفر حسین خان بہادر

والا گہر جناب مظفر حسین خان — دیندار و دین پناہ مددگار اہلبیت

ذی شان و ذی مکارم و ذی قدر نامدار — غمخوار مصطفیٰ و عزادار اہل بیت

واحسرتا کہ رفت ازین ایران سرائے — آن ناقل فضائل ائمہ اہل بیت

چون رفت از جہان طرف جنت النعیم — از غیب یافت [illegible] اہل بیت

رضوان منیر گفت چنین سال رحلتش

نامی سگے رسید بدربار اہل بیت ۱۲۹۶

تاریخ رحلت میر مونس

حضرت مونس وحید عصر سے — لکھنؤ [illegible]

وہ فصاحت وہ بلاغت وہ زبان — ہو گئے [illegible]

سن یہ تاریخ پائی اے منیر

ذاکر نامی موا افسوس ہائے ۱۲۹۵

تاریخ رحلت آقا ابوالقاسم شیرازی

بازوئے آغا نثار ما شکست — شد ابوالقاسم چو [illegible] پاک

نوجوان و صالح و نیکو نہاد — پاک آمد [illegible] رفت پاک

سال مرگش خواستم گریم منیر

ہائے پنہان شد ابوالقاسم بخاک ۱۲۹۶

ایضاً

صد حیف کہ نوجوان ابوالقاسم مرد — این غم نگسست [illegible] ہوش [illegible]

در ظلمت قبر وحشت تنہائی — یا رب برسد [illegible] نفس [illegible]

تاریخ وفات او چنین گفت منیر

جائیش بہ بہشت باد یا رب [illegible]

تاریخ اتمام دیوان شہزادہ چھپا

ذریت میرزا رحیم الدین بہادر حیا صاحب عالم
ہوئے فارغ جو دیوان دوم کو نظم کرکے

وطن دہلی حیا اونکا تخلص شاعر یکتا
نہایت لطف سے تاریخ کہنے کا کیا ایما

منیر اسطرح سال ختم ہاتف نے کہا مجھسے
کہ دیوان دوم نظم لآلی سے عجب زیبا

تاریخ جشن چھٹی ١٢٩٢

چھٹی کی دھوم جو آفاق میں ہوئی یکبار
زمانہ بھر کے فراہم ہوئے تماشائی

ہوا فلک سے سبک سیر باغ و بہار
ہزاروں آنکھوں سے تھا محو چرخ مینائی

تمام خلق تھی سرتا بپا مرصع پوش
جواہر اشرفیاں لوٹتے تھے یغمائی

چھٹی کی چیزیں تھیں ایسی تکلفات کے ساتھ
کہ حصر کر نہیں سکتی ہے جنکا گویائی

منیر بندہ کو لایا یہ مصرع تاریخ
چھٹی کمال بشکوہ شہانہ سے آئی

ایضاً ١٢٩٢ ہجری

شب معراج عیش ہے یہ شب
نور افشاں ہے آج ایسی رات

دور افشاں نہ کیوں ہو کیف سرور
ہے شباب جہاں کی پہلی رات

کہ اوٹھیں سرمہ سلیمانی
آکے پریوں نے جب یہ دیکھی رات

تارے ہیں افشاں میں چاند پیشانی
حسن میں نور کی ہے پتلی رات

دو شب شبنم پرو کے بالوں میں
آج گندھوا رہی ہے چوٹی رات

دانتوں وصل سے ہیں دونوں شاد
قیس عشق ابد ہے لیلی رات

طرب و عیش کرتے ہیں طواف
پا گئی کعبہ کی بزرگی رات

کیسے حور سے بلا گردان
چشم قدرت کی ہے سیاہی رات

اسکا کلمہ پڑھے بتوں کی زلف
سجدے اسکو کرے خدائی رات

سرمہ چشم نور ہے یہ شب
شاہد حسن کی ہے مسی رات

آج سرکار مین ہے جشن چھٹی
بنگئی شمع بزم شادی رات

سعد ہو جاینگے تمام نجوم
آج ہے تارے دیکھنے کی رات

زرہ انجم نثار کر کے
گرد مولود کے پھیرے کی رات

رہے زندہ ہمیشہ یہ مولود
یہ دعا کرتی ہے آئی رات

اسکی تاریخ اے منیر یہ ہے
صبح عید جہان چھٹی کی رات

تاریخ تمغاے اسٹار اف انڈیا ۱۲۹۲ھ

ازین ستارہ کہ خورشید برج رفعت یافت
ز زائچہ ہست فریدون فتح باب اوج بود

منیر گفت دعائیہ مصرع تاریخ
کہ این ستارہ ہند آفتاب اوج بود

ایضاً اسٹار آف انڈیا ۱۲۹۲ھ

خلعت اسٹار پایا جب کہ نواب نے
ہو گیا خورشید اقبال اشکارا ہند کا

اطلس گردون سے ہمسر خلعت فیروزہ رنگ
جس سے باغ عیش ہے سرسبز سارا ہند کا

ہر ولایت کے عماید ہین پئے تسلیم خم
نذر لیتا ہے خداوند آرا ہند کا

یہ ستارہ ہند کا جب سر ہوا زیب کلاہ
ہفت اختر کرتے ہین تب نظارا ہند کا

پیر گردون کہنہ ہاہر سال تاریخ اے منیر
ہان نئے سر سے یہ چمکا ہے ستارا ہند کا ۱۲۹۲ھ

قطعات تاریخ رسالہ بادمراد

تصنیف شد بحکم مہاراجہ این کتاب
ذات مبارکش بجہان جاودان بود

در چار جلد ہر دو فیض منتشر
یارب ہمیشہ سبزہ ز خسروان بود

تصنیف کرد ارسطو عصر و مسیح عہد
گلگشش جو بحر طبیع شریفش روان بود

باد اسپند طبع مہاراجہ این کتاب
ہم خضر راہ مقصد پیر و جوان بود

گفتم منیر سال دعائیہ این چنین
بادمراد کشتی آرام جان بود

۱۲۹۱ھ

میر نواب رئیس الحکما افضل عصر — ایضاً — دیتی ہے جنکی صریر قلم آواز مسیح
اونکی تصنیف یہ مجموعۂ لاثانی ہے — کیون کہون اسکی مصنف کو نہ اعجاز مسیح

اسکے اتمام کی تاریخ یہ ہاتھ آئی منیر
روح افزائے بیان نسخۂ اعجاز مسیح
۱۲۹۱ھ

ایضاً

تصنیف حکیم میر نواب یہ ہے — گویا ہے خزانہ افادت کا طلسم
پہونچاتی ہے کشتی کو یہ تا ساحل امن — ہے باد مراد اسکا زمینده اسم

تاریخ یہ اسکی نظم کی ہے منیر
قانون شفا و نامۂ صحت جسم
۱۲۹۱ھ

ایضاً

حکیمون مین جناب میر نواب — ستارہ ہیں یہ مثل ماہ لامع
دم جان بخش سے عیسیٰ نما ہین — مسیح آسا ہے اونکا وصف شائع
کتاب ایسی یہ کی تصنیف اونہون نے — کہ ہے نقش دل قاری و سامع
کمال و علم پر اونکے یہ نسخہ — جو سچ پوچھو تو ہے برہان قاطع

منیر اسکی کہی تاریخ ہے
کتاب بے مثال از بس ہے نافع
۱۲۹۲ھ

ایضاً

تالیف جناب میر نواب — تصنیفون مین ہے گرامی عہد
ہو کر نئے خامہ سے شکر ریز — ہونٹ سب تلخ کامی عہد

تاریخ منیر نے رقم کی
تالیف شریف نامی عہد
۱۲۹۱ھ

تاریخ دروازہ نقرہ خالص

بنا نواب کے فرمان سے ایوان عالی میں — نہایت بیش قیمت وہ نکشا چاندی کا دروازہ
کٹی جاتی ہے دل میں کیوں شفق صبح بنارس کی — نمایاں لال پردہ سے ہے کیا چاندی کا دروازہ
منیر اس باب عالیشان کی یہ تاریخ ہاتھ آئی — عجب دنیا میں ہے رافشان بنا چاندی کا دروازہ

ایضاً تاریخ دروازہ ۱۲۹۲ھ

تجلی سے چاندی کے دروازہ کی — سحر خوشنما شام زیبندہ ہے
مطلا قصر ہے یوں تمام — ستون و در و بام زیبندہ ہے
منیر اسکی تاریخ پھر عرض کر — در نقرہ خام زیبندہ ہے
۱۲۹۲ھ

قطعات تاریخ اتمام گلاب نامہ حسب فرمائش بعض ارکان ریاست جموں کشمیر

گلاب سنگھ مہاراجہ عظیم الشان — زمین ہند میں خورشید آسمان خرد
گلاب نامہ میں احوال اونکا ہے مرقوم — اسی سبب سے یہ نسخہ ہے بوستان خرد
علاوہ اونکے ہے حال اور بھی بیٹیوں کا — چو تھی زمانہ پیشین میں قدردان خرد
خدیو عصر مہاراجہ زمانہ حال — کہ جنکے عہد میں عالی ہوئی ہے شان خرد
سپہر مرتبہ رنبیر سنگھ عالیجاہ — کہ اونکے مدح میں ہے درفشان زبان خرد
نشان پا میں سخاوت میں دست حاتم طی — غبار راہ مہاراج ہے جہان خرد
یہ نسخہ حکم سے ان کے جب تمام ہوا — ہوا تمام پسندیدہ جہان خرد
منیر مجھے یہ تاریخ پائی سمت میں — گلاب نامہ بہار بہشت جان خرد

ایضاً سمت ۱۹۲۲

از وصف گلاب نامہ عاجز گشتم — دیدم چو منیر این گرامی تاریخ
مد نظر اہل خرد سر تا پا — نقش دل او کیا تمامی تاریخ
سال سمتی برائے نقشش گفتم — گلدستہ بزم دل جہانی تاریخ
سمت ۱۹۲۲

ایضاً

تعویذ گلو ہے اہل دانش گردید	این نسخہ چو ختم شد بافضال خدائے
لاریب کہ این کتاب بے مثل بود	بہیش افزائے مردم از سرتا پائے
سال ختمش بہندی آورد منیر	تاریخ گلاب نامہ فردوس آرائے

ایضاً ۱۹۲۲ سمت

گلاب اس صحیفہ کا ہے جو نام	زمانہ میں ہے بیجواب ارم
ہر اک غنچہ مانند اوراق گل	سواد اسکا گویا سحاب ارم
منیر اسکی تاریخ سمت میں لکھ	یہ تحفہ بہار گلاب ارم ۱۹۲۲ سمت

ایضاً

ختم گردید چو این نسخۂ دانش افزا	دلکش عالم معنی شد و مطبوع جہان
سطر سطرش آسمانست سوادش بی نظیر	چون سحر حسن بیاضش بجہان نغز فشان
مصرع سمت ختمش تعلیم داد منیر	طرفہ تاریخ بہار ابد نایاب زمان

ایضاً ۱۹۲۲ سمت

قدر افزائے اہل فضل و کمال	صدر آرائے بزم جاہ و جلال
خلق و تہذیب میں وحید انام	بحر دانش جناب کرپا رام
ختم جب کر چکے یہ تحفہ کتاب	ہوئی نقش دل اولی الالباب
منتخب لاجواب نامہ ہے	نام اسکا گلاب نامہ ہے
سال ہندی ہے ختم کا زیبا	نغز و نایاب و فیض اعلے ۱۹۲۲ سمت
دوسرا اور ہے یہ ہندی سال	مخبر راستی و نیکو فال ۱۹۲۲ سمت
سال یہ بھی ہے رشک سیارہ	حال زیب بہشت نظارہ ۱۹۲۲ سمت
اے منیر اور چمن گل سیراب	فصل مطبوع ہے نظیر کتاب ۱۹۲۲ سمت

تاریخ طبع گلاب نامہ

گلاب نامہ ہے نام اس کتاب کا زیبا — کہ اسمین ذکر مہاراجہ عظیم کا ہے
گلاب سنگہ مہاراج عدل گستر کا — اونہین کے سامنے کاوس کے بہی تہا لاشے
سوانح اور رئیسون کے بہی ہین اسمین ضم — جو پہلے دورہ پنجاب کر چکے ہین طے
خدیو حال مہاراجہ فریدون فر — کرم سے جنکے ہے شرمندہ روح حاتم طے
سپہر مرتبہ رنبیر سنگہ عادل و مہ — کہ انکے عہد مین ہر ذرہ کو ہے اوج جدی
ہوا بہشت بہار انکے عدل سے کشمیر — قدم وہان نہین رکہہ سکتے ڈر سے بہمن و دے
مجال کیا کہ مہاراج کہون وصف ادا — زبان گنگ ہے کوشش کرے کوئی تا کے
اونہین کے حکم سے چہاپی گئی یہ طرفہ کتاب — کہ جسکی سیر سے انکہو نہین آئے نشہ مے
گلاب نامہ کی کہہ لے منیر سمت طبع — صحیح نسخہ عطر بہشت نامی ہے

الیضاً — ۱۹۳۳

مشتاق گلاب نامہ ہین اہل خرد — کیا نام خدا دفتر جان بخش چہپا
سمت مین یہ چیز کی ہے تاریخ منیر — مطبع مین نیا دفتر جان بخش چہپا

الیضاً — ۱۹۳۳ سمت

بہلا اس نسخہ بے مثل کی ہم قدر کیا جانین — رئیسونکے ہے قابل تذکرہ نامی رئیسونکا
نگاہ اہل دانش مشعل پروانہ ہے ساتہ اسکے — بنا شمع محافل تذکرہ نامی رئیسونکا
منیر ایک اور سمت مین کہو تاریخ چہپنے کی — چہپا ہے ابکی کامل تذکرہ نامی رئیسونکا

الیضاً — ۱۹۳۳

چہپی نور کی یہ کتاب مصفا — ہوئی عینک دیدہ پاک بینان
منیر ایک سال مسیحی بہی کہہ دو — کہ آسودہ ہو خاطر نکتہ چینان
ملا غیب سے طبع کا سال مجہکو — یہ زیبا ہے تاریخ مسند نشینان ۱۸۶۹ء

تاریخ رحلت نواب دولہ بہادر شمس آباد

امیر نامور نواب دولہ رفت ازین عالم ۔ جہان دید چشم مردم ہیچو شمس آباد ویران شد
جواد و متقی و سید عالی نسب بوده ۔ دریغا زین عدم یکبارہ ان یکتای دوران شد
زمین خاک مصیبت بیخت بر سر و جرا او ۔ فلک دریا تمشن از چشم انجم اشک ریزان شد
سیہ شد روز شمس آباد مانند شب تیره ۔ چو پوشیده نہد ابر غمان این مہر تابان شد
شنیدم ای منیر این مصرع تاریخ از ہاتف ۔ کہ نامی آفتاب برج فخر و جاه پنہان شد

ایضاً ١٢٩٤ھ

چون امیر بے نظیر و سرور قدسی نہاد ۔ قدوهٔ ارباب ایمان قلزم جود و سخا
رفت از دنیاے فانی جانب باغ جنان ۔ یافت جا در بزم پاک اہل بیت مصطفیٰ
بہر لوح تربتش تاریخ گفتم ای منیر ۔ تربت نواب دولہ وا نما جلوه زا

ایضاً ١٢٩٤ھ

نواب فلک جناب یکتاے زمن ۔ گردید امروز مسند آراے بہشت
رضوان تاریخ رحلتش گفت منیر ۔ نواب جلیل رونق افزاے بہشت ١٢٩٤

ایضاً

ماتم نواب دولہ مین فلک ہی خونفشان ۔ چشم مہر و مہ بہ ماتم شمس آباد ہی بالکل سیاه
فیض و حلم و علم و تقوے آج یکبارگی گئے ۔ اُٹھ گیا اوصاف نیکو کا جو وہ پشت و پناه
حلۂ رضوان و رحمت دے اُنہیں رب کریم ۔ قبر مین روشن رہین دایم چراغ مہر و ماه
خدمت آل پیمبر مین رسائی ہو نصیب ۔ سیر گلزار جنان ہو تا ابد پیش نگاه
بیٹھے رو رو کر کہی تاریخ رحلت ای منیر ۔ پاک گوہر آه نواب بہشت آرامگاه

ایضاً ١٢٩٤ھ

ہمتے اس انجمن سے جب ہوے بزم عدم کی ۔ نوید مغفرت خود حق نے دی نواب دولہ کو
منیر نوحہ گر نے یون سنین عیسوی پائی ۔ عروس باغ بخشش ملی نواب دولہ کو ١٨٧٦ع

مثنوی حجاب نازنین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے قلم پہلے لکھدے بسم اللہ
تاکہ نافع یہ سب کو ہو دلخواہ

لکھہ کر سکتو تھی یہ فرمایش
ہو گی صفحہ کی اس سے آرایش

حال جو کچھ سنا کیا موزون
نہیں اس مین لطافت مضمون

ہمین اکثر نہین ہین وہ قیدین
جو ہین جیسے قصیدے غزلون مین

اپنے لہجہ مین یہ کلام نہین
جب تو اس مین وہ التزام نہین

سیدہی سیدہی زبان سے ہین
سادہ سادہ بیان سے ہین

تہین اسی شہر مین بڑی بی ایک
پارسا صالحہ نمازی نیک

اک نواسی یتیم تہی اونکی
اونہیکے دم سے تہی زندگی اونکی

آپ اوس لڑکی کو پڑہاتی تہین
اچھی باتین اوسے بتاتی تہین

اوسی لڑکی نے ایک شب یہ کہا
نانی امان ابہی سے سو رہین کیا

جاگتی ہو اگر تو چپ نہ ہو
جس سے دل بہلے ایسی بات کہو

بڑی بی سے کہہ کہ کیسی بات
سو رہو آچکی ہے آدہی رات

ناحق اسوقت سر پھراتی ہو
بوڑہی جو رو اکو کیون ستاتی ہو

ابہو تم تو اوداس ہونے لگین
روٹھ کر چپکے چپکے رونے لگین

صدقہ نانی نثار ہو نانی
کیون خفا ہوتی ہو سنو جانی

نیک عورتون کا ذکر

حال سچ سچ سناتی ہون تمکو
راہ اچھی بتاتی ہون تمکو

کان رکھکر میرا بیان سنو
جو کہون خوب رکھکے دہیان سنو

جو کوئی فایدہ کی بات کہے
سننے والے کو خوب یاد رہے

تمسے کہتی ہون میٹھی بات ایسی
کہ نہین شکر و نبات ایسی

سنو واری جو بیبیان ہین نیک
چال اونکی ہے ایک بات ہے ایک

کام خوف خدا سے ہے اونکو
ربط شرم وحیا سے ہے اونکو

نہین ہوتی ہین بے لحاظ کبہی
پردہ اونکو ہے باپ بہائی سے بہی

روکہی سوکہی جو پائی کہاتی ہین
جو مصیبت پڑی اوٹہاتی ہین

جس سے کپڑے گرد ہون یا برتن
بہاڑ مین جائے وہ چہچورا پن

ایسے تن پیٹ کے مزے پر خاک
جس سے کٹ جائے سات پشت کی ناک

نہ بڑے پائنچے ہین حد سے سوا
قاعدہ کی ہے کرتی اور انگہیا

اونچے کرتے کو جانتی ہین ننگ
پائجامہ کا گہیر بہی نہین تنگ

نہین باریک اونکا پیراہن
کبہی کہلتا نہین کہین سے بدن

[illegible] ہیون کی سر کی تاج
جنکو ڈر ہے خدا کا کل کی لاج

لاکہہ بن ٹہنکے لوگ آئین کہ جائین
نہ وہ دیکہین نہ آپ کو دکہلائین

گھر سے جاتی نہیں کبھی باہر	عمر پردہ میں کرتی ہیں وہ بسر
گھر میں مزدوری اپنی کر لینا	دال دلیئے سے پیٹ بھر لینا
گھر کے نزدیک نکلے کوئی برات	جھانکتی ہے نہیں وہ دن ہو کہ رات
ہوں محرم میں لاکھ وہ غمگین	گھر سے باہر مگر نہ جائیں کہیں
نیچی رہتی ہے سب سے اونکی نگاہ	کوٹھے پر چڑھنے سے نہیں آگاہ
شرع کی حد سے کب وہ بڑھتی ہیں	مسئلوں کی کتابیں پڑھتی ہیں
نہیں قصے کہانیوں سے کام	نوج پڑھ کر وہ اونکو ہوں بدنام
خوب روزہ نماز سے ہشیار	گھر گرستی سے راتدن سروکار
سب سے اچھا ہے اونکا چال چلن	ماں ہے قربان صدقہ بھائی بہن
ساس سسر بھی خوش میاں فدائی	کنبے کی نیک بیبیاں راضی
اونسے جب نیک کام ہوتا ہے	پھر خصم بھی غلام ہوتا ہے
مرد جو کچھ کمائی کرتا ہے	لاکے بیوی کے آگے دھرتا ہے
کھانے کپڑے کی ہے وہی مختار	مرد کو اوس میں کچھ نہیں تکرار
جو کوئی مرد واہی نالائق	اور بی بی کمال میں فائق
مرد کے ساتھ وہ نباہتی ہے	ہر طرح کی بھلائی چاہتی ہے
یہ کڑی ہوتی ہے وہ سہتا ہے	خوب دونوں میں پیار رہتا ہے
عیب اوسکے چھپاتی پھرتی ہے	بات اوسکی نباہتی پھرتی ہے
ساس بھی اوسکی بات سنتی ہے	یہی مختار گھر کی رہتی ہے
خود میاں کو سنبھال لیتی ہے	سارے کنبے کو پال لیتی ہے

حکایت حسب حال

بات اک یاد آئی ہے مجھکو	میرے آنکھوں کے آگے گذری جو

ہائے دولہا بھی ہے خراب اوقات
سوتے پلنگ مین پہرون رات

نوکری سے نہین ہین ہوش وحواس
کہ کہ نیکی ہو کسیکو آس

عادت افیون کی ابھی سے ہے
پہر تک بھی سلامتی سے ہے

نہین آتی ہے بات بھی پوری
نوکری کیسی کیسی مزدوری

جبکہ سمدہن نے یہ سنی تقریر
ہوگئی ڈر سے صورت تصویر

منہہ پہ رنگت اوڑی ہوتی بیہوش
نیچے آنکھین سے کئے ہوئی خاموش

پھر ہرمزی خانم کی گفتگو

ماں سے تب بولی ہرمزی خانم
امی جان آپ کیون ہوئین برہم

دوس دینا کسیکو ہے بیجا
تہا یہ میرے نصیب کا لکھا

اپنی بدنامی مین نہ چاہونگی
جسطرح ہو سکے نباہونگی

اونکے آگے نہ ایسی بات چلے
کام اونہین سے ہے ہون ہی بھلے

گو کہ متقید راونکو آج نہین
پر غنیمت ہین بدمزاج نہین

ہین وہی گو کہ مالک و مختار
پر ہین ہر طرح میرے تابعدار

ہین کڑی ہوتی ہون بگڑتی ہون
آزمانیکو اونسے لڑتی ہون

منہہ آگے میرے نہین کہولے
مجہسے بڑھ کر کبھی نہین بولے

دیکہہ کر میری شکل جیتے ہین
پاؤن دہو دہو کے میرے پیتے ہین

امی جان آپ کیون ہوئین بیتاب
صدقہ اونپر ہے مال و اسباب

اونسے راضی ہون نہین وہ مجہسے شاد
وہ سلامت رہین یہی ہے مراد

وہی اک دن کما کے لاسینگے
راج مجہکو وہی رچاسینگے

آج سے نوکری کی کیا حاجت
کیا مین تہوڑی ہون کرنیکو محنت

خرچ اونکا مین سب اوٹھاونگی
مین ہی پہناونگی کہلاونگی

ہان بہی خوش ہو گئی یہ سنکے سخن　بولی اب کچھ نہین سمجھے الجھن
جبکہ دولہا ہے آپ تابعدار　نہین کرنا کسی طرح تکرار

مین بہی خوش اوس سے ہون جو تم خوش ہو　شاد آباد تم ہمیشہ رہو
عیش اچھا نہین نفاق کے ساتھ　دکھ بہی کٹتا ہے اتفاق کے ساتھ

ہو دکھ کس نے کسکا ٹالا ہے　روٹی اللہ دینے والا ہے
ساس نے جب سنا بہو کا بیان　گرد پہر پہر کے ہو گئی قربان
جوڑ کر ہاتھہ بولی مین واری　دل کو اپنے نہ تم کرو بہاری
شوق سے وہ کرو جو چاہو تم　مجھکو بیٹے سے بہی سوا ہو تم
بات یہ ہے کہ گہر نہو بدنام　مجھکو لونڈی سمجھلو اوسکو غلام
کرو اس ذکر کو تو دل سے دور　جیسے دولہا کا اب سنو مذکور

دولہا کا آزردہ ہونا

نام دولہا کا اچھے مرزا تھا　اچھی صورت تھی بھولا بھولا تھا
ابہی تھے کہانے کہیلنے کے دن　تھا فقط سترہ برس کا سن
باتین بالکل بلاّلے پن کی تہین　حرکتین سب چچھلے پن کی تہین
کہین سے سن پائی اوسنے بہی یہ بات　تلخ غیرت سے ہو گئے اوقات
گہر مین آیا تو کچھ اوداس آیا　غم سے کہانا بہی کچھ نہین کہایا
مان نے ہر چند پیار سے پوچھا　اچھے مرزا نہ منہ سے کچھ بولا
پہر مری خانم اوٹھکے آئی پاس　ہنسکے پوچھا کہ آج کیون ہو اوداس
شاید افیون آج کم کہائی　یا مدک پینے کو نہین پائی
خرچ کی ہو اگر ضرورت کچھہ　نہین دشوار اوسکی صورت کچھ
رکہدے پہر اوتار کر کنگن　بجلیان طوق پہونچیان جوشن

بولی جو چچا ہوا سمین سے بیاہ
اچھے مرزا نے تب کیا یہ کلام
کسکو ملتی ہے ایسی بیوی نیک
زیور و زر نہین سب ہے جسے عزیز
کرتی ہو ہر طرح میری خاطر
ایک کوڑی کبھی نہ مین لایا
مجھکو افیون نے کیا عاجز
تجھے شرمندگی ہے مجھکو کمال

بولی وہ شرم غیر سے ہے روا
صدقہ تم پر جہیز سارا ہے
اچھے مرزا نے تب کیا مذکور
جی مین ہے نوکری کرون باہر
جو پڑے گی سنبھال لونگا مین
مان نے بیٹے کی جب سنی تقریر
بولی بیٹا یہ کیا ارادہ ہے
غصہ تھو کو کرو نہ دل بھاری
دشمنون پر جو آفت آئیگی

کہنی والی اگر ہوئی بیمار
پاؤن پھر شہر سے نکالو تم
رنج ایسا اوٹھا ونگی کیونکر
اللہ امین کا ایک بچا ہے

شوق سے بیچ ڈالو رنج نہ کہاؤ
تجھے راحت ہے تجھ سے آرام

پارسا بیویون مین ہو تم ایک
مین غلام اور میری مان ہے کنیز
خرچ سب گھر کا ہے تمہارے سر
تمکو اس پر بھی خوش سدا پایا
کوئی خدمت نہو سکی ہرگز
دل مین میرے بندھا ہے اوخیال
مجھسے صاحب حجاب ہے بیجا
مین تمہاری ہون گھر تمہارا ہے
جاؤ نگا اب مین لکھنو سے دور
ہو مبارک خدا کرے یہ سفر
بالکل افیون چھوڑ دونگا مین
آنسو بھر لائے ہو گئی دلگیر
رنج پردیس مین زیادہ ہے
مین نہین مانتی کی ناداری
وائے بندی کی جان جائیگی

کون لیگا خبر یہ مان ہوشیار
پہلے مجھکو تو مار ڈالو تم
مان کا دل ہے نہین کوئی پتھر
اگر وہ مجھکو چھوڑ کے جاتا ہے

جمع ہمسائیاں ہوئیں آ کر — تنگ گئیں وہ بھی اوسکو سمجھا کر
ساس سے بولی پھر نئی خانم — خالہ اماں بجا ہے یہ غم
انکو منظور نوکری ہے اگر — شوق سے پھر سدھاریں یہ بہتر
نہیں یا تو نہیں نام ہے خالہ — مرد و ںکا یہ کام ہے خالہ
کیا سفر میں اوٹھائینگے تکلیف — گھر بھی ایک روز پائینگے تکلیف
ایک کوڑی کی بھی نہیں آمد — خرچ دیکھو تو گھر کا ہے بیحد
کرنے دیتے نہیں مجھے محنت — اونکو بیہودہ آتی ہے غیرت
جبکہ بک جائیگا جہیز تمام — فقر و فاقہ سے تب پڑیگا کام
چھوڑیں افیون کچھ نہیں مشکل — مرد ہو کر بنے ہیں کیوں کاہل
دل پر اپنے ذرا تو جبر اوٹھائیں — اس نگوڑی مدک کو آگ لگائیں
ساس کو جب بہو نے سمجھایا — صبر اوس نیک بخت کو آیا

اچھے مرزا کا سفر کرنا

ہو گئی پھر سفر کی تیاری — آ گئی وقت کوچ کی باری
جو گھڑی بھی تھی نیت پر اسوقت — تھا نہ عقرب میں بھی قمر اوسوقت
لوگ تھے منتظر پہر دن کے — باندہے تھے امام ضامن کے
ناشتا کر کے ہو گیا حاضر — دہی مچھلی شگون کی خاطر
اچھے مرزا نے باندہی اپنی کمر — ہو گیا مستعد برائے سفر
ماں کو رخصت کا جب سلام کیا — اوسنے رو کر جگر کو تھام لیا
بولی اللہ کی امان تمہیں — رانڈ ماں کا نہ بھولے دہیان تمہیں
پیٹھ جیسے دکھا کے جاتے ہو — جسطرح منہ پھرائے جاتے ہو
اسی صورت سے منہ بھی دکھلانا — واری ماں تم ہرے بھرے آ

ہوئیں کہانی سنتے وہیں بوڑہی ماں | جلدی خط بہیجنا مجھے دریان
ورد ہو یا حفیظ یا حافظ | جاؤ بسم اللہ اب خدا حافظ

چہوڑ دو شہید راہ مین دن کی | ضامنی ہو امام ضامن کی
تہی جگر تہامے ہر گہڑی تمام | ہچکیان سیکے روتی تہی ہردم
روک کر آنسو ونکو آخر کار | اپنے مرزا سے اوسنے کی گفتار

مرد ہو تم کرو نہ جی کو اداس | جمع رکہنا سفر مین ہوش وحواس
راہ مین ہر طرف نظر رکہنا | اپنی ہر چیز کی خبر رکہنا
اپنی ہمت نہ ہارئے صاحب | خیر سے اب سدہارئیے صاحب

سنکے یہ باہر آگیا فے الحال | اچہے مرزا چلا سوئے نیپال
لیکہ ناکردہ کار تہا وہ جوان | راستے مین بچا سکتے اوسان
کبہی تکلیف سے نہ تہا آگاہ | کاٹتا تہا عجب طرح سے راہ
کہین جنگل ہی مین پڑا رہتا | کہین دو پہر کہڑا رہتا
کہین غافل ہوا جو بیچارا | چور اسباب لیگئے سارا
جو سواری مین ایک ٹٹو تہا | قیمتی اور اصیل یابو تہا
لیگئے اوسکو بہی چور اُچکے | ہوگیا رنج سے یہ زندہ بگور
کبہی گہر مین نپائی تہی تکلیف | کاہکو یہ اوٹہائی تہی تکلیف
لیک پہلے پہل کا تہا یہ سفر | آفتین ساری آپڑین سر پر

جنگل کی مصیبت

نہ سواری رہی نہ مال اسباب | ہوگیا بے نصیب خانہ خراب
ایک کوڑی رہی نہ اوسکے پاس | رہگیا وہ جو تہا بدن مین لباس
اب وہ افیون کیا ہدک کیسے | جہیل لی سر پہ آپڑی جیسے

دہنی جانب نظر پڑا اک گاؤن
اوس طرف کو اوٹھاسے جلدی پاؤن

کہیت دیکہے ہرے بہرے دوچار
پانی سے اونکو سینچتے تہے گنوار

گر پڑا آخر ایک کہیت کے پاس
پیکے پانی بجہائی اپنی پیاس

ہاتہہ منہہ دہوکے جب ہوا کہائی
جان ہی اوسکے جان مین آئی

اوس جگہہ بیٹہکے کیا آرام
چہپ گیا آفتاب آئی شام

گاؤن کے سمت لوگ جاتے تہے
گائے بہینسین چرائے لاتے تہے

گاؤن کے سمت یہ بہی اوٹہہ کے چلا
بہوک سے حال تہا مگر پتلا

اوس جگہہ دیکہے چہوٹے چہوٹے گہر
کہین کہپریل تہی کہین چہپر

اک زمیندار کا مکان ملا
وہین آرام کا نشان ملا

متصل تہا چبوترہ در سے
خوب لیپا ہوا تہا گوبر سے

بیٹہے تہے لوگ دہوتیان باندہے
بنڈیان پہنے پگڑیان باندہے

اچہے مرزا نے دیکہکر یہ مقام
ٹہاکرون کو کیا ادب سے سلام

مختصر حال کہہ دیا کچہہ کچہہ
دل مین جو تہا عیان کیا کچہہ کچہہ

حال جب اوسکا ہوگیا ظاہر
کی زمیندار نے بہت خاطر

دیکہہ کر ماندگی کا ڈہنگ اوسنے
وہین بچہوا دیا پلنگ اوسنے

ہاتہہ منہہ میہمان کا دہلوایا
رہنے کو ایک مکان دکہلایا

پہلے شربت پلا دیا اوسکو
پہر برابر بٹہا لیا اوسکو

طاق مین اک چراغ رکہوایا
آپ کہانا مکان سے لایا

پوریان دال روٹی دودہ دہی
کہیر مسکا دہی بڑے پہوسے

تیل پانی کے اچہے اچہے اچار
رکہدین ڈلیان مٹہائی کی دوچار

کہانا جب کہا چکا تو دہوئے ہاتہہ
باتین کرنے لگا پہر اوسکے ساتہہ

منہہ تو چکنا ہے اوپٹ خالی — پر زبانی مزاج عالی ہے
اس سخن سے نہین ہے یہ مطلب — کہ ہین بدوضع شہر والے سب
بلکہ ہین گاؤن والے سب بہتر — نکتہ اسکا بتاؤن ہین کہل کر
گاؤن والون کا ہے جو ظاہر حال — سیدہی سادی ہے جسطرح کی چال
دخل اوس مین ہے کم بناوٹ کا — میل تہوڑا ہی ہے لگاوٹ کا
وہ برائی اگر کسی سے کرین — لوگ اتنا نہ اونکو نام دہرین
شہر کے لوگ ملتے ہین جہک کر — گرم جوشی ہے سب سے بالاتر
بیٹہی بیٹہی ہین خوشنما باتین — ہین شکر پارونسے سوا باتین
اسطرح سے بناکے یہ ظاہر — جو ذرا سی بدی کرین آخر
لوگ جب دیکہہ پاتین ایسا کام — گاؤن والون سے بڑہکے دین الزام
سے ہے یہ مطلب کہ رات ہو یا دن — رہے ظاہر ہی صورت باطن
آدمی وہیان وضع کا رکہے — ظاہر و باطن ایک سار کہے

اصل حال

اب سنو حال اچہے مرزا کا — جبکہ اوس قصبہ مین وہ جا پہونچا
راؤ صاحب سے کین ملاقاتین — دو تین دن تک ہوئین باتین
راؤ نے الغرض ترس کہا کر — اچہے مرزا کو رکہہ لیا نوکر
کوئی علم و ہنر نہ آتا تہا — کچہہ تنخواہ ہو زیادہ کہیا
دخل پایا نہ سرفرازون مین — نوکری کی سپہ بازون مین
بہی غیرت کی ہے جگہہ لوگو — کام آتا اگر کوئی اوسکو
اوسکی عزت بہی ہوتی خاطرخواہ — کیون نہ ملتی اوسے سوا تنخواہ
جبکہ جاہل رہو قصور معاف — کون سمجہے کہ آپ ہین اشراف

بہتر اشراف سے ہے وہ کم ذات — جو کہ ہو اہل علم نیک صفات
جو ہو پاک اصل اور بے جوہر — وہ کمینے سے بھی ہوا بدتر

ہرمزی خانم کا حال

اب سنو ہرمزی کا کچھ حال — گھر گرستی کی اوسکی اچھی چال
جب سے دولہہ جدا ہوا اوسکا — جینے سے دل خفا ہوا اوسکا
کوئی کھانا اوسے نہ بھاتا تھا — بات کرنا بھی خوش نہ آتا تھا
مسی مہندی بھی ترک کی اوسنے — کنگھی چوٹی بھی چھوڑ دی اوسنے
گو کہ ہمجولیاں ہنساتی تھیں — پاس ہمسائیاں بھی آتی تھیں
رنگ ہر بات میں بدلتا تھا — دل تو اوسکا ذرا بہلتا تھا
ہنسکے بولے کسی سے کیا ممکن — نہ بدلتی تھی کپڑے دس دس دن
رنگ چہرہ کا زرد آنکھیں لال — میلے کپڑے چکٹے سر کے بال
عورتیں کہتی تھیں یہی باہم — سب سے بہتر ہے ہرمزی خانم
ہوتی ہیں نیک بیبیاں ایسی — اچھی مرزا کی ہے دولہن جیسی
اپنے دولہہ کو پیار کرتی ہے — جان اوسپر نثار کرتی ہے
سچ ہے اسی سے میاں غلام اوسکا — بیبیوں میں ہے آج نام اوسکا
ایسی ہے نیک بیبیوں سے بوا — لوگ راضی ہیں اور خوش ہے خدا
برکتیں انکے دم سے ہیں دائم — ہیں زمین آسمان تک قائم
حق کو مقبول انکے ہیں انداز — پڑھے دامن پہ ایسیوں کے نماز
سب بڑی بوڑھیاں بھی آآکر — تھک گئیں ہرمزی کو سمجھا کر
ساس نے بھی کہا کہ میں قربان — نہ کرو اپنی جان کو ہلکان
دل نہ بھاری کرو نہ روؤ تم — کپڑے بدلو نہاؤ دھوؤ تم

دور یار اب مین ڈرتی ہون ہر بار
دل پہ اتنا بھی غم نہین سہتے
گر نہ برداشت تھی تمہین واری
تمنے دولہہ کو آپ بھجوایا
اب جو بھیجا ہے تو اوٹھاؤ جبر
غم تو جیتے سہے ہین بہتیرے
ہے جوانی مین دل کو غم سے ضرر
اب سے دور اگیا جو تمکو بخار
نہ کوئی گھر مین آنے والا ہے
ایسے دو گھڑے سے تمکو کام ہی کیا
تمکو تو کام رنج و غم سے ہے
جب تمہین رنج سے پڑا پالا
نام لیتے ہو کا اب نہ تو واری
نہین اچھا یہ روز غم سہنا
آگے تو روز دیکھتی تھین کتاب
تو قلمدان لو ادھر آؤ
او ٹھو قرآن لو کیون کو پڑہاؤ
پڑھے خاتون پاک کا احوال
سنتی ہون جب اوٹھے جناب رسول
تم یہہ کہتی تہین بعد حمد پڑھو
نہین کرتی ہے بوڑھی ساس

دشمنون کو نہ ہو کوئی آزار
مرد گھر مین سدا نہین رہتے
کردی پھر کیون سفر کی طیاری
اور اولٹا مجہی کو سمجھایا
بیٹو دل کو سنبہال کر کر صبر
تمنے تو ہوش اوڑا دیے میرے
کو وقت اچھی نہین ہے اٹھہ پھر
پھر تمہارا علاج ہے دشوار
نہ دوا کوئی لانے والا ہے
آپ تم بھول پان ہو بیٹا
زیست میری تمہارے دم سے ہے
پھر مجھے کون پوچھنے والا
ہنسو بولو پہر و جیلو واری
منہ لپیٹے ہو کیسے پڑے رہنا
دیدیا اب اوسے بھی تمنے جواب
لکھنے پڑھنے سے دل کو بہلاؤ
مرثیہ پڑھ کے روؤ اور رولاؤ
کیا بہت تہا پدر کا رنج و ملال
جین ... کم ... کے بعد رسول
مین پڑھون گی ... تم ... ابتو
میرے ... کا ... کچہ پاس

بولی شرما کے ہرمزی خانم | خود بخود ہے میرا الجھتا دم
اور تو کچھ نہیں ہے مجکو ملال | اونکی تکلیف کا مگر ہے خیال
اگر افیون چھوڑ دی ہوگی | پھر تو دشوار زندگی ہوگی
[illegible] آ نہ جاے غفلت خواب | کہیں چوری نہ جاے مال اسباب
یہی تشویش دلمیں کرتی ہوں | انہیں ہولوں سے انکے ماری مرتی ہوں
آپ کہتی ہیں کیوں میری خاطر | ہو نہیں خدمت کو ہر طرح حاضر
اچھی اماں مجھے نہ تم سمجھاؤ | اونکے پیچھے نہیں کروں گی بناؤ
مانگ اپنی بھروں میں کسکے لیے | کنگھی چوٹی کروں میں کسکے لیے
ہے یہی نیک بیبیوں کا سبھاؤ | ہے میاں کے لیے تمام بناؤ
دونوں میں رہتی تھیں یہی باتیں | یونہیں دن کٹتے تھے یونہیں راتیں
تہا کئی سال تک غرض یہ رنگ | خرچ سے اب ہوئیں نہایت تنگ
جب سنا ہرمزی کی ماں نے حال | اوسکے دل کو ہوا کمال ملال
اس ارادہ میں وہ پھری گھر گھر | کہیں رکھوا دوں بیٹی کو نوکر

بیان احوال نصیر الدین حیدر بادشاہ کا

بیٹی جن روزوں کا ہے یہ احوال | اون دنوں کا بھی دلمیں رکھو خیال
بادشاہ تھا نصیر دین حیدر | شہر میں [illegible] برس رہا تھا [illegible]
اک محل تھا جو بے بدل اوسکا | نام تھا قدسیہ محل اوسکا
[illegible] وہ بیگم اسے وارسے | تھی بہت بادشاہ کو پیارے
[illegible] فیاض تھی تھی کمال | سارے نوکر تھے اوسکے مالامال
دیتی تھی سبکو دولت و جاگیر | اوسکی ڈیوڑھی کی خاک تھی اکسیر
[illegible] تھی [illegible] | [illegible] محل [illegible]

شہر کی رہنے والی آتو جی
تھی محل بھر کی اون کو مختاری
اوندنون جو امیر نامی تھا
اون کے گھر ہرمزی کی مان پہنچی
آتو صاحب کی خوب خدمت کی
اپنی بیٹی کا کچھ سنایا حال
پرورش اوسکی آپ فرمائین
آتو صاحب بہت ہوئین مشتاق
کہ پڑھی لکھی ہو کوئی عورت
عورتین تو بہت پڑھی ہین وہان
موٹیان ہو رہی ہین کھا کھا کر
لونڈیون سے وہ لیتی ہین خدمت
کام سرکار کی نہین پروا
کب محل کا حساب دیکھتی ہین
مجھسے آزردہ ہوتی ہین بیگم
گھر لٹے یا کہ ہو سراسر نقصان
حکم سینے دیا کہ تمسے ہو بار
جو حساب و کتاب مین کامل
ہر طرح کا حساب جانتی ہو
ان کو موقوف آج کل کر دون
مجھسے آزردہ ہوتی ہین بیگم صاحب

نیک نیت بہت پڑھی لکھی
حکم تھا اوس کا شہر مین جاری
اون کے دروازہ کا سلامی تھا
دیکھو قسمت ذرا کہان پہنچی
حاضری کی بہت سی منت کی
کہ وہ لکھی پڑھی ہوئی ہے کمال
ساتھ اپنے محل مین لیجائین
بولین ہمکو ہے مدتون سے تلاش
سونپین اوسکو محل کی ہر خدمت
پیر اوٹھین نوکری کی فکر کہان
مال زر سے بھرے ہین اپنے گھر
نہین ہو سکتی اونسے کچھ محنت
ہی ہی ہاہا ہے یا ہنسی ٹھٹھا
لیٹے لیٹے کتاب دیکھتی ہین
کہتی ہین تمکو بھی خیال ہے کم
آتو جی تمکو اب نہین کچھ دھیان
لاؤ لکھی پڑھی کوئی ہشیار
جیسی یہ سب ہین وہ نہو کاہل
ہر سوال و جواب جانتی ہو
اوسکو داروغہ محل کی بنائین
[illegible]

میری اچھی بہن ابھی تو جاؤ
اپنی بچی کو ساتھ ہی سے آؤ

انہیں پاؤں ابھی ابھی آنا
کہ مجھے بھی محل میں ہے جانا

ایلو وہ چوبدار آتا ہے
کوئی حکم حضور لاتا ہے

اک کہاری بھی پہلے آئی تھی
جلد چلنے کا حکم لائی تھی

جا بوا جا خفہ نہ اب زنہار
دیر اچھی نہیں ہے جلد سدھار

خوش ہوئی دلہن ہرمزی کی ماں
غرض کی ہیں ابھی تو آئی یہاں

ایکدم کو ابھی میں جاتی ہوں
ساتھ ہی اپنے بیٹی آتی ہوں

بس بلاوں گئی ہیں اور آئی
بھی لائی ابھی ابھی لائی

کہکے یہ بات ڈیوڑھی پر آئی
ڈولی میں ہرمزی کے گھر آئی

بولی ہمدم سے لو مبارک ہو
تم بھی اقبال والی بیشک ہو

ہرمزی کی ہے نوکری طیار
چلئے یہ میرے ساتھ ہو کے سوار

آتو صاحب اسے بلاتی ہیں
منتظر ہیں محل میں جاتی ہیں

اب کسی شے کی کچھ کمتی ہے
نوکری تو یہ محل کی ہے

جبکہ ہمدم نے یہ کلام سنا
ہنس کے بولی میں تیرے منہ کے فدا

ہرمزی سے کہا کہ لو واری
کرو جلدی محل کی طیاری

پڑھنے لکھنے سے ساری عزت ہے
صدقے جاؤں یہی تو دولت ہے

کبھی خالی نہیں یہ جاتا ہے
ہر کوئی اس سے فیض پاتا ہے

ہاتھ آتا ہے مال دولت و زر
آ ہی رہتا ہے کام علم و ہنر

رو کے یوں بولی ہرمزی خانم
ہائے تکلیف سے ہو ناک میں دم

نوکری گرچہ ہے نہایت خوب
اسقدر ہیچ کر ہوں میں محجوب

کہیں مردانہ مجھسے ہونا بہ حصم
جا نیکو تو میں جاتی ہوں اسلام

میرے وہ عاشق اونکی مین عاشق
کہین ایسا نہو کہ پچھتاؤن
ساس بولی کہ یہ تو ہے ظاہر
اچھے صاحب نہین تو کیا مطلب
ساس کے حکم سے ہوئی ناچار
کپڑے بھی بدلے سر بھی گندھوایا
دست بقچہ سے پھر لیا ہو باف
بیل تہا بھاری اوسمین عمدہ کام
اوسکے چوگرد تھی سنہری کرن
ساس کو یہ سخن سنایا پھر
قطعہ خوشخط لکھا ہوا اپنا
پھر مزی ہی نے اوسکو لکھا تہا
تہا جلی خط سے تحفہ نستعلیق
ساس سے بولی اوسکو دکھلا کر
سادہ سا اک پہن لیا جوڑا
کی یہ تدبیر پردہ کی اوسنے
تھا نفیس آبرہ کا مدانی کا
گوٹ خوشرنگ اودی اطلس کی
سونپ کر اپنی ساس کو گھر بار
اک کہاری پکارتی آئی
ڈولی سے وہ اوتر پڑی یکبار

دلمین سمجھین نہ کچھ کسو نالائق
بادشاہ ہو نہیت کسطرح جاؤن
پر نہین وہ تو ہین تو ہون حاضر
حکم دیتی ہو نہین سدہارو اب
ہاتھہ منہ دہو کے ہوگئی طیار
پان مدت کے بعد اب کہایا
جسمین سلمہ کا کام تہا شفاف
تھی بڑے موتیونکی بیل تمام
بادلے کے تھلو سے خوب پہن
سے یہ بیگم کی قدر کی خاطر
خوب اوسپہ چڑہا ہوا سونا
ایسے دن کے لیے وہ رکہا تہا
اوسمین تھے خوشنویسونکے طرق
دونگی یہ بادشاہ کو جاکر
تام کو اوسمین کام تہا تھوڑا
اک دولائی بہی اوڑہ لی اوسنے
استر اک تحفہ جامدانی کا
لچکے کے توڑے پہ کرن چپکی
پہونچی تہی اپنی مان کے ساتھ [illegible]
پالکی آلو جی سے نہ [illegible]
ہوتین مان بیٹیان اوسی [illegible]

محل کا حال

سب یہ زمین اور آسمان ہے اور — اور دنیا وہاں جہان ہے اور
عورتیں بے شمار خوش پوشاک — باتونیں چست وضع میں چالاک
چیز جو دیکھی سو بے بدل دیکھی — ہر طرف کو چہل پہل دیکھی
واری عالم وہ تھا محل گھر کا — کہ اکھاڑا ہے جیسے اندر کا
عمدہ عمدہ کہاریاں دیکھیں — وہ وہاں پیاری پیاریاں دیکھیں
ہٹی مہری تھا باخبر اندر راج — تھا پرے عرش سے بھی اوسکا فنیج
اک طرف بادشاہ کی انا — اوسکے شیشے کا لوگو کیا کہنا
پاس کے آنے کیطرح سے ہوا — خود بخود اینٹھی جاتی تھی جبروا
دائی جو چھو وہ دائیں انائیں — لونڈیاں اور اصیلیں مامائیں
شوخ باتونیں چھیڑ چھاڑ غضب — بوڑھیاں کسبنیں اور ہیٹریں سب
گرمیاں شوخیاں تھیں حد سے سوا — قہقہے چہچہے ہنسی ٹھٹھا
سیکڑوں پیش خدمتیں ہشیار — کام خدمت کے واسطے طیار
کہیں خلعتیاں سیے جوڑے — سینے بیٹھی ہیں بے سیے جوڑے
کوئی پوشاک سیکے لاتی ہے — کوئی بیٹھی بسنت بناتی ہے
لونڈیوں باندیوں کا وہ انبوہ — جشنیں گرد جشنیں گروہ گروہ
کہیں کھڑکتے پاندانوں کی — سے گیہو نہت اچھے پانوں کی
کہیں خواجہ سرا کہیں ناظر — سب محلدار ہیں اکطرف حاضر
دھوم ہر سو بجانے گانے کی — عمدہ خوشبو وہ بہنڈی خانے کی
ناچ گانا کہ تا بہ تھیں وہاں — گاتیں قصہ برق ڈومنیاں
کہیں باورچی خانہ کی سب دھوم — کہیں فراش خانہ میں ہے ہجوم

نوشہ خانہ کا وہ غضب جوبن — وہ جنزانہ کے دلربا چمن چمن
کہین رکہے ہین خوان کہانے کے — کہین ظرف آبدار خانے کے
شربت اور آبشورے ہین طیار — برف کی وہ صراحیونکی قطار
دیکہی نورانی ایک بارہ دری — شیشہ آلات سے تمام بہری
جابجا دیوار گیریان شفاف — عمدہ تصویرین خوب آئینے صاف
فرش کمرون مین تہا تمامی کا — کہین محمودی کا دوتو دامی کا
طرفہ زربفتی پردون پر جوبن — تہی سنہری روپہلی پر چلمن
ہر چہپر مین چمک دمک ہی کمال — بیلے ہین بادلے کرن کے جال
صنعت اوس باغ مین فرنگ کی ہے — ریشمی گہاس رنگ رنگ کی ہے
نہر مین چہوٹتے ہین فوارے — حوض آئینہ سے سوا پیارے
سب جڑاؤ چہپر کہٹ اور پلنگ — جنکے پردے اوچہے رنگا رنگ
ڈوریونسے کسے ہوئے پائے — سونیکے پر فرش پڑوائے
سینے کی ہین مسہریان ساری — کرسیان بہی ہین خوشنما پیاری
چیزین منہ ہاتہ پاؤن دہونیکی — ہین مرصع تمام سونے کی
فرش دالان مین بہت اوجلا — چودہوین شب کی چاندنی سو سوا
گرمیون کی تہی اندنون شدت — پر وہان جاڑے کی تہی کیفیت
تہا جو تہ خانہ سنگ مرمر کا — کیا کہون حال اوسکے ہر در کا
ٹٹیان تہین چنی ہوئین خس کی — پٹیان موٹہون پر تہین اطلس کی
عطر خس سے بسی تہی ہر ٹٹی — بوے گل سے جسکے روبرو مٹی
تی کی بو باس سے مہکتی تہین — سقنیان ٹٹیان چہڑکتی تہین
کیوڑے کے خم کے خم وہ لاتی تہین — برف کے پانی مین ملاتی تہین

چھوڑتی تہین ہزارون مین بہر کر
عطر سے سب مہک رہی تہی مکان
پنکھے دس بیس سجتے ہین باہر
اوٹون پر پہولون کے پڑے ہین ہار
ٹہنڈہی ٹہنڈہی ہوا جو آتی ہی
ہر پری کو یہ دیکہکر سامان
کہتی تہی ہین یہان ہون راحت مین
جان کہٹکے مین ہے دل الجہن مین
خاک جنگل مین اوڑ رہی ہوگی
لو ن بہی ہر گرم دہوپ بہی کڑی
اس محل مین ہو چین مجکو نصیب
جب سے میرا سہاگ بہاگ ہی سب
یاد شوہر کی جب اوسے آتی
آتو جی کا نگر لحاظ کیا
پر یہ کہتی تہی ہر پری خانم
آتو جی سبکو جب نظر آئین
سب نے تعظیم کی سلام کیا
کسطرف کو منہ بیٹھی ہین
یون مجلد ارلے باندہ کے ہاتہہ
ہر کوئی آتو جی کو تکنے لگی
غل مچا یہ نئی جو آئی ہین

ٹٹیان تہین معطر آٹہ پہر
لپٹین خوشبو کی آتی تہین ہر آن
کیا ہوا ٹہنڈی آتی ہے فر فر
کہین گلدستہ ڈالیون کی بہار
آنکہو نمین نیند آئی جاتی تہی
آچہے مرزا کا دل مین آیا دہیان
کیا خبر ہین وہ کس مصیبت مین
میرے پردیسی ہونگے کس بن مین
بہوک بہی پیاس بہی سہی ہوگی
راہ چلنے کی بہی تہکن ہے بڑی
جنگلون مین تباہ ہو وہ غریب
وہی تکلیف اوٹہائے ہائے غضب
آنسو آنکہون مین اپنی بہر لاتی
دل کو سمجہا لیا سنبہال لیا
نہین معلوم ہین کہان بیگم
عورتین پاس وہ ڈکہیا تہین
آتو صاحب سے یہ کلام کیا
پاس بیبی کے وہ بیٹہی ہین
بیٹہی ہین آپ بادشاہ کے ساتہہ
کہڑی سارے محل مین پہچی لگی
اک قلمدان ساتہہ لائی ہین

جب رعیت کو بادشاہ ستائے
ملک و دولت کو صاف کھو بیٹھے
لاکھہ حیلون سے زر رعیت کا
کب عدالت پناہ کھلائے
قطعہ سعدی کا ہے بہت مشہور
بادشاہ پاسبان درویش است
گوسفند از برائے چوپان نیست
کیا ہو ظالم کی سلطنت مین امان
نہ کند جور پیشہ سلطانی
ہو نہین خوش بادشاہ کی بیوی
ہنری سے کیا اشارہ کہ ہان
آتوجی سے کہا کہ مین قربان
لکھنے پڑھنے مین ہی بہت قابل
عقل بھی اسکو انتظام کی ہے
خوب سینے پرونے مین استاد
علم تاریخ سے بھی ہے ماہر
قطعہ ہے اسکے ہاتھہ کا لکھا
پارسا نیک زن ہے یہ بیشک
خود بنا کر یہ لائی ہے موباف
بادشاہ نے کہا یہ ہے قابل
آتوجی نے کہا زہے قسمت

ستیاناس جائے چین نپائے
بادشاہت کو اپنی رو بیٹھے
لوٹے جو بادشاہ بے پروا
بلکہ وہ روسیاہ کھلائے
عرض کرتی ہے یہ کنیز حضور
گرچہ نعمت بفر دولت اوست
بلکہ چوپان برائے خدمت اوست
بھیڑیا بھیڑیون کا ہے دشمن جان
کہ نشاید ز گرگ چوپانی
ہو گیا بادشاہ بھی راضی
کیون کھڑی ہو تم آکے بیٹھو یہان
سنتے ہین آپ ہنری کا بیان
ہاتھہ کے بھی ہنر مین ہے کامل
سچ کہو نہین ہر ایک کام کی ہے
ہے طریقہ مصاحبت کا یاد
اگلے وقتون کا حال ہے ظاہر
دیکھئے خط بھی ہے بہت اچھا
پاک باطن ہے کہانی ہے عفیف
ق
اچھی تقریر ہے زبان ہے صاف
اس سے خوش ہو گیا ہمارا دل
دیکھو حضرت نے تمکو دی عزت

کر کے آداب سر کو نہوڑا کر | بیٹھو بیگم کے روبرو جا کر
کر کے تسلیم ہرمزی بیٹھی | پیش مسند ہنسی خوشی بیٹھی
بولی بیگم کہ جاؤ آتوجی | خلعت اک عمدہ لاؤ آتوجی
ایک توڑا خزانہ سے منگواؤ | بلکہ تم آپ جاؤ لیتی آؤ
آتوجی نے یہ حکم جب پایا | کارخانوں میں اوٹھ کے پہونچایا
لونڈیاں دوڑتی ہوئی آئیں | بھاری خلعت کی کشتیاں لائیں
ایک بھاری دوشالہ اک رومال | جسمیں سلمہ کا تھا سنہرا جال
تھان کمخواب کا بہت بھاری | تھان اطلس کا سرخ زنگاری
ڈہاکے کی کامدانی اور چکن | جسکی خوبی کا وصف ناممکن
کامدانی کے تھان بھی بہتر | دو دو دپٹے بنارسی پرزر
چوسنگے کی ململیں کریب اچھا | شبنم آب رواں بہت اعلا
تحفہ شروع گلبدن نادر | کڑے سونیکے ہاتھونکے خاطر
طوق سونیکا سونیکا توڑا | پھر دولون کا عطف کیا توڑا
مرتبہ بادشاہ نے یہ دیا | اوسے مختار سب محل کا کیا
کارخانوں میں حکم جا پہونچا | سب محل والیوں نے یہہ کہا
ہیں داروغہ ہرمزی خانم | حکم اونکا نہ کوئی سمجھے کم
اسکا کہنا نہ جو کوئی مانے | ہر طرف اپنے آپ کو جانے
ہرمزی نے بھی خوب کام کیا | کہ محل بھر کا انتظام کیا
ہو گئے مفت ہرمزی خانم | کام خدمت میں رہتی تھی ہردم
تین سو کی تو ہوگئی تنخواہ | اسپہ انعام پائے خاطر خواہ

اپنے شوہر کا بلوانا

جب ہوا اوس سے بادشا راضی — کیون نہو شہر بھر ہوا راضی
متوجہ جو بادشاہ رہا — گرد پھر پھر کے ہر پری نے کہا
مدتون سے ہے گم میرا شوہر — نہین معلوم اوسکی خیر خبر
بھیجدین سانڈنی سوار حضور — سمت نیپال سوے گورکہپور
آپ میری مراد دلوادین — میرے شوہر سے مجکو ملوادین
دیکھے چونری ہلانے کی خدمت — دی کرامات نے مجھے عزت
فیض جو ہے اسی نگاہ کا ہے — سب تصدق جہان پناہ کا ہے
دی ہے لونڈی کو عزت و توقیر — مال اسباب دولت و جاگیر
مجکو حاصل جو یہ تفوق ہے — سر پہ نور کا تصدق ہے
سب مرادین مجھے ہوئین حاصل — ایک باقی یہی ہے حسرت دل
جب سنا بادشاہ نے یہ سوال — دل مین اک رحم آگیا فی الحال
باہر آئے محل سے خرم و شاد — پھر فرح بخش کو کیا آباد
جھکے تسلیم کو تمام امرا — روشن الدولہ نے کیا مجرا
اوندنون وہ وزیر اعظم تھے — بادشہ کے انیس و ہمدم تھے
آئے جرنیل صاحب ذیشان — بادشاہ کے وہی تھے مونس جان
بیٹھے ہی تھے وزیر کے جرنیل — اونسے تھا طبع بادشہ کو میل
شان و شوکت مین سب سے تھے بڑھکر — تھا اونہین کا مطیع سب لشکر
پہلے تو اون پر التفات کیا — حکم پھر بادشاہ نے یہ دیا
اچھے مرزا کو جلد ڈھونڈواؤ — تا بدولت کے روبرو لاؤ
حکم پونہچا یہ چوبدارون کو — جلد بھیجو شتر سوارون کو
حکم پاکر شتر سوار چلے — ایک کیسے کہ تین چار چلے

اک مہینے کے اندر آ پونہچے — اچھے مرزا کو لیکر آ پونہچے
رو برو بادشاہ کے جا کر — گر پڑا وہ غریب قدمون پر
بادشاہ نے عطا کیا خلعت — کسی داروغگی کی دی خدمت
دونون بیوی میان رہے باہم — خوش ہوئی دلمین ہرمزی خانم
واہ کیا ہرمزی نے کام کیا — نیک بختونمین خوب نام کیا

عورتونکی پڑہنے لکھنے مین بحث کرنا

رہے اک بات اور تمکو یاد — لکھنے پڑہنے سے یہ نہین ہے مراد
پڑہ کے قصے کہانیون کا حال — سیکھیے یاربازیون کی چال
خوب گر کھوج کھو چکی ہین یہان — اسطرح کی نگوڑی مثنویان
نظم ہی مین نہین ہین یہ قصے — نثر مین ہر کہین ہین یہ قصے
نہین یہ نیک بختون کی باتین — سیکہین بدکاریون کی یہ گھاتین
لکھین چپ چپکے رقعہ یارونکو — کرین بدنام رشتہ دارون کو
فعل مختاری پر خدا کی مار — کہ یہ تہکاریان ہون خود مختار
ناک چوٹی کا بہی اگر ہو ڈر — لکھنے پڑہنے مین پھر نہین ہے ضرر
پڑہنے مین نفع تو ہے مین قربان — نفع سے ہے مگر سوا نقصان
ایلو یہ سنکے کیون کہڑے ہوے کان — وجہ بہی اسکی سن لو میری جان
اسمین کیا جہوٹہ کہنے والی کا — وہ جو اخلاق ہے جلالی کا
وہ کتاب اب منگا لو مین واری — لکہی ہے اسمین بحث یہ ساری
اصل جسکی کہ ہو برا فاسد — پڑہنے لکھنے سے ہو سوا فاسد
پڑہ کے بد اصل مردمے اکثر — بنے شیطان سے ہے کہین بدتر
دستخط جعلی نوشتہ اور اسٹام — جعل سازی کی کرتے ہین سب کام

جھوٹھے اقرارنامجات اسٹامپ — دستخط حاکموں کی بھی ہیں یاد

کہیں پنڈت سے کہیں ملا — رشوتیں لیکے لکھتے ہیں فتوا

نہ خدا کا ہے ڈر نہ خلق کی شرم — اونکے لڑنیکے واسطے سرگرم

لوٹتے ہیں ہمیشہ مال حرام — کسکی طاقت جو دے کوئی الزام

علم پڑھ کر یہی کیا حاصل — چپ کریں سبکو خود نہوں قائل

جھوٹھ کو اپنے سچ سے بھڑ دینا — غیر کے سچ کو جھوٹھ کر دینا

غیر پر ہے حرام اوسکا مال — ہر حرام اپنے واسطے ہی حلال

گاہ پیر و مرید گاہ فقیر — لوٹ لینے کی ہر گھڑی تدبیر

علم کے زور سے بنا کر بات — شرع سے کرتے ہیں اوسی اثبات

یہہ مثل سچ ہے اونہیں کے حق میں سند — اصل بد از خطا خطا نہ کند

پر جو ہیں اہل علم اور اشراف — کس سے اونکے بیان ہوں اوصاف

فیض ہے اونکے علم کا مذکور — چاند سورج کیطرح ہیں پر نور

پڑھ کے بد اصلوں نے انکو جو کام — لکھنے پڑھنے کو کر دیا بدنام

فائدہ اور تو نہ اس سے لیا — برے کاموں میں علم صرف کیا

پڑھنے لکھنے سے ہو گئے گمراہ — جاہل اوس سے ہو کسطرح آگاہ

جاہلوں کا نہیں یہہ دل گڑوا — کہ کریں مال مکر سے پیدا

مال پر اونکا ہے یہی قابو — چور بنجائیں یا بنیں ڈاکو

ہے تو اکثر بروں کا علم برا — پڑھے اچھوں کو یہہ بہت اچھا

فائدہ بے حساب کرتا ہے — تاروں کو آفتاب کرتا ہے

علم سے خود وہ فائدہ پائیں — بلکہ اوروں کو نفع پہونچائیں

نفع لو پا کے علم سے ہے مگر — انکو ہے نفع اور [illegible]

تھا کریلا تو پہلے ہی کڑوا — اور کڑوا ہوا جو نیم چڑھا
جب ہو بد اصل مرد ونگا یہ حال — عورتیں پڑھ کے کیا کرینگی کمال
اسکو سنکر ابھی نہو نومید — آگے میں کھولدونگی یہ بھی بھید

بڑی بی کا نواسی کو سمجھانا

ہوگیا ختم اسکا سب حال — تم کو بھی چاہیے ضرور خیال
ہاتھ اب کھیل سے اوٹھاؤ تم — پڑھنے لکھنے میں دل لگاؤ تم
کام سیکھو اسی میں عزت ہے — جو ہنر آسکے وہ غنیمت ہے
ہاتھ کا بھی کوئی ہنر سیکھو — گو نہو احتیاج پر سیکھو
کام گڑیوں کے کھیلنے سے کیا — مارو سینے پرونے پہ پیتا
نہیں اچھا یہ چھوریوں کا ساتھ — گو نہ کھیلیں تو آگیا کچھ ہاتھ
جنکو تم منہ سے کہتی ہو گوئیاں — بیاہ جب ہوگیا تو پھر یہ کہاں
آج بھولی ہو میری چاہت پر — کل چلی جاؤگی پرائے گھر
کورہ رہجاؤگی اگر بیٹا — لوگ سسرال کے کہینگے کیا
ساس نندون سے جب پڑیگا کام — دینگی پھوہڑپنے کا وہ الزام
سیکھو کھانا پکانے کا دستور — ہے بہو بیٹیون کو یہ بھی ضرور
واہ کیا پھرتی نے کام کیا — اپنے میکے کا خوب نام کیا
تھا میان اوسکا کسقدر کاہل — بدتمیز اور بے ہنر جاہل
پھرتی نے اوسے سنبھال لیا — بلکہ سسرال بھر کو پال لیا
اچھے مرزا کو خوب سمجھایا — بلکہ افیون کو بھی چھڑوایا
نوکری پر لگا دیا اوسکو — نیک رستا بتا دیا اوسکو

تنبیہ اون مردون کی جو اپنی بیوی کے تابعدار ہین

پر نکھٹو وہ مرد اسے ہے کمال
ناک کٹوا کے پھر وہ گیا اترائے

موئے عورت تو سکھے علم و ہنر
مرد کا کام جب کرے عورت

اپنی عورت کو سر چڑھالے جب
اپنی جورو کا جب ہو مرد غلام

پھنگی وضع مین ہو یا خامی
جوتی کی نوک سے برا کہین سب

جس نکھٹو نے پیٹ یون پالا
پنچ مل بانٹ کر کرین جو سب

نیک نیت ہین پاک باطن ہین
کام کو وہ جو باہر آتین جاتین

سب سے ہر حال مین ہے اونکا حجاب
نہ وہ ہنستی اکڑتی پھرتی ہین

کسی بازار مین نہین اڑتین
لوگ پہچانتے ہین سب اونکو

ہر تماشے مین اونکی ہے نئی شان
کیا ہوا اوسکے چہرہ و نکابیان

اونکے پیڑو کی آنچ کو شتاپاشر
اپنے گھر مین تو سبکو شرم حیا ہین

شرم و غیرت کی آئے کمبختی

بیچیا سنکے یا سے جو کچھ مال
غیر مردون نہین جسکی جورو اجائے

جیسل ہو جاے مرد اہو کر
مرد اوسکا ہے سخت بےغیرت

پھر وہ عورت دبیگی مرد سے کب
اوس موئے کا زنا نو نہین لکھو نام

نیک نامی ہو یا ہو بدنامی
اپنے مطلب سے ہے اوسکو مطلب

دونون عالم مین اوسکا منہ کالا
وہ میان بیوی ہین بہت بہتر

وہ جوانین ہین خواہ کمسن ہین
اونکی عصمت مین لوگ شبہہ نہ لاتین

بس ہے پردہ کو گھونگھٹ اور نقاب
نہ وہ ہنستی بگڑتی پھرتی ہین

سودے والون سے بھی نہین لڑتین
میلے ٹھیلے مین جاتیان ہین جو

اپنے جوبن کی کھولتی ہین دکان
جن سے شیطان مانگتا ہے امان

آگ سنتے دبکڑے کی ہے رونما
غیر مردون پر نہ کچھ شرماتین

سبکو ٹھینگہ دکھاتین جیسے تختی

گھرمین آتے ہی پارسا بنجائین
دھمکیان دین خصم کو یہہ کہکر
کبھی اوس سے ملین کبھی اس سے
اونکی مشتاق رہتی ہے خلقت
گو ڑہ ہین یہہ وہ خوش ادا ہین ہین
ہین یہہ سمجھی کہ دوگی تم یہہ جواب
سچ ہے یہہ سنلو مجھسے اوسکا بہید
دلمین انصاف سے سمجھ لو مگر
اوسقدر یہہ نہین قصور معاف
پردہ کرتی ہین گو کہ خانگیان
وہ تو ہین کسبیون کی بہی اوستاد
بنو وہ نیک بیبیون سے ایک
آپ اچھی ہوئی تو کیا ہے کمال
بہتے پانی مین لطف ہے لاریب
جان ہر آدمی کو ہے پیاری
عمر کردو نہ مفت مین برباد
بہائی بندون کو فائدہ پونہچاؤ
جانور تک تو کام آتے ہین
وہ تو حیوان سے بہی ہے بدتر
نفع کو جسکی ہو کسب بنو
آج عنقا ہے ہر جگہ وہ بشر

اپنی عصمت ہی ساری گھر کو دبائین
پڑہ نماز آگے میری دامن پر
لگی تکی ہے اونکی جس لت سے
ان غریبون کو اون سے کیا نسبت
وہ پرہیزا دین یہہ بلائین ہین
ہوتی ہین برقعے والیان بہی خراب
کرتی ہین وہ بہی لاکہہ پردونمین چہپ کر
جتنی بے پردہ والیان ہین نڈر
وہ تو مردونسے ہین سوا حراف
اونسے مطلب نہین ہی مجھکو یہان
پر مجھے تو گرستون سے ہے مراد
جو بنا دے بد آدمی کو نیک
دوسرے کو بنادے نیک خصال
خود رہے پاک سب کے دہوئے عیب
اسکی لازم پڑی خبرداری
اپنی ہمجنسون کی کرو امداد
بلکہ لازم ہے غیر کے کام آؤ
آدمی اونسے نفع پاتے ہین
جس سے پائے نہ نفع کوئی بشر
اس زمانے کی کونک اوسنو
جو نہ پہونچائے دوسریکو ضرر

چاہتے ہو اگر تم اچھا پن — نیک بختوں کے سیکھو چال چلن

فائدہ دینے کی نہ پاؤ گے راہ — آدمیت سے تا نہو آگاہ

گر رہا بے ہنر تو کچھ نکما — ہو کے نکٹا جیا تو خاک جیا

اس سے بڑھ کر بڑا ہے طول کلام — آگے تم جانو یا تمھارا کام

ہوئی یہ نظم جب تمام بیان — نام رکھا گیا حجاب زنان

تمت

دوہرہ ہندی متضمن تاریخ طبعزاد برہمہ مورت برجھا او تارپنڈت بچھیا ناتھ [illegible]

द्विगकुलसुतमुनीरशर । रहत शत्रुमनहार ॥
२४ ८० १२६५ ११ ३०० ५०० ६०५ १४०० १४० २०६

वत्सर रस गुन ग्रह ऋषि निरस नव रवि शतधार
६६२ २६० ३० २२५ ६५० १२६७ १२ ९४६ हि०

सन् फसली शाके बहुरि संवत द्वादश युक्त ॥ ॥
होत ईसवी अंत पुनि हिजरी पांचो उक्त ॥ ॥

دِگ کلیات [illegible] — [illegible]

سن فصلی شاکی بہرت سمرد و ادس جگت — ہوت عیسوی انت ہیں ہجری پانچوان اکت

[illegible]

[illegible]

نثر بنام آفتاب الدوله بهادر

بسم الله الرحمن الرحیم

مجمله چون نگاه تیز بینان قاصد خجسته انجام شتافتن بر سر راه صبا از گرد آمد
خواجه صاحب منبع المناقب عالیشان امیدگاه مخلصان دام اقباله
سلام میکند و نیاز نهانی سینه اش بسم هوای آن مشتاق را چون بخیه دلق پوشان
از نظر ژرف نگاهان در انداز و پیامی که ترکیب الفاظش تناسب اعضا
شاهدان عالم فریب را چون اجزای خواب پریشان برهم سازد بزبان
خامه سرعت خامه سپرده همراز گنجینه التماس پیدا آمد فهرستی از خدمت
آن نادره سنج نغز گفتار و مفارقت از حضوری بزرگان آن دیار اینهمه آسیمه
سرم ساخته که رشته موج نسیم فردوسی هم بشیرازه بندی اجزای اس
پریشانم دست از آستین توانم بر آورد لقمه بلا لطف ملازمان نشتر را
بدل میشکنند یاد صحبت یاران انجا هنوز ناخن بجگر میزند

اے آنکہ انیس خاطر محزونی ۞ وز ہر چہ ترا وصف کنم افزونی ۞ ذوقی بادا تو مونس ہم زبانے بدوست
اما تو بیاد من مسکین چونی ۞ فقرا باد خاطر مبارک خواہد بود کہ مظنہ وقوع غلط در
قوافی یکی از رباعیات این آشفتہ نوا بجہت بنائے حرف روی بر ہائے ہوز
پیرامون طبیعت والا گرفتہ بود بندہ بجوابش مدعی استعمال فصحای سابق
فارسی کہ ما مردم مقلد آنانیم گردیدہ بودم و حضرات دعوے این مستغرق لجج
نادانی را از نگاہ اعتبار ساقط و از درجہ قبول ہابط دانستند حالانکہ بحث
اول اعنی غیر معتمد بودن این حرف در روے اعم از ینکہ زاید باشد یا اصلیہ بسبیل
عموم و کلیت لا نسلم کیف و تتبع کلام ارباب قوافی در رسائل متعارفہ متداولہ
علی الاطلاق مساعد حضرات نیست غایۃ ما فی الباب کلام شمس قیس تیر
روی ترکش حریفان ہست و او درین باب منفرد چہ خودش اقوال بلخی و دیگر
اساتذہ مشعر بجواز آن نقل میکند پس باستدلال نمیرزد و علاوہ ازین ہمہ شواہد متواتر
العمل و معمول بہ فحول شعرا ہمچنانست کہ فقیر گفتہ ام کما ینبغی اما بنا بر دیدہ ورے
سید المہرۃ المتبحرین جناب منشی تدبیر الدولہ بہادر اسیر را کہ بتاکید [illegible]
و انصاف پیشہ ہی داوند ملخص المقال آنکہ در آن ہنگام فقیر بوعدہ ارسال
نظایر و اسناد آنہا آہو گیر بیا از سر وا کردم الحال وقت آنست کہ
تشمیر ذیل بایفاے آن نمایم و من اللہ الاعانۃ و ہو المستعان مستتر مباد کہ ہمانا
ذہن فرسودہ فن کمال شعر و شاعرے را موکول و محصور محض بہ علم عروض و قوافی
نداشتہ اند تا کسے اعتماد و اکتفا بخصوصہ بر آن کردہ کشتی خود را ازین ورطہ بسلامت
بگذارند و ہمچو لہ فقیر را صرف بتحاشی و استغراب مردودہ نفرمایند بلکہ تامل وافی
در نگرند کہ تکمیل این علم بعد عروض و قافیہ بہ تتبع فراہیچ و ورق گردانی اسفار
مصطلحات و تتبع و استقرار کتب فن و تفحص کلام اساتذہ و وقوف بہ

مباحثات و مشاجرات اکابر قوم و اساطین ایشان و وجدان سلیم و ذوق
صحیح که موهبتی است غیبی مشروط و منوط است این صف نعال نشین سخنوران
باآنکه عمری خون جگر خورده هنوز گلیم خویش از آب بدر نبرده و طرفی بر نبسته
تا آسوده دلان آرمیده درون چه رسد حالیا دیگی گوش بمن باید داشت
حکیم مرزا محمد نعمت خان عالی که ثانی الحال دانشمندی خان مخاطب گردیده
اگرچه که هندی مسکن است اما خود وجد روادش از شرفاء ایران و بعمر هفت سالگی
در هندوستان آمده و باز در شیراز رفته و نشو و نما یافته و اکتساب علوم
در آن بلاد صانها الله عن الفتنة والفسا[د] والی یوم التناد نموده از اساتذه
محسوب و مفرغ و مناص ائمه لغات و دیگر مصنفان مثل صاحب سراج
و بهار عجم و غیرهما است در مثنوی من و سلوی که در تتبع و طرز زبان حلوای
مولانا شیخ بهاء قدس سره گفته بضمن حکایت دختر بادشاه و زرگر میر آید
؎ رفت و بگشت از برای تحفه اش * تا بیارد بهر تاجر هدیه اش و ایضاً ؎ سینه
باشد جزای سینه اش * زشت زشتی بیند اندر آینه اش * و بعد حکایت کودنکی و کل
ناصحانه فرماید ؎ جانب جیب دل کان وسوسه اش * بخیم بر هم دکان سفسطه
حکیم شرف الدین حسن شفائی اصفهانی که فاضل عدیم البدیل طبیب
فقید المثیل ممدوح شمس الحکماء المتکلمین جناب مولی العلامه میر باقر داماد
علیه الرحمه و شاعر محقق و مقرب شاه عباس ثانی صفوی بحدیکه شاه اکثر
خانه او تشریف ارزانی میداشت و هم بقول بعض نقله ثقات در اساتذه
سه گانه مرزا صائب معدود و المعهدة علیه و از اکابر فحول شعراست در
مثنوی نمکدان حقیقت گوید ؎ فلسفی خویش را چو وسوسه کرد * زاد
این ره چراغ سفسطه کرد * و عارف رومی در مثنوی در اواخر حکایت مشایان

با حضرت موسی علیه السلام گفته ؎ ور درون کعبه رسم قبله نیست ٭ چه غم از غواص را پاچامه نیست ٭ دو شعر دیگر یکی از قصیده بدر چاچی و دیگر از مثنوی ناظم هروی برآورده بودم که عند التحریر از خاطرم افتاده نواب معتمد الدوله عبد الوهاب نشاط رح که میر منشی فتح علی شاه بادشاه و استاد مسلم الثبوت و از ضاتیت ائمه علم ادب و انشا و ترسل و فن شعر است در گنجینه نشاط بدیع نجم بصفحه ۱۸۹ سطر ۸ چاپ دار السلطنة طهران فرماید ؎ نمیدانم نظر سوی که افتاده چه می پرسی ترا با دل چه افتاده ٭ مولانا طرز شوستری فرماید ؎ پرسید زگل نعره زنان بلبل مسکین ٭ با خار ترا میل و محبت ز چه باشد ٭ گل گفت ازین ناله و فریاد چه حاصل ٭ تا یار کرا خواهد و میلش بکه باشد ٭ بارے اگر محض مانع بکار برد و ازین جنس خرد ار با برآید و من لا تکفیه الیسیر لا یکفیه الکثیر و آنچه تحریر العلام البارع الهمام جناب مولوی منشی احمد حسن خان صاحب بهادر عروج در زمانه اقامت فقیر بکانپور بخدمت مولانا بشروح عند الاستفاضة فاده بودند بجواز قافیه مبحوث عنها ایست متین که ارباب انصاف بل اعتساف را چاره بجز تسلیم نیست معذلک این با هم قیافی هیچدانی بر سبیل عموم و وجوب قایل بآن نیست آرے اگر اتفاقی واقع شود لا باس به باقی محول برآرای حضر الشست که با مردم و ستاکی و متعلقا اهل زبان بوده ایم فقط زیاده ایام بکام باد فاضل مهذب ادیب مولوی محمد حسین الهٰ آبادی که قبل ازین رساله قواید یا فواید در علم صرف زبان اردو تصنیف فرموده چاپ کرده بود مشهور و مجلا انظار اذکیا است ایدون توجه بتحریر رسائل نحو و بیان و بدیع و معانی این زبان فصیح البیان دارند قریب است که این بار گران با حسن وجوه بسر منزل رسانند تا ا ل

هرچه از من هیچمیرزه و رپا نتند بعد مباحثه و مناظره خاطرنشین ایشان کردم
اما در حل عضال نقض مسایل با تشویش دست و بغل بوده اند و در این
اساتذه انجا هم مساعدتی نماید آرزه دارند که جواب استفتا با بته این
دو مسئله باتفاق رای محققین انجا مؤید یا باختلاف متفرد گردد و مجمع علیه
از مختلف فیه متمیز شود پس بذریعه این کثیر الجنایات اعانت از حضرات
میجوا یند مقتضای افاده استادانه حضرات اینست که بلا تهاون و مماطلت
مسئول ایشان مجاب گردد و الا ایشان در تحریر انتقام از تسریح اعراض
و استنکاف حضرات انجا از جواب استفتا ملفوفه وَ مَا یَتَفَرَّعُ عَلَیْهَا
معذور خواهند بود و مستفتی مع جلو شانه عهد واثق میکند که فتوی و افاده
هر محقق بنام همان مفتی مفید مسند خواهد نمود نه آنکه عیاذا بالله بنام خود
منسوب نماید وَ اللّٰهُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ وَکِیْلٌ چشم دارد اساتذه انجا از حل
معضلات مستفتی که جامع محاسن علم و ادب است بهره بخشند و السلام ۱۴ شهر .... سنه ۱۲۷۳ هجری از الٰه آباد

ایضاً بنام جناب حکیم مولوی سید علیرضا صاحب مشفق خلف الرشید سید استاذی ظله

سعوۃ الدرۃ الآفاق سید الجهابذۃ الحذاق فاضل علام مطالب الباهی الهمام
زاد الله فضلهم بعد تحفه جناح ارادت مور دلی که همیشه بال بها سی
سعادت در خدمت گرامی..... تکلیف میگشت التماس که چند بر قوافل اندوه
و حرمان از کلفت رحمت و غربت پیوسته مرور میکند و کاشانه را آسوده زمان
نمیشود الا آباد را از غربت کشاده م و هنوز مهدی معهد جد تجدید نکاحم
چون اند..... تحت خدام مشید الارکان حضرت سیدی استاذی
مدظله العالی معاهد بر گردش نموده اضطراب معتقدانه سهی باختن و نشتم

بدل می شکید اگر بعطاء نامهٔ نامی مشتمل برین بشارت عظمی مع بعض نتائج
افکار خویش دستی بر دل و منت بر سر نهند جا دارد حالیا حکایت حدیث الوقوع
شنیدنی و اگر دل و جگر درد دل دردرسیدگان رسیدنی دارد که فاضل ادیب
اللبیب مولوی سید محمد حسین اله آبادی که رساله صرف زبان اردو انداز دست
طبع وقاد ایشان است مطبوع گروهیده و شیفته اذهان طلباء و مطمح انظار کتاب
حالیا هشتم بر رسائل نحو و معانی و بیان این زبان که نتیجه چندین ساله
تجربه و جستجو است مرتب گشته اند و انتی به سر و چشم متعطشان زلال این فن گذار
انچه در تجربه و مهارت انگشت بر لب این حیران نهد و اندازه الفد شتات ایشان که درهم
دانم بال می نهود و فقیه فرو نگذاشتم به بالقب تحریر جامعیت جناب از من بهی
قطع استفتا بواسطه این عرضه میکند انشاء الله امید که بفتوی قرین گردد و نیز
این استفتا بخدمت دیگر اساتذه انجام بال پرواز کشاده ندانم که چه صدا
بر خیزد زیاده ازین اضاعت اوقات شریفه نمی پسندیم و لبالب هرزگی باید
می بندم فقط ایام مخلص نوازی بکام باد ۱۸ صفر سنه ۱۲۸۳ هجری عبده الحقیر اسمعیل حسین الہ آبادی

بنام جناب آغا سید حسین مرزا صاحب شوق

زپیدان کبوتر همه تن در اضطرابم | که کجا پریده باشد بکجا رسیده باشد

قبله ارباب کرم فی المجد و الکرم داشت مشحون بتسلیم طغراے اخلاص
خطاب عرفان ساحبان کعبه قبول توانند بود و ختم کلام در دست که ادعاے محراب
جبین السمو بعروج توانند افزود ادا نموده نالهٔ نگارش صدر نشینان بزم آگهی
مه یا نم عهد و الق ابلاغ مکاتبات که هنگام هجران از خدمت گرامی باقیام
[illegible] شاد از [illegible] سرو پا گرفته بودند حالیا وقت فرصت گیرانه

آن عهد و پیمان مستعد کردم تا در زمره جانشینان انگیخت محمد محبوب نباشم
ایدون بر ضمیر همه دان محتجب و مستتر نماناد که این تنگ مکونات از لکهنو
بدرزده تحتی در کانپور بخدمت محقق عدیم البدل مجمع الفضائل والاحسان
جناب مفتی و مولوی احمد حسن خان بهادر بعروج آرسیده و فرخ آباد تا دیده
سمت اله آباد پاے خاکی نمود حالیا اندرین وحشت آباد نقش بوریاے
غربت است صحبتی نیست که بعطر عطا مد جناب مشام همنشینان را تجدید
خزاین خانه مشک نسازم و نفسی نمیکشم که رواج شمامه اخلاق والا
مع صیت مهنار روح و ریحان ازان نکشنوم اگر رسالی بیکدو بار هم یادین
از خود رفته دست بدامن توجه ایون زند خوشا من و فرخا من ورنه میترسیم
که مبادا مصداق این شعر مولانا خرسند اصفهانی گردید از چشم خود هم نهفته
تا بچشم دیگران لا سیما کو نه بیناوی چه رسد مرا بر ساده لوحی هاے خرفی خنده
می آید که عاشق گشت و چشم مرحمت از یاران هم داشت اکنون پاره از افسانه
تازه شنودنی و برآرزومندان بخشیدنی و عقده انکار را بنان کشودنی است
اینک درین معموره فاضل جامع الفضائل مولوی سید محمد حسین صاحب
که رساله علم صرف زبان اردو بخجسته خامه جادو نگار ایشان است و بوساطت
المطابع زال رخساره شهرت شایع درین ایام رساله نحو و معانی و بیان این
زبان که خلاصه دودمان السنه فتانی دوران است می نگارند تا غایت چه چه
از من دریافتند از حل اعضال شان هر دیده ام تا در تحقیق بعض اندا له
شود که شبهات بجهت اختلاف استعمال شعرای عصر و غیر القوا است
چه الفاظ مبحوث عنها از قسم متفق علیه نیست که لا یستغنی من الاستفسار
اگرچه مذهب خود اخاطر نشان ایشان بدلایل متینه ساخته ام مگر مراد

مستفتی ہنست که مسلک ہریکی از فصحای آن دیار مع ماله و ما علیه درباره
مسائل مرقومه مندرج رساله گردد ازینجاست که این استفتا بشرف مطالعه
اساتذه آنجا طبل شهرت زده است و اندرین گلپتره آئینه اخدمت الاهم
میگرد و اصرار جناب مستفتی باعث این جسارت گردیده منیر کس میرس برا
انگشت نمای ملامت قاعده شناسان او اسنج نمود امیدکه بفتوی جناب
سرمایه توثیق و تصحیح گزینند و روی حرمان و تغافل نه بینند که درین صورت اهانه
ظنون مخلصان و صدق و عاوی حسودان و لاف و گزاف کوته بینان مقصود
است اعاذنا الله وایاکم عنها فقط ایام کامرانی بکام و توسن سپهر رام باد ۱۲۹۴ ۲ صفر

بعض خطوطیکه از زندان جزیره دریای شور نوشته شد

بی تعارف بت نو آمده در خانه ما		سایه افگند هما بر سر ویرانه ما

نواب صاحب عالیشان والا دودمان قدردان سخنوران زاد فضلهم نقد
اخلاص زندانیان اگرهمه سره باشد از کساد ظاهری ارج سکه قبولش کجا
و گلدسته دعای بستگان سلسله ناکامی اگر برنگ و بوی محاسن آراسته
باشد از زیب انجمن ارباب عز و جاهش کو اگر مشتاق نالهای اسیرانه بالوده
اند یکی گوش بر آواز باید بود ـــــه صهبا پنبه آسودگی از گوشش بر آر
اگر از ناهوس ناله شنیدن داری مخفی مبادـــه سحر نوید رسان قاصد سلیمانی
رسید بحچو سعادت کشاده پیشانی و همایون نامه نامی که متر سلان بلاغت
شعار را سر مشق تکمیل بود نگاشته ہشتم شعبان سنه ۱۲۸۰ هجری موصول گردیده
از خاکم برداشت فرد بوسیدم و بکشادم و بر دیده نهادم و پیچیدم و تعویذ دل
سوخته کردم و گوشه نشینان مطامیر گمنامی و محبوسان سجون ناکامی را بتغیر

اسلام را بکدام سبب غریب فرموده اند اقول بدلیل حدیث مشہور
الاسلام بدء غریبا وسیعود غریبا ایضاً فریاد سیوطن کی بھی مٹی خراب ہے
ثابت یہ مدعا ہی حدیث غریب سے قولہم از حدیث غریب مطلع فرمایند
کہ چیست اقول غریب یکی از اقسام حدیث است اگر دستگاہ مطالعہ دیگر
کتب این فن عالی نباشد باری ترجمہ فارسی مشکوٰۃ شریف کہ از شیخ عبدالحق
دہلویست باید دید افسوس کہ بلطف شعر نرسیدند بر قلت استعداد معترضانہ
جای گریبان دریدن است ایضاً سوا اس سے آگے وحشت کا چلن لیجائیگا
ہوسکے عالم میں مجھے دیوانہ پن لیجائیگا قولہم معنی این مصرع ثانی چیست
اقول لفظیکہ جزو اول مصرع ثانی ہست غالباً بواو مجہول خوانده اند
و بصورت شاد معنی البتہ محمل باید دانست کہ این لفظ بضم معروف است
مشتق از ہوییت کہ ارباب طریقت از ذات مطلق مراد گیرند و اقسامے نشانند
و در اصطلاح اردو زبانان ہو کا عالم و ہو کا مقام جائے موحش و ہولناک
را گویند عجب است کہ التفات بر الفاظ ما سوا کرده صدر مصرع این مطلع
است نکردند و الا این شبہا گنجایش نداشت ایضاً غوطہ لگاہ
کھاتی ہے آبی لباس میں زنگشتی کی گوکھرو سے بلند آب لہر ہے
قولہم الفاظ مصرع ثانی و معنی آن حل فرمایند و ظاہراً قافیہ لہر بنون باشد
کہ کاتب بلام نوشتہ و لہر اضافت فارسی بطرف شدن یعنی لہریہ لام
کہ در ہندی موج را گویند شاید جائز نباشد اقول کشتی د گوکھرو آب لہر
بدون اضافت و لہریہ بلام کہ از تار ہاے سیم میبافند و سلاطین می نمایند
مخصوص حواشی و کنارہ ہاے لباس زینت مثل گوٹہ و پٹہ می باشد و در
دہلی و لکھنؤ و این بلاد مرسوم و مشہور است غالباً در ان دیار مروج نیست

مسیفر باید بوده‌ام اما مع ذلک هنوز خاطر ارباب استقامت و معارف
که مفهوم لا تحرکهم الفزع الاکبر بوده اند رفته‌ام و پیوسته مکاتبات اعزه
و اکابر با ناطقه شکوه آلام و حزن می پردازد و عجب که با وجود تواتر افاضه این حالات
گاهی بیاد این هرزه چانه دستی بر دل ننهادند و للّه در من قال ــــ فریاد
من از دست طبیب ست که دانست ؛ درمان دل ریشم و مرهم نه فرستاد
و اگر مزعوم خاطر عاطر چنین ست که انسداد ابواب مراسلات از خصایص
اسیران مشهور پس هر کس از تشمیر ذیل باین عزیمت معذور مجذور و مبنا این عذر
از معاذیر مشهوره بل از قبیل بعض الظن توان گفت چه تطرق شبهات
کذائیه را در آن گنجایی نیست زیرا که توحل شما بروزی آنکرم باستیعاب
احکام سرکار و احاطه ذهن همه دان بدستور هر شهر و دیار از جمله بدیهیات
اولیه است پس لامحاله این معنی منعکس ضمیر اشراق تنویر خواهد بود
که اسیران این جزائر از دیگر زندانیان در اکثر احکام مستثنی هستند و غیر
از مفارقت اوطان بدیگر لوازم مختصه محبوسان سرکارے ندارند و این
امر کالشمس فی رابعة النهار آشکار ست هرگاه این مقدمه ممهد شد گوئیم
که فراموشش کاری مخدومی جز قلت اعتنا بحال اسیران و حفظ مراتب
خویشتن وجه وجیهی ندارد دامن کشی نکهت گل از مشت غبار عیان ست
نه محتاج بیان اگرچه ابر خامه والا رشحه توجه نامزد قحط زدگان دیار غربت
نفرموده اما بحمد الله که از خطوط اعزه اکبرآباد مژده ارتقاء مدارج و فروغ کوکب
روز بهی جناب ایشان بچشم روشنی مشتاقان و سامعه نوازی آشفته سران
جلوه میکند و با حیاے آرزوهائے مژده مسیحائی مینماید پس وعده هاے
مکرمی که مشروط بچنین روزهاے خوش بوده هنوز نقش نگین خاطر شوریده است

که از لوازم سجایای زندانیان است کاسه خون دل را غر تلخکامی خویش گوارا کرده پس زانوی خویش نشستم و بار دیگر حلقه بر در ایشان نزدم آری محمد ابراهیم گرامی محض دلی سوده محبت است معذور است باری شما اگر بعنایت ایزدی حفظ وضع و پاس علو دودمان خود مرعی داشته حقوق این کس بیکس را دست خوش اضاعت و دستمایه اتلاف نفهمیده اید اینقدرم بنوازید که حرف خیریت یاران جفاکوش نگاشته نوشته ایشان چند مدت بمن باز رسید تا بار دیگر پرس و جوی کامرانی و چگونگی حال حضرات انجا غبار خاطر و مخل اوقات آسوده دلان آن ... درون نگردم و زنهار الف زنهار که آن بیچارگان آشفته روزگار ... فرسید که ضمیر مستخبر حالات سامت که تیغی سوهان فرسای احشای انها شده تا باحسن وجوه این سلسله الی ماشاء الله منقطع گردد و مطلب بمنطوق کریمه و جزاء سیئة سیئة مثلها واقع شود از مزلة الاقدام که تهیت و فرور غیظ و آلام درین تحریر از من سرزده بپذیرند که گفته اند الغریب اعمی بخدمت عالی والد ماجد و اعمام کرام خود سلام من عرض دارند فقط - مارچ سنه ۱۸۶۴ع

بنام منشی محمد رضا صاحب سلمه الله و میر محمد باقر خسر مرحوم بکانپور

بجلدی چون نگاه در بیابان قاصد چشم براه نشستن بر سر راه صبا از من نمی آید مستوجب مکارم اخلاق مستقضی محاسن اشفاق قدرشناس دوستان قدیم زاد لطفهما سلامیکه حرف آغوش راس مرادات قلبی است ارمغان نداره سوختگان شام غریبی است هر چند بقول نیاز زد اما چه توان کرد که از باده دستی با خبر هیچ بکف ندارم بپذیرند با کالای بد به کیش خاوندش

اول

اول بعد ما یہ از وثیقہ قرار یافت و منزلے ہم بنا بر تفتیش دست آمد یا ہنوز تیغ
تدبیری برد و بعد از ین از چگونگی حالات و شرح اوقات سناعت و بداعت
مآب محقق اکمل نحریر اجل جناب منشی مولوی احمد حسن خان بہادر
عروج مینوازند کہ درکانپور منشرح الباب و الصدر اند یاد شبستان دیار دیگر
کالبد بندہ کہ بالفاظ لوم آن صاحبان پرداختہ ام جزاین امیدندارم بشرح
این مسؤلات امالہ اشواک بشہادت فرمودہ منت بر من نہند کہ محض بود کے
الضرورات تبیح المحذورات این جسارت از من سر زدہ مباد اکہ این ابتدا
بسکون مزاج آنمہربانان را بتخطیہ بتشفیہ من برانگیزد و رنگ تغیر و تخجیل این بے
مرد یار نیرد وا ینہم باید دانست کہ از تحریر جواب این نگاشتہ نیاز انباشتہ
بتوہم گذائی از جا نروند کہ ہمچیر اسیر است و کتابت با اسیران ممنوع و حاشا
کہ چنین بودہ باشد چہ از مختصات اسیران این جزیرہ است کہ در جملہ امور
مساہم و مضاہی آزادان میباشند الا رہائی و ہموارہ خطوط از نزد اسیران
بنام ہندوستانیان و کذا بالعکس وادی آمد و شد در ڈاک سرکارے
می پیماید از انجملہ پیوستہ مکاتبات اکثری از تلامذہ واصدقا این کس ہیچ مس
ہیچ بضاعت مرجاتیکہ در پنجاب بکار معاشش آید بوساطت اہل ڈاک
بحمد اللہ بمن میرسد الحال از تشمیر ذیل این مطالب برخاستہ می گویم کہ اگر توفیق
غیبی بر سر مہر و بہا بر انگیختہ نبض رگ خامہ والا را بحرکت آرد این عبارت
بر سر نامہ جواب این کلبہ ہ باید نگاشت انشاء اللہ تعالے در کلکتہ
رسیدہ از انجا بجزیرہ پورٹ بلیر انڈمان بکچہرے سپرنڈنٹی و کمشنری
نزد فلان منشی برسد از بعد وصول در این جزیرہ موحشہ جعل اللہ عالیہا
سافلہا تا حال بادہ سخن سرائے در جوش و شادہا فاضہ غیبی ہم آغوش ہست

دل از دست عزیزان ویاران ہندوستان خون وساغر محبت قدیمہ
سرنگون بود ویادیگان یگان را خیر باد گفتہ بفراہم آوردن سرمایۂ نومیدے
کہ اصل بضاعت موروثی ست دامن برکمر زدہ بودم حیرانم کہ درین آشوبگاہ
فراموشی وطوفان بمہری نامہ مہرآگین شما چسان بمن رسید بارے بحمد اللہ
کہ ہنوز متاع وفا را در شہرہا ندارد ز بازار ے ہست واین جنس کس مپرس
را در نظرہا لیبان انحاج ومقدارے ع عمرت دراز باد کہ این ہم غنیمت است
پدری ہرکہ حق آشنائے رانگہ دارد ؎ الٰہی ہر کجا باشد خدا باشد
نگہدارش ؎ منکہ راندہ درگاہ خاطر جملہ خویشان وبیگانگانم از چہ راہ بر دل شما
گزشتم والا مدت ہشت ماہ بل زاید از ان سپری ست کہ کسے بآ سپردہ خستہ
دمن ہم از لیپا رے غم وغصہ دست از نگارش وتحریک انامل کشیدہ
پائی در دامن پیچیدہ ام ع نادر میانہ خواستہ گرد گار ہست ؎ خط جناب
اخوی موسومہ شمامیل بصیرت در دیدہ من کشیدہ چشم عبرت را جلا داد
ہجوم آلام وافکار بر جناب ایشان دریافتہ دلم بدرد آمد بمشابہ کہ مصائب
خودم ہمپایۂ منبشا گردید او سبحانہ تعالے ایادی ونعم نامتناہی خود جبر نقصان
ایشان فرمایند الزام تحریر کنایات بر من وبالاتر از ان نمک پاش قرار
دادن آن معاملہ عبارت گرگ یوسف علیہ السلام بیاد مے دہد
سر رموز وکنایہ مطلقا ندارم تا بتحریر چہ رسد لیکن تعریض حضرت
ایشان ابلغ از تصریح است زیرا کہ نواب واجد علی خان بہادر مغفور
را کہ از اجلہ دودمان امارت ونجابت ونقاد خاندان رفعت وعزت
بودہ اند وبصفات جامعیت وقابلیت وتہذیب اخلاق وحسن معاشرت
متصف سلمہ اللہ تعالے والقار باضافت توصیفی استاد شیطان نعوذ باللہ منہا

مرده کردن جرائم اربعه بیگناهی ما بمحکمهٔ قدسیه احکم الحاکمین است و إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ منتظر لطیفهٔ غیبی نشسته ایم کیف انه یرونه بعیدا و نراه قریبا عزیز من بسیاری از اجله و اصحاب السجن بدلائل قویه استغاثه ها به کرات کردند و جواب جگر سوز خاطر شکن بمثابه یافته اند که تا نفس آخر مرارت آن از ذائقهٔ امید نخواهد رفت پس من بیکس کس بیپرس را کرمی پرسد چند ماه است که عرایض عموم بغاوت و خصوص ماخوذان و متهمان جرائم اربعه بال کشای محکمه گورنری شده هنوز صدای برنخواسته است پس زانوی خویش نشسته ایم تا چه بظهور آید آری هرچه دین پرده نشانست و بیند دیگر کسانی برانداخت و هیند و آنچه می نگارید که همواره از خطوط برادرم عالیشان مرزا ولایت حسین صاحب مژده قرب ایام رهای مستنبط می شود و ازین باب حرفی نمیرسد آری عزیز من برادرم مزبور از بدو زمان مهد تا عهد شباب پرورده کنار عیش و خوکردهٔ عز و جاه بوده اند از بدایت اسیری الی الآن لمحه متغیر الحواس و مسلوب اللب میگردند و از طامات زندانیان هرچه می یابند با ورق آشفته بخامه می سپارند و من از فقدان جمعیت زهرشیده ام و آن چشیده اند مادام پامال نوایب جهان بوده ام حرف بی اصل چنان با دیگر بچ چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیده است لیکن جواب خواسته خود شنید به عالیا و گلی گوش بمن دارید و آنچه می نگارم از دیده بدل جا دهید و زنهار پیرامون مخالفت آن نگردید و آن اینست که اگر یکی از عزیزان خواه دوستان اعانت من بنقد خواه جنس بواسطهٔ شما منظور دارد ازین اراده اش باز دارید و متاع دکالای اورا

کہ بجلکہ گورنری فرستادہ آید حالیا معذورم دارند ورنہ بعنایت ایزدی
مشق سخن بحیرہ بحر افادہ غیبی موج زنان است بیشتر غزلیات و بعض قصاید
بلباس نظم پوشیدہ از انجملہ یک قصیدہ در تتبع بدر چاچی و خاقانی
کہ بمبالغہ و اصرار عالم معقول و ادیب علامہ لبیب المشتہر فی الہند جناب
مولوی فضل حق خیرآبادی موطن دہلوی مسکن انجزیرہ مدفن سختہ ام
و بخاتمہ قصیدہ کیفیت اصرار جناب مرحوم بنظم آوردہ بالجملہ
قصیدہ ایست کہ از قدرت ایزدی خبر می دہد و ریاند خبر خدام مولانا
جناب مولوی عبد الہادی کیست کہ با وجود اردو بودنش بغوامض
و دقائق آن برسد وقت آن بشرح محتاج و قصیدہ دیگر جدید
الواردات ازان نوع است کہ شوکت زبان اردو علی رغم آناف
منکرینش ازان کالصبح المسفر پیدا است و معذلک مدلل بآیات و احادیث
و بدلی دارد کہ از سید رفیاض باین   نمونہا نخست سید محمد عبد الرحیم [illegible]

عبارت تیمیہ بخاتمہ بعض اشعار خود حسب ایمای بعضی سخنوران خداوند [illegible] نگاشتہ شد

دیدہ وران والا نظر نخستین کہ تا یاقوت سخن و گوہر مضمون رنگی از خون جگر
و آبی از چشمہ زندگانی نیابد بآویزگی گوش محققین و پیرایگی گلوے
شاہد کمال نسزد لیس من کییتم کہ وجود ناکسی با مغوات خویشتن را
کہ در نظر کوتاہ بینان مضحکہ اسوان و ملعبہ صبیان بیش نیست بگوش
دانا دلان نزدیک وو ورسانیدہ خود را کشتی طوفانی غرق انفعال
گردانم و پیدا است کہ بنائے کہ بالا فراے و اساس خود ساختہ اوہن
من بیت العنکبوت و اخف من ورق التوت است پس اظہار این

تا ندانم که سرسبز سخن خواهد شدن؛ اما از بد و زبان اسیری که سه سال
کشمیری کما بیش برآن رفته و از زندان کربت بتنبیه غربت اعتاد دام حلاوت
سخن را آب شور برده و شمع تمامی کمالات از هوای این چند ایرمنا
جَعَلَهُ اللّٰهُ مَسْکَنًا لِلْغِیلَانِ وَ الْجَانِّ فَضْلًا عَنِ الْاِنْسَانِ درد و دم
خرد مرده بمشابه که بے تکلف از سوختائم توان دانست و شرح این مصائب
تنگ سنگ آب کن و زهره آهن شگاف ناکردن اولے علاج درد
ضمیرے نشد ندیدانم؛ گر گفته بود که دردش دوا پذیر مباد؛ اما معذلک
ع بیدل نیم هنوز ببینیم چه می شود؛ و مخفی مباد که هیچو من گنج زبان هندی
نژاد را گاه گاهے بزبان فارسی حرف زدن بدان ماند که طائرے
بتعلیم و تکرار کسی کلمه چند باوجود عدم فهم مرام بیاموزد و این امر در خور
اعتماد نیست لَا یُعْبَاُ بِهٖ سُبْحَانَ اللّٰه فرد جائیکه عقاب پر بریزد؛ از پشه
لاغری چه خیزد؛ اما از چنین سے این کلااسے رسوائے و سرمایه تفضیح که باوجود
کمال اجتناب و احتیاط وهم قضایای استاذین مکرمین جناب شیخ صاحب
مرحوم و حضرت سیدی سندی کربلائی مدظله العالی خود بخود واهم
آمده و مجهول بر بیست دماغ و خشک مغزیها ست که گفته اند المجنون فنون
اما هنوز محض بانع تلاش استادی از اهل زبان دارم و از پا نشسته ام
بوکه دستم بدامن صاحب کمالے برسد چنانچه در بعضی ابیات بطریق
تنبیه علی البدیهیات قرع عصا کرده ام تا بلبله زباغ عجم خفته
ره شود؛ بشکن مهیر ساز مخالف نواے را؛ والیضا هیر ما چه سازد
فارسی حرفے تواند زد؛ بهندی هم کلامش باید و بیهوده را مانند؛ المختصر
این چند سطور در الوف الام اسیری و صنوف شدائد غربت رجزیده دیگر شود

خبر حرف شناسی و سواد خط خطی ندارد و طرفے از استعداد نه بسته اند و
اینکه گفتم عموم البلوی و از قبیل بدیهیات جلیه هست و با اینهمه جامه هستی
بانتحال دربر کرده و کلاه گوشه انتحال شکسته آستین ها بر مالیده دامن بر کمر
زده بمعرکه کج بحثی دلیرانه در می آیند ناگزیر از آهوگیریهاے این حضرات بر
خود ترسیده دفع دخل ایشان در تحریر اشعار هر قسم کرده ام بوکه بمذاق
یکی از اساتذه کامل و نقادان عارف که درین خرده زبان از کساد
بازار کمال در پرده خویش و بیگانه بسته و در زوایای خمول نشسته اند
گوارا آید و مغز کلام و در دل استفهام کما هو حقه پسند ع واے بر
جان سخن گر بسخندان نرسد؛ ازینجاست که بر اشعار متفرقه اقتصار
ناکرده غزلے تمام و کمال در اواخر این اوراق آورده ام تا باشد که زبان یاوه
گویان بسته باشم و احیاناً اگر یکی از متعطشان زلال این فن زیاده تر ازین
مشتاق مهملات این هرزه درا بوده باشد فعلیه بالفحص البالغ چه بعنایت
ایزدی نقول متعدده دیوانهاے من همه جا و بخصوص در فرخ آباد نزد
تلامذه این بے سواد هست انشاالله گلشن گلشن گلهاے کس نچیده
در آن اوراق خواهد یافت و ایضاً برسم الخط و صورت بعض الفاظ
از دو وانده چا نر روند و بمحض استغراب و تحاشے تخطیه احدی کردن
سفسطه بحت و بیمبالاتی از تحذیر کریمه ان بعض الظن اثم و هم منافی انصاف
بل عین اعتساف و لنعم ما قیل؎ دهن خویش میالای به بد گفتن کس
کاین از قلب بهر کس که دهی باز دهد؛ فقط سید اسمعیل حسن منیر از
بعض خدا ابد یادی شو محرره هشتم صفر المظفر ۱۲[illegible] هجری

ایضاً من هذا القبیل

گرفته کہ بی شائبہ اغراق بہ بہائم و وحوش بالا شده ام لہجۂ زبان اہد و کہ عمر
بمساعی موفوره در تحقیق آن اشتغال داشتم درینجا بصحبت و قرب اقوام
مختلفہ و مکالمات و محاکمات با مثال آشامیان و چینیان و برہمۂ کوہستانیان
وغیرہم خواب فراموشش و با فقدان ہم آغوش گشت اما بمقتضاے
العادۃ کالطبیعۃ الثانیۃ فکر سخن چون مہمان ناخوانده بر سر وقت رسیده
سر بازده کشان کشان براه نظم می برد قصاید و غزلہاے کثیره لباس
ظہور پوشید چنانچہ یکی از آنہا بضیافت طبع ارباب مذاق انجا بحسب
تاکید اکرم الخلال سید شبیر علی خانصاحب می نگارم تا بالغ خردان دقیقہ
رس دریابند کہ کمند خیالم با وجود چنین مصائب و بیخودی از بالادستی بہ
کنگره کدام کاخ مضامین معلی بند شده اگر فراغ خاطر یافتی نابجا نشتافتے
و این قصیده را با معان نظر ملاحظہ فرمایند و نقد فکر ناصره را بمحک انصاف
بایند زود و فرستادن غزل را جسارت محض دانستہ دست در آستین
داشتم و این یاد دگوے محض بنا بر آنست کہ شاید دلہاے حضرات
بملاحظہ ابیات قصیده بدرد آید لوکہ در اوقات مختصہ و ساعات مظنونہ
الاجابۃ دعاے صالحی در حق این کمینہ ارزانی دارند والسلام منیر ۱۴ ذیقعده ۱۲۸۰ھ

بنام حافظ منشی سید ولی حیدر صاحب فرخ آبادی

جناب مستطاب مخدوم اولی الالباب مبادی آداب ادام اللہ معالیہ
و بوکت ایامہ و لیالیہ بوساطت تسلیمی کہ خم گردنش ہلال اوج اقبال
منت طوق التماس بگلوے ضراعت می افگنم آه از روزیکہ فرخ آباد
از نظرم چون باغ ارم ناپدید گرد بد و حال من جائیکہ رسید رسید کیف

باید بقلم آرم فریاد حزین استی	مکتوب منیر استی بیست و سوم سنی
از ماه رجب امروز الف و ماتین استی	هشتاد و شش افزون تر

عرضی بجواب شقه خدام ثریا مقام غیاث الاسلام والمسلمین کهف الانام والمساکین امیر اعظم خدیو معظم نواب همایون القاب مسند آرای مملکت رامپور که مع هنڈوی یکصد روپیه لطلب بنده در آله اباد ورود فرمود دهم ماه مبارک ١٢٨٦ هجری

سحر نوید رسان قاصد سلیمانے	رسید همچو سعادت کشاده پیشانے

الحمد لله که فرمان افاضت عنوان کرامت توامان مع هنڈوی یکصد روپیه
بنا بر زاد و راحله مورخه ... شعبان المعظم عجب که چارم ماه مبارک غره ورود
فرموده از خاکم بر داشت یعنی کمترین سجده گاه همگی گردیده نوید از طرف
کعبه امیدی در دولت جا و بدار تهنیت یوم عید فرید این
عاجز نواز نهایه کاسے مرکز کو دو چیز سے مرجع شکوه آمد سالها
بهرگ آرزو نشسته را که بیک ناگهان عمر ابد بکنار گیرد و لب جان بخش
عیسوی بالفاظ بخت خفته اش جنبید از بس شادی اگر رفته اش
بچشم روشنی این نعمت عظمی [illegible] و آن همه مستعد نباشد و اگر بکیهان خدیو
زمین و آسمان را [illegible] کشیده [illegible] بیدارت متواتر شکر گلهای
سپاس همراه ورود فرمان همایون نثار کردن و نور باصره قاصد

درین عرصه مسامع اشارت آداب دانسته در مکتوبیکه بنام یکی از حاشیه بوسان بساط بزم نشاط نگاشته مناسب انگاشت زیادو جلاد

تقریظ

تا از رهٔ ورسم عقل بیرون نشوی
بگذر ز آنچه هستی افزون نشوی
یک لمعه ز حسن لیلیت بنمایم
عاقل باشم اگر تو مجنون نشوی

پیشانی نامه سر بسجده سپاس ایزدی میگذارد آیا نثر پریشانے خط تقدیرش بنظم ثریا مبدل گردیده خامه مشکبار سبحه گوهر شاهوار نعت نبوی و منقبت مرتضوی بر سر انگشت دارد گویا زبانش کلید جواهر خانه وحی منزل گردیده شکنج کاغذ آغوشش حور بهشتی را در برابر خود شکنجه گو میداند اگر نیر شمع کافورے جمال سیم تنان خاموش کردنے است نیٔ قلم ریشه نسب تا شجره طور میداند لاجرم نعره لن ترانی از صریرش گوشش کردنی دست میل سطور عنبرین سرمه سواد مداد و چشم دوائر حروف کشیدن دیده غزالان جاده نگاه از رشک افشانے رشک ناچار است صبح بین السطور از جوش تجلی با مطلع خورشید یک چادر خوابیدن خواب یوسف از نظر افتاده چشم اعتبار خامه را جوشش سیه مستی امروز دستی نداد که اگر پشت پا بر رقص زهره زند انگشت نما نقش باید گزید و مجمره در بارهٔ روشن سوادے دکان سرمه فروشی بدرنگی بگشاده که اگر کحل نورانی شب قدر از نظر والا نگهان افگنده چشم از آبیگیرش نباید پوشید همه نا ... اوصاف دیوان هماے اوج همایون خیالے ست هباز فلک پرواز فضای مضامین عالی سپهر شکنین افکار بلند گنجور خزاین نکات دل پسند بیت القصیده برترے و جلالت ؛ مطلع سر دیوان سرورے و نبالت

بر خرمن گلهاے فردوس می لبست راستی شاہد ہر مصرع موزونش اگر
باندازِ قد کشی ساعتی می استاد و سرو نالہ شمشاد قامتان تا روز قیامت
از پا نمی نشست برق نگاہ خورشید رویان ہنگام مشاہدہ شوخی شاہدان
معانیش اگر صدرہ پیرہن چاک کند از ابر دلفریب سواد حروفش بر
آمدن نداد و خال سیاہ نوخطان اگر بر سویداے دل و مردمک چشم
روشن ضمیران والا النظر سیاہی زند در برابر یک نقطہ اش خود را خبردانہ
سپند از آتش برجستہ نہ پندارد یوسف حسن معانیش در بازار مصر دلربای اماد
چہرہ کشاے ست مشتریان سوداے ترنج و تیغ را نوید ارزانی
انوار پنہانی مضامینش بر فراز طور تعلی ہا در انداز جلوہ نمائیست کلیم نگاہان
مشتاق را چشم روشنی نسخ آیہ لن ترانی بشکن بشکن خمخانہ
کیفیتش شکستہ خاطران خمار افسردگی را مومیاے التیام نشہ ابدی
شگفتہ روے گلہاے مضامینش خزان زدگان پژمردہ دلی را ضامن
نشاط سرمدی بلبلان بہشتی قفس در ہواے آتش نواے سرگرم بال
افشانی طفلان مسیحا نفس در آغوش مریم الفاظ دلباختہ اعجاز بیانی
و صفوت کدہ تماشائیش نظارہ لاابالی خرام دست و پا بر داشتہ
شوق از بادہ افتادگی در برابر سرخی شنجرفیش یاقوت لبان رنگین کلام
خون جگر خوردہ تہمت سادگی از آتش رشک سلسلہ سطورش سنبل و
زلف محبوبان دود کباب و لیست پر ملال در کوچہ پیچ و تاب سر و پا
و عابدہ و از آبداری الفاظ پر نورش ستارہ سفتگانہ قطرہاے عرقیست
سرمایہ انفعال از جبین آسمان چکیدہ شاہدان ترکیب و نازنینان
بند شر چیست بر فرش گلہاے صحت لفظیہ و جدت معنویہ باد اسے

بتقطیع در برکرده خامه سنجیده خرام در کوچه شاعری با صفت مبالغه‌ها سے
تام در ذکر انبیاء کرام علیہم السلام محفوظ از یا فغزد و غزلۃ الاقدام بحجوز غزلیات
در دامن ساحل حواشی در اظہار اسماے خود چون ابر نیسان در گہر پاشے
علامت شمارہ غزلیات در پہلوی ہر مطلع چون خال مہ جبینان در گوشہ
ابرو و تعداد اشعار ہر غزل باشاید ہر مقطع زانو بزانو نبض احتیاط بندش
وصحت الفاظ حسب قواعد مسلمہ محققین لکھنو با انگشت ہر مصرع و عقد
اخوت بستن غزلیات متحد الردیف چون تناسب اعضاے خوبان
در بغل یکدیگر نشستن گردن جیم جدت بتماشای تجدید مضامین و تازگی
تشبیہات بلندی گرا و چون انگشت اشارت ہمکنان بار اہ نما دیوانیکہ
بیست سال بیشتر ازین جلوہ شیوع نمودہ بود ہنوز بیاض دیدہ ہر شہر
و دیار است بل حمایل گلوے روزگار دوم دیوان موسوم و مسمی بنظم
نادر مشتمل بر مراثی و سلام قوافی رشک غزارا ہر بیت تا حوض کوثر
دار السلام سوم دیوان قصاید نعت و منقبت کہ موسوم است بریاض
نادریہ مشعر بہ اہل بیت مشحون بجواہر عنصریہ چہارم دیوان مخمسات موسوم و
مخاطب بدیوان غریب المخمسات نادر بل طلسم عجیب کہ پیشینیان را با
پسینیان ہم بغل گردانیدہ و علی الرغم روزگار قدما را با متاخرین یکجا
نشانیدہ و این دیوان پنجم است کہ عروسانہ نقش ہر ہفت بستہ و دو
ششم جہت بر مسند یکتائی [illegible] منیر آمد آنوقت کز سپہر کم
مرہ فکر او حسب [illegible] کل از گلستان تاریخ چیدم ز سے نام نامی
دیوان نادر [illegible] گلہا [illegible] فصاحت [illegible] دیگر [illegible] شکرستان نادر ١٢٩٢ ہجری
[illegible] عالی متعالی [illegible] دولت و اقبال [illegible]

اہل کمال مشتری برج جاہ و جلال ادام اللہ امام دولتہ و اقبالہ کشکش
بیکمالے و نذر رازنالے میگذارد حضض جناح ارادت راشاہبال
ہمائے سعادت وخم گردن تسلیم رہلال عید تعظیم دانستہ نالۂ ضعیفی
راکہ از تہ دل تا بلب رسیدن صد جا بنشست بدیوار می نہد بگوش
باریابان دربارہ گوہر بار میرساند اما نقد اخلاص گوشہ نشینان ناکامی
اگر ہمہ سرہ باشد از کساد ظاہری اوج سکہ قبولش کجا و گلدستہ دعائے
بستگان سلسلہ گمنامی را ہر چند برنگ و بوئے محامد وادعیہ آراستہ
باشد از نقش انجمن سروران سمن کو بارے اگر خشک لبان نومیدی
نالش تشنہ کامی بدریائے محیط کرم نکنند چہ کنند و مریضان جان بلب
اگر دست بدامن فلاطون والا ہمم نزنند سر بکدام سنگ زنند
لاسیما منکہ اندہ تہا عشق مصائب جگر سنگ آب کن
ونوائب زہرہ آہن گداز بودہ است درین طوفان جوشش آلام
و آشوب حوادث ایام کشتی شکستہ خود را جز اینکہ بساحل فیض
ملازمان والا رساند چہ چارہ سازد و اگر این دلق مرقع وکرباس
خشن را لباس پرنیان و استبرق ملبس ساختہ بر بزم ارم نظم جلوہ
ندہد سر از گریبان کدام تدبیر برآرد آرے دیدہ وران والا نظر دانند
کہ تا یاقوت رنگین سخن و گوہر شاہوار مضامین رنگی از خون جگر و آبے
از چشمہ زندگانی نیابد باویزگی گوش قبول و پیرایگی شاہ کمال نیرزد
بلکہ رہ نوردان بادیہ طاقت آزما را دلے باید صد رہ گداز تر از اشک
بیتابان ذہنی بیک آسمان بلند تر از ہمت کریمان تا دود چراغ
را با سرمہ بیداری شبہا بہم آمیختہ نقشے بر بیاض سحر تواند کشید

نه اینکه نعیق غراب و طنین اذباب را از نای گلوی صد پاره برآورده نغمه
نامیده اند و معذلک باد برودت را از مشرق تا بمغرب رسانند بحمد الله
که سنگ آستان حضور معیار و محک کمال و دربار والا دار التنقید و مجمع
نقادان وحید است وای بر حال ذی کمالیکه از چنین مقام فیض نظام
محروم و سبزه بیگانه آن بوستان بوده باشد نظر براین کمترین هم بنا بهمه
فرجاة خود رامی خواید که بنظر محققان خدمت حضور گذرانیده سرمایه آبروی
بقدر حال بهم رساند چه جز ذات کثیر البرکات دیگر کیست که دست برکف
دریا نوال را بجز بداری جنس این کس میرس تواند گشاد یکی از اساتذه
قدیم را حسب حال این مشتت البال رباعیست مستوجب تمامی افراد
خسته جانی و مستقصی جمله اجزاء پریشانی فلله دره وعلیه اجره
لب خشکم اگرچه خاطرم جیحون است * بی نقطم و نظم من در مکنون است * با مرد
من آنجنس کسادم که مراد آن کس که بهیچ سی خرد مفتون است * الملخص
موجزیکه بنورد این دو عرضداشت نقش بال کبوتر ابلاغ گردیده احرام
طواف بارگاه عالی می بندد ه مور بیچاره هوس کرد که در کعبه رسد
دست در پای کبوتر زد و ناگاه رسید * اگرچه قابلیت آن ندارد که باستعداد
ملاحظه خدام مشرف گردد اما از انجا که پرتو آفتاب بر سنگریزه یاقوت
پاره یکسان می تابد امید نگاه التفات دارد آری قصیده که در
دفاتر مدایح خداوندی بسمله آغاز تواند گردید بهمزاد
[illegible] جگر ترتیب داده میخواهم که آن جواهر زیبا را بدست خود نثار فرق
مبارک گردانم ه یارب این آرزوی من چه خوش ست * تو بدین [illegible]
[illegible] بسیار [illegible] * عالیا منیر گوش برآواز هاتف بشارت رسان هاتف

نظر بپایہ عالی دارد خلاصہ تمامی مطالب دلی کشتریق این شعر
مولانا نظیری نیشاپوریست علیہ الرحمہ بپیشانی مکش از بیع من چین
سہل قیمت دار او تو چون صاحب شومی ذوق خریداران شود پیدا
زیادہ جز این تمنا کہ اہم مقاصد جانی و اعظم مآرب جنانی است چہ عرض
نماید کہ در جواب این عرض مختصر یک قطعہ خواہم از لوکہ باشم ذو تبار
امیدوار فیض تا اینقدر بس است چہ آلی نمود رشک آستان فیض بنیان
ہم پلہ پارس و خاک راہپور صندل جبین تو بنازد باد

نثر اردو

دانشمند جانتے ہین اہل انصاف مانتے ہین کہ دنیا مین ہندوستان
جنت نشان ہے اور بیان سے زمین کے لئے وہ شہر وسیع امکان ہے
حضور پرنور اوس آسمان کے آفتاب ہین ذرہ نوازی مین لاجواب ہین اوس
شہر فیض مہر کے کنارے سے پر جوش نہر پانی جاری ہے گویا شاہ زرین
قبا کے دامن مین کناری ہے اور نہر کے پانی کی رنگت عکس فلک سے
ایسی پیاری ہے کہ کتاب قدرت کے حاشیہ پر جدول زنگاری ہر دو دولت
حضور کے جوا فیض سے مالا مال ہے اور اوس کتاب کا پہلا باب دولت
واقبال ہے اوسکا خوشحالی جو سایہ دامن دولت مین سبہ ہائے سنبل و ریحان
ناز کرتی ہین از ظل ہما کو قلیم کہتے ہین کہ احتراز کرتے ہین دریا سے
ہمیشہ سے مجمع ارباب فضل و کمال ہے اور انشاءاللہ جاوید رہیگا
در دولت مرجع مستفاد قواغل امانی و آمال ہے اور مدام
کعبہ امید رہیگا تشنہ دلان اور گوہر فشانی

اوسی دربار دربار مین جنم لیا ہے دوسری جگہ جاتے نہین کیا مجال
دولت واقبال نے خط غلامی لکھدیا ہے نافرمانی وسرتابی محال
زمانہ شہرۂ فیض کرم سے اسقدر معمور ہے کہ تذکرہ ہمت حاتم کی گنجایش
نہین نور پاشی آفتاب جود وسخاوت نزدیک ودور ہے کواکب ذکر
برامکہ ومعن بن زایدہ کو تاب نمایش نہین وہ امراء نامدار جنکا چمنستان بزم
مجمع عنادل دستان سراے خوش بیانی رہا ہے ہزار زبان سے بلبل
گلزار مدایح ومحامد حضور عالی تھی اور ہین اور وہ شاعران نغز گفتار
کہ زمزمہ سنجان فردوس سے جنکا رنگین چہچہا ہے جناب والا
کے اوصاف مین ہمہ تن طوطی شکرستان شیرین مقالی تھا اور ہین لیے
زمانہ ناپرسان ہین کہ بازار کمال کاسد ہے اور زر سرہ ناسرہ سے
زیادہ تر نگاہ مین فاسد ہے وہ بارگاہ عالم پناہ تمام ارباب کمال
کی امیدگاہ ہے بلکہ حقیقت مین شرفاء اہل ہنر کے واسطے ماوی وملجا ہے
لہذا یہ صفوف نعال نشین مجید کج مج زبانی واہجد خوان دبستان
ہیچمدانی بھی قدردانی وفیضرسانی ملازمان حضوری سے امیدوار ہے
کہ بقیہ عمر خدمت عالی مین بسر کرے اور یہ کامل العیار بازار بیکمالی
سراپا چشم انتظار ہے کہ بفور ایاے بندگان حضوری شرف اندوز بساط
بوسی ہوکر سرمایہ مدۃ العمر کو پیشکش مبصران بالغ نظر کرے سو
دربار مین مثیر غزلخوانیان کرے طوطی حضور مول لین بہ بولتا ہوا
کچھہ نظم مختصر مع دو قطعہ عرضداشت فارسی وارد وابلاغ خدمت
ہمایون کرکے دامان امید کو پہیلاے ہون اوران جگر پارون سے
پہولون کی ڈالی تیب دیکردست التجا اوٹہاے ہوے ہون دیکہون

دیکھون خریدار بالغ نظر باریک بین کہ جوہر شناسی اور قدردانی
مین بے نظیر ہے کیا پسند فرماتے اور جسکا ابر سخاوت عالمگیر ہے
اس کشت سوختہ و بے آب کو کسطرح بہرہ مند فرمائے
خدا گواہ کہ جس حال مین یہ نظم و نثر ماتمکدۂ دل و دماغ سے نکلکر تماشاگاہ
قرطاس پر چہرہ کشا ہوئے ابتدا مین طائر پر سوختہ تھے اب فیض نگاہ
ہمایون سے ہما ہوئے اوس حال پریشان کی شرح اونگاہ تیز سے
مستحق دورباش ہے بلکہ سزاوار تشنیع کا سرگرم تر از آتش ہے اگر سحاب
مدرار کرم کا فرع امید پر گذر ہو تو ہر فرد نشہ پر من الشمس اظہر ہے
کہ بہارستان نازک خیالی و نگارستان رنگین مقالی روضہ رضوان سے
کس قدر بہجد وشش ہے اور بادہ مضامین لطیفہ و معانی نفیسہ
کہان سے کہانتک طوفان جوش ہے لطف سخن کو سامعہ ہشیار
چاہیئے۔ ان موتیون کو گوش خریدار چاہیئے۔ الٰہی آفتاب عمر و دولت
زایدالنور اور مدام خطہ رامپور بیت السرور و مصداق بلدہ طیبۃ و رب غفور رہے

نثر اردو کیچڑ کی شکایت مین

تیرہ بختی نے یہان برسات مین بیداد کی۔ فیل شب کا میل ہے کیچڑ الہ آباد کے
اگرچہ اندنون ہر گلی کوچہ یہان کا پاؤن پہر کے سبب سے اختلاط
چسپان کرتا ہے لیکن بعضے محلون کی زمین نے جیسے داؤد خان
کی سرائے شاہ گنج نور گنج و وندی پور وغیرہ ہین تمام دنیا کی کیچڑ کا ٹھیکا
لیا ہے چلنے پھرنے کا تو کیا ذکر ہے دیکھے تو بانتی نظر
پھسلا پڑتا ہے سنئے تو کان کا میل بڑھ کر گوش فیل ابر پکڑتا ہے

کا مفہوم بھی کثرت تنوع سے ماجرا آجاتا ہے ادہر سے آواز آتی ہے
کہ کوئی چیتھڑا ہے ہم کیچڑ مین پہنسے ہین دوسرا کہتا ہے
ہائے ہائے ہم تو کمر تک دہنسے ہوے ہین کوئی صاحبان مینوسپل
کمشنرون کو پکارتا ہے کہ ہماری دستگیری کرو وہ ایسی کب
سنتے ہین اور اگر سنتے ہین تو کہتے ہین کہ ہماری بلا سے جیو یا مرو واقعی تحصیل
زر اونکا کام ہے صفائی شہر سے کیا کام ہے حسین ظلم سے
پہلو تہی نہین کرتے ہین کہ دلکو لیجیے ہی کچھ دل ہی نہین کرتے ہین صاحب
فسانۂ عجائب نے جو کہا ہے وہ اس سرزمین کا ماجرا ہے
دیکھی نئی رسم اس نگر مین جو تا ہے گلی مین آپ گھر مین ڈہیل
پھینو نکا زور کیا چلے دل بادل سا ہاتہی آئے تو بہی نہ پتا چلے بہہ جاوے موم
پیرزال جہان نے مچائی ہے دلدل مین بوڑہی بہینس پہنسی ہے دو پائی
مٹی کا وہ حال ہے کہ پانی کیطرح ہر رنگ مین ملجاتی ہے نرم ہوکر موم
ہین اور سختی سے سنگ مین ملجاتی ہے ایک بوند مین گارا ذراسی دہوپ
مین خار اکیچڑ مین گر کر جیتے ذرا گردن ہلائی فوراً منہ کی کہائی چہوٹ کر
دیوار سے کیچڑ لگا دہول سر پر منہ پر ایک تہپڑ لگا صفائے شہر کی جان پر
بنی ہے کیچڑ سے گاڑہی چہنتی ہے اگر شاعر یہان کی زمین کو غزل مین موزون
کرے تو عجب فکر منہ کے بہل گر کر سر اوسکا سرنگون کرے
غور کرنے سے پاے تصور لتہڑ پتہڑ ہو لکہیئے تو قلم کے پاؤن
مین سیاہی کیچڑ ہو باطن مین دل غبار کدورت سے
پاک نہین ظاہر مین جسم کو بہی تپاک نہین یہان میر
انشاء اللہ خان کی دریاے لطافت الہوری کے

آتش لکھنوی اس کیچڑ کا رنگ دیکھ پاتے تو یہ مطلع کبھی نہ فرماتے ؎ نہ چھوٹے گا چھڑا کر اسکو اے قاتل نہ بن لڑکا
وفاداروں کے خون کا داغ کیا دہا سکے کیچڑ کا ؛ آج کل جو کسیکی ملاقات کو جاتا ہے اگر ایک چھینٹا پڑ گیا تو کیچڑ کے ڈر سے
پہر نہیں آتا ہے صاحب خانہ کی خفیہ نا خوشی کا مظہر ہوتا ہے میزبان اوسکی جان کو وہ کیچڑ پانی کو روتا ہے اشارہ کنایہ میں خدا
حافظ کا اظہار ہوتا ہے مرزا سودا علیہ الرحمۃ کی اس بیت کا معاملہ روبکار ہوتا ہے ؎ جون لگی ہوتی قطرہ افشانی ؛ لا رکھی اوسکے
آگے بارانی ؛ گھر غیرت سے چل نکلا تو کیچڑ کا سہمان ناخوانده ازین سو رانده وزان سو مانده بہرام گور جس دلدل میں معہ گھوڑے
کے پہنسکر زیر زمین رسیده تہا شاید وہ چہلا اسی کیچڑ کا لطفہ گندہ تہا۔ ابر کیچڑ کے خوف سے مجبور ہے چلنے پہرنے سے معذور ہے
نکاتہ فی الغزل بطور ضرب المثل ؎ عالم بالا بہی گِل در گِل ہے جوشش اشک سے ؛ تنگ ہے دلدل سے فیل آسمان برسات
میں ؛ کہیں کہ اس فصل میں دل تو بہت کچہ کہنے کو کہتا ہے مگر یہ مطلع جناب سیدی و مولانا سے حضرت رشک تاب شرادہا
بانک تصرف زبان پر رہتا ہے ؎ رنج میں صورت نہ دیکہون اے ابر سانپ کی ؛ تیری سی لگتی ہے شب برسات کی ؛ زیادہ خوف
طول مقال سے ہے اور سامع و ناظر کی نزاکت طبع کا خیال ہے شبدیز خامہ کیچڑ میں چلتے چلتے تنگ ہے اور راستے گفتار
کوچہ متعفن تشبیہ میں ٹھوکرین کہاتے کہاتے تنگ ہے دو این

کیچڑ کی آب و ہوا سے سڑتی ہین دامن پاکیزہ اوراق پر نقطون کی چھینٹین پڑتی ہین کیچڑ سے ہر کوچہ خرابہ بلکہ گلابہ ہے کہنے کو الہ آباد دوآبہ ہے فقط

تاریخ یکم اگست ۱۸۶۸ع ۳ ربیع جمادی الاول ۱۲۸۵ ہجری اخبار نور الابصار مین مطبوع ہوئی مگر حسب حکم جناب مالک مطبع وہ مختصر ہے یہ تمام وکمال مشتہر کی گئی

در شکایت انکم ٹکس

کیا صدمہ ہے کہ جسکا تصور بھی شاق ہے تکلیف کو تکس ہے جو لا یطاق ہے

ہر چند اسکی تحقیق علماء نامدار خصوصاً متکلمین عالی وقار نے قرار واقعی کی ہے مگر راقم اخبار کا مقصود اور کچھ ہے کہ ارباب فکر و نظر جو اسپے ملاحظہ سے اس بیہودہ نگاری کو مشرف فرماتے ہین اور پاسے نگاہ کو زحمت کوچہ گردی بین السطور دیتے ہین اوس سے مطلع ہوجائینگے یہہ تو ظاہر ہے کہ تکلیف مشتق کلفت سے ہے چنانکہ صاحب صراح وغیرہ کلفت بالضم رنج و سختی و تکلیف زیادہ از اندازۂ طاقت کار فرمودن کسے را الخ اور صاحب غیاث نے بھی منتخب سے معنی تحقیق صاحب صراح لکھا ہے بہار عجم مین بعد معنی لغوی کے لکھا ہے و فارسیان بمعنی مطلق کار فرمودن بالفظ کردن استعمال نمایند پس تکلیفات شرعیہ بنا بر مشہور از قسم پسین باشد انتہی بلفظہ راقم الحروف کہتا ہے کہ تقیید و تخصیص فارسیون کی منظور نہ ہے کیونکہ عرب مین بھی اسی طور پر مستعمل ہے دیکھو مکلف بکسر و تشدید لام اوسی شخص کو اصطلاح فقہا مین کہتے ہین جو حد بلوغ کو پہونچ کر تکالیف شرعیہ کا متحمل ہو اور قرآن مجید مین بھی کریمہ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا اسکی شاہد ہے علی ہذا القیاس فصحاء اردو بھی عرب و عجم کے

موافق استعمال کرتے ہین چنانچہ کہتے ہین کہ آپ سے کیون تکلیف
فرمائی او اسقدر تکلیف نہ کیجئے دیکھو یہان وہی مطلق معنے
مراد ہین جیسے فارسی والون مین ہین معنی لغوی زیادہ اندازہ
طاقت سے کام لینا مراد نہین ہے جب یہہ مدعا نقش الواح
خاطر ہوا تو واضح ہو کہ تکلیف مالایطاق کی مثالین کتابون مین
اسطرح مرقوم ہین کہ کوئی رئیس اپنے مرؤس اور متبوع اپنے
تابع کو یہہ حکم دے مثلاً کہ تو اپنے دونو پاؤن زمین سے اوٹھاکر
بغیر سہارے و علاقہ کے کہڑا رہ یا مثلاً اوسکو مضطر کرے
کہ اپنے عضو مرتعش کو بے تکیہ و لگاؤ کے حرکت اضطراری
سے باز رکھے تاکہ ہلنے نپائے اس قسم کی تکلیف مالایطاق کیا
بلکہ تکلیف بالمحال ہے اس پر تو عمل کرنا غیر ممکن ہے ہان بعضی تکلیفین
ایسی ہوتی ہین کہ آج مالایطاق نہین معلوم ہوتین مگر رفتہ رفتہ چند روز
مین مالایطاق کے قریب بلکہ اوس سے بدتر ہو جاتی ہین
اگر نظر تعمق و فکر غائر سے کام لیا جائے تو مثل آفتاب نیمروز روشن
ہو جائے کہ جس تکلیف کا تحمل بدون ضرر جسمانی یا روحانی کے
انسان سے نہو سکے وہ بہی مالایطاق ہے مثلاً ایسا مرض کہ آدمی
کو چند ساعت یا چند روز مین ہلاک کر دے یا وہ عارضہ
کہ کسی عضو کو بیکار کر دے یا زوال طاقت ہوتے ہوتے
نوبت عروض امراض مہلکہ کی پہونچے یا جو امر آبرو کہ عقلا کے
نزدیک گوہر جان سے عزیز تر و گرانمایہ تر
ہے اوسکا انحطاط و ضرر بہی اسی تکلیف کے

افراد مین بطریق اوسے استحقاق شمول رکہتا ہے سے فی الواقع ہتک
حرمت و نقص عرض ارباب ننگ و ناموس کی نظر مین اگر امراض جہنکہ
مین محسوب نہو تو عوارض صعبہ شدیدہ مین لابد محسوب کیا جاے گا
جب یہ مقدمہ ممہد ہوا تو یہ بہی سب پر ظاہر ہے کہ مال و دولت باوجود
اسباب حفظ آبرو مین سے عمدہ ترین سبب ہے اسکا فتور و ضرر
آخر کار مورث حرج و نقص آبرو و ہتک عرض موجب ہلاک و تلف
نفوس ارباب حفظ ناموس ہے اسکو تکلیف مالا یطاق اس بارہ مے
سمجہنا محل تعجب نہین بہرحال اس قسم کی تکلیف مین اگر کوئی شخص
دور از حال سامعین و ناظرین مبتلا ہو و اسکو ضبط کر کے خاموش
ہو رہنا اور ازالہ صدمہ لاحقہ کی تدبیر کرنا دشوار تر اور حسن خیال سے
محال ہے اسکی یہ مثال ہے کہ جیسے کسی عقرب گزیدہ یا صاحب
وجع شدیدہ کو آہ کرنے اور کراہنے سے یا استغاثہ کرنے سے کوئی
مانع ہو یا نیم بسمل کو تڑپ کی بابت قصد ارادہ و متمنی تازیانہ و دار ٹہرائے
یہ بات پسندیدہ نہوگی ... کے ... نہین فضلاء عصر العقلاء
و دانشمندان الحکماء کیونکہ اکثر عقال مجنون و رحم دلون نے مریضان محتاج
و بیماران مستعدی العلاج کیواسطے شفاخانہ بنائے ہین اور خود سرکار
کمپنی انگریز بہادر سے کسقدر اہتمام بلیغ اس بارہ مین مبذول ہے جب
امراض صوری و عوارض بدنی کے دفعیہ کو ہزار ہا روپیہ کی دوائین
اور اطبا حاذق و اشاعت علوم طب و جراحی کا سلسلہ مقرر ہو تو
ظاہر کو مقدم ہے کہ اون امراض روحانی و اوضاع جانی و جسمانی
کے ازالہ مین جو بناے کار بدنامی کے لئے سیلاب کو وشکوفہ کا

حکم ہے کہتے ہین اگر حکام عادل رعیت پر توجہ کافی نفرمائے اور مریضان کزاقی کے کراہنے سے جبین التفات آہین نصفت قرین کو تفویض چین وشکن کرینگے تو مصداق اس شعر کے ٹھہرینگے ع درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ ٭ باز میگوئی کہ دامن ترمکن ہشیار باش ٭ خلاصہ اس تقریر کا یہ ہے کہ انکا شکس آیا از قبیل تکلیف مالایطاق ہے یا نہین اگر شق اول اختیار کی جائے تو ذہن سلیم ورائے مستقیم کے مخالف ہے کیونکہ ایک جماعت حکما و تبع عقلا نے جو تدابیر جہانداری وجہانگیری مین کامل و نبض شناسی امور ملک ومال و دقیقہ سنجی حال رعایا مین مسلم وممتاز ہین بالاتفاق والاجماع اسکو تجویز اور جاری کیا ہے اور یہ بات کبھی نہین ہو سکتی کہ کوئی حکیم حاذق اپنے منافع یا تجربہ بڑھانے کے لئے کسی مریض کو تختہ مشق امتحان قرار دے یا ایسا نسخہ لکھے جسکا استعمال مورث مضرت ہائے روحانی وجسمانی ہو آیا کوئی گلہ بان گو کہ کیسا ہی سادہ لوح و نادان ہو روا رکھے گا کہ اپنی بھیڑون وبکریون کو لاغر و ناتوان کرکے قریب ہلاکت پہونچاوے جب خواص مین اطبا اور عوام مین چوپان تک مرتکب ایسے اعمال کے نہون گے پس عقل انصاف اندیش زنہار قبول نہین کرسکتی کہ ایسے حکام خردمند نصفت پسند جو متکفل جہات جہانبانی و متقنن قوانین کشورستانی ہین کب روا رکھین گے باقی رہی شق ثانی یعنی یہ ٹیکس تکلیف مالایطاق نہین تو اوس مین

بھی عقل حیران ہے کہ پھر کیون تمام رعایاے ہندوستان باتفاق
اکثر دانایان یورپ یک زبان و یک دل ہو کر فریاد و واویلا و نعرہ وا مصیبتا
بلند کرتے ہین ہمنے فرض کیا کہ بقول بعض دانشمندون کے اکثر
ہندوستانی انسانیت و آدمیت سے اسقدر منسلخ و اجنبی ہین کہ
بمنزلہ جمادات و مسوخات و بہایم کے ہین اونکے اقوال و افعال طنین
پشہ و ذباب کے مانند قابل التفات نہین لیکن اسکا کیا جواب ہے
کہ بیشتر عقلاء ولایت و خردمندان یورپ بھی کہ جو تہذیب خصوصًا
سویلیزیشن و دانائی مین مسلّم الثبوت و منتخب ہین اس باب مین ہمکو
اہل ہندوستان مین بعد اس غور و تدبر کے دیکھا چاہتے کہ آیا
فی الحقیقت اس ٹیکس کا ادا کرنا فوق طاقت رعایاے ہند ہے یا
یہ بار اونکی طاقت کے موافق ہے - اسقدر تو بمنزلہ بدیہیات کے ہے
کہ ارباب ثروت و اہل استطاعت ہر زمانہ و ہر ملک مین بہ نسبت اون ضعیف
و اقویا و گرفتاران سلسلۂ فقر و اضطرار کی نسبت بہت کم ہوتے ہین اگر
معمول و دولتمند لوگ اس کڑی کو چند سے جھیل بھی سکے تو لا طاقت
دیگر تو بھی متحمل نہین ہو سکتے خصوصًا ایسی حالت مین کہ تواتر قحط سالی
زمانہ دراز و قلت معاش و استمرار مصارف معمولی منجانب سرکار
مثل صفائی وغیرہ و اخراجات ذاتی کے ہوتے ہوے کیونکر [illegible]
ہوا اور قحط سالی غلہ ہی نہین بلکہ گرانی تمام اشیاء خوردنی کی جسکا
باعث اصلی انکم ٹیکس وجہ تنگی ہے روز افزون اندنون بہاتی
ہین سے ملک ہند آدم و اوسکا ایسا عجب تو یہ ہے کہ شاید انہی غلہ قہاری
انتہا ظلم و ستم کی شاخ ہے اور گرانی و قحط و بے عدلی و انصاف کی

ملازم و تابع معلوم ہوتی ہے کیونکہ جب تک مرہٹہ و پنڈاری
و جاٹ و ستمگاران ہندو و مسلمان اس ملک پر غالب رہے
تو برابر ارزانی و صحت و عافیت رہا کی جب سے ایسے عادل
و داد گر مسلط ہوئے قحط و وبا وغیرہ نے دخل در معقول پایا ان سیچ ہے
کہ دو پہری نعمتیں کم کم ملتی ہیں بقول بندہ ؎ ایکباری نہیں ملتی
کہیں دو دو مطلب ز باغ کا قاعدہ ہے پھول لگے پھل آئے
اب پھر اصلی حال لکھتا ہوں نہ تو انکم ٹیکس تکلیف ما لا یطاق ہے
اور نہ ارزانی اہل ہند بجا ہے کیا ہے بظاہر امر بین الامرین کہا جائے
یا جو کچھ ارباب فکر و نظر تجویز کریں فقط

بنام منشی عین الحق صاحب تحصیلدار بندوبست گونڈا

مخدوم اولے الالباب دام مجدکم سلامیکہ از حرف اولش گردن اسلام
بلند و حروف باقیہ ہمنام مشکین کمند خوبان عالم پسند است تسبیح
گلوے اخلاص نمودہ سلسلہ جنبان شرح ماضی الضمیر میگردم
الانس گزشت مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۸۸۰ع کہ از اشتہار فردہ تالیف تذکرہ
بلبل نوایان زبان اردو گل بدامن و خوشہ بپروین در خرمن داشت بایقاظ
خفتہ بختان زاویہ کس مپرسی با پرداختہ انگشت بر لبم زد والحمدللہ کہ جنس
کاسد کمال را در بازارے دکالاے سخن را خریدارے پدید آمد بقول مولانا
نظیری نیشاپوری ؎ بہر نرخیکہ گیرند کالاے دو فاخوبست
پس از شکرے گذارانہ بر اکار داسنے را نازم ہمت کہ درین قحط
سال علم وہنر تجسیم تالیف این کتاب احیا ذکر سلف فرمودند بتنقید انتخاب تام عبارعاصر

فرمانروائے رامپور کہ عداد اوصاف و نشر محامد آنحضرت دام اقباله
نمودن از قبیل ایضاح واضحات است و نعم ما قیل ؎ نگوید
خرد پرور و ہوشمند ؛ کہ گردون رفیع است و کیوان بلند ؛ بوده
داد کامرانی میدہم الجہد علی ذلک و از ظرائف اینکہ باہمہ ناکسی
و ہیچمیرزیہا با اہل سخن در نظم و نثرم از مشاہیر ارباب فن و اکابر این انجمن
میدانند درین سوادے ارخاء عنان خامہ نمودن اگر بر بالاخوانے
و تزکیہ نفس محمول نبودے بر آئینہ بمدلول کریمہ اَمَّا بِنِعْمَتِ رَبِّكَ
فَحَدِّثْ و بفحوائے مالا یُدْرَکُ کُلُّهٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّهٗ زیادہ ازین زحمت
مخدوم افزودمے اما حاجت بآن نیست کہ خود ارباب تنقید و تحقیق
بمشاہدہ مقالات من و زری یابند و للہ در من قال ؎ ہر کس ز دیار
آشنائیست ؛ داند کہ متاع ما کجائیست باقی شرح نام و نسب وغیرہ
در مفتتح غزلہا بالایجاز کردہ ام والسلام

بنام مولوی مقرب علی صاحب المکنی بابی القاسم

حضرت مخدومی دام مجدہم رادہ دستور نامہائے چند رسید ہم اگر بسمع
قبول جا یافت حبذا من و فرخا من الا مفہوم کریمہ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا
رُدَّتْ اِلَیْنَا جائے نرفتہ منکہ ننگ آفرینش و عار جہانیان و در بس
بیروی باشارہ بالبنان بودہ ام از کجا این یک و چنان ہم رسانیدہ ام کہ اکابر فضلا
وعلمائے عہد را مطالب بجریح من [illegible] و شہود
و قطرہ خونے را سرخ یاقوت آبدار خریدارے فرمایند نغوذ [illegible] لا نفسا
فعلے نفسیہ کبیرا من آنم کہ من دانم حضرت کہ باوصاف بلبلام ستودند

بسیم گر کیف این باده مرد افکن مرا از دست من برباید لکن همچو من بست
حوصله و تنگ ظرف را اگر بصفوت نعال جا دهند نشست پاے بر سر بر کسرے
و قیصر زنم و بخت سلیمان از بس نخوت سر فرو د نیارم در رتبه مذکوره و نام
عظیم دانم سبحان الله گداے بیسر و پاے که بلفو دریوزه را خوان نعمت
و کشکول فقر را کیسه دولت شمارد از چه راه مستحق انعام گوناگون گردید
خدا که نظر باین مناصب عظیمه نیز و آب تشویر از سرم بالا رفته نظم من
از مصرع آب و گل تر و نثر چون اعضاے ریخته هیئه عنقه نگیرد و طبائع پاکیزه نظر
از تمام علوم همین ابجد بیمدانی از بوالهوس و در علم نادانے احدی را همسر
خود نشمارم آرے یکتاے من در کمالات مزعومه از اجداد بدیهیات است
چرا بے نظیرم ندانند و پیکر دانشم باریک تر از سها است چسان بدیده نظیرم
نخواهند و ازین دراز نفسی یا طول محل ندارد و انضمام و کثر نفس است
بلکه رهیست راست بے کم و کاست هست باے نگارین نیز مرا اشتغالی
چسان توانم گذارد حالیا تشمیر ذیل بعرض مطالب مستفسره پردازم
میکشم و یکے گوش من باید داشت و از احیف احامرد دماطها دفعیها
گذاشت آرے شک نیست و دریکه بندگان نواب مستطاب نیوان جناب
دام اقباله و لعرف ده ہزار روپیه قدیم اشد و مثال تمثال حضرت
ختمی مرتبت صلی الله علیه وآله را از بعض ممالک فرنگستان طلب فرموده
در امام باڑه که مدفن بعض بزرگان ایشان است با تمام عمارت حدیث
النساے قدم رسول نگاه داشته اند و نگارخانه فردوس را از انوار این
نقش قدسے از نظرها انداخته اندرین مدت سن و دیگران خبر یکبار مستقل
زیارت نکرده ام ثبت مرام اینکه اگر بعض خوش اعتقادان بشوق زیارت

این ورق منسوب بکمال آن مصحف ناطق صلی اللہ علیہ وآلہ از او طان
خود با پاے خاکی کردہ عزم طواف نمایند فیض عام حضرت ولی نعمت
جہانبان دام اقبالہ زنہار مقتضے آن نیست کہ اغماض عین از مسافر
نوازیہا فرمودہ محروم برگردانند حاشا ہم اللہ وہرگاہ انشاء اللہ تعالے
از نظم معراج شریف گوہر فراغ بجناب دست دہد خدارا زود تر
آویزۂ گوش مشتاقان فرمایند چہ بندہ رہی ہم در مفتتح مثنوی معراج
المضامین خون جگرہا خوردہ ام ولاسیما در نظم معراج نبوی صلعم
با قدماے شعرا نامی فارسی عنان بر عنان بودہ از تمامی اردو گویان
گوے سبقت بردہ ام چنانکہ ایں معنے متفق علیہ وسلم ارباب
سخن است الحمد للہ علے ذلک وبفضل الہی مومنان اینجا بفراغ خاطر
میگذرانند و حالات شہر مقرون بفوز وفلاح وانتظام
و اصلاح است وانچہ دربارۂ قیمت کتب مندرجہ فہرست
مطلوبہ فتوت وسماحت بکار رفتہ طوق این احسان نمایان
بگردن دارم اما واسفاہ کہ محمد ناصر خان از شومی بخت من عنقاے
قاف جہان نماے گشتہ مرا بروز سیاہ نومیدی نشانید
آیا کارگذاران مطبع در چہ کارند کہ دست ارسال فرق فہرست
ہم ندارند ویا للعجب کہ جناب از خیر خدام کرام عالیجناب عالیحضرت
قدسی نسبت موسے الاجل جناب مولوی سید شریف حسین
خانصاحب از چہ راہ دل ربودہ دیدند و مرا در بند تحیر داشتند ؎
مدام لعل لب خویش میدہی ما را ٭ حرارت جگر تشنگان چہ میدانی
فقط والسلام ۲۲ رجب سنہ ۱۲۸۹ ہجری از رام پور

والفاے نذر او اجب میباند و در شرح انصاف نا خود نمی تواند شد
من و خدا که حالش در ین جگر کاو یہاے نظم ہر روزہ بجاے رسیدہ
کہ خود نواب صاحب با اینهمہ غیظ دستخط اگر کشادہ فرمودندے
از صفت مالکیت تا غضب رجوع باصل رضوانیت لقب
خود فرمودہ بمقبه ارکان دست مساعدت در آستین بکشیدندے
وگواہ این فرد وری خط موسومہ بشادت مآب سید شہاب
سلمہ اللہ کافیست و علاوہ ازینہمہ اخبار تعزیت از چار سو آنقدر ہا
رسیدہ کہ بجدا منہ زیک قلمہ خطہا ہم در ماتم پرسی ضروری جامہ سیاہ
در برکردہ اولا اخوے معظمی میر مہدی علیصاحب شکوہ آباد
جامہ گذاشتہ اند و تعزیت نامہ ہا نیکے بسوگ نشینان شکوہ آباد و دیگر
بنام میر پرورش علیصاحب بلکھنو بایدم نگاشت تا اشک از
چشمان ہر یکے بر چکید و سومین بنام حضرت مولاے مرزا دبیر صاحب
مدظلہ کہ بانوے خانہ جناب الشان نیز محمل بر ناقہ عدم بستہ اند
ازینجاست کہ فکر تاریخ ماتمی گویا بفکر تاریخ رحلت المغفور ہم چیز
التواماند و بہر حال نامہ تعزیت دیگر بوجہ مزار جناب مرحومہ نا گزیر
وہم فرزند کہتر جناب محسنی حضرت نواب آغا علی حسن خان بہادر
زاد اقبالہ و ملتہ و بتیغہ ضاعت بسلسلہ خوابیدہ در بزم
عزای آن شیخ ... خامہ مرثیہ باید خواند و ہم قطعات تاریخ مثنوی
کہ ... بنفس لکھنو از عطاے آن منت نہادہ
پاسخ گذاری ... ... می خواہد اینہمہ کتابت
... ... زود الیس نواب صاحب ... ...

نیست و خدام رب النوع این فرقهٔ قدسیه هستند از وافادت نامه
مهرآمود الواب هزاران معانی تازه بروے من گشود لاسیما تاریخ
دائره که بانواع بدایع واقسام لطائف این فن مملوست کار نسبت
که منتهای همه بلند خیالان فلک سیر باونی پایه اش نتواند رسید
خفا که دست همت والا این صنعت عزیز الوجود را بطاق بلند تر
نهاد که کنند فکر احدے گرد آن نتواند گردید بحمد الله که این ید بیضاے
تازه تاز آستین خامهٔ معجز رقم سر بر آورد و سامری طینتان عالم حسد را بروز
سیاه تجهیل وتشویر نشانید افضال ایزدی را نازم که اے الآن هم
از آسمان فیض جناب مستطاب استاد الاساتذه حضرت شیخ صاحب
خاب تراه این چنین مهر عالمگیر در نور پاشیها علم است بعض متخذ
لقب بی زبان که چند تواریخ دوایر تعریف یکے از ارباب مطبع وبعض
اخب تقو بعض طبع ساخته بلاف وگزاف تفرد وادعاے اتحاد
کوس لمن الملک درین روزها زده است بچو است که از رساله
غزلان الهند وکتاب سبحة المرجان فی آثار هندوستان من مصنفات
محقق والا نژاد میر غلام علی آزاد بلگرامی نشان داده گردن غرض
تشفیم وانتقام بالجبیر نمایم اما الحمد لله که با عظیم از اعناق جمله مستفیدان
حضرت مجتهد الشعرا جناب شیخ صاحب نغمه الله نغفرانه
سیخے ازین تاریخ بے نظیر بر داشته شد که فوق آن متصور نیست ؎
اے سخن را اوج از فکر فلک فرساے تو ؛ خامه را بازو
قوی از دست معنی زاے تو ؛ بنده رهی با وجود بے زبانی ها
دیگی نارسائی باش صیب ے الفال هر ساعت این ابره

اگر بندہ گستاخ بودے ہر آئینہ این مصرع سرودے ع ہر و عدہ ترا ہست فردائے دگر دارد پنا اما پاس ادب مہر بلب است و دعائے دوام صحت و وفور عمر و دولت ورد زبان فقط والتسلیم منیر عفی عنہ

بنام نواب جعفر علیخان بہادر عرف پیارے صاحب شمس آبادی مورخہ ۲۸ جنوری سنہ ۱۸۷۳ع

نوید وسادہ شوکت و سروری صدرنشین انجمن تہذیب عالی گوہری والا جاہ رفیع پایگاہ مخدوم و ممدوح من ہمدان لا بل اکثری از جہانیان دامت افضالہم کمند اخلاص بچیزے است باہمہ کوتہی اگر این مسلسل طول امل درازی دام گیرد باہم بدون سر رشتہ نگاہ التفات والا بکنگرہ ایوان قبول نتواند رسید و سلام عجز التیام اگرچہ بر دارج از پارسنت نبوی وا قواع گلزار طریقہ مصطفوی معطر گردد از بس بے برگی نظرے گلدستہ بزم قدسی نفسان نخواہد گردید متاع کاسد چارسوے ہنر و جنس کس مپرس خریداران بالغ نظرم از کجا این چک چاندیا فتم کہ از رشک مکاتبہ شریفہ وا رج مخاطبہ منیفہ بہم رسانیدم تا زمرہ اخلاق عمیم و اشتیاق جسیم کہ بیک چشم لطف احیاء عظام رمیم یعنی آرزوہائے قدیم نمودہ چشمہ خشک را طوفان جوشش رطب اللسانی شکر ثنا و لیہا ... خاموشی را محشر خروش ستایشم از ل آغاز ابدر نہا کردند ہر چند دے نیست کہ مشک محامد و فضائل والا از لوایح صبا نچہ مشام ارباب بزم سرمے آرم و نسیم نشر محاسن شمایل گرامی دماغ انجمن نشینان را

از دو سفته بل زاید ازان هنوز نقطه دائره بلده مذکور میباشد نظر
بانیکه آمد آمد انجنت جدید هر روزه حلقه بر در گوش میزنند و میگ
مختتم الیه در مستقر حکومت یا اغراز سفر محمل جلوس کشاید
بندگان عالی دام اقبالهم بسرعت برق و باد قطره زن گردید
واز لقاے حاکم جدید چشم آب داده و روزے دران گلزمین
آرمیده باز بمرکز الاماره برگشته داد عیش و کامرانی هاے ابدی
دهند حالیا من و یاران دست مبالغه بدامن والا میزنم که حسب مواعید
واثقه و مواثیق صادقه بعد عشره محرم الحرام یکران عزیمت را براے
سیر میلہ گرم جولان و تیزگام فرمایند که از تحیات و واجبات است
فقط والسلام مع الوف آلام مصحف کامرانی دینی و گلستان شادانی
دنیوی پیش نظر و پایه عز و جاه برتر باد

بنام حکیم محمد حسن خانصاحب طبیب اعلاے سرکار مهاراجه گوالیار در تعزیت والد ماجد شان

حضرت مخدومی امیدگاه مشیر ناتوان دام مجدهم هرچند دیر بازیست نگارش
نامه نیاز حلقه بر در دل مخدوم نزده ام اما از پرس و جوے حقائق والا
دمی نیاسوده پیوسته انگشت برلب احباب فرخ آباد میزنم تا دراودیگاه
محبت مذموم و ملوم نباشم حسب نامه محمد علیخان صاحب وفا از شاهجهان پور رسیده
کوه کوه بار غم بر جان ناتوان نهاده و به نعی والدین مخدوم طاب ثراهما الواب
هزار گونه آلام هوش ربا و واے جانگزا بر روے دل کشاد
و استفاده کرد درین ایام قحط سال دین و دانش رونق افزود و جگرها از خلش نشتر مصائب

بہم رسانیده با آموگیرش کر بستند چنانچہ مولوی آزاد بلگرامی که فاضل علامه
منصف طبع است در خزانه عامره بداوری این مسئله مشکل وجه پاکیزه ارشاد
میفرماید قوله قرآن شریف باوصف آنکه کلام اعجاز نظام قادر علی الاطلاق
است مطابق محاوره فصحاء عرب نازل شده تا بفهم قریب تر باشد پس
در زبان فارسی اگرچه محقق کاملے ہمچو بیدل بوده باشد چون الفاظ تراشی
کند چگونه اہل محاوره آنرا مسلم دارند مثلا مرزا در مرثیه فرزند خود گفته
ہرگه در قدم خرام میگذاشت پا ز انگشتم عصا بکف داشت با خرام گذاشتن
غریب محاوره است اما خان آرزو در مجمع النفائس تاویلات زیبا
و توجیهات پسندیده بکار برده و نظایر محاوره مرزا از کلام اہل لسان
مثل قول ظهوری عفو رکار جرم در رو وانموده و نیز صحت اینگونه
تصرفات والیان قلمرو سخن که ہندی نژاد باشند بدلیل انی برہان
لمی ثابت میکند اما خود تصرف در محاورات نمیکند انتهی مفاد الکلام للمولوی
حقیر در باره خان جرأت پرداز عرض می شوم مثل سائر چیزے که بر خود
نپسندے بر دیگرے میپسند گویا ترجمه حدیث شریف لا یؤمن احدکم
حتی لا یحب لاخیه ما یحب لنفسه بفارسی زبان زد علما گشته
عجب است که در دل فیض منزل خان آرزو وقعتی و منزلتی نداشت فقط
و منتهی بلفظ حالیا منیر ہیچدان گوید که ہرگاه کلام بعض اساتذه و کملاے
اہل زبان نزد خان مجروح و مخدوش بل غلط و نامستند و نامعتمد
باشد و نوبت بتالیف رسائل در شنایع و قبایح
آن رسد و اعتراضات و نقص و جرح بر سخن
بزرگان ایران گویا طبیعت ثانیه ایشان گردیده

تصحیح نقل پر مشروط اور تمام قصیدہ پر منوط ہے اور تصحیح نقل کا
مطالبہ سنت قدیمہ ارباب مباحثہ سے محل استشہاد خاکسار
و اسناد مستظن نہیں۔ رہا شیخ سعدی رح کا شعر وہ بھی
عند المباحثہ دربار دربار حضور پرنور دام اقبالہ مین ظاہر کردیا
کہ قالب بکسر لام بھی بمعنے کالبد مستعمل اکثر اساتذہ ہے گو ارباب
لغت کے مخالف ہو تو اس بیت گلستان میں ۞ چون یکے
زین چہار شد غالب ۞ جان شیرین برآید از قالب ۞ قالب
بکسر لام صحیح ہے والا تمام قصیدہ ان سا وجی کا مشتمل قوافی طالب
و غائب و صاحب و راتب ہے اور اس مین ایک شعر
جس مین قافیہ قالب کا ہے کیونکر بفتح لام جائز ہوگا دوسری بیت
جسمین قافیہ مشرب اور قالب کا اور صاحب بہار کہتا ہے و موید کسرہ
آنست این بیت شیخ شیراز ۞ گر یکے زین چہار شد
غالب الخ اور اکثر شعرا نے بکسر لام استعمال کیا ہے ظاہرا
تصرف کر لیا ہے ورمواطا طرفہ یکے اور کیا شعر ایسا جسمین بفتح لام آتا
ہے نہیں یا غایۃ ما فی الباب دونون طرح درست ہونہ کہ
اتباع لغات استعمال اساتذہ لا یعاب بہ شہرت او رجواز تحریف
حرکت ما قبل ردی مقید کا عطف الرغم اصول علم قوافی حکم دیا جاسکے یہی وجہ
ہے غیاث نے کہا ہے کہ دونون طرح درست
ہے یہان طبع انصاف گزین سامی نے اپنے مسلک
مقررہ کی بھی خلاف لغت کو کلام اساتذہ محققین
ترجیح دی ہے اگر ان سب [illegible] شعرا نے

فصاحت زبان اردو [illegible]

اصفہانی کی آپ کو دکھائی گئی اور رباعی مذکورہ پر جو آپ کا خدشہ
تھا اوس کے باطل ہونے میں کچھ شبہ نہیں کیف اوسی
قسم کی رباعیاں قدما اساتذہ کے براے مثال موجود ہیں
پس وہ خدشہ وارد نہیں ہوتا اب رہا شعر مثنوی لیلی مجنوں
نظامی رح کا جس سے اپنے رسالہ میں اور رقعہ میں استدلال
کیا ہے تو میں کہتا ہوں کہ وہ شعر ہرگز صالح بالاحتجاج نہیں کیونکہ
دو نسخوں میں جو قلمی اور نسخہ سرکاری کتب خانہ میں ہیں وہ بیت
یوں پائی گئی ہے آپ دیکھیں ۵ لیلی چو سماع این غزل کرد +
بگریست بگریہ سنگ حل کرد + پس وہ بیت بمعزل عن الذکر ہے اور
درصورت تسلیم نسخہ نقل بکسر کاف فارسی غزل کو مصرع اول میں
بکسر زاے تنبیہ پر ہے ہرچند مجاز ہے مگر موقوف بقرینہ ہے اور توجیہ
کسرہ زاے تنبیہ کی منتہی الارب سے شفاہا عند المباحثہ
کے گئے تھے تو بیت مذکور آپ کے دعوے کی منافی ہے
اور حضرت غالب دہلوی سامحہ اللہ بالمغفرہ کا جو شعر مثنوی
ابر گہربار سے نقل کیا ہے ۵ بے در فرو غنچہ چو بر دمد +
ز بیداست نی خوار نیر و مسد + حریف پر قابل حجت نہیں اگرچہ
تدقیق و تحقیق میں وہ اوحد زماں ہوں جیسا رسالہ میں آپ نے
بموجب بحث میں لکھا ہے اور عند المواجہ بھی ذکر کیا تھا مگر
تخیلات وجدانیات سے استدلال چاہیے حالانکہ خود وہ مغفور
منتخب دیوان فارسی میں ہو اسے الانسان علی نفسہ بصیرا
زبان آتی ہیں تخون صراحم ہرگز نشست نہ نقش قاموسم بہ دوش اور

سلاطین کی مہرین بخط ولایت اور بیشتر کتبخانہ ہاے امراے ہندوستان
سے جمع ومقابل کرکے کمال محنت اور بذل مجہود سے سنہ ۱۲۴۸ ہجری میں
چھاپا ہے لکھا ہے کہ دو نسخہ این کتاب کہ یک صفحہ آن متفق بانتظام
ابیات واتساق عبارات باشد بنظر نرسیده الخ اور واقعی کہ
قطع نظر اور خرابیون کے اضافہ والحاق واسقاط سے معمول اغلاط
وعیوب تک بادی نظر مین معلوم ہو جاتی ہین فردوسی کے
نام سے داستانین کی داستانین اور ابیات کثیرہ تصنیف کرکے
لگا دی گئین چنانچہ اوسی شہنامہ مطبوعہ مین یہہ امر مدلل اور مبرہن
ہے من شاء فلیرجع الیہ معہذا یہہ نسخہ چھاپ سنہ ۱۲۴۴ھ
جو کمال تصحیح اور تدقیق سے بمقابلہ ۲۲ نسخ معتمدہ قدیمہ وصحیحہ وامرار
الطاف محققین منطبع ہوا ہے اوسکے جلد ایسے اغلاط صریحہ بہری
اوصحت وتہذیب سے بری ہے کہ اوسکا احصا واستقصا
منجملہ مستحیلات سے ہے بعض لغزشین تو ایسی ہین کہ اطفال حدیث
ہشدی وبندیان نوشتن سے بہی مستبعد الوقوع ہین یعنی بعض
ابیات ہین قافیہ اصل سے ندارد فضلا عن اختلاف التوجیہ
وما ضاھاہ چنانچہ اسم کے مقابلہ کے لیے جہان افراسیاب اپنے
فرزند سرخہ کو رخصت اور وصیت کرتا ہے کہتا ہے ؎

تو فرزندی و نیکخواہ منی ٭ ستون سپاہی و پشت منی ٭ غالب کہ ستون
سپاہ یا اسی قبیل سے اصل مین ہوگا یا جہان رستم قتل سیاوش پر نوحہ کرتا
ہے یہ بیت ہے ؎ کہ کہ نزاد اشاخسروا ٭ جہان شہبا
وگند اوارا ٭ شاید بجاے خسروا سرورا ہوگا الغیاً رزم رستم وافراسیاب مین بعد قتل

وہ تو مناط حجت نہین ہوسکتین محل غور ہے کہ ایسے قاعدہ مسلمہ مجمع علیہ
متواترہ مستفیضہ کو جو عمدہ شرائط حرف روی سے ہے محض آپ کی
استنباط پر تکیہ کر کے کسطرح منتقض و لالیعبا بہ سمجھا جاے الیقین
لا یزول الا بالیقین مثلہ دیکھیے تو کہ یہ اشعار مستدلہ سامی ہمارے
معاصرین یا اساتذہ متاخرین کے نہین ہین کہ ائمہ فن کو معلوم نہ تھے
بلکہ امام مثنوی گویان کے اور خلاق المعانی و شیخ سعدی کے ہین
لاسیما فردوسی کہ جسکی کتاب دستمایہ مجالس و گلدستہ دربار سلاطین
رہی ہے پھر علماے عروض و قوافی نے اشعار مذکورہ سے
کیون حکم جواز اختلاف حرکت ماقبل روی مقید کا نہ دیا یا عیوب
قافیہ نہ قرار دیا ہو اخلاط کے مثال مین تنبیہا للمستفیدین یا بنظر غرابت تعریف
روی کے ذیل مین ذکر نہ کیا اور اختلاف توجیہ سے جواز کو روی مطلق
مین کیون محصور فرمایا ظاہر اتو یہ ادعاے جواز کسی اصل صحیح سے متفرع
نہین ہے بلکہ محض تخریص و توہم پر مبنی ہے اور وساوس و اوہام پر
منوط ہے والا جائز ہے کہ مطلع نخیب جرفا د قافلے و تخلیند شعرا
خواجوے کرمانی و اکثر مطلعہاے واعظ قزوینی و رابع رسل بلت سخن صائب
تبریزی کم الاصفہانی سے جو احقر نے جمع کیے ہین جواز شایگان پر استدلال
کیا جاے اور آپ کا رقعہ جو متضمن اوہام و خدشات متوہمہ ریاضی
عاشق صفہانی پر آیا ہے اوسکا جواب اور ما بقی اجوبہ متعلقہ مباحث
مندرجہ رقعہ ہذا آپکے رسالہ کے ذیل خدشات مین ان شاء اللہ بجولہ
لکھونگا والتعلمن بناہ بعد حین و السلام

قطعه تاریخ ترتیب دیوان از مصنف

دیوان سوم نیز ترتیب شده چون شکر
نازم بعطا و کرم خالق علام

بشنید سروش غیب لقب نظم منیرش
از سال تمامیش خبر سید این نام

لاریب کلامم بود اغلب ز اغلاط
دیوانه دلم نیست عبث بطبع خام

هر شعر بود مجمع ایراد معائب
گشتم هدف تیر ملامت سحر و شام

اشتو سنه ختم منیر از من محزون
سرمایهٔ نسیان و خطا جای صد الزام

تاریخ ترتیب دیوان سوم از نصیر احمد خان صاحب رامپوری شاگرد رشید مصنف

تیسرا دیوان گوہر بحر سخن
یا سپہر معنی انور کا روشن آفتاب

ہر قصیدہ ہر غزل قطعہ رباعی منتخب
بے بدل بے نظیر و بے مثال و لاجواب

عرض کر تاریخ ترتیب اے سحاب دل
رونق بزم سخن دیوان والا جناب

سنہ ۱۲۹۰ ہجری

قطعه تاریخ طبع دواوین از مصنف

طبع شد در جلد واحد سه دیوانم ز لطف
سکه تو نازم شکر احسان خداوند قدیر

با لطف غیبی [illegible] طبع این شد سرگذشت
[illegible] آرزو چاپ دواوین منیر

ایضاً

دیوان تینوں چھپ گئے اک جلد میں بہم
پوری ہوئی مراد خدایا یہ شکر ہے

مطبوع مطبع ثمر ہند میں ہوئے
بندہ کی نظم و نثر سراپا یہ شکر ہے

بندہ [illegible] الطاف [illegible]
چھپنے [illegible] چھپ سے [illegible] ہے

ممنون ہون جناب قلق کی ہی سعی کا / لایا ثمر نہال تمنا یہ شکر ہے
تاریخ طبع غیب سے ہاتف نے کہی منیر / دیوان تینون چھپ گئے حقا یہ شکر ہے
۱۲۹۵ھ

تاریخ طبع دواوین از افادات معجز سمات

جناب منشی مظفر علی صاحب اسیر

طبع دیوان یک جلد شد باہم سہ دیوان منیر / ہر یکے از روشنئ طبع او بدر الدجیٰ ست
خواستم چون سال تاریخش اسیر از عقل پیر / گفت ہر دیوان ازین سہ چون مہ و مہر و سہا ست
۱۲۹٦ھ

ایضاً منہ دام مجدہ

یکجا مطبوع شد سہ دیوان / قائم بود این بنائے محدث
ہر بحر درو چو بحر زخار / کامل وافر خفیف و مجتث
چون سال شروع طبع جستم / گفتم کہ زر رواج مثلث
۱۲۹۵ھ

تقریظ و تاریخ از آن جناب منشی انوار حسین صاحب

تسلیم سہسوانی

وطن مین اشتہار طبع پہونچا / مبارک مجکو رب ذو المنن ہو
زہے طالع چھپے دیوان اونکے / فصاحت مین جو استاد زمن ہو
بھلا ہے کون ایسا شاعر ونہین / کہ جسکا منتخب سارا سخن ہو
لکھے کیا وصف اوسکا مجھسا نافہم / کہے کیا وہ جو مجھسا بے ذہن ہو
منیر خوش بیان کے مرتبے کو / وہی جانے کہ جو یکتا سے فن ہو

مقلد کو نہو تقلید سے نفع — نہ باغ نقش محسود چمن ہو
نہ بلبل کی طرح ہو نغمہ زن زاغ — نہ مثل چرخ صید افگن زغن ہو
وہ ہے چشم و چراغ بخت روشن — یہ دیوان جسکا شمع انجمن ہو
تن مردم خوشی سے پھولتا ہے — میں ڈرتا ہون نہ ٹکڑے پیرہن ہو
وہ ہے ہر شاہد معنے کا جوبن — کہ حسن حور پر جو طعنہ زن ہو
وہ حیرت خیز مصرع چشم بددور — جو دیکھے حور وہ مین نقشا ہرن ہو
فداے بندش و ترکیب الفاظ — حسینان جہان کا بانکپن ہو
قیامت کی ہے ہر مضمون مین گرمی — کہ جس سے سرد گویون کو جلن ہو
عجب کیا مثل زہرا اسکی شوخی — ملایک سیرتون کی راہ زن ہو
یہ دیوان پاس ہو غربت مین جسکے — او سے پھر خاک پرواے وطن ہو
اگر بہزاد اس نسخے کو دیکھے — غلط دکھہ درد سے حیثیت محسن ہو
پڑے بے زندانین گر محبوس یہ نظم — تو رشک بزم جم بیت الحزن ہو
عیان ہر شعر سے اک معجزہ ہے — وہ کافر ہے جو اسپر حرف زن ہو
وہ احمق ہے ہوا رسکے ارم کی — جسے دنیا مین حاصل یہ چمن ہو
نہ دیکھون آنکھ دیوان سے اٹھا کر — اگر پہلو مین چوتھی کی دولھن ہو
قسم ساقی کوثر کی نہین کام — مے نو جام مین ہو یا کہن ہو
مرے پاس آئیگا وہ چلبلا شوخ — کہ زاہد دیکھہ کر توبہ شکن ہو

یہ تاریخی دعا تسلیم کر اب
قبول خاطر ارباب فن ہو
١٢٩٥ھ

ازان جناب منشی امیر احمد صاحب امیر

ہزار شکر کہ دیوان تازہ طبع ہوے
جہان مین جسکے ہین مشتاق سب صغیر و کبیر

امیر مصرع تاریخ طبع مینے لکہا
کہ یہ کلام ہے روشن لسان بہ منیر

۱۲۹۶ ہجری

از ان جناب نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی

چہ خوب طبع شد این نظم کلیات
خوشا تجلی طبع جہان فروز منیر

خوش است مصرع سال شروع طبع سلکے داغ
طلوع شد بادہ [illegible] نیم روز منیر

۱۲۹۵ھ

ایضاً منہ

جب یہ دیوان ہو چکے مطبوع
ہوگئی نظم و نثر عالمگیر

داغ نے اسکی یہ لکہی تاریخ
آفتاب منیر آید ز منیر

۱۲۹۶ھ

از ان مولوی افضل علی صاحب ضو بدایونی مالک مطبع افضل المطابع شاگرد مولوی راشد علی صاحب

جب کلیات مولانا منیر
لکہنو مین لطف سے چہاپا گیا

ضو نے پائی عیسوی تاریخ طبع
نظم دلکش معدن صدق و صفا

۱۸۷۹ء

ایضاً منہ

سب دواوین منیری دہلوی
ہوئی مطبوع شکر ایزد بیچون

ضو نے تاریخ طبع غیب سے پائی
چہپ گئی لطیف نظم ہمایون

۱۲۹۶ھ

از جناب منشی امیر اللہ صاحب تسلیم لکہنوی

زہے اوج جہکسال منیر
ہلی اہل [illegible] مین کیسے سب [illegible]

چہپے تین دیوان اک سال مین
مرا اسکی نسبت سے ایسا [illegible]

دل و دیدۂ اہل تحقیق میں
لکھی ہے یہ تسلیم تاریخ طبع

بلاغت فصاحت کی ہیں جان یہ
چھپے خوب بیتل دیوان یہ
۱۲۹۶ھ

از جناب مرزا معین الدین حسن خانصاحب دہلوی

جب حضرت منیر کے دیوان چھپے
تاریخیں تین نظم ہوئیں ایک شعر میں
کیا روشنی ہوئی ہے یہ خورشید طبع کی
سنہ ۱۸۷۹ء

خوش آئے اے منیر یہ نظم گہر نظام
دو ہجری ایک عیسوی اعداد میں تمام
یکرنگ نظم و گوہر نایاب ہے تمام
سنہ ۱۲۹۰ ہجری — سنہ ۱۲۹۶ ہجری

از جناب آغا صاحب شفیق لکھنوی تلمیذ مولوی شہید لکھنوی

ہر سہ دیوان منیر استاد من مطبوع شد
زد رقم کلکم بیک مصرع دو تاریخ از شفیق

مصحف اعجاز و الہام کرامت طبع
نظم این زیبا گہر با زیب و زینت طبع گشت
۱۲۹۶ھ — ۱۲۹۶ھ

از میر حاتم علی صاحب تائید الہ آبادی شاگرد مصنف

حضرت استاد کے دیوان نورانی چھپے
جلوۂ مضمون شبستان سواد نظم میں
عرض کرتا ہوں میں اے تائید تاریخ طبع

صفحہ صفحہ سے ہوا ظاہر فروغ صبح عید
مشعل نور ہدایت ہے پئے ہر مستفید
آفتاب شرق مطلع ہر سہ اوج جدید
۱۲۹۶ھ

از نصیر احمد خان صاحب سحاب رامپوری شاگرد مصنف

[illegible] خوش سے حضرت استاد کا
صاحبان ذوق میں [illegible]
اے سحاب [illegible] تاریخ طبع

دفتر نظم گرامی چھپ گیا
نسخۂ شیرین کلامی چھپ گیا
مصحف مضمون نامی چھپ گیا
۱۲۹۶ھ

از مرزا جعفر علی صاحب ولا لکھنوی شاگرد مصنف

از مطبع دو دادین استاد ہر گاہ — ہوا آمد الطلب زیبا یون دلکش
ولا نظم کردم دو تاریخ ہجری — شہنا ے شیرین و مضمون دلکش
سنہ ۱۲۹۶ ہجری — سنہ ۱۲۹۶ عیسوی

از سید ابو محمد بدر تخلص ولد مصنف

ب دو دادین جناب قبلہ و کعبہ جیسے — سنکے یہ مژدہ نہایت خوش ہوا دل با چمن
مجھے ہاتف نے کہی لے بدر یہ تاریخ طبع — مصحف دیوان معانی کعبہ اہل سخن
سنہ ۱۲۹۶ھ

ایضاً منہ

چون کلام والدم مطبوع شد — گشت جوشان قلزم مواج نظم
عیسوی تاریخ طبعش گفت بدر — طبع زیبا درج سینے تاج نظم
سنہ ۱۸۷۹ء

تقریظ منظوم از فاضل المعی مولوی راشد علی صاحب تمنا بدایونی

بعد بسم اللہ و تحمید و درود و تسلیم — مجکو منظور ہے کچھ حال ضروری کہنا
عہد خسرو سے کہ تہا خسرو اقلیم سخن — نظم اردو کے سوا سیکڑون نامی شعرا
پر رہی اصل مطالب کی طرف سبکی نظر — دہیان تہذیب زبان کا بہی جو تہا تو کم تہا
الغرض جبکہ ہوی لکھنو مین شاہ زمن — شعر مین حضرت ناسخ کو کمال اوج ہوا
گو کہ اول سے یہ تہی خسرو اقلیم سخن — دیکہ پاتے ہوے سنگامے میر و سودا
پر کیا صحت و تنقید سے واقف سبکو — صرف تہذیب زبان ہونے لگی صبح و مسا
حسد و جہل سے ہر چند نمانے منکر — اہل انصاف ابد تک ہین مگر مدح سرا
بلکہ منکر بہی انہین کے ہین مقلد اب تک — اسکے برہان قوی سن لیجے جو تو ہے جویا

ہین تو خود ستا ہوں کہ خوب لہرایا زمین آسمان کے قلابے ملائے سب شیرین بیانی کہا و توضیح
ہر چند مین وہ کوتہ بیان ہوں کہ اپنی بات کبھی اپنی زبان تک پہونچی وہ ذرۂ ہیچ ہون
بقول حضرت استاد کے نہ ملا تو اسکا نا کہین او ضمیر وحشی بدو دیار پر بھی اکثر تجھ کو پکار آیا ہے
بردن اپنی آپ تلاش کی کسی عالم مین نہ پایا۔ زود لیا۔ بیانی کی بدولت اپنی طبیعت
زلف خوبان سے سر مو تفاوت نہ رہا۔ نیواشوالگی او لجھن کو میری تفرقہ سمجھے کہ کوئی تہ
باقی نہین۔ بحمین شعر مین مصرع ناموزون۔ خمخانہ سخن مین ساغر واژدون۔ ہستی کی مسند مین
شیر قالی۔ میکدۂ اعتبار مین شیشۂ خالی ہے۔ بزم ہائے مین کوئی بات نہ کل سکی کہ شکوہ
شمع کی مانند زبان کہتے ہین مگر آج شیرین بیانی کی ایسی بیت پڑھی ہے کہ اپنا منہ آپ ہی چوم رہا ہون
اپنے سخن کے نشے مین آپ ہی آپ بیٹھا جھوم رہا ہون۔ کیونکر نہ ہو شفیق یکتا تاجدار عالم سخن
ملک اقلیم سخندانی۔ حضرت قدسی مرتبت جناب منشی سید اسمٰعیل حسین المتخلص
بہ منیر سلمہ اللہ القدیر کے کلام بدیع خوانی کا موقع ہاتھ آیا ہے۔ خدا انہین سلامت رکھے [illegible]
کا صدقہ ہے ورنہ مین کیا تھا میری کیا زبان تھی۔ حضرت کے تین دیوان اگر ایک مصحف معانی ہے
تو دوسرا صحیفۂ بلاغت تیسرا سہر رنگ مین لاثانی۔ قصائد مین خاقانی۔ اپنا ممدوح بنائے
انوری [illegible] نورتن بنائے ہم قطعے کا رنگ دیکھو تو شوکت کی وقعت نگاہون مین پست ہو
مضامین سوز و گداز و معانی آبدار سے عرفی کا کیا ذکر نظیری کا وضو شکست ہو۔ الغرض
قید و بندش کی شاعری کہ باوصف اکثر متروکات و متعدد التزامات کہ مصرع شاہد ناز
کیطرح بانکپن مین فرد۔ اور مضامین تازہ و جدید کا تو کچھ حساب ہی نہین جس رنگ مین دیکھیے
ایک بانکی ادا خامہ جوہر نظر آتا ہے متعصب حق پوش سے تو گلہ ہی نہین۔ ہان منصف سے
عرض ہے۔ اپنے عصر کا خلاق المعانی نہ کہون تو ارباب انصاف تارکان عشق کی بات
کیونکر محفوظ رہون۔ مضامین کی پاکیزگی وحدت کی کیا رنگ بتاؤن۔ یہ وہ گل ہین
جنکی نکہت صبا کی دماغ مین بھی آجتک نہ بسی تھی۔ وہ پری ہے جو کسی شیشے کی قید مین

نہ پہنسی تھی۔ وہ آب ہے جو کسی گوہر میں نہیں۔ وہ دہار ہے جو کسی خنجر میں نہیں وہ تاک ہے جسے انگور نے نہ پایا۔ وہ تجلی ہے جسے طور نے نہ پایا۔ وہ کفر ہے جو عین اسلام ہو۔ وہ اسلام ہے جسکا کفر کلمہ گو۔ وہ روش ہے جس سے قدم بیگانہ۔ وہ نوحہ ہے جسکا روکش شادی نہیں مگر عرش پیرا۔ شاہد نہیں لیکن سراپا ناز۔ نشتر نہیں مگر آبدار۔ عقاب نہیں لیکن معنی شکار۔ کہیں شیشہ و سنگ کی صحبت میں صاف کہیں مقناطیس و آہن میں تفرقہ انداز کہیں دلمیں پیکان ہے الود۔ کہیں سینے میں داغ نمک سود کہیں یاس حرمان کا انبوہ میں محشر کا خروش کہیں حسرت و ارمان کی گروہ میں خون جگر کا جوش۔ کہیں صور کی صدا سے آہ ناتوان ہم آہنگ۔ کہیں کوہ غم کے سامنے البرز یا سنگ۔ کہیں دلمیں تیر کی پہانس۔ کہیں لبون پر اولٹی ہوئی سانس۔ کہیں نالے گلو میں گرم آہنگی نفس سرد کہیں کھیہ زخم جگر میں ہنگامہ پردازی درد۔ کہیں حسن کی شعبدہ بازی۔ کہیں عشق کی طلسم سازی۔ غرض ہر رنگ میں بے مثل ہے۔ ہاں مصنف ذرا خدا لگتی کہنا یہہ ہمہ گوئی ہمہ دانی کبھی کہیں دیکھی ہے۔ جو جس مذاق کا جوہری ہو اس کلام میں سے اپنے رنگ کا ایک اچھا خاصا دیوان منتخب کر لے مثنوی معراج المضامین کا سب نے لطف اوٹھایا۔ اب اسکا کلیات کے اشاعت کا وقت آیا۔ حق یہ ہے کہ ایک ایک اپنے مرتبے میں لاثانی ہے منصفان قدر ناشناس سے اسیقدر دانی ہے۔ حاشا ثم حاشا کہ یہہ بات میرے پاس شاگردی سے نکلی ہو یہہ شاعری نہیں بلکہ کرامت ہے یا اعجاز۔ صاحب مذاق کو سنکر وجد آجاتا ہے خداوند سخن کا دل دیکھا چاہیے۔ یہہ بدء فیاض کا فیض ہے۔ اب اس ہمہ گوئی کو رنگ کا اپنے ہی خاتمہ ہے۔ الٰہی جبتک دیوان کائنات کی نظم مطلع الشمس سے منور ہو حضرت کا دیوان بالطف عیش و زافزون کے ساتھ ہم مستفیدوں کے فرق پر سایہ گستر ہو آمین ثم آمین بحق محمد صلی اللہ علیہ و آلہ اجمعین۔ قطعہ تاریخ از مقرظ ممدوح

شکر ہے چھپ گئے دیوان جناب استاد	پا گئے رتبہ معراج فصاحت الحق
ہے یہہ اس نسخۂ مطبوعہ کی تاریخ غنی	چھپ گیا مصحف آیات افادت الحق

١٢٩٦

اے قمر اب تو ہے سال انطباع کلیات ‖ لکھ چھپا اچھا بہار افزا ہے گلزار سخن
١٢٩٦ھ

قطعہ تاریخ طبعزاد منشی تاج بہادر عرف لالہ خدا بخش منشی مطبع ثمر ہند متخلص بہ غریب

کلیات منیر پر مضمون ‖ کز طبع منیر گشت وقوع
شد دل شائق و خریدارش ‖ خبر شش گذشت ہر کرا مسموع
گشت سالش غریب بیتقوط ‖ این زہے نظم و نثر شد مطبوع
١٢٩٦ھ

نتیجہ فکر بلند مرتبہ گرشتہ طبع ارجمند منشی شیو پرشاد صاحب وہبی متخلص بہ مہتمم مطبع اودھ اخبار شاگرد رشید یار السلطان آفتاب الدولہ دبیر الملک خواجہ ارشد علیخان بہادر شمس جنگ عرف خواجہ اسد متخلص قلق

گشت مطبوع چون کلام منیر ‖ پاک بنشست شمع خوش گویان
کلک من زد رقم بسال طبع ‖ کلیات منیر آفت جان
١٢٩٦ھ

ایضاً

یہ وہ دیوان کہ جسکا اک اک لفظ ‖ مثل مہر منیر روشن ہے
لکھا وہبی نے اسکا سال طبع ‖ کہ یہ شمع منیر روشن ہے
١٢٩٦ھ

نتیجہ فکر دقائق و نکات حضرت تسلیم سہسوانی

دیوان منیر طبع گردید ‖ از فضل عظیم رب اکبر
تسلیم نوشت سال طبعش ‖ دیوان منیر عطر گستر
١٢٩٦ھ

ریختہ قلم سحر نگار رای گلشن کمار صاحب وقار رئیس مراد آباد شاگرد تسلیم سہسوانی

طبع دیوان کا جب سنا مژدہ ۔ ہو گئی شاد خاطر احباب
بہر تاریخ طبع سے نے وقار ۔ لکھا مضمون ہیں گوہر نایاب ۱۲۹۶

تاریخ طبع چکیدہ قلم سحر طراز منشی عبد العزیز سہسوانی متخلص بہ اعجاز

گشت خوش مطبوع دیوان منیر ۔ دلکشا و دلربا و دل پسند
از پے تاریخ طبع روشنش ۔ در قلم آمد چہ نظم ارجمند ۱۲۹۶

تاریخ بے تعمیہ از فکر وارث علی فہم ساکن مولوی گنج من محلات شہر لکھنؤ شاگرد رشید جناب بحر مرحوم - بحر رمل مثمن مقصور

گرد چون بر پا لوای شاعری ملک نظم ۔ میر اسمعیل شد با نام استادی شہیر
چیست بندش حسن نو مضمون خوش فکر بلند ۔ در جہان مطبوع دل گشت این کلام بی نظیر
مشتری تا شاعری بود و چون صنعتگر ۔ شد منور خرد کل از رحمت رب قدیر
تا فلک اوراق مہر و مہ خزینہ انجم نقطہ ۔ شد سواد خط بیاض صبح ہنگام سطیر
وقت ختم انطباع ای فہم این گفتم یقین ۔ بے بدل شد آفتاب از طبع دیوان منیر ۱۲۹۶

ایضاً

از کلام سید اسماعیل صاحب تیغ طبع ۔ ہر سخن سنج جہان از خوبیش آگاہ شد
سال روشن فہم این گفتم بہ ختم انطباع ۔ جزو دیوان منیر اوراق مہر و ماہ شد